جواب عرض

جنوری ۲۰۱۳

آخری قسط

خوبصورتی عذاب بن گئی
کشور کرن، پتوکی

کاش ہم جدا نہ ہوتے
ذکاء اللہ گوندل، سرگودھا

ہیلو کون؟
محمد شعیب مجبور، کورم ایجنسی، پارہ چنار

آمنہ، راولپنڈی
ایک محبت اور سہی

شہزاد سلطان کیف، الکویت
سوچیں

تیرے ہجر میں جلتی ہوں
منیر رضا اینڈ مسز رضا، ساہیوال

بے رونق سی زندگی
آصف سانول، بہاولنگر

شعیب اختر آسی، دنیور گلگت
چاہتیں ایسی بھی ہوتی ہیں

ساجد اعوان ہزاروی، شیخوپورہ
آپ بہت اچھے ہیں

زخم محبت
محمد سجاول، اٹک

جواب عرض کسی کہانی، نا قابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ جواب عرض میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

ماہنامہ جواب عرض لاہور
ماہ جنوری 2013ء کا شمارہ
سرابوں کا سفر نمبر

اک سفر
ڈریم گرل
جہلم

سرابوں کا سفر
ملک عاشق حسین ساجد، مظفرگڑھ

محبت ایک خطا
محمد جاوید بلوچ، ڈیرہ غازیخان

شبنم شہزادی، گاؤں پاپا نگری
تیری زندگی کیلیئے

عابد رشید، راولپنڈی
داستان محبت

لٹی ہے میری دنیا
شیخ اللہ دتہ، پنڈی بھٹیاں

پتھر دل زمانہ

امداد علی عرف
ندیم عباس تنہا، میرپور خاص
بے گناہ لڑکی

خطوط

مداوا کون کریگا
شبانہ شریف، لالہ موسیٰ

جواب عرض کسی کہانی، نا قابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ جواب عرض میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوبصورتی عذاب بن گئی

☑......تحریر: کشور کرن، پتوکی

راحیلہ کی دکھوں بھری زندگی کو خوشیوں نے تھام لیا پھلے اس کا شوھر جو ایک حادثے کی وجہ سے بچھڑ گیا تھا خدا نے وہ ملایا پھر بچھڑی ھوئی ماں ملی اس کی زندگی خوشیوں سے بھرنے لگی اداس چھرے پہ ھر وقت مسکراھٹ رھنے لگی خدا نے اس کی بیٹی ردہ بھی اسے ملا دی روزی جو اس کے شوھر کے ساتھ رھتی تھی اس کی شادی ھو گئی راحیلہ اپنے خونی رشتوں میں اپنی زندگی خوشیوں میں گزارنے لگی راحیلہ کے سبھی رشتہ دار اسے ملے اور اس کی خوشی کودوبالا کیا۔ راحیلہ اور رضا روزینہ کی حالت دیکھ دیکھ کر بھت پریشان ھو رھے تھے روزینہ اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لیے موت کے منہ میں پھنسی ھوئی تھی مگر روزینہ کا شوھر اپنی بیوی کو کسی بھی صورت وقار یعنی روزینہ کے بیٹے کو ملنے کی اجازت نھیں دے رھا تھا ادھر راحیلہ کی دونوں بیٹیاں پریشان تھیں وقارراحیلہ کی چھوٹی بیٹی سے پیار کرتا تھا مگر وھوقار کو بالکل بھی نھیں چاھتی تھی جبکہ بڑی بڑی ردہ وقار کو اپنا پیار سمجھنے لگی ردہ راحیلہ کی بڑی بیٹی اور ندا چھوٹی اب وہ ایک تو وقار سے محبت کرتی ھے مگر وقار دوسری سے محبت کرتا ھے ادھر راحیلہ کی حالت کا جان کر وقار کی اپنی ماں کو خون دینے کے بعد بھت نڈھال ھو گیاتھا وہ اپنی ماں کو ملنے کے لیے کیا کرتا ھے کس طرح اتا ھے اپنی ماں کے پاس یہ جاننے کے لیے۔ اب اگے پڑھیے

(ایک درد بھری کھانی)

آخری قسط

رضا فون سنتے ہی خاموش ہو گئے میں نے پاس جا کر پوچھا رضا جان کیا بات ہے آپ خاموش کیوں ہو گئے؟ کس کا فون تھا کچھ نہیں بیگم آپ خاموش رہیں کیوں جان خیریت تو ہے مجھے نہیں بتاؤ گے؟ بیگم صاحبہ فیصل کا فون تھا کہہ رہا تھا روزینہ کو تیار کرو اس کا بیٹا وقار اسے لینے آ رہا ہے میں نے پوچھا کب بولا پرسوں اس کی فلائٹ ہے میں نے اسے صاف کہہ دیا ہے تم کون ہوتے ہو اسے اپنے پاس بلانے والے اور بیٹا تیرا ہے اگر اس کا ہوتا تو تیری طرح اسے چھوڑ کر تیرے پاس کیوں جاتا نہ یہاں روزی ہے نہ اسے کوئی لینے آئے نہ اس کی زندگی کو عذاب بناؤ سمجھے۔ بیگم میں نے اسے یہ کہہ کر کال بند کر دی ہے اب دیکھیں وہ کیا کرتے ہیں مگر جان اس لیے آپ اتنے پریشان کیوں ہو اب ان کا روزی میڈم کے ساتھ کوئی لنک ہی نہیں ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا آپ ریلیکس ہو جائیں مگر بیگم بیٹا تو اس کا ہے اگر وہ کہہ دے کہ میری ماں ہے تو؟

مگر صاحب جی اگر اس نے یہ کہنا ہوتا تو اپنی ماں کو چھوڑ کر جاتا ہی کیوں آپ پلیز آرام کریں تھکے ہوئے ہیں کچھ نہیں ہوگا او کے بیگم چلو تم بھی آرام کرو چلیں پھر دن گزرنے لگے اور وہ نہ آیا ہم اپنی زندگی بہت سکون سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گزارنے لگے۔

بیگم آج ردہ اور ندا نہیں آئیں ہاں جان پتا نہیں کیوں نہیں آئیں چلو تیار ہو جاؤ ہم چلیں میں جلدی سے تیار ہو گئی جب وہاں پہنچے تو ماں اکیلی تھیں پوچھا بچے کہاں ہیں وہ بولیں آج وہ دونوں کسی دوست کی پارٹی میں گئی ہیں شام کو آئیں گی ٹھیک ہم نے شام کا ویٹ کیا جب بچیاں آئیں تو بہت خوش تھیں میں نے خوش ہونے کی وجہ پوچھی تو ندا بولی مما آج پارٹی میں بہت انجوائے ہوا بہت ساری امیر امیر لڑکیاں لڑکے آئے ہوئے تھے خوب شور شرابہ ہوا وسکی چلی بہت لڑکیوں اور لڑکوں نے خوب جی بھر کے شراب پی۔ او تو بیٹی تم دونوں نے بھی شراب پی کیا؟ نہیں نہیں پاپا ہم ایک شریف باپ کی اولاد ہیں جب آپ نے آج تک ایسا برا کوئی کام نہیں کیا تو ہم کیوں کریں شاباش بیٹی تم دونوں میری بیٹیاں نہیں بیٹے ہو مجھے فخر ہے آپ دونوں پہ پاپا آپ کو ہمیشہ اپنی اولاد پہ فخر ہی رہے گا یہ بات کبھی نہ سوچنا کہ ہم باہر کوئی برا کام کریں گی ہاں بیٹی تھینکس پھر دونوں بچیاں باپ کے گلے لگ گئیں ندا مما میں نے کل کسی اچھی سی پارک میں جانا ہے آپ کا موڈ ہے جانے کا نہیں بیٹی تم دونوں چلی جانا او کے ردہ بولی پھر ہم تھوڑی دیر بیٹھے اور واپس آ گئے۔

ارے ندا تم سے ایک بات پوچھوں تم ایک لڑکے کی طرف بہت متوجہ تھی کیا کوئی چیز بھول تو نہیں آئی نہیں یار میں ایسی باتوں میں انٹرسٹنگ نہیں رکھتی یہ سب فضول باتیں ہیں میرے آگے اگر مجھے ذرا بھی دلچسپی ہوتی تو ہم ابھی تک نہ آتیں۔ او کے میڈم جان چکی ہوں تمہیں ردہ بولی۔ ردہ اور ندا جلدی سو گئی تھیں کیوں کہ پارٹی پہ تھیں شاید تھک گئی تھیں اگلی صبح ردہ سکول اور ندا نے چھٹی کی آج وہ کہیں انجوائے کرنا چاہتی تھی اس نے گاڑی پکڑی اور ایک خوبصورت پارک میں چلی گئی وہاں بہت سی فیملیاں آئی ہوئی تھیں ایک لڑکا جو کافی دیر سے ندا کی طرف بہت گھور گھور کر دیکھ رہا تھا جب ندا نے محسوس کیا تو اُٹھ کر کنٹین پر چلی گئی تھوڑی دیر بعد وہی لڑکا جو شاید اسے اپنے دل میں جگہ دے بیٹھا ہو کنٹین پہ پہنچ گیا ندا کے پاس جا کر بولا ارے کتنی پیاری صورت ہے کاش ایکبار مجھ سے بات تو کرے ندا نے نہ چاہتے ہوئے پوچھ لیا کون ہو تم اور کیوں میرا پیچھا کر رہے ہو یار اک بار پلیز میرے ساتھ ایک چائے پی لو میں جو بھی ہوں پر آپ کے آگے کچھ نہیں ہوں میں نے اس دن تمہیں پارٹی میں دیکھا تھا لیکن تم نے کال نہیں ملائی اگر آج موقع مل ہی گیا ہے تو مجھے تھوڑا سا وقت دو تا کہ میں جی بھر کر تمہیں دیکھ سکوں تیرے ساتھ چائے پی سکوں تم جیسے بہت دیکھے ہیں میرا پیچھا چھوڑ دو اور خبردار جواب میرے منہ لگے تو میں تمہیں منہ نہیں لگانا چاہتی او کے میڈم پھر بھی یہ میرا کارڈ رکھ لو تا کہ کسی دن تمہیں کسی کی ضرورت پیش آ سکتی ہے یہ کہہ کر وہ تیز تیز قدموں سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور لاک کھولتے وقت مڑ کر دیکھا دیکھنے میں وہ کوئی عام لڑکا نہ تھا کوئی کروڑ پتی محسوس ہوتا تھا ندا نے کارڈ دیکھا وقار پرنس نام تھا اڈریس اور فون نمبر بھی تھا ندا نے کارڈ پکڑا ٹیبل کی نچلی سائیڈ پہ لٹکا دیا اور اپنی مستی میں مست ہو گئی اسے بار بار اس کا خیال آ رہا تھا اچانک دوڑی اور کارڈ نکال کر اپنے پرس میں رکھا اور واپس چلی آئی آتے ہی نانی امی ردہ نہیں آئی نہیں بیٹی ڈرائیور لینے گیا ہے آتی ہی ہو گی لیکن تھوڑی دیر بعد ڈرائیور گاڑی اسے دے کر واپس آ گیا وہ ندا کے پیچھے پارک گئی مگر ندا نہ ملی۔

ردہ جب گھر آئی تو کچھ گھبرائی ہوئی تھی ندا بولی ردہ آج تم ٹھیک تو ہو کہاں تھی تو؟ ندا آپی آج نہ پوچھیں کہاں تھی آج میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا خدا نہ کرے پھر؟ پھر کیا گاڑی پہ تو کنٹرول ہو گیا مگر دل اور نگاہوں پر نہ ہو سکا مطلب؟ مطلب کہ میں بہت کچھ بھول آئی ہوں جو صرف اس کی ایک نگاہ نے لوٹ لیا ہے میں کیا بتاؤں کہ وہ کون تھا کیسا تھا کہاں رہتا ہے کیا نام ہے پر اتنا پتا ہے وہ خوبصورت ٹائٹ باڈی گول چہرہ موٹی آنکھیں چکنا رنگ گلابی اور باریک ہونٹ حسن کو بڑھانے کے لیے بالوں کا پف ماتھے پر لہرا رہا تھا اسے زیادہ کیا بتاؤں کہ وہ مجھے کتنا

پیارا لگا وہ اپنی مثال آپ تھا کسی تعریف کا محتاج نہ تھا نہ جانے یہ کس ملک کا پرنس ہو میں نے کوئی خطرہ نہیں دیکھا میں تو اسے دیکھتی رہی کہ وہ کتنا پیارا ہے یار کیا صورت ہے لگتا ہے خدا نے بہت فرصت سے بنایا ہو گا۔ ندا بولی دیکھو ردا اب تم تو عشق کے چکر میں پڑ چکی ہو مجھے نہیں لگتا کہ تم پڑھو گی اور ہاں میری ایک بات یاد رکھنا آپ مجھ سے بڑی ہو مگر مجھے ایسی باتیں مت بتانا مجھے ابھی پڑھنا ہے آپ اپنی لائف کو جیسے مرضی گزارو او کے۔ ردا منہ بنا کر کمرے میں چلی گئی اب ردا کے دل و دماغ میں وہی چہرہ گھوم رہا تھا وہ چاہتی تھی کہ کسی بھی وقت وہ میرے سامنے آئے اور میں اسے اظہار محبت کر دوں مگر وہ نا جانے کہاں رہتا ہے کون ہے؟ پوری رات ندا بولتی رہی ارے وہ آپی سوتی نہیں؟ نہیں یار نیند نہیں آ رہی مگر آپی کیوں نیند نہیں آ رہی سو جاؤ نہ نہیں یار تم سو جاؤ جب نیند آئے گی میں سو جاؤں گی دیکھیں آپی آج جو واقع آپ کے ساتھ ہوا ہے وہی آپ کے سامنے ہے مگر آپ کو ایسا نہیں سوچنا چاہیے کیوں کسی اجنبی کے لیے اپنے آپ کو تڑپا رہی ہو وہ تو چلا گیا مگر تم نے اپنے آپ کو ادھر ہی چھوڑ دیا اگر وہ کسی اور کو چاہتا ہو تو کیا کرو گی؟ نہیں نہیں وہ ایسا نہیں لگتا میں نے اس کی آنکھوں کی نظر اس کے دل میں جھانک لیا ہے اس کا دل صاف ہے اور وہ میرا بنے گا دیکھنا میں ایک دن اس کو تمہارے سامنے لے کر آؤں گی سچ مانوں تو وہ میری نیند میرا سکون میرا دل ندا بولی۔ نہیں آپی وہ نہیں لے گیا آپ نے خود بخود اس کو دیا ہے اب چاہے وہ اپنائے یا ٹھکرائے یہ اس کی مرضی دیکھیں ندا میڈم تم میرے پیار کی توہین کر رہی ہو میں ڈھونڈوں گی اسے میں اپناؤں گی اسے اور ہاں اگر شادی کی تو اس سے ورنہ یہ زندگی یہ سانسیں فضول جائیں گی۔

او کے ردا آپی تم اسے سوچو اسے چاہو اسے اپناؤ تم پر تو وہ ایسے سوار ہو گیا ہے جیسے کسی آسیب کا سایہ انسانوں پر سوار ہوتا ہے میں سونے لگی ہوں پلیز یا تو لائٹ آف کر دو یا پھر اپنے کمرے میں چلی جاؤ او کے تم سو جاؤ میں اپنے روم میں جاتی ہوں ردا جلدی جلدی دیوانہ انداز میں نکل گئی صبح نانی امی ارے ندا بیٹی ردہ نہیں اٹھی کیا؟ تو گرینڈ مدر وہ نہیں اٹھ رہی آپ کوشش کریں ورنہ میں جاتی ہوں سکول کیوں کہ میں اب چھٹی نہیں کروں گی میٹرک کے ایگزام قریب آ رہے ہیں او کے بیٹی تم تیاری کرو میں اسے جگاتی ہوں ردہ بیٹی جی گرینڈ اٹھو سکول نہیں جانا کیا؟ نو گرینڈ آج میں ٹھیک نہیں ہوں میں نہیں جاؤں گی او کے بیٹی مت جاؤ اگر تمہارا دل نہیں کرتا تو میں تمہاری مما کو فون کرتی ہوں پھر جیسے وہ کہے گی ویسے کرنا او کے نانی امی میرا بالکل بھی دل نہیں کرتا پڑھنے کو ردہ بولی ردہ کے دل میں کیا تھا یا پھر وہ کیا کرنا چاہتی تھی خیر دن گزرتے گئے ردہ اور ندا کے پیپروں کی تیاری کا زور تھا ندا تو ہر وقت پڑھتی اور ردہ کو بس اسی ہمسفر کی تلاش تھی ندا بولی ردا آپی کیا آپ کا پڑھنے کو دل نہیں کرتا؟ نہیں بس میرے پاس دل ہو تو پھر ہے میرا دل تو کوئی دل والا چرا کر لے گیا ہے میری کمزوری اب وہ ہی ہے میری ہر کامیابی وہ ہے اگر مل جائے تو میں اپنے دل کے بدلے اس کا دل چرا لوں مگر سارا دن سڑکوں پہ گھومتی ہوں کہیں نظر نہیں آتا دیکھیں ردہ آپی آپ ایگزام دے لو پھر جو چاہے کرنا۔ نہیں پڑھنا مجھے تم پڑھو جتنا جی چاہتا ہے او کے آپی آج کے بعد میں تمہیں پڑھنے کو نہیں کہوں گی جو تمہارے دل میں آئے کرو میرا مستقبل خراب مت کرو آپ پہ عشق کا بھوت سوار ہے کوئی بھی اچھا نہیں لگتا آپ کو ہاں یار مجھے اکیلا چھوڑ دو رضا بولے بیگم کل روزی کا فون آیا تھا رو رہی تھی کہتی ہے آپ لوگ آئیں تو صاحب جی چلیں ہم اسے ملنے چلتے ہیں پتا نہیں اس نے کیا کہنا ہے یا پھر وہ اداس ہو گئی ہو گی ہاں بیگم تم تیار ہو جاؤ میں بچیوں کی خبر لے لوں او کے صاحب پھر رضا نے فون کیا۔

ہیلو ندا بیٹی کیسی ہو جی پاپا میں فائن ہوں آپ اور مما کیسے ہیں؟ بیٹی سب ٹھیک ہے سکول جا رہی ہوں ناں؟ جی پاپا اور ردہ کیسی ہے پڑھائی کر رہی ہے یا پھر؟ نہیں پاپا وہ دو تین دن سے سکول نہیں جا رہی اگر کہیں تو وہ ڈانٹتی ہیں آپ خود اسے سمجھائیں ٹھیک ہے بیٹی پاپا روزینہ آنٹی نہیں آئیں کیا؟ نہیں بیٹی اسے ڈاکٹر نے آرام کرنے کو کہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے میں اور تمہاری مما جا رہے ہیں تم بھی چلو گی کیا جی پاپا مگر کیا مگر بولی جی پاپا میں تیاری کر رہی ہوں بیٹی ہم نے کل واپسی کر لینی ہے اگر تم چاہو تو آ جاؤ او کے پاپا میں تیار ہو کر آ رہی ہوں مگر میں اپنی گاڑی میں جاؤں گی آپ کی گاڑی میں. پتا نہیں کیوں خیر پاپا جانی میں آ رہی ہوں خدا حافظ ردہ بولی آج کہاں جانے کی تیاری ہے ندا؟ آپی وہ میں مما پاپا کے ساتھ آنٹی روزینہ کو ملنے جا رہی ہوں آپ جاؤ گی کیا نہیں میرا موڈ نہیں تم جاؤ او کے ڈرائیور گاڑی نکالو ارے ندا تم تو بالکل ایک خوبصورت پری لگ رہی ہو پہلے اپنی نظر اتار لو پھر نکلنا باہر کہیں کسی کی نظر کا نشانہ مت بن جانا نہیں مجھے اپنا حسن نہیں فیوچر سنوارنا ہے یہ تو آج اور کل اور لیکن آنے والی زندگی میں یہ ہمیشہ کام نہیں آتا اب آپ مجھے اجازت دیں مما پاپا میرا ویٹ کر رہے ہیں اپنا خیال رکھنا بائے۔ ارے ایک تو یہ ٹریفک سگنل کا مسئلہ ہوتا ہے ندا کی گاڑی رک گئی ساتھ ہی رکنے والی گاڑی سے آواز آئی ارے میڈم آپ شکر ہے خدا کا کہ تم مل گئی ندا اس کی بات کی طرف متوجہ ہوئی لیکن آپ کون میں وہی وقار پرنس میں نے ایک پارک میں آپ کو اپنا کارڈ بھی دیا تھا اوشٹ یار اب پتا نہیں یہ کیا دماغ کھائے گا سگنل کھلا گاڑی چلنے لگی اس کی گاڑی بھی مسلسل پیچھا کرنے لگی آخر خالی روڈ پہ آ کر اس نے رستہ روک لیا پلیز میڈم رک جاؤ ایک بار بس ایک بار مجھ سے بات کر دو پلیز ندا بولی تم کون ہو کیا چاہتے ہو؟ کیوں میرا رستہ روکا ہے دیکھو میں تمہارے جال میں پھنسنے والی نہیں ہوں کوئی اپنے جیسی لوفر تلاش کرو کیا مطلب میڈم؟ میں ناں تو لوفر ہوں ناں کوئی عام انسان ہوں خدا نے ہر چیز سے نوازا ہے مجھے اگر آپ گاڑی سے نکل کر ایک بار میری بات سن لیں تو کیا فرق پڑتا ہے؟ بہت زیادہ فرق پڑتا ہے مجھے میں تمہاری طرح فری نہیں ہوں بہت کام کرنے میں مجھے میرا رستہ چھوڑو نہیں میڈم ایسے تو میں آپ کو کبھی نہیں جانے دوں گا تو کیا چاہیے تمہیں پیسے چاہیے؟ جاب چاہیے یا پھر غیرت چاہیے؟ یا جیل چاہیے؟ میرے پاس یہ چیزیں آسانی سے مل جائیں گی تمہیں بولو میڈم مجھے آپ کے ہونٹوں کی مسکان چاہیے دیکھو میرے پاس فضول باتوں کے لیے ٹائم نہیں تم میرا ٹائم ویسٹ کر رہے ہو اپنے کام سے کام رکھو تین ماہ سے میں تمہیں تلاش کر رہا ہوں آج اگر آپ ملی ہو تو میں کیسے جانے دوں آپ پلیز ایک بار گاڑی سے باہر آ کر میرے دل کا بوجھ ہلکا کر دیں لگتا ہے تم جیسے دیوانوں کا بھوت جوتوں سے اترتا ہے میڈم آپ جوتے تو کیا گولی بھی مار لو مگر میری بات سن لو ہاں بولو۔ میڈم میں نے آپ کو کارڈ دیا تھا کہ آپ مجھ سے رابطہ کرو گی مگر آپ نے مجھے بہت بے چین کر دیا تھا اب پلیز اپنا نام بتائیں اور اپنا نمبر دیں میں خود کر لوں گا رابطہ ٹھیک ہے میرا نام ندا ہے میں سیٹھ رضا صاحب کی بیٹی ہوں یہ میرا نمبر ہے اور کچھ ارے تم رضا کی بیٹی ہو؟ کیوں کیا ہوا؟ بتاؤ تم رضا کی بیٹی ہو؟ جی میں رضا کی بیٹی ہوں لیکن آپ اتنے پریشان کیوں ہو گئے؟ کیا آپ جانتے ہو؟ میرے پاپا کو لیکن سیٹھ رضا کی بیٹی کا نام ندا نہیں ردہ تھا۔ آپ کو کیسے پتا کہ رضا کی بیٹی ردا ہے جی میں ان کی تلاش میں ہوں میں 10 سال کا تھا جب ان سے دور ہوا تھا لیکن اب واپس آ گیا ہوں اگر تم واقعی ہی ان کی بیٹی ہو تو پلیز مجھے ان سے ملا دو کیا مطلب آپ مجھے پوری بات بتائیں کہ آپ میرے پاپا کو کیوں تلاش کر رہے ہو؟ کیسے جانتے ہو؟ اور کیا کام ہے آپ کو مجھے تفصیل سے بتائیں چلو کہیں بیٹھ کے بات کرتے ہیں او کے میرے پاس وقت تو نہیں ہے بہر حال چلیں کسی پارک میں بیٹھ جاتے ہیں یا پھر کسی ریسٹورنٹ میں ٹھیک ہے میڈم جہاں تمہارا جی چاہے چلو پھر ایک پارک میں جا کر بیٹھ گئے۔

میڈم کیا آپکا نام ندا ہے اور آپ رضا صاحب کی بیٹی ہو؟ جی مگر آپ کیسے جانتے ہو مجھے یہ بتائیں میں 10 سال کا تھا جب میرے پاپا مجھے پاکستان سے لے گئے تھے اور میری مما کو طلاق دے دی تھی لیکن میں پاکستان نہیں چھوڑ سکتا میں 12 سال بعد آیا ہوں اور میں مارا مارا پھر رہا ہوں کہ کہیں میری ماں نظر آئے ایک دن اسی پارک میں اسی ٹیبل پہ میں نے آپ کو اپنا کارڈ دیا تھا سچ تو یہ ہے کہ میں نے پہلی نظر دیکھتے ہی تمہیں اپنی نظروں میں

دل میں بٹھا لیا تھا مگر اس دن کے بعد نہ تو میں چین سے سو پایا ہوں نہ ہی کہیں سکون ملا ہے میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہیں دوبارہ دیکھنے کی طلب کی ہے میڈم ۔ امیں تمہیں کیسے بتاؤں کہ تم میرے لیے کیا ہو مجھ پہ جو گزر رہی ہے وہ میں جانتا ہوں میں نے اپنی زندگی میں اتنی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی اور شاید آپ کو میری باتیں بری لگیں مگر اب تو میرا کام اور بھی آسان ہے تمہارے ذریعے میں امی تک پہنچ سکتا ہوں مگر تمہاری مما کون ہے؟ کیا نام ہے اس کا؟ جی اس کا نام روزینہ ہے او تو تو...... آپ روزینہ آنٹی کے بیٹے ہو؟ جی میں ہی ہوں وہ بد نصیب آٹھ ماہ سے اپنی مما کی تلاش میں گھوم رہا ہوں اور شاید آپ کا نام ندا نہیں ہے ردہ ہے یا پھر آپ نے اپنا نام چینج کیا ہے مگر جو راحیلہ آنٹی کی بیٹی تھی اس کا نام ردہ تھا اب مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ راحیلہ آنٹی کی بیٹی ردہ سے ندا کیسے بن گئی؟ میں سمجھاتی ہوں میں ردہ کی چھوٹی سسٹر ہوں اور میں اس وقت آنٹی روزی سے ہی ملنے جا رہی ہوں مگر پلیز ندا میڈم مجھے میری ماں کا ایڈریس یا نمبر دیں پلیز پلیز میں اپنی ماں کو ملنے کو بہت بے چین ہوں میرا نام وقار پرنس ہے جی جانتی ہوں اب آپ اس بات کو ادھر ہی چھوڑیں اور پھر کبھی ملاقات ہو گی دیکھیں میں آپ کو ایسے کسی بھی صورت نہیں جانے دوں گا جب تک میرا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو جاتا دیکھیں وقار صاحب میں نے تمہیں کہا ناں کہ بعد میں بات ہو گی یا پھر فون پہ بات کروں گی آپ مجھے میری مما کا نمبر دیں میں خود رابطہ کروں گا۔ دیکھیں وقار پہلے تمہارے باپ نے اسے طلاق دی اس سے بیٹا یعنی آپ کو چھینا گیا وہ روتی رہی اب اگر اس کا گھر بسا ہے تو پلیز اسے اور پریشان مت کرو میں ابھی کچھ نہیں کر سکتی اس سے پہلے کہ میں تمہیں تمہاری وہ ماں سے نفرت والے لمحے یاد کروا دوں تو بہتر یہی ہے کہ میرا رستہ چھوڑو اور مجھے جانے دو لیکن میڈم تم مجھ سے وعدہ کرو کہ میری مما کو ملواؤ گی میں کچھ کہہ نہیں سکتی ہو سکتا ہے آپ کی وجہ سے اس کا شوہر اس کے ساتھ کیسا سلوک کرے اور میرا وقت بہت قیمتی ہے آج کا موضوع ادھر چھوڑو پھر کبھی بات ہو گی رکو ندا میڈم کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ میری مما نے دوسری شادی کیوں کی اس کے پاس دولت شہرت نوکر بنگلے سب کچھ تھا ان کو کیا مجبوری تھی شادی دیکھو وقار اگر تم یہ کہو کہ دولت سے خوشیاں ملتی ہیں رشتے دار ملتے ہیں تو یہ جھوٹ ہے شوہر تو پہلے ہی انہیں چھوڑ گیا تھا یعنی آپ کے پاپا ان کے پاس ایک بیٹا تھا جو ان کے لیے بہت بڑا رشتہ اور دولت تھی یعنی آپ جب آپ نے بھی باپ کی خاطر ماں کو ٹھکرا دیا تو ان کے پاس کچھ نہ بچا تمہیں نہیں پتا تمہارے جانے کے بعد ان پہ کیا گزرتی رہی وہ پل پل جیتی اور پل پل مرتی رہیں نہ تو وہ دولت سے اپنا شوہر واپس لا سکتی تھیں اور نہ ہی اپنا بیٹا وقار ابھی وہ ایک جوان عورت تھی دنیا کا منہ بند کیسے کرتی اسے ایک رشتہ کی ضرورت تھی جو خدا نے اسے بہت ہی چاہنے والا شوہر دے دیا اب وہ اپنے شوہر کے پیار میں اپنا دکھ بھول گئی ہے بہتر یہی ہے کہ تم اس کی زندگی کو دوبارہ عذاب مت بناؤ اور میرا خیال ہے کہ آپ اچھی عقل اور دماغ کے مالک ہو میری باتیں سمجھ جاؤ گے ایک منٹ میرا فون آ رہا ہے ہیلو بیٹی کہاں ہو ہم آپ کا ویٹ کر رہے ہیں جلدی آؤ او کے پاپا میں آ رہی ہوں خدا حافظ دیکھیں وقار میرے پاپا میرا ویٹ کر رہے ہیں میں چلتی ہوں او کے میڈم پر میری مما کو میرا اسلام کہنا وہ بعد کی بات ہے بائے بائے ندا اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی وقار پر کیا گزری یہ تو وہ ہی جانتا ہے جب تک ندا کی گاڑی نظر آتی رہی وقار آنکھوں سے آنسو صاف کرتا ہوا اسے دیکھتا رہا ندا ہمارے پاس پہنچتے ہی ہیلو مما پاپا میں آ گئی چلیں بیٹی اتنی دیر لگا دی سوری مما میں بس ویسے آرام سے چلتی رہی تھی خیر مما آپکا کیا حال ہے؟ ٹھیک ہوں بیٹی تمہاری آنٹی روزی ہے نہ وہ ٹھیک نہیں ہے تمہیں بہت مس کر رہی تھی اچھا ٹھیک ہے مما میں جا تو رہی ہوں اتنے میں ڈرائیور آ گیا بیگم صاحبہ گاڑی تیار ہے چلئے چلو بیٹی مما میں اپنی ہی گاڑی میں جاؤں گی بیٹی ڈرائیور کی ضرورت تو نہیں؟ تو مما چلیں ہاں چلیں پھر ہم لوگ روانہ ہو گئے روزی میڈم کے گھر پہنچتے ہی روزی دوڑی آئی اور مجھے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی میں نے بڑی مشکلوں سے اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چپ کروایا خیر تھوڑی دیر بعد کھانا چائے سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے بولی راحیلہ بیگم مجھے میرا وقار بہت یاد آتا ہے ارے روزینہ تم خود کو کیوں اتنا مایوس کر رہی ہو آخر وجہ کیا ہے؟ اتنے میں عامر بولا آپی ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ یہ ماں نہیں بن سکتی اس لیے یہ خود کو مایوس کرتی رہتی ہے میں نے کتنی بار سمجھایا ہے کہ مجھے اولاد نہیں چاہیے اگر نصیب میں ہوتی تو مل جاتی مگر جب میں نہیں مایوس ہوا تو یہ کیوں ٹینشن میں ہے آپ پلیز اسے سمجھائیں ہو سکتا ہے آپ لوگوں کی بات اس کے ذہن میں بیٹھ جائے اور یہ اپنے آپ کو بدل لے او تو یہ بات ہے ارے روزی تم بچی نہیں ہو اور پھر اولاد تو مرد کی قسمت ہوتی ہے کہتے ہیں دولت عورت کی اور اولاد مرد کی قسمت ہے تم بہت خوش قسمت ہو یار اتنے میں رضا بولے روزینہ تم چلو تیار ہو جاؤ کچھ دن ہمارے ہاں چلو پھر آ جانا عامر بولا او ہو میں نے آپ کو کہا ہے اسے سمجھا دو تو آپ لوگ اسے مجھ سے دور لے جانے کے لیے کہہ رہے ہو۔ کیوں روزینہ بیگم جانا چاہتی ہو؟ جی میں جانا چاہتی ہوں دو تین دن بعد آ جاؤں گی او کے بیگم پر خوش رہا کرو روزی کی نظر ندا پر پڑی جو کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی بولی ندا بیٹی کیا سوچ رہی ہو میرا گھر اچھا نہیں لگا کیا؟ نہیں آنٹی یہ بات نہیں ہے میں سوچ رہی ہوں جو آپ کا بیٹا وقار تھا اسے کتنا عرصہ ہوا ہے آپ کو چھوڑ کر گئے ہوئے؟ 12 سال ہو گئے ہیں بیٹی۔ پھر اب تو وہ ایک بہت خوبصورت جوان شہزادہ بن گیا ہوگا؟ ہاں بیٹی وہ 10 سال کا تھا جب گیا تھا آنٹی اگر کبھی وہ آپ کے سامنے آ جائے تو کیا آپ اسے پہچان لیں گی ہاں میں ایک ماں ہوں اور کوئی بھی ماں اپنی اولاد کو پہچاننے میں دیر نہیں کرتی اگر آنکھیں دھوکا کھا جائیں تو دل کی دھڑکن ضرور بے تابی سے بول اٹھتی ہے کہ یہ تیرا خون ہے جیسے آپ کی مما نے اتنی بیٹی ندا یعنی آپ کو پہچانا تھا اگر کبھی میرا وقار میرے سامنے آ گیا تو میں کبھی فوراً اسے اپنے سینے سے لگا لوں گی تحیف آنٹی میں دعا کروں گی کہ آپ کا بچھڑا ہوا لال آپ کو مل جائے مگر آنٹی میں ایک اور بات پوچھنا چاہتی ہوں انکل عامر کے سامنے ہی کہ اگر آپ کا بیٹا آپ کو مل جائے تو کیا انکل اسے قبول کر لیں گے یا پھر۔ اس سے پہلے کہ روزی بولتی عامر بولا بیٹی یہ میری بیوی ہے میرا پیار ہے یہ جو چاہے کر سکتی ہے میرے گھر میں اس کیلیے ناں تو کوئی پابندی ہے ناں میں ایسی کوئی سوچ رکھتا ہوں اگر اس کا بیٹا ہے تو وہ میرا بھی بیٹا ہے میں اسے اپنا بیٹا بنا کر رکھوں گا مگر وہ ایک بار آئے تو سہی اتنے میں رضا بولے ارے بیگم ماشاءاللہ ہماری بچی کتنی سمجھدار ہو گئی ہے جو سوال ہمارے دماغ میں نہیں آئے وہ ہماری بیٹی نے کتنی سمجھداری سے پوچھے۔ ہاں صاحب جی آخر یہ بیٹی کس کی ہے پھر ہم نے رات گزار کر روزی کو تیار کیا اور اپنے ساتھ لے آئے ندا بولی مما میں چلتی ہوں مجھے تیاری کرنی ہے او کے بیٹی اپنا خیال رکھنا بائے مما ندا کے دل دماغ میں اب وقار ہی تھا اس کی باتیں اور اس کی ماں کے لیے اس کے دل میں جو تڑپ تھی وہ بار بار اسی طرح روتا ہوا نظر آ رہا تھا آخر ندا گھر پہنچی تو تھکاوٹ کی وجہ سے سو گئی شام کو کسی رونگ نمبر سے کال آئی تو ردہ نے رسیو کی ہیلو کون؟ جی آپ ندا میڈم ہو دوسری طرف سے آواز آئی نہیں مگر آپ کون ہو؟ جی میں میں نے ندا سے بات کرنی ہے یہ نمبر تو ان کا ہے ناں؟ ہاں مگر وہ سو رہی ہیں آپ دوبارہ کال کرنا جی ٹھیک ہے رکو رکو ایک منٹ آپ نے اپنا نام نہیں بتایا؟ مگر میڈم میں آپ کو بھی نہیں جانتا آپ کون ہو میرا نام ردہ ہے او تو آپ ہیں ردہ؟ جی مگر آپ کو کیسے پتا؟ جی جی میں بعد میں کال کروں گا ردہ رضا۔ ایک منٹ اجنبی آپ ہمیں کیسے جانتے ہیں اپنا نام بتائیں پلیز جی میرا نام وقار پرنس ہے مگر اک بات کہوں؟ جی بولیں میں تمہیں بچپن سے جانتا ہوں مگر آپ کیسے جانتے ہیں؟ ردہ بولی جی میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں آپ رضا اور راحیلہ کی بیٹی ہو ندا سے بڑی دیکھیں وقار میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں لگتا ہے یہ آواز سنی سی لگتی ہے ہاں میں جو بھی ہوں جہاں بھی ہوں میں تمہیں نہیں مل سکتا جب میڈم ندا اٹھیں تو بتا دینا کہ وقار کی کال آئی تھی او کے فون بند ہو گیا ردہ بہت پریشان ہو گئی کہ یہ کون ہو سکتا ہے جو ہم سب کو جانتا ہے اور اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا خیر ابھی

ندا اٹھ جائے میں پوچھتی ہوں کہ یہ وقار کون؟ رات کا کھانا تیار ہوا تو نانی امی نے ندا کو آواز دی ندا بیٹی اٹھو کھانا تیار ہے اچھا نانو میں ابھی آتی ہوں ندا اٹھی غسل کیا اور ٹیبل پر جا بیٹھی ردہ بولی ندا تمہارا فون آیا تھا کس کا؟ کوئی وقار نام کا لڑکا تھا او تو تم نے سنا؟ جی میں نے سنا مسلسل بیل بج رہی تھی میں نے رسیو کر لیا کیا کہتا تھا وہ؟ وہ کہہ رہا تھا میں تم سب کو جانتا ہوں ندا چھوٹی اور تم بڑی ہو مجھے اس کی ایک بات سمجھ میں نہیں آ رہی وہ کہہ رہا تھا کہ میں تمہیں بچپن سے جانتا ہوں اور تمہارے مما پاپا کو بھی او کے میں ابھی پوچھتی ہوں ملازمہ کو آواز دے کر کہا میرا موبائل لاؤ موبائل آ گیا نمبر ڈائل کیا دوسری طرف سے آواز آئی کون؟ جی میں ندا بول رہی ہوں آپ کی کال آئی تھی بولیں کیا بات ہے؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری مما کیسی ہیں مجھے مس کرتی ہیں یا نہیں دیکھیں ابھی اس وقت میں کھانے کی ٹیبل پہ ہوں بعد میں بات کرنا او کے یہ کہہ کر فون بند کر دیا ردہ نے ندا کے موبائل سے نمبر لے لیا اور رات کو کال کی بولی ہیلو۔ وقار بات کر رہے ہیں ناں؟ جی میں وقار مگر آپ میں ردہ ہوں دیکھو تم کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو میں بتاتی ہوں تمہیں جی ردہ میڈم میں کچھ نہیں پوچھنا چاہتا بس ویسے ہی میرا دل کیا تھا ندا سے بات کرنے کو شاید وہ لفٹ نہیں کروا رہی دیکھیں ندا ایسی لڑکی نہیں ہے میں آپ کو ندا کے بارے میں بتاؤں گی لیکن اک بات کہوں؟ جی بولیں مجھے آپ کی آواز بہت اچھی لگتی ہے جب آپ نے ندا کو کال کی تھی میں نے رسیو کر کے آپ کی آواز ہی تو سنتی رہی میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ ابھی تک وہ آواز میرے کانوں میں رس گھول رہی ہے کیا آپ آواز کی طرح ہی خوبصورت ہو؟ میرا دل کہتا ہے کہ آپ کسی شہزادے سے کم نہیں ہو میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں آپ پلیز ایک بار مجھے ملو مجھے آپ کی آواز نے بہت بے تاب کر رکھا ہے جب تک میں آپ کو دیکھ نہ لوں مجھے چین نہیں آئے گا۔ دیکھو ردہ میڈم شاید تمہارے خوابوں کا شہزادہ کوئی اور ہے میں نے آپ سے تھوڑی سی بات کی تو آپ مجھے اپنا سمجھ رہی ہیں آج تک میں نے کسی لڑکی سے بھی بات نہیں کی نہ ہی مجھے اپنے پیار کے جال میں پھنسائیں میرے دل میں پیار کا نام ونشان بھی نہیں ہے آپ پلیز میرا خیال اپنے ذہن سے نکال دو میں تمہاری یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا بس میں ندا سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مگر وہ بات کرنا مناسب نہیں سمجھتی وقار کی بات ختم ہونے پر ردہ بولی دیکھیں وقار تم نے شاید مجھے دیکھا نہیں ہے اگر مجھے دیکھ لو گے تو تمہارے دل میں خود بخود میرا پیار جوش مارنے لگے گا ندا سے بھی زیادہ خوبصورت ہوں میں تو میڈم اپنی اس خوبصورتی کو سنبھال کر رکھیں آپ کے کام آئے گی وقار بولا۔

ردہ نے کہا دیکھیں وقار اگر تو تم مجھے ایک بار مل جاؤ اور میں دیکھ لوں تو ہو سکتا ہے میں تمہاری جان چھوڑ دوں ورنہ میں اب اس آواز کی دیوانی ہوں مجھے کچھ بھی کرنا پڑا تمہیں پانے کے لیے سو کروں گی ایک بار میرے ہاتھ لگ جاؤ دوبارہ میرے دل سے نکلنے کا رستہ بھول جاؤ گے دیکھیں میڈم لگتا ہے تم بہت ضدی ہو میں ناں تو تمہیں کسی دھوکے میں رکھنا چاہتا ہوں اور ناں ہی آپ کے عشق کے خواب دیکھنا چاہتا ہوں پلیز اپنی پڑھائی میں توجہ دو لگتا ہے گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلے گا او کے میں بعد میں بات کرتی ہوں۔ نہیں پہلے میری بات سنو کیا تم مجھے مل سکتی ہو؟ جی مل سکتی ہوں ردہ کو اپنے منزل نظر آنے لگی وہ خوشی سے اچھی پڑی بولی مجھے پتا تھا میں تمہیں جیت جاؤں گی تھینکس وقار۔

تھینکس میں کل تمہیں ملوں گی چاہے بلا لینا پر ایک بات کا خیال رکھنا اس بات کا ندا کو پتا نہیں چلنا چاہیے او کے میڈم میں ندا کو کچھ نہیں بتاؤں گا میں کل 10 بجے کال کروں گا پھر کسی ریسٹورنٹ میں ملتے ہیں او کے وقار اپنا خیال رکھنا تھینکس۔ کال بند ہو گئی ردہ کے لیے تو عید کا سماں تھا وہ اپنے خوابوں کے شہزادے کو دیکھنے کے لیے بہت بے تاب ہو رہی تھی پوری رات نہ سو سکی اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے کل میں نے اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

راج کمار کو دیکھنا ہے کون سا ڈریس پہن کے جاؤں کون سا سینٹ لگا کے جاؤں میں نے اسے کیا کہنا ہے ارے میں اسے ملنے تو جا رہی ہوں پر کیا کہوں گی؟ کیسے اظہار محبت کروں گی؟ میں اسے دیکھتے ہی بولنے کی طاقت بھول جاؤں گی ارے ردہ پاگل ہو ردہ کا ضمیر بول پڑا تم اسے اپنی ادائیں دکھانا اپنی آنکھوں کی گہرائی میں اسے ڈبو لینا۔ نہیں میں یہ کہوں گی کہ میں نے پوری رات صبح ہونے کا انتظار کیا ہے میں تم سے محبت کرتی ہوں میں تمہارے بنا نہیں جی سکتی میرا دل میرے بس میں نہیں ہے اسے اپنے قبضے میں لے لو۔ ضمیر کی آواز آتی نہیں ردہ ایسا مت کرنا پہلے اس کی باتیں سن لینا کہ وہ کیا کہتا ہے ہوسکتا ہے وہ کسی اور سے پیار کرتا ہو؟ ہوسکتا ہے وہ تجھے انکار کرنے کے لیے بلا رہا ہو ہوسکتا ہے وہ کوئی مطلب پرست ہو؟ ہوسکتا ہے شادی شدہ ہو؟ ہوسکتا ہے کوئی دھوکے باز ہو۔ ردہ فوراً بولی وہ ناں تو دھوکے باز ہے نہ شادی شدہ ہے نہ مطلب پرست ہے اور نہ ہی انکار کرے گا چل ردہ ٹائم دیکھو کیا ہوا ہے ہوسکتا ہے 10 بجنے والے ہوں اور اس کی کال آجائے ارے نہیں ابھی تو 2 بجے ہیں سو جا تمہیں نیند نہیں آرہی؟ نہیں میں اپنی نیند کھو چکی ہوں وہ میری نیند لے گیا ہے ایک اجنبی نے اپنی میٹھی زبان سے میرا دل کاٹ کر چرا لیا ہے ہوسکتا ہے میری کسی بات نے اس کے دل میں جگہ بنالی ہو؟ ضمیر فوراً بول پڑا مت جانا ردہ وہ تم سے پیار نہیں کرے گا وہ تو اپنا دل کسی اور کو دے چکا ہے تم کیوں اس کے پیچھے بھاگ رہی ہو؟ ارے یہ کون ہے جو مجھے روک رہا ہے اگر کسی میں دم ہے تو مجھے روک کر دکھائے ردہ خود سے الجھنے لگی 2 بجکر 25 منٹ پر اس نے مس کال کر دی شاید وہ اپنے خوابوں کی دنیا میں محو رقص تھا دوبارہ پھر کال کر دی ہیلو۔ وقار وقار کدھر ہو آپ وقار اٹھو پلیز اٹھو مجھے نیند نہیں آرہی تمہاری یاد مجھے سونے نہیں دیتی وقار آپ سن رہے ہیں ناں؟ جی سن رہا ہوں وقار بولا۔ وقار آپ کو کون سا کلر پسند ہے؟ آپ کو کس طرح کا ڈریس اچھا لگتا ہے؟ وقار بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ تمہیں کون سا پرفیوم پسند ہے بتاؤ پلیز وقار میری باتوں کا جواب دو وقار بولو بھی دیکھیں ردہ میڈم میں ابھی نیند میں ہوں اچھا تو نیچر کا رکسی اور کی نیند چرا کر انجوائے کر رہے ہیں؟ کیا مطلب ردہ میڈم؟ مطلب کہ میں بالکل بھی سو نہیں پائی اور آپ نیند کی دنیا میں گھوم رہے ہو؟ وقار بولا ردہ پگلی سو جا اور مجھے بھی سونے دے نہیں تم اتنے پیار سے بولو اور مجھے نیند آجائے آج پہلی رات کسی کی یاد نے اتنا بے تاب کیا ہے کبھی نہیں جاگی میں اس طرح جیسے آج جاگ رہی ہوں پلیز وقار مجھ سے باتیں کرو میں آپ سے پیار کرتی ہوں اور میں نہیں جانتی میں اب سوؤں اور نہ ہی سونے دوں گی ردہ کی بات سن کر وقار ہنسنے لگا بولا پاگل خود یہ روگ مت لگا اب سو جا کل ملاقات ہوگی اگر تم سوئی نہیں تو کل کہو گی میں رات جاگنے کی وجہ سے ٹھیک نہیں ہوں ارے تمہیں کیسے پتا کہ میں ایسی ہوں کیوں کہ میں بچپن سے جانتا ہوں۔ وقار مجھے ایک بات سمجھا دو کہ آپ مجھے کیسے جانتے ہو کہاں دیکھا تھا؟ پلیز یہ بتا دو دیکھیں ردہ میں سونے لگا ہوں کل ساری باتیں بتا دوں گا مگر تم سو جاؤ کوئی ٹینشن مت لینا پرستان کی پری او کے راجکمار آپ سو جائیں میں تیاری کرتی ہوں ٹھیک ہے جو مرضی کرو بائے بائے کل نو بجے ردہ تیار ہوگئی وہ واقعی ہی کسی پرستان کی پری لگ رہی تھی میں تو میری دونوں بچیاں مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت تھیں شاید خدا نے انہیں میرا حسن توڑنے کے لیے اتنی پیاری صورتیں دی تھیں 9:30 منٹ پر کال آگئی ہیلو ردہ کدھر ہو میں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں جناب میں آرہی ہوں آپ کہاں ہو؟ فائیو سٹار میں ہوں تم وہاں آجاؤ او کے ردہ جلدی جلدی نکلی گاڑی نکال کر روانہ ہوگئی ہوٹل میں پہنچ کر وہ حیران ہوگئی کہ وہی لڑکا جسے یہ پہلے سے اپنا دل دے بیٹھی تھی او تو آپ ہیں ردہ میڈم جی میں ہوں مگر میں نے اس دن آپ کو دیکھا تھا جب ہمارا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تم نے مجھے اپنا نام کیوں نہیں بتایا تھا؟ جناب اس وقت میرے دل پر میرا قابو نہیں تھا میں کیسے بتاتی کہ میرا نام ردہ ہے اور کیسے آپ کا نام پوچھتی خیر چھوڑیں میڈم آؤ کچھ کھاتے ہیں بولو کیا لو گی جی مجھے بھوک تو نہیں ہے چائے ضرور پیوں گی آپ کے

ساتھ ہاں آئیں وقار اک بات کہوں میں نے جس دن سے تمہیں دیکھا ہے نہ پڑھنے کو دل کرتا ہے ناں ہی اپنی کوئی پرواہ ہے ناں ہی کچھ اچھا لگتا ہے اس دن سے اس امید پہ تھی کہ تم دوبارہ مجھے ملو گے وقار میں کیا بتاؤں کہ تم نے مجھے کیا کر دیا ہے واقعی ہی محبت کی نہیں ہو جاتی ہے اور جو کی جاتی ہے وہ محبت نہیں ہوتی جو ہو جاتی ہے وہ ختم نہیں ہوتی مجھے بھی ہوگئی ہے ایسی محبت جو کبھی نہ ختم ہو ایسی محبت جو ایک مثال ہو ایسی محبت ہمیشہ زندہ رہے ایسی محبت جس کے قصے دنیا میں ہوں بس بس ردہ میڈم مجھ سے اتنا پیار مت کرو کہ میں پیار سے تنگ آجاؤں وقار کی بات سن کر ردہ خاموش ہوگئی وقار بولا تم چپ کیوں ہوگئی ردہ؟ میں کچھ سوچنے لگی تھی کہ ہوسکتا ہے تمہارے سینے میں دل نہ ہو؟ ہوسکتا ہے تیری آنکھوں میں کسی کا خواب نہ ہو؟ ہوسکتا ہے تمہیں میں اچھی نہ لگی ہوں گی؟ ارے نہیں نہیں ایسا کیوں سوچ لیا تم ایک شہزادی ہو بہت ہی خوبصورت ہو بہت پیاری ہو معصوم سی اک مورت ہو میں تو کیا جو بھی دیکھے گا یہ کہے گا یہ لڑکی ہے یا کوئی پری وقار کی بات سن کر ردہ بولی وقار کیا آپ بھی سچ مچ میری طرح مجھے پیار کرتے ہو؟ کچھ کہہ نہیں سکتا مجھے سوچنے کا موقع دو وقار کی بات سن کر ردہ بولی لگتا ہے تمہارے دل میں کوئی بات ہے ورنہ پیار میں موقع نہیں مانگتے جس سے پیار ہوتا ہے اسے اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے محبوب سے نظر چرا سکے او کے میں آپ کو موقع دیتی ہوں مگر میری ایک بات یاد رکھنا آپ مجھے پیار کرو یا نہ کرو میں نے تمہیں اپنا سب کچھ مان لیا ہے میں تمہیں سچے دل سے پیار کرتی ہوں اس لیے مجھے کوئی بھی قربانی دینی پڑے میں دوں گی ناں تو میں ہارنے والی ہوں ناں ہی میں تم سے پیچھے ہٹوں گی اور اگر میں نے شادی کی تو تم سے ہی کروں گی ورنہ اس زندگی کو برباد کر دوں گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور مجھے ایک بات سچ سچ بتاؤ آپ مجھے اور میرے مما پاپا کو کیسے جانتے ہیں؟ میں بتاتا ہوں جب تم بہت چھوٹی تھی تو میری ماں اور آپ کی مما دونوں دوست تھیں سو میں اپنی مما کے ساتھ ہوتا تھا اس لیے تمہیں اور تمہارے والدین کو جانتا ہوں ٹھیک ہے وقار اور اگر کچھ اور کہنا چاہتے ہو تو کہہ لو میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا اب میں چلتی ہوں رکو۔ ردہ۔

جی اب کیا چاہتا ہے کوئی اور بات ہے جو آپ نے کہنی ہے میرا دل تو زخمی ہے سولے کر جانے دو تا کہ میں اس دل کو کچھ سکون دے سکوں دیکھیں ردہ میڈم تم میری باتوں کا غلط مطلب مت لو آپ نے تو بنا سوچے سمجھے اظہار محبت کر دیا میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ کس کا بیٹا ہوں؟ کہاں رہتا ہوں کس برادری سے میرا تعلق ہے تم نے کچھ بھی نہیں سنا۔ نہ ہی دیکھا ہے ردہ بولی وقار پیار میں اونچ نیچ امیر غریب کون کہاں ذات پات کچھ بھی نہیں چلتا میں نے آپ کو منظور کر لیا اب آپ کون ہو کہاں رہتے ہو کیا کرتے ہو کس برادری سے تعلق ہے یہ سب میرے لیے فضول ہے زندگی گزارنے کے لیے ایک ہمسفر ہوتا ہے برادری نہیں اگر بارات آتی ہے تو دلہن سے صرف دلہا کا لنک ہوتا ہے پوری بارات کا نہیں دیکھیں میں کون ہوں یہ آپ جانتے ہیں آپ کون ہیں میں جاننا نہیں چاہتی میں پھر بھی آپکو وقت دیتی ہوں سوچ لو آپ جو بھی فیصلہ کرو گے میرا فیصلہ تو آپ نے سن لیا ہے میں نے جو کہا ہے میں ویسا ہی کروں گی او کے اب میں چلتی ہوں بائے ردہ اٹھ کر تیز تیز قدموں سے اپنی گاڑی کے پاس آئی اور گھر پہنچ گئی اب وقار کے لیے مشکل بن گئی وہ تو کسی اور کو دل دے بیٹھا تھا وہ تو اپنے خوابوں کی ملکہ کسی اور کو منتخب کر بیٹھا تھا وہ تو کسی اور کے سپنے آنکھوں میں لیے پھر رہا تھا وہ تو اپنی دنیا ندا کے ساتھ بسانا چاہتا تھا خ وہ کافی دیر ندا کی سوچوں میں ڈوبا رہا پھر گاڑی پکڑی اور سیدھا اپنے بنگلے کی طرف آگیا وہ اب ندا سے لمبی با لر چاہتا تھا مگر ندا تھی کہ اسے گھاس ڈالنے کو بھی تیار نہ تھی رات کو وقار نے ندا کو کال کی ہیلو ندا میڈم کیسی ہو میں ٹھیک ہوں بولو کیسے فون کیا؟ ندا نے جواب دیا۔ وقار بس ویسے ہی میرا دل چاہ رہا تھا کہ آپ سے لمبی بات کروں مگر آپ کے پاس میرے لیے ٹائم ہی کہاں ہے آپ کیا بات کرنا چاہتے ہو؟ جو مجھے ٹائم نکالنا پڑے گا ندا بولی وقار۔ دیکھیں ند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے تمہیں بہت دل کے قریب کر لیا ہے میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا اب پتا نہیں تمہاری کون سی ادا مجھے اچھی لگی ہے پلیز میرے دل کا خیال رکھنا وقار کی بات ختم ہونے پر ندا بولی دیکھیں وقار اگر تو تم یہ کہو کہ تم مجھے اپنے چکروں میں جکڑ لو گے تو تمہارا یہ خیال غلط ہے نہ تو مجھے کسی کی دلجوئی کرنی آتی ہے نہ ہی مجھے کوئی ضرورت ہے اور ہاں اگر خدا نے چاہا تو آپ کو آنٹی روزی سے ضرور ملوا دوں گی اس سے آگے میں کچھ نہیں کر سکتی وقار کچھ دیر خاموش رہ کر بولا تھینک یو ندا میڈم آپ دونوں میں سے کوئی ایک کام ہی کرو باقی چھوڑ دو جو قسمت میں ہو گا مل جائے گا ہاں وقار آپ وقت کا انتظار کریں جب میں مناسب سمجھوں گی تمہارے لیے کوئی قدم اٹھا لوں گی ورنہ مجھے تنگ مت کرنا۔ ندا میڈم آپ مجھے مما سے ملا دو تمہیں میں خود حاصل کر لوں گا اپنے کام سے کام رکھو میرے ساتھ زیادہ اوور بات مت کرنا تا کہ مجھے گرمی چڑھ جائے اور میں کچھ غلط بول دوں تمہاری اتنی باتیں یہ سوچ کر نہیں سنی کہ تم مجھے پیار کرتے ہو یہ سوچ کر سنی ہیں کہ تم آنٹی روزینہ کے بیٹے ہو اب بہتر یہی ہے کہ کال بند کر دو اور سو جاؤ بائے ندا نے ساتھ ہی موبائل بند کر دیا سوچنے لگی کہ یہ کیا ڈرامہ ہے یہ کوئی نیا ہی دیوانہ بننے لگا ہے پتا نہیں کب جان چھوڑے گا پتا نہیں اس سے بچنے کے لیے مجھے کتنے پاپڑ بیلنے پڑیں خیر دیکھ لوں گی اسے ابھی میں کہوں ایک پاگل لڑکے کے لیے خود کو ٹینشن دوں جو ہو گا دیکھا جائے گا ویسے مجھے آنٹی روزینہ سے بات کرنی چاہیے۔ ابھی تو آنٹی روزینہ ادھر ہی ہیں میں کل جاتی ہوں پہلے مما سے پوچھ تو لوں کہ آنٹی ہیں یا چلی گئی ہیں ندا دل ہی دل میں کبھی کچھ کبھی کچھ سوچ رہی تھی اگلے دن تیار ہوئی اور ہمارے پاس چلی آئی ہیلو مما کیسی ہیں آپ بیٹی میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟ میں بھی ٹھیک ہوں بیٹی نانو اور ردا کیسی ہے؟ مما سب ٹھیک ہیں پاپا کہاں گئے؟ بیٹی وہ تمہارے انکل عامر ہیں ناں وہ کیسی فیکٹری کا سودا کر رہے ہیں انہوں نے بلایا ہے اور آنٹی کہاں ہیں؟ وہ سو رہی ہیں ندا نے ایک اور سوال کر دیا اور مما یہ کون سا سونے کا ٹائم ہے؟ آنٹی ٹھیک تو ہیں ناں؟ بیٹی کیا بتاؤں پتا نہیں کیا سوچتی رہتی ہے پتا نہیں اسے کون سی ٹینشن ہے جو خوش نہیں رہنے دیتی میں نے بچی کو بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اسے جگانا مت۔ ندا بولی مما میں جانتی ہوں اسے کیا ٹینشن ہے کیا بیٹی؟ میں نے فوراً پوچھا۔ ندا بولی مما لگتا ہے انہیں اپنے بیٹے وقار کی ٹینشن ہے۔ ہاں بیٹی لگتا ہے پر اب پتا نہیں وہ ملنا چاہتا ہے یا نہیں؟ مما یہ کیا بات ہوئی بھلا کون سی اولاد ہے جو اپنی ماں کو ملنا نہیں چاہتی نہیں بیٹی یہ وہ دور ہے جس میں کسی کو کسی کی کوئی فکر نہیں ہر کوئی اپنی زندگی کے لیے خوشیوں کی تلاش میں ہے ابھی باتیں ہو رہی تھیں کہ رضا صاحب اور عامر آ گئے ندا دوڑی آ گئے پاپا؟ جی بیٹی تم کب آئی؟ پاپا میں تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے آئی تھی اور انکل کر لیا سودا نہیں بیٹی وہ فیکٹری کا مالک نہایت بدتمیز ہے اسے کسی کی عزت کرنی نہیں آتی پتا نہیں کس رئیس کی بگڑی اولاد ہے اگر وہ بیچنا نہیں چاہتا تو کیا ہمیں اور بہت کاروبار ہیں لیکن کبھی اس کو ہم لوگوں کی ضرورت پیش آئے گی میں اسے ایسا سبق سکھاؤں گا یہ عمر بھر یاد رکھے گا عامر بولتا جا رہا تھا شاید اسے اس لڑکے پہ بہت غصہ آ رہا تھا عامر کی آواز سن کر روزی اٹھ گئی بولی کیا بات ہے صاحب آپ اتنے گرم کیوں ہو رہے ہو؟ کچھ نہیں بیگم وہ کوئی پاگل لڑکا منہ لگا تھا اس کی باتیں کر رہے تھے کون وہ؟ اور کیا کہا اس نے؟ بیگم میں نے تمہیں بتایا تھا نہ کہ میں ایک اور فیکٹری خریدنا چاہتا ہوں عامر بولا۔ جی صاحب روزی نے سر ہلایا۔ عامر بولا وہ ہی بات کر رہے تھے آج ایک فیکٹری کا سودا کرنے گیا تھا پہلے تو فیکٹری کا مالک مان گیا پھر دس لاکھ اور بڑھا دیئے اپنے منیجر کے کہنے پہ اس پر مجھے غصہ آیا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے مگر بحث ہوتے ہوتے میں نے انکار کر دیا وہ بولا ایک دن تو خود آئے گا یہاں اس کی اس بات پہ مجھے گرمی چڑھ گئی میں کوئی بھکاری تھوڑا ہوں جو اس کے پاس جاؤں گا عامر کی بات ختم ہونے پر روزی بولی دیکھیں صاحب آپ کا اچھا بھلا بزنس چل رہا ہے آپ کیوں اور اپنی جان پر عذاب بناتے ہیں چھوڑیں ان باتوں کو پہلے خدا کا دیا بہت

کچھ ہے خدا نے رزق بہت دیا ہے مگر کوئی کہتے کہتے روزی رک گئی۔ عامر بولا بولو بیگم رک کیوں گئی کیا کہنے والی تھی؟ کچھ نہیں صاحب۔ نہیں بیگم بولو۔ بولو جو بات زبان پہ آ جائے اس دل میں چھپانا نہیں چاہیے بولو کیا کہنے لگی تھی عامر نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔ صاحب میں کہہ رہی تھی کہ اتنا کچھ ہے مگر کھانے والا یا پھر اس بزنس کو سنبھالنے والا کوئی نہیں ہے روزی کی باتوں میں ایک درد ٹپک پڑا عامر مایوس تو ہوا مگر مرد تھا اس نے اپنی بیوی کا حوصلہ بڑھایا دیکھو بیگم خدا پر بھروسہ رکھو وہ سب کو دینے والا ہے اپنے خزانے سے ہمیں بھی خیرات ضرور دے گا ہم سب نے عامر کی بات پہ آمین کہہ دیا پھر عامر روزینہ کو گھر لے گیا اور ندا بھی چلی گئی کچھ دنوں بعد ندا کا ٹکراؤ پھر وقار سے ہوا وقار نے بہت سے التجاؤں سے اپنی ایک تصویر ندا کو دی کہ یہ میری مما کو دے دینا ندا نے وہ تصویر لے کر اپنے پرس میں رکھ لی اب ندا پر یہ قرض تھا جو اس نے پکچر روزی تک پہنچانے کا وعدہ تو کر لیا تھا وہ دن رات سوچتی کہ یہ اس کو کیسے پہنچائے ایک دن اپنے پاپا کو فون کیا ہیلو پاپا کیسے ہیں آپ؟ بیٹی میں ٹھیک ہوں رضا نے جواب دیا بولی پاپا جی آپ آنٹی کو ملنے جاؤ گے؟ نہیں بیٹی میں ابھی فری نہیں ہوں۔ تو پاپا جی میرا جی چاہ رہا تھا کہ میں جاؤں تو بیٹی چلی جاؤ اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے او کے پاپا۔ مما کو سلام کہنا بائے بیٹی اپنا خیال رکھنا بھائے۔ پھر ندا روزینہ کے گھر گئی فارغ ٹائم میں ندا نے بات شروع کر دی آنٹی آپ کا وقار کیسا تھا اگر وہ آپ کے سامنے آئے تو آپ کیا کرو گی؟ ندا بیٹی اگر میرا وقار میرے سامنے آئے تو میں اسے سینے سے لگا لوں گی آنٹی ایک بات کہوں؟ بولو بیٹی میں نے وقار کو دیکھا ہے ندا بولی روزینہ نے کہا دیکھو بیٹی تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وقار کو دیکھا ہے کیوں کہ تم تو اسے جانتی تک نہیں ہو۔ ندا بولی آنٹی میں پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ آپ کا بیٹا ہی ہو گا۔ اچھا تو وہ کہاں ہے اسے ملواؤ نہ مجھے تا کہ میں دیکھوں وہ کون ہے روزینہ کا یہ جواب سن کر ندا نے پرس میں سے پکچر نکالی اور بولی آنٹی اسے جانتی ہیں آپ؟ بتائیں یہ کون ہے۔ ندا نے تصویر روزینہ کو دیتے ہوئے کہا ارے بیٹی یہ تو واقعی ہی میرا بیٹا وقار ہے پلیز بیٹی جلدی بتاؤ کہاں ہے یہ میں اسے ابھی ملنا چاہتی ہوں روزینہ نے بے تابی سے کہا ندا نے جواب دیا آنٹی یہ تو مجھے بھی پتا نہیں کہ وہ کہاں رہتا ہے کیا کرتا ہے بس مجھے اتنا پتا ہے کہ یہ آپ کا بیٹا وقار ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ عامر آ گیا بولا ندا بیٹی آئی ہے جی انکل کیسے ہیں آپ فائن ہوں تم سناؤ؟ جی ٹھیک ہوں ندا نے جواب دیا۔ روزی بولی صاحب میں آپ کو ایک سرپرائز دینا چاہتی ہوں؟ آج روزینہ کو اتنا خوش دیکھ کر عامر کے چہرے پر بھی خوشی سے مسکراہٹیں بکھرنے لگیں بولیں بیگم آج بہت خوش ہو لگتا ہے تمہاری کوئی دعا قبول ہوئی ہے جو اتنی خوش نظر آ رہی ہے کیا سرپرائز دینا چاہتی ہو؟ یہ دیکھیں میرے وقار کی تصویر وہ پاکستان میں ہی رہتا ہے اور مجھے ڈھونڈ رہا ہے اگر آپ کہیں تو میں اس کو بلا لوں؟ یا مل آؤں روزینہ بہت بے چین تھی دیکھا بیگم کون ہے ہمارا صاحبزادہ عامر بولے روزینہ نے فوراً تصویر سامنے کر دی تصویر کو دیکھتے ہی عامر بھڑک اٹھے کہا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ روزینہ بولی جی کتنا پیارا ہے؟ ہاں ماشاءاللہ پیارا ہے بیگم مگر یہ وہی لڑکا ہے جس نے کچھ دن پہلے ایک فیکٹری کے سودے میں میری بے عزتی کی تھی اگر یہ تمہارا بیٹا ہے تو میں اسے ہرگز قبول نہیں کروں گا اور اگر تم اسے ملی تو اسی کے پاس رہنا دوبارہ میرا نام مت لینا یہ لڑکا بہت بدتمیز ہے مجھے نہیں پتہ تھا یہ تمہارا بیٹا ہے ورنہ میں اسے ایسا سبق سکھاتا کہ یہ عمر بھر یاد رکھتا مگر اب یہ میرا فیصلہ ہے اگر تم نے اس سے ملنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا اگر کہو تو میں دنیا بھر کی ساری خوشیاں تمہارے قدموں میں لا کر رکھ دوں اور اگر ہو کہ یہ لڑکا تمہارے پاس مجھے نظر آئے تو یہ میرے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہو گا اور میں یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا آگے آپ کی مرضی جو رستہ چاہو اپنا سکتی ہو میں تمہارا ہر رشتہ دار قبول کر سکتا ہوں مگر یہ لڑکا نہیں اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے یہ کہہ کر عامر تیز تیز قدموں سے نکل گیا روزی رونے لگی ندا بہت مایوس ہوئی بولی آنٹی دیکھو اپنے آپ کو سنبھالو میں کچھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کروں گی اب میں چلتی ہوں ندا پورے رستے میں ایک ہی بات سوچتی رہی کہ وقار کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اس نے بنی بنائی گیم خراب کر دی اب اس گیم کو سنوارنے میں بہت وقت لگے گا وقار نے جو کیا غلط کیا مگر اس میں وقار کا بھی تو کوئی گناہ نہیں ہے اسے کیا پتہ تھا کہ یہ عامر صاحب ہی اس کے سوتیلے باپ ہیں اگر اسے اس بات کا پتہ ہوتا تو ہوسکتا ہے وہ پیسے کی بات ہی نہ کرتا خیر اسے بتانا پڑے گا مگر میں بتاؤں گی کیسے اب انکل عامر نے تو اپنا فیصلہ سنا دیا ہے جو کچھ بدل نہیں سکتا اب اگر عامر کے گھر میں وقار ملازمت بھی کرے تو بھی عامر صاحب وقار کو قبول نہیں کریں گے مجھے کوئی نہ کوئی حل نکالنا ہوگا میں مما پاپا کو بتا دیتی ہوں کہ وقار روزینہ آنٹی سے ملنا چاہتا ہے مگر نہیں میں ایسا بھی نہیں کرسکتی میں کون سا طریقہ استعمال کروں؟ جس سے روزینہ آنٹی کا گھر بھی بسا رہے اور وہ اپنے بیٹے سے بھی مل جائے خیر کچھ نہ کچھ تو کروں گی میں نے وقار سے پرامس کیا ہے کہ میں اسے اس کی مما تک ضرور لے جاؤں گی خیر سوچتی ہوں کیا کروں ندا انہیں سوچوں میں ڈوبی ہوئی گھر پہنچ گئی اسے سفر کا پتہ ہی نہ چلا کہ کب ختم ہوگیا اتنی جلدی پہنچی تھی اب ندا نے کیا کرنا ہے کیسے کرنا ہے وہ دن رات سوچتی مگر کوئی تجویز ایسی اس کے ذہن میں ناں آئی بہت دنوں سے ندا کو اسی طرح چپ چپ دیکھ کر ردہ بولی ندا میں کچھ دنوں سے محسوس کر رہی ہوں تم نہ تو کسی سے بات کرتی ہو ناں ہی خوش نظر آتی ہو تمہارے چہرے پر ایک عجیب سی پریشانی نظر آ رہی ہے کیا میں اس پریشانی کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟ کچھ نہیں ردہ آپی جیسے جیسے ایگزام قریب آتے جا رہے ہیں ٹھیک ہے ندا میڈم کرو تیاری لیکن کبھی کبھی مجھ سے اپنی پریشانی شیئر کرلیا کرو اوکے۔ ندا بولی اسے بس ٹینشن تھی کہ کرے تو کیا کرے رات کا کھانا کھا کر وہ اپنے روم میں کمپیوٹر چلا کر بیٹھی ہی تھی کہ وقار کی کال آ گئی ندا کو وقار پہ بہت غصہ آ رہا تھا نا چاہتے ہوئے بھی اس نے کال او کے کی بولی وقار جیسا میں چاہتی تھی تم ویسے نہیں نکلے جو میں سوچتی تھی تم نے وہ نہیں کیا اب تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم مجھے کال مت کیا کرو وقار گھبراتے ہوئے بولا کیوں کیا ہوا میڈم میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے تم ناراض ہو جاؤ پلیز بتاؤ کہ میری کس غلطی سے ناراض ہو؟ پلیز ندا بتاؤ۔ ندا بولی مجھے زیادہ ڈسٹرب مت کرو کہ میں بھی تمہاری طرح یہ بھول جاؤں کہ تم سے میرا کوئی لنک ہے وقار نے اسرار کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا کیا ہے میں نے بتایئے آپ نے کیا کیا ہے میں بتاتی ہوں جس طرح آپ اپنے سوتیلے باپ کو ایک فیکٹری کے سودے میں بے عزتی کرسکتے ہیں اسی طرح میں بھی تمہاری کرسکتی ہوں اوشٹ یار وہ عامر صاحب کون تھے؟ وہی ہیں آپ کے سوتیلے باپ اور روزی کے شوہر آج تمہاری تصویر دیکھتے ہی غصے سے بھڑک اٹھے کہنے لگے کہ آج کے بعد اگر تم لوگوں نے اس لڑکے کا نام بھی لیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہے جب کہ پہلے عامر انکل نے میرے سامنے کہا تھا کہ روزینہ بیگم اگر وقار تمہارا بیٹا ہے تو میرا بھی بیٹا ہے اگر وہ تمہارے ساتھ رہے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا لیکن آج تمہاری تصویر دیکھتے ہی انہوں نے بہت سخت فیصلہ سنا دیا ہے کہ بیگم اگر تم اس بدتمیز لڑکے کو ملی تو اسی کے ساتھ رہنا ورنہ اسی کا نام مت لینا نا ہی میں اس کو دیکھ سکتا ہوں اگر تم اسے ملو تو میرے گھر سے فارغ ہو یہ سن کر روزی آنٹی بہت پھوٹ پھوٹ کر روئیں اب اگر وہ تمہیں اپنائے تو اس کا گھر اجڑتا ہے اگر اپنا گھر بچائے تو اولاد کو ترستی ہے اب آپ بتاؤ کہ وہ کیا کرے؟ یہ سن کر وقار نے ایک آہ بھری اور بولا دیکھو ندا تم مجھے مت ٹھکرانا مجھے اپنی کی ہوئی غلطی پر بہت افسوس ہے جس کا میں مجرم ہوں اس کے پاؤں پکڑ کر بھی معافی مانگ سکتا ہوں مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ ہیں میرے باپ اور پھر میں نے ان کے ساتھ کوئی ایسی بات نہیں کی ایک فیکٹری کا سودا جیسا ہوتا ہے میں نے ویسے ہی بات کی تھی چلو خیر جو ہو سو ہوا میں نے ایک حماقت کی وجہ سے بہت پیچھے ہوگیا ہوں ندا تم مجھ سے نفرت مت کرنا میں پہلے ہی سب کا ٹھکرایا ہوا ہوں اگر تم نے بھی ٹھکرا دیا تو میں بکھر جاؤں گا تم پلیز میرے جذبات کا احساس کرنا میں ایسا نہیں ہوں جیسا بنایا جا رہا ہوں تم مجھے معاف کر دو پلیز ندا مجھ سے ہنس کر

بات کرلیا کرو اگر تم میری بن گئی تو مجھے میری مما ضرور مل جائیں گی میں تیرے ہاتھ جوڑتا ہوں میرا دل مت توڑنا اب اس وقت میرے دل پہ بالکل قابو نہیں ہے میں اپنے آپ کو معاف نہیں کروں گا دیکھیں میں تمہیں ملنا چاہتا ہوں تم پلیز ایک بار مجھے ملو پھر کوئی حل نکالتے ہیں ندا پہلے تو خاموشی سے وقار کی باتیں سنتی رہی پھر بولی دیکھیں وقار صاحب میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے میرا دل اس وقت ٹوٹا تھا جب آنٹی روزینہ کے شوہر نے اسے کہا تھا کہ تم وقار کو کسی بھی صورت نہیں ملو گی اگر تم نے اسے ملنے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا میں یہ کسی بھی صورت برداشت نہیں کرسکتا اسی وقت آنٹی روزینہ کے ہاتھ سے آپ کی تصویر گر گئی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر اپنے سارے دکھ اپنے آنسوؤں سے ظاہر کرنے لگیں جس سے میرا دل ٹوٹ گیا اور ان کی وہ حالت مجھ سے دیکھی نہ گئی اور میں اسی وقت ان کو ویسے ہی چھوڑ کر آ گئی اب میں تمہارا ذکر آنٹی کے سامنے نہیں کروں گی تاکہ اس کا گھر بسا رہے خدا کا دیا ہوا سب کچھ ہے مگر صرف انہیں کی ہے تو اولاد کی جو ہوتے ہوئے بھی نہیں ہے تم کیا جانو ایک ماں کے پیار کو تمہیں کیا پتا ایک ماں کی تڑپ کا تمہیں اس کے آنسوؤں کا کیا احساس جو یہ کہہ کر ماں کو چھوڑ گئے تھے کہ مما اب میں ناں تو اپنے پاپا کو چھوڑ سکتا ہوں ناں آپ کو اگر آپ پاپا کے پاس نہیں جانا چاہتی تو مجھے کیوں منع کرتی ہیں آپ پاکستان میں بے شک رہیں مگر میں پاکستان میں تمہاری مما آج یہ باتیں کرکے بہت روتی ہیں خیر آپ اس کو بھول جاؤ اور اپنی زندگی خوشیوں میں گزارو۔ وقار نے رونے سی آواز میں کہا نہیں مجھے اس کی ہر سزا منظور ہے مگر میں اپنی مما کو ضرور ملوں گا وہ جیسی بھی ہیں میری ماں ہیں اور آپ مجھے ان کا ایڈریس دے دو یا نمبر میں مل لوں گا خود ندا بولی میں یہ کام نہ کروں گی نہ کرسکتی ہوں اب کال بند کرو اور سو جاؤ ساتھ ہی ریڈ بٹن دبا کر ندا نے کال بند کر دی اب وہ اس کشمکش میں تھی کہ ان ماں بیٹے کو کیسے ملائے ایک طرف ماں کو اپنے شوہر کا خیال ہے دوسری طرف اپنے بیٹے کی بے چینی ندا بہت رات تک یہ سوچتی رہی اور نہ جانے کب نیند نے ندا کو اپنی لپیٹ میں لے کر ان سوچوں سے نکال لیا ادھر وقار کا بھی یہ حال تھا وہ دیوانہ پن دکھا رہا تھا ایک طرف تو ندا پر فدا ہو رہا تھا دوسری طرف وہ ماں کو بھی ملنا چاہتا ہے وہ پوری رات نہ سویا روتا رہا کہ وہ اپنے ہر مقصد میں ناکام ہو رہا تھا نہ تو ندا اس کی باتوں میں آ رہی تھی اور نہ ہی ماں کو ملنے کا کوئی چانس 3 بجے کال ہوئی ندا کا نمبر دیکھ کر فوراً بولا ہیلو۔ ندا جی تم سوئی نہیں؟ جی میں سو گئی تھی ابھی آنکھ کھلی تو تمہارا خیال آ گیا کہ تم پتہ نہیں سوئے ہو یا نہیں کیا آپ جاگ رہے ہیں وقار صاحب۔ جی میڈم میں جاگ رہا ہوں اب تو میرے اپنوں کی طرح نیند بھی مجھ سے دور ہونے لگی ہے ہر چیز مجھ سے نفرت کرنے لگی ہے۔ ندا خاموشی سے سنتی رہی پھر بولی نہیں کوئی بھی دور نہیں بھاگتا کسی سے اگر خدا نے رشتے بنائے ہیں تو ان میں ملاپ اور جدائی بھی ہوتی ہے اگر تم جدا ہوئے تھے تو اب مل بھی جاؤ گے تم یہ ساری باتیں چھوڑ دو بس یہ بات اپنے مائنڈ میں بٹھا لو کہ اب تمہاری منزل قریب آ رہی ہے اب آرام سے سو جاؤ میری طرف سے تمہیں کسی بھی شکوہ کا موقع نہیں ملے گا میں نے جو تمہیں بتایا ہے سچ ہے اور میری آنکھوں کے سامنے یہ سب ہوا ہے اور یہ سننے کے بعد تم نے اپنے آپ کو بہت زیادہ ٹینشن میں ڈال لیا ہے ہاں میں بتاتی نہ تم اپنی یہ حالت بناتے خیر اب سو جاؤ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا میں کل تمہیں اسی ریسٹورنٹ میں ملوں گی ندا کی بات سن کر وقار نے اپنے آنسو صاف کیے اور حیرت سے بولا؟ وقار کو اپنے کانوں پر اعتماد نہیں ہو رہا تھا جیسے کوئی اسے جھوٹ کہہ رہا ہو۔ ندا پھر بولی وقار میں تمہیں کل ملتی ہوں پھر بیٹھ کر ڈیسائڈ کرتے ہیں کہ کیسے ملنا ہے آپ ماں بیٹے نے اوکے تھینکس ندا تھینکس اوکے اب سو جاؤ ندا نے موبائل بند کیا اور سو گئی وقار کو پہلے ایک بات کھائے جا رہی تھی کہ کیا کرے اب اس کو اس خوشی میں نیند نہیں آ رہی تھی کہ ندا نے خود ملنے کو کہا ہے ندا کی باتوں میں ایک ہمدردی تھی ایک اپنا پن تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا ندا جو بھی کرے گی بہت ہوشیاری سے کرے گی کیوں کہ وہ بہت سمجھدار ہے وہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گی جس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پوچھا کیا بات ہے بیٹا بولا آپ آنٹی راحیلہ ہیں جی تو تم ہو وقار جی آنٹی میں بدنصیب ہوں آپ میری ماں کو ملوا دو ورنہ ہٹ جاؤ میں خود سنبھال لوں گا جو ہو گا وقار نے سب کو پیچھے کیا اور ماں کے اوپر لیٹ گیا مما مما آپنے کیسی حالت بنالی ہے مما پلیز اٹھیں میں میں آگیا ہوں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا ماں نے جیسے آواز سنی اس کے دل کی دھڑکن بہت تیز ہونے لگی اور وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی وقار چیخ اٹھا نہیں مما میں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا آپ نے ابھی جینا ہے اور میرے لیے جینا ہے دیکھو مما میں وہی وقار آیا ہوں کیا مجھ سے بات نہیں کریں گی آپ یا پھر آپ کو میری ضرورت نہیں ہے وقار بولتا جا رہا تھا بچوں کی طرح رو رو کر وہ باتیں کر رہا تھا راحیلہ کی حالت دیکھ کر عامر آگے بڑھا اور وقار کے بازو سے پکڑ کر بولا کیا چاہتے ہو تم کیوں اس کے لیے عذاب بن گئے ہو تم نے اس کا جینا تو مشکل کر ہی دیا تھا اب سکون سے مرنے تو دے اسے وقار برداشت نہ کر سکا بولا دیکھیں جو ہو گیا سو ہو گیا یہ میری ماں ہے اور میری ماں سے ملنے کی پابندی آپ کون ہوتے ہیں لگانے والے مجھے خدا بھی نہیں روک سکتا کیوں کہ ماں کے لیے اولاد بہت کچھ ہے میں ہوں اپنی ماں کا وارث میں ہوں ان کی اولاد میں ہی سنبھالوں گا آج تک اگر میں ماں سے دور رہا ہوں تو آپ کی وجہ سے کہ کہیں ماں یہ نہ کہہ دے تم نے اپنے باپ سے بدتمیزی کی ہے مگر آپ اس قابل نہیں ہیں کہ آپکی عزت کی جائے اور تمہارا رشتہ معمولی سا ہے دو لفظوں میں ٹوٹ جائے گا اگر تم چاہو تو لیکن میرا وہ رشتہ ہے جو کبھی نہ ٹوٹنے والا اب میری ماں کو ہاتھ مت لگانا سمجھے ہاسپٹل میں ایک کہرام مچ گیا ڈاکٹر آگئے اب نہ تو وقار کے بازو کمزور تھے نہ ہی عامر کے اچانک ڈاکٹروں کے کہنے پر سب کو باہر نکال دیا کہ مریضہ خطرے میں ہے تم لوگ یہاں شور نہیں کر سکتے پھر جب آکسیجن کے لگانے سے روزینہ کی دھڑکن بہتر ہوئی تو وہ منہ سے وقار کو پکارنے لگی میں پاس بیٹھی تھی دوڑ کر وقار کو بلایا کہ تمہاری مما بلا رہی ہے وقار کی آواز سنتے ہی روزینہ نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرانے لگی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ خوشی کے آنسو روزینہ نے اپنے ہاتھوں سے آکسیجن پائپ اتار دیا اور بیٹھ گئی سب حیران تھے عامر کو دیکھ کر بولی نہیں تم میرے بچے کو کچھ نہیں کہو گے اب تم مجھے رکھو یا مت رکھو میں اپنے بیٹے کو دور نہیں کروں گی ایک ماں ہوں اور کوئی بھی اتنی ہمت نہیں رکھتی کہ اس کی اولاد کی جدائی برداشت ہو عامر نے روزی کی باتیں سنیں اور نکل گیا اب روزینہ کی طبیعت کچھ بہتر ہونے لگی ہم سب بہت خوش تھے کہ روزی ٹھیک ہونے لگی ہے پھر تین دن اور ہاسپٹل میں رہنے کے بعد وقار اپنے گھر گیا اب ڈاکٹر گھر میں اس کا علاج کر رہے تھے وقار کوئی عام انسان نہ تھا ایک بہت بڑے بنگلے میں رہ رہا تھا ایک کروڑ پتی انسان تھا عامر نے دو تین بار کال کر کے پوچھا کہ روزی بیگم کیسی ہے ہم اسے آگاہ کرتے رہے پھر روزی نے اسے کال کی کہ وہ آئے مگر اس نے انکار کر دیا کچھ دنوں بعد اس نے روزی کو طلاق کے نوٹس بھیج دیئے اور اپنا رشتہ ختم کر لیا روزی اب پہلے کی نسبت بہت نیچے جا رہی تھی وہ بیٹے وقار کے ملنے کے بعد اپنے دکھ بھول تو گئی تھی وقار نے دینا جہاں کی خوشیاں ماں کے قدموں میں لا پھینکی تھیں لیکن پھر بھی روزینہ میڈم کبھی نہیں مسکرائی پھر ایک دن روزینے اپنے بیٹے سے پوچھا بیٹا میں چاہتی ہوں کہ تیری شادی ہو جائے تیری نظر میں کوئی لڑکی ہے یا نہیں؟

مما پہلے آپ ٹھیک ہو جائیں پھر یہ کام بھی ہو جائے گا وقار کا جواب سن کر روزینہ کچھ غمزدہ ہو گئی بولی بیٹا میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں میں تمہاری خوشیاں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں وقار بولا جی مما آپ ٹھیک کہتی ہیں مگر آج تک میں نے کبھی اس بارے میں نہیں سوچا اگر آپ کی نظر میں ہے کوئی لڑکی تو آپ جو کریں گی مجھے قبول ہو گا روزینہ وقار کی بات سے بہت خوش ہوئی کہتی ہے بیٹا میں کچھ کرتی ہوں ادھر وقار چاہتا تھا کہ اپنا سارا بزنس ماں کے نام کر دوں مگر لوگوں نے اسے یہ کام نہ کرنے دیا کیوں کہ روزی بیمار رہتی تھی خدانہ کرے اگر اسے کچھ ہو گیا تو پھر بھی سب کچھ وقار کے نام ہی ہو گا یہ تو سب کو پتہ تھا کہ روزی اب زیادہ دیر جی نہیں سکتی میں رضا صاحب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے کسی کو کوئی نقصان ہو یا کوئی تکلیف ہو خیر صبح ہوئی ندا کی کال کا ویٹ کرتا رہا اچانک ندا کی کال ہوئی تو او کے کیا بغیر سلام کے پہلا سوال کر ڈالا ندا کہاں تھی صبح کی میں نے پورا دن تمہارا ویٹ کیا ہے تم آئی کیوں نہیں ندا خاموش رہی وقار پھر بولا کیا بات ہے ندا بولتی کیوں نہیں؟ جب کہ ہم بھی یہ سب سن رہے تھے ندا نے کال بند کی ہم سے دور جا کر پھر کال کی میں دیکھ رہی تھی میں بھی ندا کے پیچھے چلی گئی ندا بے خبری سے اسے ہر بات سے آگاہ کر رہی تھی کہ تمہاری مما یعنی آنٹی روزینہ کی حالت بہت نازک ہے اسے خون کی سخت ضرورت ہے جو کہ اس نے پوری رات خونی الٹیاں کی ہیں اور پریشانی کی بات یہ ہے کہا سے کسی کا فون نہیں مل رہا ڈاکٹر کوشش کر رہے ہیں انکل عامر نے کہا ہے کہ جس کا بھی خون لگے اس کی جان بچاؤ مما اور پاپا ان کے پاس بیٹھے ہیں میں بھی ادھر ہی تھی مگر میں ان سب کے سامنے آپ سے بات نہیں کر سکتی تھی اس لیے تمہاری شکایت سننے کے بعد ایک سائیڈ پہ ہوئی ہوں تا کہ ان کو کوئی شک نہ ہو۔ ندا باتیں کر رہی تھی میں نے اچانک ندا کے کندھے پہ ہاتھ رکھ دیا وہ چونک گئی بولی مما آپ اور اس کا مطلب آپ نے میری ساری باتیں سن لی ہیں؟ جی بیٹی سن لی ہیں یہ کون ہے جسے تم یہ سب بتا رہی ہو؟ مما اگر آپ نے سن لیا ہے تو میں بتاتی ہوں یہ وقار آنٹی روزینہ کا بیٹا ہے جس کے لیے وہ آج موت کے منہ میں ہیں اگر وہ ابھی اپنے بیٹے کو دیکھ لے تو مجھے یقین ہے کہ اس کی حالت بہتر ہو جائے گی تو بیٹی اگر بیٹے کے ملنے سے کسی کو زندگی ملتی ہے تو ہمیں اس سے زیادہ کیا چاہیے مگر مما انکل عامر جانتے ہیں انہوں نے کہا تھا کہ اگر تم وقار کو ملی تو میرا منہ مت دیکھنا۔ مگر بیٹی اس نے یہ کیوں کہا اس لیے کہ یہ وہی وقار ہے جس نے ایک فیکٹری کے سودے کے لیے انکل عامر کی بے عزتی کی تھی جب انہیں پتہ چلا کہ یہ روزی کا بیٹا ہے تو اسی وقت یہ کہہ دیا کہ تم یا اپنے بدتمیز بیٹے کو رکھو گی یا مجھے۔ اچھا تو یہ بات ہے میں نے کہا ندا بولی جی مما یہ معاملہ ہے اتنے میں وقار ہسپتال پہنچ گیا ڈاکٹر سے بات کی بلڈ ٹیسٹ کروایا مل گیا جلدی جلدی بلڈ نکالنے کو کہا کچھ دیر میں ڈاکٹر خون کی بوتل لے کر آ گئے بلڈ ملتے ہی روزی کی آنکھیں کھل گئیں بولی وقار نہیں آئے جو سب سن رہے تھے وقار کا نام سنتے ہی عامر بولا وہ آپ کو مل جائے گا تم ٹھیک ہو جاؤ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا وقار کہیں میرے آس پاس ہے مگر اسے کوئی پابندی ہے جس کی وجہ سے وہ مجھے مل نہیں پا رہا خیر وہ ملے گا ضرور ملے گا ادھر وقار کی حالت کچھ ایسی ہو گئی تھی ڈاکٹروں نے آرام کرنے کو کہا اس نے چلنے کی کوشش کی مگر چل نہیں پا رہا تھا۔

وقار نے کئی بار اٹھنے کی کوشش کی مگر اٹھ نہ سکا اس نے ڈاکٹر کو سمجھا دیا کہ اگر کوئی میرے بارے میں پوچھے تو مت بتانا بس اتنا بتانا کہ کوئی خون دے کر چلا گیا ہے اور مجھے انجکشن لگائیں تا کہ میں چلنے کے قابل ہو جاؤں ادھر ہم نے پوچھا کہ خون کس نے دیا ہے تو ڈاکٹر بولا ایک ینگ لڑکا تھا جو بہت گھبرایا ہوا تھا شاید اس کا کوئی لنک ہے اس مریضہ سے اس نے دیا تھا میں نے نام پوچھا تو اس نے وقار بتایا میں سمجھ گئی میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے ڈاکٹر نے کہا وہ چلا گیا ہے لیکن میں جانتی تھی وقار اپنی ماں کو دیکھے بغیر کبھی نہیں جائے گا میں نے ندا سے کہا بیٹی وقار کو کال کر دو پوچھو کہاں ہے ندا نے کال کی تو وقار نے فوراً او کے کی بولا ندا کیسی ہیں مما؟ ندا نے جواب دیا کہ ابھی تو بہت نازک حالت ہے ان کی ندا اگر آپ لوگ ہو تو میں آ جاؤں؟ آپ مما سے بات کرو نہیں ندا کہیں کچھ غلط نہ ہو جائے؟ کچھ نہیں ہو گا آپ بات کرو ندا نے موبائل مجھے دیا میں نے اسے کہا کہ تم آ جاؤ اس سے پہلے روزی کو کچھ ہو جائے وہ تمہیں دیکھ تو لے گی بیٹا وہ تمہاری آواز سننے کو بہت بے چین ہے اور پھر اب تو اس کی گنتی کی سانسیں ہیں پتہ نہیں کب ختم ہو جائیں ہو سکتا ہے تمہیں دیکھ کر وہ سکون کی موت مر سکے یا پھر ہو سکتا ہے اسے زندگی مل جائے او کے آنٹی میں آ رہا ہوں کون سی وارڈ میں ہے؟ میں نے اسے وارڈ نمبر بتایا اور دروازے میں اس کا ویٹ کرنے لگی اچانک ایک خوبصورت لڑکا لڑکھڑاتا ہوا میرے قریب آ گیا وہ حیرت سے میری طرف دیکھ رہا تھا میں نے

اور امی ہم تینوں روزی کے پاس تھے کہ وقار کی کال آئی میں نے نمبر دیکھا تو ندا کا تھا بولی وقار، وقار، میں نے ریسیو تو کر لیا مگر اب میرے لیے بولنا مشکل ہو گیا تھا میں نے کال کاٹ دی مگر وقار کو نہ بتایا اس کا موبائل سارا دن روزی کے پاس ٹیبل پہ ہی ہوتا تھا خیر دوبارہ کال آئی تو میں نے وقار کو بلا کر کہا بیٹا تمہارا فون آ رہا ہے وقار نے نمبر دیکھا میری اور رضا صاحب کی طرف دیکھا اور اوپر دوسرے روم میں کال سننے چلا گیا اب مجھے شک ہونے لگا تھا کہ وقار نے ایسا کیوں کیا ہے میں ابھی اسی سوچ میں تھی کہ روزی بولی راحیلہ بیگم اک بات کرنا چاہتی ہوں جو کہ بہت دنوں سے سوچ رہی ہوں کہ جو ہمارا لنک ہے کہیں میری اس بات سے آپ لوگ یہ ختم نہ کر دو میں نے اسے تسلی تو دی لیکن میں سمجھ گئی کہ یہ کیا کہنا چاہتی ہے میں نے رضا کی اور رضا نے میری طرف دیکھا مگر ہم روزی کی بات میں متوجہ تھے روزی بولی راحیلہ میڈم میرے بیٹے کے بارے میں کچھ سوچو کیا مطلب؟ مطلب کے اب اس کی شادی بھی کرو کیونکہ آپ کو تو پتہ ہے کہ اب میرا کوئی بھروسہ نہیں جو کچھ کرنا ہے آپ لوگوں نے کرنا ہے اور یہ میرا ہی نہیں آپ لوگوں کا بیٹا بھی ہے آپ نے روڈ کی ٹریفک سے بچایا تھا اور آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں آپ اپنی بیٹی کا رشتہ وقار کے لیے دے دیں تا کہ ہمارا یہ رشتہ بن جائے اور ہم رشتہ دار بن جائیں ابھی میں بولی نہیں تھی کہ رضا صاحب بولے روزی ہمیں وقت دو تا کہ میں سوچ سکوں اور پھر ابھی میں اپنی بیٹیوں کو پڑھانا چاہتا ہوں ان کی کیا خواہشات ہیں ہمیں نے ابھی تک نہیں پوچھا میں پہلے ان سے پوچھ کر پھر ہم آپ کو جواب دیں گے اور پھر آپ کی کس پہ نظر ہے؟ میری نظر ندا پر ہے جو شاید وقار کو پیار بھی کرتی ہے رضا صاحب روزی کی بات سن کر کچھ حیران سا ہوئے مگر پھر بولے روزی تمہیں کیسے پتا ہے کہ وہ وقار سے پیار کرتی ہے؟ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے؟ روزی نے کہا نہیں میرے پاس کوئی ایسا ثبوت تو نہیں بلکہ اتنا ضرور محسوس کرتی ہوں کہ وقار ہر وقت ندا ندا کرتا ہے ہو سکتا ہے وہ ندا سے پیار کرتا ہو رضا بولے اچھا یہ بات ہے تو ہم ابھی وقار سے پوچھ لیتے ہیں اتنے میں وقار بھی آ گیا بولا لگتا ہے میرا ذکر ہو رہا ہے کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ لوگ؟ آیئے وقار بیٹا آپ کا ہی ذکر تھا میں نے وقار کو اپنے پاس بٹھا لیا اور اس کی رائے معلوم کی پوچھا کہ تم کس بیٹی پہ آنکھ رکھتے ہو؟

وہ پہلے تو خاموش رہا پھر بولا آنٹی آپ جو کچھ بھی کریں گے مجھے منظور ہے نہیں بیٹا میں ماں ہوں ان بچیوں کی اور میں تمہاری رائے جاننا چاہتی ہوں تمہیں دونوں میں سے کس کو چننا ہے یہ فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے اور یہ فیصلہ ابھی ہو گا تا کہ ہم اپنی روزی کو کوئی نہ کوئی خوشی دے کر جائیں وہ صرف میری ہی نہیں روزی کی بھی بیٹیاں ہیں کیوں کہ ہم نے تیری مما یعنی روزی کو غیر نہیں سمجھا اور یہ باتیں ہم آپس میں کر رہے ہیں رشتہ ہمیشہ غیروں کے گھر جا کر مانگا جاتا ہے اپنے گھر کی بات گھر میں ہی طے ہوتی ہے اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے بتا تو کسے پسند کرتا ہے آنٹی آپ نے میری بہت بڑی پرابلم حل کر دی میں سمجھتا تھا کہ بہت پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔

کیسی پرابلم بیٹا؟ میں نے پوچھا۔ بس آنٹی اب چھوڑیں اس بات کو اور میرا فیصلہ سنئے میں ندا کو پسند کرتا ہوں بیٹا واہ یہ ہوئی نہ دل کی بات رضا نے وقار کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا پھر ہم نے روزی کو ہاں کر دی مگر یہ کہا کہ ہم ندا کی رائے سن لیں وہ کیا چاہتی ہے اور پھر گھر آ گئے ہم دونوں میاں بیوی نے اپنے فرض ادا کرنے تھے اس لیے یہی فیصلہ کیا کہ روزی نے ہمارا بہت ساتھ دیا ہے ہم اسے کسی بھی صورت مایوس نہیں کرنا چاہتے تھے وہ ہم پہ اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی کمی محسوس کرتی تھی پھر ہم کیوں نہ اسے خوشیاں دیتے؟ ہم بھی اس کے احسانوں تلے دبے ہوئے تھے کہ اگر ہم اسے بیٹی کا رشتہ دے دیں گے تو یہ نہ ہمارا احسان تھا نہ ہی اس کے احسانوں کا بدلہ یہ تو ہمارا فرض تھا جو ہم نے اک نہ اک دن پورا کرنا تھا جو کل کرنا ہے وہ آج ہی کیوں نہ کر دیں پھر ہم دونوں بہت

خوش تھے کہ ہم نے اپنی بیٹی روزی کی گود میں ڈال دی۔ رات ہم نے یہ ہی سوچا رضا بولے بیگم تمہیں کیسا لگتا ہے کہ روزینہ کبھی کتنی خوش رہتی تھی مگر ایسے جیسے اس کی خوشیوں کو کسی کی بری نظر لگ گئی ہے پھر بھی ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ جلدی ٹھیک ہو جائے اور ہم سب ہنسی خوشی زندگی گزاریں۔ میں نے کچھ دیر خاموشی کے بعد ہاں میں سر ہلا دیا کہ صاحب جی وہ بھی چاہتی یہ ہے کہ ہم سب کے ساتھ خوش رہے لیکن خدا کو جو اچھا لگے وہی کرتا ہے ہم لوگ اس کی کرنی کے آگے کچھ نہیں کر سکتے بیگم اب آپ کل ندا کے پاس جاؤ اس کی رائے معلوم کریں کہ وہ کیا چاہتی ہے اس کے دل میں کیا ہے آخر ہر اک کی کوئی نہ کوئی حسرت ہوتی ہے اس کی بھی کوئی تو خواہش ہو گی آپ اس سے بات کریں اور مجھے بتائیں کہ ہم آگے اپنا فرض پورا کریں اور روزی بھی ہو سکتا ہے اپنے گھر میں خوشی دیکھ کر اسے زندگی مل جائے اور اس کی بیماری اس کی جان چھوڑ دے۔

ہاں صاحب خدا کرے ایسا ہو جائے میں کل ندا کے پاس جا کر بات کرتی ہوں اب ہمیں سو جانا چاہیے رات بہت ہو چکی ہے ہاں بیگم سو جائیں باقی باتیں کل پر چھوڑیں او کے صاحب پھر ہم دونوں نے اگلی صبح تیاری کی رضا تو روزینہ کے پاس چلے گئے اور میں نے گاڑی پکڑی اور ندا کی طرف چل دی مجھے اچانک دیکھ کر ندا اور ردہ بہت خوش ہوئیں میں نے ندا سے بات کر دی پوچھا بیٹی ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے تمہاری کیا رائے ہے ہم نے تو بات کر دی ہے وقار کے لیے تمہاری شادی کی اگر تم کچھ کہنا چاہتی ہو تو ابھی بہت ٹائم ہے اپنے دل کی بات بتائیں تا کہ ہم جان سکیں کہ تم نے کسی کو منتخب کیا ہوا ہے یا نہیں ندا فوراً بول پڑی نو۔ مما آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں جبکہ میں نے کوئی ایسی بات اپنے دل میں نہیں سوچی مما جانی آپ اور پاپا کو پورا حق ہے میری زندگی کا فیصلہ کرنے کا اور آپ جو فیصلہ کریں گے وہ میرے لیے حکم ہو گا جو میں قبول کروں گی اور ویسے مما میں ایک بات ضرور کروں گی کہ ابھی ردہ آپی مجھ سے بڑی ہیں پہلے ان کی باری آنی چاہیے تھی۔ ندا کی باتیں سن کر مجھے بہت خوشی ملی میں نے اپنی بچی کو اپنے ساتھ لگا کر بوسہ کیا پیار کیا مجھے اپنی بچیوں پہ پورا اعتماد ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا میں نے ندا کو پیار کیا اور کہا بیٹی تم سچ کہتی ہو کہ پہلے ردہ کا کرنا چاہیے تھا مگر بیٹی انہوں نے تمہارا ہاتھ مانگا ہے روزی کو میں کسی بھی چیز سے انکار نہیں کر سکتی ٹھیک ہے مما آپ نے فیصلہ کیا ہے مجھے منظور ہے پر میں پڑھنا چاہتی ہوں بیٹی آپ جانتی ہو کہ عورت پڑھ لکھ کر اپنا فیوچر سنوارتی ہے تمہارے حالات تمہارے سامنے ہیں کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے اور پھر روزی کی زندگی کا کوئی پتہ نہیں ڈاکٹر یہ ہی کہتے ہیں کہ اس کو جتنا خوش رکھ سکتے ہو رکھو اس سے ہی یہ زندہ رہ سکتی ہیں اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اسے ہر وہ خوشی دیں جن خوشیوں کو وہ آج تک ترسی ہے اس کے پاس ہر چیز ہے لیکن دولت سے انسان خوشیاں نہیں خرید سکتا ورنہ وہ خرید لیتی اب آپ کی طرف سے ہمیں یہ امید تھی کہ آپ ہم کے فیصلہ کو مان لو گی اور بیٹی جتنی مجھے آج خوشی ہوئی ہے شاید کبھی نہیں ہوئی تھی مما آپ کو اپنی بیٹوں پر فخر ہونا چاہیے ہاں بیٹی مجھے فخر ہے کہ جو ہم کریں گے وہ آپ کو منظور ہو گا جی مما انشاء اللہ میں نے بیٹی کو پیار کیا اور اجازت مانگی میری بیٹی نے مجھے بہت حوصلہ دیا اور میری اور اپنے پاپا کی عزت کا بھی خیال رکھا میں واپس آ گئی شام کو رضا صاحب آئے اور پوچھا میں نے صاف کہہ دیا کہ جان جو ہم کریں گے وہ ان کو منظور ہو گا اور پھر ندا نے کہا بھی ہے ماں آپ دونوں کو پورا حق ہے میری زندگی کا فیصلہ کرنے کا اور جو آپ کریں گے وہ مجھے منظور ہے اس بات پر رضا صاحب بے حد خوش ہوئے اب ہم یہ خوشخبری روزی کو دینا چاہتے تھے روزی آ تو نہیں سکتی تھی ہم نے خود ہی جانا تھا سو کل ہم نے جانے کی تیاری کی مٹھائی بھی لی کہ منہ میٹھا ہو گا ہم روزی کے گھر جا کر ایک جشن کرنا چاہتے تھے ہم نے جا کر پہلے اس کو مبارکباد دی کہ ندا بیٹی نے ہاں کہہ دی ہے پھر ایک دوسرے کے منہ میٹھے کروائے روزی نے فوراً وقار کو کال کر دی کہ گھر آئے وقار آیا تو دیکھ کر حیران ہو گیا کہ سب اتنے خوش کیوں ہیں آج کس خوشی میں مٹھائیاں بانٹی جا رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں؟ آؤ وقار بیٹے منہ میٹھا کرو۔ مگر انکل کس خوشی میں؟ یار تمہارا رشتہ طے ہو گیا ہے واہ انکل آپ کو بھی مبارک ہو رضا اور وقار گلے ملے پھر وقار کی ماں نیا سے اپنے سینے سے لگا کر جی بھر کر پیار کیا پھر روزی نے حکم دیا کہ آج کا دن بہت اہم ہے وقار بیٹے تم فیکٹری میں چھٹی کراؤ اور سارے مزدوروں میں مٹھائی تقسیم کرو وقار نے اسی وقت کال کر کے کام بند کروایا اور مٹھائی کا آرڈر دے دیا اب ہر طرف خوشیاں رقص کر رہی تھیں آج روزی کے چہرے پر وہ خوشی تھی جو کہ روزی ہمارے ساتھ ہر پل خوشیوں میں گزارتی تھی پھر ہم نے منگنی کی ڈیٹ طے کی کہ ہم جلدی ہی منگنی کریں گے روزی کے منہ پہ دن بدن ایک نکھار آتا جا رہا تھا روزی اب کچھ چلنے بھی لگی تھی روزی کو اس دن کا بہت بے چینی سے انتظار تھا کہ جب ندا دلہن بن کر اس کے گھر میں آئے منگنی کے دن ہم نے بہت بڑا جشن کرنے کا پروگرام بنایا روزی نے وہی حال بک کروانے کا آرڈر دیا جس میں اس کی شادی ہوئی تھی اور ردہ ان ساری باتوں سے بالکل بے خبر تھی کیونکہ وہ کسی بات میں میں نے ردہ سے بال کی بیٹی ہم ندا کی منگنی کر رہے ہیں تمہاری کیا رائے ہے؟ تو اس نے جواب دیا مما آپ سربراہ ہیں جو کریں گے ہمیں منظور ہے آج کل ردہ بالکل کسی بات میں کسی فرد میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہی تھی بولی مما آپ جو مرضی کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا میں نے اس کی بات سن کر اندازہ لگایا کہ وہ کچھ جاننا نہیں چاہتی ہم لوگ کیا کر رہے ہیں خیر منگنی کا دن قریب آتا گیا وقار نے تو شادی سا سماں بنایا ہوا تھا وقار اب ہر وقت ہر خوشی اپنی ماں کے قدموں پہ جھکانا چاہتا تھا اور ہو بھی ایسا ہی رہا تھا وقار اور روزینہ بہت خوش رہنے لگے منگنی کا دن آ گیا آج بہت سے لوگ آئے تھے روزینہ کی خوشی کی تو کوئی انتہا نہ تھی ندا کو دلہن کی طرح سجایا جا رہا تھا ادھر ردہ کو یہ پتہ تھا کہ آج اس کی منگنی ہے مگر اس نے یہ کہا کہ میں منگنی کی رسم شروع ہونے سے پہلے پہنچ جاؤں گی ہم لوگ بہت خوش کہ روزی سے ہماری رشتہ داری بن گئی تھی منگنی کی رسم شروع ہونے والی تھی کہ ردہ آ گئی اب ایکطرف لڑکی اپنی سہیلیوں کے ساتھ اور دوسری طرف لڑکا، ردہ اپنی بہن ندا کے پاس آئی جب دیکھا کہ وقار بھی ہے تو بولی ندا ایک فرمائش کروں ہاں ردہ آپی بولیں میں چاہتی ہوں کہ وقار کوئی گانا گائے ویسے تو سنگر بھی بلائے تھے مگر یہ ردہ کی فرمائش تھی کہ وقار خود گائے وقار کو یہ ردہ میڈم کی فرمائش سن کر حیرت ہوئی کہ میری منگنی اور میں گاؤں بولا ردہ سے کہہ دو سنگر بلا ئیں ہیں جس سنگر کا کہے گی وہی گائے گا مگر ردہ نے پھر کہہ بھیجا نہیں آپ گائیں گے اب وقار کو ردہ کی یہ فرمائش پوری کرنی پڑی اس نے کہہ بھیجا کہ ندا بھی گائے گی مگر ندا شرماتے ہوئے نہیں مجھ سے یہ کام نہیں ہو گا کیونکہ میں نے آج تک ایسا کام نہیں کیا اب سٹیج پر سب ہی سنگر کا ویٹ کر رہے تھے ردہ آئی بولی کہ آج جو گانا گائے گا وہ کوئی سنگر یا کوئی ایکٹر نہ تھا مگر پھر بھی ایک بار تالیاں گونجی اور وقار سٹیج پر آ گیا وقار کی نظر بالکل ندا پر تھی اور گانا شروع کیا۔ **گانا**

میری تنہائی کا تو ہی اک واحد سہارا ہے
مجھے مایوس مت کرنا تو مجھ کو جان سے پیارا ہے
پیاس بجھ بہت ہے اور میں پی بھی نہیں سکتا
میرے سامنے سمندر ہے اور پاس کنارہ ہے
میری تنہائی کا تو ہی اک واحد سہارا ہے
مجھے مایوس مت کرنا تو مجھ کو جان سے پیارا ہے
قسمت تجھے ب کیوں دوش میں دوں تو میری قسمت میں
میرے ہاتھوں کی لکیروں کا ملا تجھ سے ستارا ہے
میری تنہائی کا تو ہی اک واحد سہارا ہے

مجھے مایوس مت کرنا تو مجھ کو جان سے پیارا ہے
اب ڈر نہیں کسی کا ہر طوفان کو روکیں گے
ہم آسماں کو چھو لیں گے ہوا تو جو ہمارا ہے

وقار نے گانا ختم کیا روزینہ کی خوشیوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا اب منگنی کی رسم ہونے والی تھی جب ندا کو لا کر بٹھایا گیا ادھر وقار کے دوست وقار سے سرگوشیاں کرتے ہوئے اسے لے آئے جب وقار انگوٹھی پہنانے لگا تو ردہ بھاگتی ہوئی میرے پاس آئی بولی مما ندا کی منگنی وقار سے طے ہو رہی ہے کیا؟ میں ردہ کی کیفیت دیکھ کر چونک گئی میں نے اسے پوچھا بیٹی تم اتنی کیوں گھبرا رہی ہو؟ بولی مما پلیز بتائیں ہاں وقار سے اس کی منگنی ہو رہی ہے ندا نے ردہ کی طرف دیکھا تو پریشان ہو گئی ادھر وقار کو سب کچھ معلوم تھا مگر وہ اب کسی کو کچھ بتا بھی نہیں سکتا تھا وہ بھی ردہ کی وجہ سے رک گیا ردہ جلدی سے سٹیج پہ آئی مائیک پکڑا اور بولی دوستو عزیز و اینڈ رشتہ دارو میں ہوں ردہ رضا اور وقار کی ہونے والی۔ وہ یہ کہہ کر رک گئی میں نے اس کے ہاتھ سے مائیک پکڑ لیا اب اس نے ہم سب کا تماشا لگا دیا ندا گھبرا گئی کہ کیا ہو گیا ہے میں نے ردہ کو سمجھایا کہ ندا اور وقار کی زندگی کا کا نٹا مت بنو مگر یہ کہنے لگی کہ وقار کو میں پسند کرتی ہوں وقار کسی اور کا نہیں ہو سکتا وہ صرف میرا ہے میرا ہی رہے گا میں وقار کے ساتھ کسی اور کو نہیں دیکھ سکتی خواہ وہ میری بہن ہی کیوں نہ ہو اگر آج وقار انگوٹھی پہنائے گا تو مجھے وقار میں کسی کا کسی بھی صورت نہیں ہونے دوں گی وقار کی دلہن میں بنوں گی سب لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے کسی نے بھی ساتھ نہ دیا ہر کوئی باتیں کرنے لگا ہر اک کی زبان پہ یہ الفاظ تھے دیکھو رضا کی بیٹی نے اسے کتنا ذلیل کیا ہے دیکھو رضا کا سر جھک گیا ہے رضا ایسا لڑکا نہ تھا ایسا اس کی بیٹی نے بنایا ہے لوگ رضا صاحب کو طرح طرح کی باتیں کرنے لگے مگر رضا سر جھکائے کھڑے رہے اب رضا پر کیا بیت رہی تھی کہ شاید وہ یہ ہی سوچ رہا تھا کہا گر اس کی اپنی اولاد ہوتی تو یہ سب نہ ہوگا مگر اسے ذلیل کرنے والی کس کا خون ہے اس نے کس طرح اس کی پرورش کی مگر اسے یہ صلہ ملا جو اسے بھری محفل میں جھکا دیا ہے رضا جھکنے والا نہیں تھا اور نہ ہی وہ آج تک کسی کے آگے جھکا ہے آج رضا کا دل کتنا ٹوٹا ہے یہ تو وہ جانتا ہے ردہ تماشہ بنائے کھڑی تھی میں نے آگے ہو کر رضا سے بات کی رضا یہ آپ کی بیٹی ہے اور میں ماں ہوں اسے روکنے کا پورا حق ہے آپ کو مگر رضا کی آنکھیں اشک بار تھیں بولے نہیں راحیلہ بیگم یہ میری بیٹی ہوتی تو میرا بھرم رکھتی آج اس نے اپنا آپ دکھا دیا ہے اور چھوٹے لوگوں کی اولاد کی سوچ بھی چھوٹی ہوتی ہے میں نے اسے بیٹی نہیں ناگن پالی ہے کیوں کہ آج اس نے مجھ پہ ہی وار کیا ہے دیکھو ندا بیٹی کی طرف وہ بھی تو اسی کی بہن ہے اور اس سے چھوٹی ہے مگر کتنی سمجھدار ہے اسے جو کہا جیسے کہا اس نے وہی کیا کبھی اس نے کسی بات پر انکار نہیں کیا اسے ماں باپ کا پیار بھی نہیں ملا لیکن اس نے اپنی بیٹی ہونے کا حق ادا کر دیا ہے ایسی بیٹیوں کو خدا کبھی برباد نہیں کرتا کاش میری بیٹی صرف ندا ہوتی۔ یہ ردہ سے کبھی میرا سامنا نہ ہوتا اگر مجھے پتہ ہوتا اس نے ایسا کرنا ہے تو میں کبھی اسے اس دعوت میں نہ بلاتا رضا روتے ہوئے بات کر رہے تھے میں نے رضا کو دوسری بار روتے دیکھا تھا مگر میں اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی تھی اب میں کیا کر سکتی تھی؟ میں نے ردہ کو کہہ دیا کہ ہم نے تمہیں اپنے خاندان سے خارج کر دیا ہے تم جس سے چاہو شادی کر سکتی ہو مگر ہماری خوشیوں کو آگ مت لگاؤ مگر وہ بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ میں کبھی ان کی منگنی نہیں ہونے دوں گی اگر ایک کی منگنی ہوئی تو دوسری کی لاش سے گزر کر ہو گی اچانک ندا نے اٹھ کر کہا وقار اس سے پہلے کہ ہم ایک دوسرے کے بندھن میں بندھ جائیں میرے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہو کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو؟ ہاں ندا میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا اور تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں گا تم بنو گی میری دلہن نہیں وقار اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو میں تمہیں اپنی قسم دیتی ہوں اپنے اور تمہارے پیار کی قسم دیتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں کہ تم ردہ کو انگوٹھی پہناؤ گے پلیز تمہیں میرے سر کی قسم ہے اگر تم نے انکار کیا تو میں ابھی اسی وقت یہاں اپنی جان دے دوں گی تا کہ ردہ آپی کا رستہ صاف ہو جائے اس نے پتہ نہیں کتنے سپنے سجائے ہیں تمہارے اس کے دل میں پتہ نہیں کتنے ارمان ہیں تمہارے پلیز انکار مت کرنا سب لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے ایک بہن چھوٹی کی خوشیوں کو ختم کر رہی ہے مگر چھوٹی بہن بڑی کی جھولی میں خیرات ڈال رہی ہے خیرات بھی تو کتنی انمول ہے جو کسی کو دکھائی بھی نہیں جاتی مگر ندا اپنے باپ اور خاندان کی عزت کے لیے اپنے پیار کو قربان کر رہی تھی روزی بول پڑی نہیں اگر ندا میری بہو نہیں بنے گی تو میں ردہ کو بھی قبول نہیں کروں گی ہم دونوں وقت کی قید کے پنچھی بنے بیٹھے تھے نہ رضا بولنے کی جسارت کر رہے تھے نہ مجھ میں ہمت تھی فیصلہ بچوں کے اور وقت کے ہاتھ میں تھا روزی نے جب انکار کیا تو ندا روزی کے پاس آ کر ہاتھ جوڑ کر بولی دیکھیں آنٹی آپ اتنی سخت دل نہیں ہو آپ پلیز مان جاؤ میں آپ کے ہاتھ جوڑتی ہوں پاؤں پڑتی ہوں مان جاؤ پلیز آنٹی ردہ کتنی خوبصورت ہے اور پھر میں اپنی بڑی بہن کے پیار میں رکاوٹ کیوں بنوں آنٹی پلیز وقار سے کہہ دو کہ وہ مان جائے آنٹی اگر میں راحیلہ اور رضا کی بیٹی ہوں تو وہ بھی انہیں کی اولاد ہیں اگر میں خوب صورت ہوں تو وہ بھی خوب صورت ہے اس سے آپ کو کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ آپ کے بیٹے کی شریک حیات بنے میں اور رضا ندا کی اس قربانی پر آنسو بہا رہے تھے کہ دیکھیں دلہن کے روپ میں سب کی منت وسماجت کر رہی ہے لیکن کون سنے گا اس کی وہ کبھی وقار کو ہاتھ جوڑی اور کبھی روزی کو ایک طرف وقار کا پیار التجائیں کر رہا ہے ایک طرف اس کا پیار ہمیشہ کے لیے اجڑ رہا ہے اگر وہ ندا کو دیکھتا ہے تو پیچھے نہیں ہٹ سکتا اگر ان مہندی بھرے ہاتھوں کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ بھیک مانگنے کے لیے نہیں ہیں ندا اب اپنی جھولی پھیلا کر وقار کے سامنے کھڑی ہے مگر وقار اس کی گود میں کیا دے رہا ہے آنسو جو کہ اسے کئی خوشیاں دینے کے وعدے کر چکا ہے ندا ایک بھکاری کی طرح ایک خوبصورت دلہن کے روپ میں کھڑی اپنا چہرہ آنسوؤں سے دھو رہی تھی وہ اگر چاہتی تو اپنی ماں باپ کی عزت کے لیے اپنی بڑی بہن کو ٹھکرا بھی سکتی تھی کروڑوں کی مالک تھی لوگ جاندار کے لیے خون کی پہچان بھول جاتے ہیں وہ ردہ کو دھکے دے کر نکال بھی سکتی تھی مگر نہیں وہ ہم سب کی خوشیاں دیکھنا چاہتی ہے ہم سب کے ساتھ رہنا چاہتی ہے رضا ایسی بیٹی پر جان صدقے واری کر رہے تھے لیکن کوئی ندا کی بات نہیں مان رہا تھا نہ وقار اور نہ ہی روزینہ آخر روزی بولی اگر تم کہو کہ ہم ردہ کو اپنا لیں تو یہ غلط ہے کیونکہ جو اپنے مما پاپا کی نہیں ہو سکی وہ ہماری کیسے ہو سکتی ہے ہمیں یہ رشتہ منظور نہیں ہے ہم تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں لیکن ردہ کے لیے ایک منٹ بھی یہاں نہیں رک سکتے اور نہ ہی ہمیں کوئی روکے یہ سنکر ندا وہیں بیٹھ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کون تھا؟ جو اسے چپ کرواتا وہ ہار چکی تھی کون تھا جو اسے جتاتا وہ ہار چکی تھی اب سب لوگ جانے شروع ہو گئے ندا اٹھی اور وقار کے پاؤں پکڑ لیے وقار نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور بولا ندا میں اپنی جان تو دے سکتا ہوں مگر تیرے علاوہ کسی دوسرے کا سوچ بھی نہیں سکتا میں اتنا بڑا فیصلہ کیسے کروں؟ کیوں کروں؟ ندا بولی دیکھیں پلیز میری خاطر ہی سہی تمہیں یہ قربانی دینی پڑے گی سب لوگ ایک ایک کر کے نکلتے جا رہے تھے اور ردہ کو برا بھلا کہتے جا رہے تھے وقار بولا رکو میں ندا سے نہیں ردہ سے شادی کروں گا یہ سن کر سب ہی مسکرائے ندا بولی تھینکیو وقار مجھے تم سے یہ امید تھی کہ تم میرے لیے کچھ بھی کر دو گے اب وقار پر کیا گزر رہی تھی یہ تو وہ ہی جانتا ہے سب کو ایک گہرا دلی صدمہ تو پہنچا مگر حالات بدل گئے ندا اسی طرح دلہن بنی رہی لیکن ردہ کو بھی دلہن بنایا گیا اب ایک بار پھر ہال جو بن میں تھا وہی شور شرابہ وہی ہنگامہ وہی رونق وہی خوشیاں مگر یہ خوشیاں تو کسی نے اپنی محبت کو مار کر کسی دوسرے کو دی تھیں اب دونوں کو تیار کر کے بٹھایا گیا ندا سٹیج پر آئی اور بولی کہ میں سب کو سوری کہتی ہوں جو ہماری وجہ سے کسی کو ویٹ کرنا پڑا میں اپنے مما پاپا کو اور اپنی آپی کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دینا

چاہتی کیوں کہ میں تو آج تک ماں باپ، بہن بھائیوں کے پیار کو ترسی ہوں اور ساتھ ہی اپنے آنسو صاف کیے اور بولی آج میں گاؤں گی اور اس محفل ایک رونق دوں گی اور پھر میں کیوں نہ گاؤں میری بڑی سسٹر کی سگائی جو ہے وقار کو اب ندا کے دل ٹوٹنے کا صدمہ بہت تھا وقار کی آنکھیں اشکبار اور دل ٹوٹ چکا تھا وقار کو ردہ سے ذرا بھی پیار نہ تھا وقار کی نظر ندا پر ہی تھی وہ کیسے خوش ہوتا سارے سپنے ٹوٹ چکے تھے اس کے سارے ارمان بکھر چکے تھے ساری حسرتیں مر چکی تھیں ندا نے اپنے آنسو صاف کیے اور گانا شروع کر دیا۔ **غزل**

پھولوں نے ہاتھ زخمی کیے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں؟
جب اپنوں نے ٹھکرا دیا غیروں سے شکوہ کیا کریں
ہم پنچھی تھے آزاد فضا کے رشتوں کی بندھن میں قید تھے
پر کاٹ کے ہم کو اڑا دیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں
ہم آگے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے مڑ کر دیکھا نہ تھا
جب منزل ہم سے دور ہوئی رستوں سے شکوہ کیا کریں
نہ واقف تھے ساگر کی گہرائی سے آنکھیں بند کر کے کود گئے
موجوں نے ہم کو اچھال دیا سمندر سے شکوہ کیا کریں
اک چمن سے ہم نے پھول چنا پھولوں سے الگ وہ لگتا تھا
اس پھول نے ہی لب زخمی کیے اب چمن سے شکوہ کیا کریں
ہم تنہا تھے تنہا ہی رہے کسی اپنے نے اپنایا نہیں
کرن اپنوں کا نہ ساتھ ملا تنہائیوں سے شکوہ کیا کریں

ندا کے گا منے سے بہت سے لوگوں کی آنکھیں بھر گئیں لیکن ماں تو زار و قطار رو رہی تھ یگانے کے بعد ہال تالیوں سے گونجا پھر سبھی خاموش ہو گئے اور پھر رسم منگنی ہوئی وقار کی نظر ندا پر تھی اور انگوٹھی ردہ کو پہنا رہا تھا منگنی کے بعد وقار اٹھا ندا کا ہاتھ پکڑ کر بولا ندا تم جتنا چاہے دور بھاگ لو میں پیار تو تمہیں ہی کرتا تھا کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا تیرے کہنے پر میں اس سے شادی تو کر لوں گا مگر میرے دل میں تم ہی رہو گی ندا مسکرائی بولی اب تم جو چاہے کہہ سکتے ہو مگر ایک بات کا خیال رکھنا کہ اب تم رضا صاحب کے داماد ہو اور ردہ کے ہونے والے شوہر اتنے میں ردہ بولی وقار صاحب سالی سے اب کیا مشغلے ہو رہے ہیں کچھ نہیں پھر ندا نے رسم پوری کرنے کے بعد اپنی گاڑی پکڑی اور سیدھی اپنے گھر آ گئی آج ندا کو بہت بڑا صدمہ لگا تھا کہ ایک بہن کو دوسری کی خوشی اچھی نہیں لگی ابھی ندا پہنچی ہی تھی کہ میں اور رضا بھی پیچھے چلے گئے ندا کے روم میں جا کر دیکھا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی میں نے اپنی بچی کو سینے سے لگایا پیار کیا اور پھر رضا صاحب نے باپ ہونے کا حق ادا کیا اور بچی کو جی بھر کے پیار کیا ندا بولی پاپا آپ دونوں آج مجھے پیار کیوں کر رہے ہیں میں نے تو ایک بیٹی ہونے کا حق ادا کیا ہے میں اپنے ماں باپ کا سر جھکانا نہیں چاہتی کہ میرے باپ کو کبھی کوئی دکھ پہنچے خدا نہ کرے پاپا میں بھی آپ کی بیٹی ہوں اور ردہ آپی بھی اور پھر میں نے جو کیا ہے بہتر ہی کیا ہے اگر میں آج تک آپ دونوں سے دور رہی ہوں تو کوئی یہ نہ کہے کہ اس نے اپنی بہن کی خوشیوں میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی ہے اب خدا کرے کہ آپی کو اپنے گھر میں سکون میسر آ جائے میں ان دونوں کی زندگی سے دور چلی جاؤں گی میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے یہ سن کر رضا بولے دیکھو بیٹی اگر تم نے دور جانے کا فیصلہ کیا ہے تو میں نے بھی ایک فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ رکھوں گا رضا کی بات سن کر ندا بولی نہیں پاپا۔ جو بات ماننے والی تھی وہ مانی ہے اور جو نہیں پلیز وہ مجھے مت کہیں آپ میں اب یہاں نہیں رہنا چاہتی مجھے پلیز۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ردہ کی زندگی سے دور جانے دو میں نے ندا کو اپنے سینے سے لگایا اور پیار سے سمجھایا کہ آج تک ہم نے جس بیٹی کے نخرے ناز اٹھائے ہیں وہ ہماری نہیں بنی اور تو ہم سے دور بھی رہی ہے لیکن تمہیں کتنا احساس ہے ہم تمہیں کہیں نہیں جانے دیں گے اور نہ ہی تم ایسا کچھ کرو گی مما اب پلیز ردہ اور وقار کے یہاں مت آنے دینا کیوں کہ وقار نے میری قسم پوری کی ہے وہ بدل بھی سکتا ہے میں اس لیے دور جانا چاہتی ہوں اس کی اس بات نے ہم دونوں کو چونکا تو دیا مگر ہم نے اسے ایسا کرنے سے روک لیا رضا صاحب بولے بیٹی تم جیسی بیٹیوں کو لوگ ترس رہے ہیں اور میں کیوں اپنی قسمت کو مٹاؤں تم کہیں نہیں جاؤ گی اور نہ ہی ہم تمہیں جانے دیں گے رہی بات ردہ اور وقار کی تو وہ لوگ اپنی مرضی کے مالک ہیں ہم ردہ سے کہہ دیں گے وہ تمہارے پاس وقار کو نہیں آنے دے گی اب ہم چاہتے ہیں کہ ان کی شادی جلدی کر دی جائے تا کہ روزی کو کچھ سکون ملے اب آپ بتاؤ کیا کرنا چاہیے؟ ہاں پاپا جی اب دیر کس بات کی ہے شادی کر کے اپنے سر سے بوجھ ہلکا کریں ٹھیک ہے بیٹی میں ان سے بات کروں گا کہ جلدی شادی کی تیاری کریں۔ ہم نے رات ندا کے پاس ہی گزاری صبح ناشتہ کیا اور سید ھے روزینہ کے گھر آ گئے روزینہ بھی ندا کی مثالیں دینے لگی اسے ردہ میں ذرا بھی دلچسپی نہ تھی خیر اس سے پہلے کہ وہ بات کرتی ہم نے بات کر دی کہ تم لوگ شادی کی تیاری کرو ہم زیادہ دیر ویٹ نہیں کریں گے۔ روزی بہت خوش ہوئی بولی میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ میں جلدی اپنے گھر میں بہو لاؤں ہم نے تیاری مکمل کی ہوئی ہے آپ ہمیں ڈیٹ دے دو تا کہ پھر بھی میں اپنے بیٹے کی حسرتیں پوری کر لوں۔ ٹھیک ہے رضا نے جواب دیا روزی بولی رضا صاحب اگر آپ دونوں کی کوئی ڈیمانڈ ہے تو بتا ... تا ... ہم پوری کریں رضا نے روزی کی بات سن کر جواب دیا نہیں روزی ہماری کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے اور پھر ڈیمانڈ تو غیروں میں ہوتی ہے ہم نے تمہیں غیر تھوڑا سمجھا ہے تم ہماری اپنی ہو اب ایسی غیروں والی بات مت کرنا ... تم ہمارے بہت قریب ہو او کے رضا صاحب پھر ہم کل آ جائیں تا کہ ڈیٹ فکس کر لیں اور آپ کو پتا ہے کہ خوشی ... کے پل تو آنکھ جھپکتے ہیں گزر جاتے ہیں میں تو دھوم دھام سے اپنے بیٹے کی خوشی کروں گی ٹھیک ہے روزی کل آ جانا ہم بیٹھ کر ڈیٹ فکس کر لیں گے او کے اب ہمیں اجازت دو روزی نے او کے کہہ دیا ہم لوگ گھر آ گئے ہم نے جن جن کو بلانا تھا انہیں شادی کے کارڈ بھیجنے شروع کر دیئے اگلے روز روزی اور وقار دونوں آ گئے ہم نے ڈیڑھ ماہ کی ڈیٹ رکھی دن قریب تر قریب آتے گئے خوشیوں کی چہل پہل ہوتی جا رہی تھی دن بدن شور شرابہ بڑھ رہا تھا ہر کسی کے چہرے پر ایک مسکراہٹ بکھری نظر آتی تھی ہم نے پوری تیاری کر رکھی تھی آخر خوشیون کی وہ گھڑی آ گئی جب ردہ کو دلہن بنایا گیا وقار دلہا بن کر آ گیا اور ردہ کو اپنی شریک حیات بنا کر لے گیا شادی کی پہلی رات ہی وقار نے ردہ سے کہہ دیا کہ اگر تم نے میرا پیار مجھ سے دور کیا ہے تو تو بھی ترسے گی اپنے شوہر کے پیار کو ردہ تو اپنے سپنے سچ کرے گی امید دیکھ رہی تھی اس کے دل میں یہ تھا کہ وہ جیت چکی ہے اس نے وقار کو پا لیا ہے وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکی تھی وقار کو سب کچھ مان کر وہ بہت خوش تھی مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی سہاگ رات اس کی بربادرات ہوگی جب اس نے وقار کے منہ سے یہ الفاظ سنے تو تڑپ کر رہ گئی سوائے آنسوؤں کے اسے کچھ نہ ملا پوری رات روتی رہی اور وقار سکون سے سویا رہا وہ جن خوشیوں کو پا کر بہت خوش ہونا چاہتی تھی اب وہ ہی خود بربادی کا سبب بنا بیٹھی تھی اب اس کے چہرے پر نہ تو کوئی رونق تھی نہ وہ شباب تھا جو کسی لڑکی کو شادی کے بعد اپنے پیا سے ملتا ہے وہ کسی کو کیا بتاتی کہ وقار نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے وقار سب کے ساتھ ٹھیک تھا مگر افسوس کہ وہ بھی پہلے کی طرح مسکرانا بھول چکا تھا اب تو اس نے باہر دوستوں میں جانا آنا بھی چھوڑ دیا تھا شادی کو چھ ماہ گزر گئے روزی بہت بے چین رہتی کہ کسی وقت کوئی خوشی کی خبر سنے لیکن اس کے دل کی حسرتیں دل میں ہی دفن ہونی شروع ہو نے لگیں ان کے گھر کے حالات دن بدن بگڑنے شروع ہوتے جا رہے

تھے ہر روز گھر میں جھگڑا ہوتا رہتا ہوتے ہوتے شادی کو سال ہو گیا روزی کی مایوسی بڑھنے لگی وقار بھی اب گھر سے باغی ہوتا جا رہا تھا اس نے اپنی مما سے کہہ دیا ماں اب آپ جانوں اور آپ کی بہو رانی جانے میں نے اگر زندگی گزارنی ہے تو ندا کے ساتھ ورنہ اس کو پورا اختیار ہے یہ جب چاہے جا سکتی ہے اگر یہ رہنا چاہے تو رہ بھی سکتی ہے اسی دن ردہ نے کال کی کہ وقار نے یہ الفاظ بولے ہیں ردہ کی کال سن کر رضا کو غصہ آیا بولے دیکھو ردہ یہ فیصلہ تمہارا تھا وقار کو اپنانا تمہارا ایک مشن تھا جب تم نے ہماری ناک بھری محفل میں کٹوا دی تھی ہم نے برداشت کیا تھا اب تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے ہمیں مت ڈسٹرب کرنا جیسے چاہو کر سکتی ہو لیکن ہمیں سکون سے رہنے دو پلیز یہ سن کر ردہ نے ایک آہ بھری اور کال بند کر دی اب ردہ کسی کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی اس کا کیا ہوا فیصلہ اس کے لیے بہت دشوار بن گیا تھا ردہ کو سوائے رونے کے کچھ نہ ملا ایک دن وقار نے ردہ سے بڑے پیار سے بات کی یہ کہ اگر تم اجازت دو تو میں دوسری شادی کر لوں تم بھی خوش رہنا وہ بھی میں اور ماں بھی دیکھو اس گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے اور اگر تم چاہو تو ماں کے ساتھ یا پھر چاہو تو تمہیں الگ بنگلہ لے دیتا ہوں ردہ غصے سے نہیں یہ نہیں ہونے دوں گی آپ لوگوں نے میرے ساتھ تماشہ بنایا ہوا ہے اب جو کچھ بھی ہوں میں ہی ہوں تمہارے لیے اور میرے ساتھ ہی زندگی گزارو گے وقار نے اس کی آواز ریکارڈ کی اور میرے پاس چلا آیا اس نے مجھے اور رضا کو اس کی باتیں سنائیں یہ سن کر رضا کو بہت دکھ ہوا بولے راحیلہ بیگم کیا کرنا چاہیے؟ میں نے اسے مایوس ہوتے ہوئے دیکھا تو کہہ دیا کہ صاحب جو بھی آپ فیصلہ کریں گے ہمیں قبول ہے آپ خود سربراہ ہو اور کوئی آپ کو کچھ کرنے سے نہیں روک سکتا میری اس بات نے رضا صاحب کو بہت حوصلہ دیا وہ خوش ہو گئے اب وقار ندا کا ہاتھ مانگ رہا تھا ہم نے انکار کر دیا وقار نے ردہ کا سہارا لیا اور اسے دھمکی دی کہ تم جا کر ندا کا ہاتھ مانگو گی اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو تمہیں بھی طلاق دے دوں گا اور ماں کو لے کر کہیں اور چلا جاؤں گا اب ردہ کو اپنی بربادی کا رستہ نظر آنے لگا ردہ نے وقار سے یہ لکھوا لیا کہ وہ ندا کا ہاتھ تو مانگے گی پر تم میرے ساتھ رہو گے ندا کے ساتھ نہیں وقار نے اسے لکھ کر سائن کر دیئے کہ تمہاری جو ڈیمانڈ ہے ابھی لکھوا لو کل کو یہ مت کہنا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو سب کچھ لکھوایا گیا وقار کے خوب صورت چہرے پر رونق آ گئی بھاگتا ہوا ماں کے پاس گیا مما مما ایک خوشی کی خبر ہے بولو بیٹا کیا ہے لگتا ہے کہ خدا نے کرم کر دیا ہے اور ہمارے گھر میں خوشیاں آنے والی ہیں جی مما ایسا ہی ہے لیکن یہ تو آپ کا خیال ہے میری بات تو سنیں جی بولو مما جانی ردہ نے ندا کا ہاتھ مانگنے کا وعدہ کر لیا ہے اب میں وہی بیوی لاؤں گا جس کا آپ کو انتظار تھا اور میری وہی بیوی بنے گی جو میرے دل پر راج کر رہی ہے روزی نے مسکراتے ہوئے اپنے بیٹے کا سر چوما اور خدا کا شکر ادا کیا اور ردہ کو ندا کا ہاتھ مانگنے بھیج دیا ردہ نے آتے ہی اپنے پاپا کو بھی بلایا اور بولی اگر میری خوشی چاہتے ہو تو مجھے ندا کا رشتہ دے دو تا کہ وقار کو بھی اس کا پیار اور ماں کو رونق اور مجھے میرا شوہر مل جائے اور ندا کا فرض بھی ادا ہو جائے اگر آپ لوگوں نے انکار کیا تو وہ لوگ مجھے طلاق دے کر بھیج دیں گے رضا بولے ردہ میڈم یہ زندگی کا فیصلہ ہے اور ندا کو اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے کا پورا حق ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ندا نے ساری باتیں بھول کر کالج جانا شروع کر دیا وہ پڑھنا چاہتی تھی ردہ تو چلی گئی مگر پھر آنے کا کہہ گئی تھی وقار نے ایک دن ندا کو کال کی اور رو دیا ندا نے رونے کی وجہ پوچھی تو بولا ندا یہ تم نے بیوی نہیں ایک آفت میرے گلے میں ڈالی ہے جس کے آنے سے میرا جنت جیسا محل جہنم بنا ہوا ہے یہ تم نے مجھے کس غلطی کی سزا دی ہے کیا کیا ہے میں نے جو میرا سکون برباد ہو گیا ندا تم جو مرضی سمجھو میں تم سے شادی کر کے اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں تجھے تیرے پیار کا واسطہ ہے مجھے اور مت تڑپاؤ اب تو یہ وقار بہت نڈھال ہو چکا ہے اسے اور کتنا آزمانا چاہتی ہو ندا بولی وقار تم کہنا کیا چاہتے ہو تم مجھ سے شادی کر لو میں بس یہ ہی کہنا چاہتا ہوں۔ کیا مطلب تم نے مجھے سمجھا کیا ہے میں اپنی بہن کا نصیب کیوں چھینوں اور کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور بات مت کرو۔ مگر ندا اگر تم نے انکار کیا تو میں ردہ کو طلاق دے دوں گا اور خودکشی کرلوں گا وقار کی بات سن کر ندا سوچ میں ڈوب گئی کہ اب کیا کرے اگر انکار کرتی ہے تو اس کی بہن کا گھر جاتا ہے اگر اقرار کرتی ہے تو بھی بہن پر سوتن مگر کیا کرنا چاہیے ندا خاموش ہوگئی تو وقار نے کہا ندا تم فیصلہ کرلو میں کل ردہ کو بھیجوں گا وہ تیرا ہاتھ مانگنے آئے گی اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے ندا نے کہا جو کرنا ہے میرے پاپا مما نے کرنا ہے مجھے تنگ مت کرو اور ہاں اگر میری بہن کو کوئی دکھ پہنچا تو میں برداشت نہیں کروں گی اور پھر پتا نہیں کیا ہوسکتا ہے تم یہ مت سوچنا کہ ہم کمزور پڑ جائیں گے اور پھر کوئی بھی یہ برداشت نہیں کرتی کہ اس پر سوتن کا سایہ پڑے ہم بہنیں ہیں اور رہیں گی اور ہاں شاید تم یہ بھی بھول گئے ہو کہ تم شادی شدہ لڑکے ہو اور میں ایک کنواری لڑکی میرے بھی کچھ ارمان ہیں میری بھی حسرتیں ہیں میں بھی اس سے شادی کروں گی جو صرف اور صرف میرا ہو جس کا دل بس میرے لیے دھڑکے جس کی زبان پر صرف میرا نام ہو جس کے دل میں میرے علاوہ کوئی جھانک نہ سکے اور ایسی کوئی بات تم میں نہیں ہے آج کے بعد مجھے کال مت کرنا یہ سن کر وقار نے اسے اپنے پیار کا واسطہ دیا بولا ہاں ندا میں تمہارا ہوں تھا۔ اور رہوں گا میں نے آج تک تمہارے علاوہ کسی کا سوچا بھی نہیں ہے اور سوچوں بھی کیوں؟ کیوں کہ میری ندا پریوں کی ملکہ ہے اور میری شہزادی ہے نہ تو اس سے حسین کوئی ہے ناں ہی آج تک خدا نے بنائی ہوگی اور ہاں میں نے تمہارے کہنے پہ اس سے شادی کی تھی اب پلیز میرا پیار مجھے دے دو مجھے وہی ندا چاہیے جو میرے پاس دلہن کے روپ میں تھی جسے میں اپنی ملکہ بنا چکا تھا جو بس میری ہے ابھی وقار بولتا جا رہا تھا کہ ندا نے بات کاٹتے ہوئے کہا تم جو مرضی کرلو لیکن میں اپنی بہن کی زندگی برباد نہیں ہونے دوں گی یہ کہہ کر کال بند کردی اور سوچنے لگی اپنے پاپا کو فون کیا بولی پاپا جی وقار یہ کہہ رہا ہے رضا نے پوچھا تو بیٹی تم نے کیا جواب دیا؟ بولی پاپا میں کچھ نہیں کہہ سکتی جو کچھ کہنا ہے آپ نے کہنا ہے بیٹی ردہ تمہارا رشتہ لینے آئی تھی مگر ہم نے بات آپ پہ چھوڑی ہے لیکن پاپا ابھی میں اس قابل نہیں ہوں کہ کوئی فیصلہ کروں تو بیٹی سنو ہم نے ردہ کا نہیں تیرا رشتہ طے کیا تھا ردہ کا تم نے کیا تھا ہم تمہاری شادی وقار سے ہی کریں گے تمہیں ہماری خاطر یہ قربانی دینی ہوگی اور بیٹی ہمیں پورا یقین ہے کہ تم ہمیں انکار نہیں کرسکتی ندا خاموش رہی ادھر وقار کی کال آگئی کہ اگر ندا کا ہاتھ دیتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ اس بانجھ پن کو بھی رکھ لو میرے پاس اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اب میں اور برداشت نہیں کرسکتا رضا نے ندا کی کال بند کردی اور وقار سے بات کرنے لگا رضا نے وقار کو ہاں کہہ دی اور بولے تم شادی کی تیاری کرو باقی سب میں سنبھال لوں گا یہ سن کر وقار کی خوشی کی تو انتہا ہی نہ رہی وقار تھینکیو انکل کہہ کر کال بند کردی اور دوسرے روز روزینہ اور وقار دونوں آگئے ہم نے ہاں کہہ کر ڈیٹ دے دی ندا نے ہمارا فیصلہ قبول کرلیا شادی کی تیاری ہونے لگی دن قریب آگئے اور وقار ایک بار پھر دلہے کے روپ میں چاند نکل آیا بینڈ باجے کے ساتھ وہ ندا کو دلہن بنا کر لے گیا بہن نے ہی رات ندا کو ڈس لیا دودھ میں زہر ملا کر ندا کو پلا دیا اس دودھ نے اندر جاتے ہی اپنا کام دکھایا اور اندر سے خون ہی خون آنے لگا اچانک خوشیوں کو اس ڈائن نے آگ لگا دی ندا کی پہلی رات اپنی سیج کے بجائے ہاسپٹل میں گزری اور اگلی صبح ہی نہ ہوئی کہ ندا واپس اپنے شوہر کے پاس آ کر بیٹھتی ندا کی جان لینے والی کوئی غیر نہ تھی اس کی اپنی بہن تھی اس کی اپنی بہن تھی وقار نے ردہ کو طلاق دے دی جو صدمہ برداشت نہ کرسکی اور اب تک زنجیروں میں بندھی ہوئی ہے پاگل خانے میں وقار کی ماں روزینہ کچھ عرصے بعد سب کچھ چھوڑ گئی ہمارے پاس کیا بچا؟ کچھ نہیں اور کرن بیٹی یہ تھی میری کہانی آپ لکھتے وقت میری ندا کے ایصال ثواب کے لیے دعا کیجئے گا۔

☒☒☒☒

''تیرے ہجر میں جلتی ہوں''

☑......تحریر: منیر رضا اینڈ مسز رضا، ساہیوال

مجھے دیکھتے ہی انجم نے گلے لگا لیا کافی دیر تک ہم پیار بھری باتیں کرتے رہے یہاں تک انجم اور میں پیار کی حد سے بھی گزر گئے مجھے چار گھنٹے ہو چکے تھے میں نے انجم سے اجازت چاہی اور گھر کی طرف چل پڑی ابھی راستے میں تھی کہ طاہرہ بھی آ گئی مگر میرا رنگ بالکل سرخ تھا طاہرہ یہ جانتے ہی پریشان ہو گئی اور مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

کیوں معصوم سی لڑکی محبت کے جال میں پھنستی ہے آخر کیا کشش ہے اس شب میں جو کل دلوں کو رولا دیتا ہے کیا محبت اندھی ہے جو دیکھتی نہیں کتنی خوشگوار کلیوں کو مرجھا دیتی ہے یہ جلتے چراغوں کو بجھا دیتی ہے اور اشکوں کے دیپ جلاتی ہے۔ یہ کہانی ایک معصوم اور بے بس لڑکی جس کا نام عروج ہے۔

میرا نام منیر رضا ہے ایک دن میں اپنا موبائل گھر پہ ہی بھول کر شہر ساہیوال چلا گیا ایک نمبر سے بار بار کال آ رہی تھی تو میری وائف نے فون سنا جی کون...... میں عروج بات کر رہی ہوں رضا بھائی سے بات ہو سکتی ہے...... جی میں مسز منیر رضا بات کر رہی ہوں عروج نے اپنی ساری داستان میری وائف کو سنا دی، جب میں گھر آیا تو آتے ہی انہوں نے ساری داستان مجھے سنائی۔ آیئے عروج کی کہانی سنتے ہیں۔

مجھے کیا خبر تھی کہ بچپن کا پیار جوانی کی نیندیں اڑا دے گا۔ انجم مجھے بچپن سے ہی پیار کرتا تھا مگر اب اتنا فرق تھا کہ میرا گھر سے نکلنا اور انجم کا ہمارے گھر آنا بند ہو چکا تھا میں اکثر اسے دیکھنے کے لیے شاپ پر چلی جاتی تین دن تک وہ نظر نہ آیا میری حالت بے حد خراب ہو گئی میں نے اپنی دوست طاہرہ کو گھر بلایا اور کہا خدا کیلئے انجم کا سراغ نکالو وہ کہاں ہے طاہرہ چلی گئی بہت دیر ہو گی مگر طاہرہ واپس نہ آئی خیر رات کی تنہائی بے چینی مجھے سانپوں کی طرح ڈستی رہی کب مجھ پر نیند مہربان ہوئی پتہ ہی نہ چلا۔

دوسرے دن طاہرہ صبح صبح ہمارے گھر آئی اور کہنے لگی وہ اپنے ماموں کے گھر گجرات گیا ہوا ہے اور پتہ نہیں کب واپس آئے گا میرا بھائی ہماری طرف دیکھ رہا تھا اسے ہم پر شک سا ہوا مگر طاہرہ نے کہہ دیا بھیا آپ کو شرم آنی چاہیے لڑکیوں کی پرسنل باتیں سنتے ہو اتنے میں وہ ہنستا ہوا گھر سے باہر چلا گیا طاہرہ تم تے بے حد ہوش اور حواس میں اگلے انسان کو الو بنا دیتی ہو عروج تم کو تو پتہ ہے طاہرہ کے پاس یہی تو ایک فن ہے...... میری سہیلی کتنی اچھی ہے اب میری جان بات تو تب ہے تم انجم کو کسی طرح واپس بلواؤ...... عروج یہ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے میں ابھی گھر جا کر اسے فون کرتی ہوں طاہرہ گھر چلی گئی مگر میری بے قراری کون سمجھتا طاہرہ نے گھر جاتے ہی انجم کو فون کیا کہ عروج کی طبیعت بہت خراب ہے تم کو ذرا بھی احساس نہیں یہ سنتے ہی انجم کانپ اٹھا اور کہنے لگا میں گھر آ رہا ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انجم ٹھیک دو گھنٹے بعد گاؤں آ گیا اور آتے ہی ماہرہ کو ملا طاہرہ بتاؤ عروج کو کیا ہوا ہے...... ارے پاگل اسے عشق کی بیماری لگ چکی ہے جس کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں اس کا علاج صرف تمہارے پاس ہے۔

وہ مریض عشق ہے کیا پوچھتے ہو رضا
کبھی مسکراتا ہے تو کبھی پھولوں کی طرح مرجھاتا ہے

ارے پاگل میں نے اس سے کہا تھا میں کچھ دنوں کے لیے اپنے ماموں کے پاس جا رہا ہوں وہ تو ذرا صبر نہیں کرتی اسے کیا سمجھاؤں۔

اتنے میں طاہرہ نے کہا

مانا کہ صبر لازم ہے دوست
مگر وہ بھی تیرے بغیر نہیں ہوتا

طاہرہ بہن یہ کہاوتیں چھوڑ اور عروج سے کہو آج رات گاؤں سے باہر مجھے ملے...... طاہرہ میرے پاس آئی اور آتے ہی خوشخبری سنائی کہ انجم گھر آ گیا ہے اور وہ تم سے آج رات ملنا چاہتا ہے میں نے یہ سنتے ہی طاہرہ کو ایک سو روپیہ دیا اور کہا کسی طرح اے ٹی ون کی گولیاں لا دے...... ٹھیک آدھے گھنٹے بعد طاہرہ اے ٹی ون کی گولیاں لے کر آ گئی مجھے رات کے کھانے کا انتظار تھا اور اوپر سے گرمیوں کا موسم اپنے زوروں پر تھا گرمیوں میں اکثر لوگ کافی دیر تک جاگتے ہیں میں نے رات کا کھانا تیار کیا سب نے مل کر کھانا کھایا میں نے طاہرہ کو بولا تھا کہ جلد آئے...... اتنے میں طاہرہ آ گئی طاہرہ آتے ہی کہنے لگی جناب آج چائے پلا دو...... میں نے چائے تیار کی طارہ کو چینی چیک کرنے کے بہانے پہلے ہی چائے پلا دی...... ٹھیک گھنٹے بعد سب سو گئے میں نے طاہرہ کو ساتھ لیا اور گاؤں سے باہر انجم کو ملنے چلے گئے انجم پہلے ہی اپنے ڈیرے پر میرا انتظار کر رہا تھا جاتے لمحے طاہرہ نے مجھ سے کہا عروج پیار کی حد سے کبھی نہ گزرنا وگرنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے...... طاہرہ تم خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ آج اتنے دنوں بعد ملاقات ہو رہی ہے...... اچھا بابا جاؤ...... عروج چلی گئی...... میں طاہرہ کو بٹھا کر آ گئی۔ جاتے ہی انجم کو اپنی بانہوں میں بھر لیا اور پیار بھری باتیں شروع کر دیں ابھی کچھ ٹائم ہوا تھا کہ اچانک موٹر سائیکل کی لائٹ نظر آئی عروج لگتا ہے بڑے بھائی آ رہے ہیں اب چلے جاؤ۔ انجم مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں میں اپنے گھر والوں کو نشہ آور گولیاں دے سکتی ہوں تو آپ کے بھیا کیا ہیں۔ عروج یار سمجھنے کی کوشش کرو انجم کے بار بار کہنے پر ہم گھر چلے آئے۔ آتے ہی طاہرہ نے کہا عروج کل تم نے لیٹ بیدار ہونا ہے وگرنہ آپ کے گھر والوں کو شک ہو جائے گا میں نے ایسا ہی کیا۔

سب گھر والے اٹھ چکے تھے ماں نے ناشتہ بھی بنا لیا جب میں بیدار ہوئی اٹھتے ہی میں نے گھر کے باقی کام سنبھالے مگر ایک بات مجھے بہت پریشان کر رہی تھی اے ٹی ون کھانے سے بابا جی کی طبیعت بہت خراب ہو گئی طاہرہ اپنی جگہ پریشان تھی کہ عروج کے ساتھ کیا ہوا ہو گا...... اس نے آتے ہی ساری باتیں پوچھیں اور ساتھ ہی کہہ دیا انجم کل پھر ملنے کو کہہ رہا ہے کیونکہ اس کے گھر والے شادی پر جا رہے ہیں اور وہ گھر میں اکیلا ہو گا...... مگر طاہرہ اس کے گھر چلی اس سے شک نہیں ہو گا ہم لوگ دن کو جائیں گے ٹھیک ہے ہم ضرور جائیں گے میری بیتابی مجھے ستا رہی تھی دل کی بے قراری بڑھ رہی تھی طاہرہ چلی گئی۔

عروج آپے سے باہر ہو رہی تھی وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی خیر صبح کا دن ہوا اب مجھے کسی طرح گھر سے بھی اجازت لینی تھی میں نے اپنی ماں سے کہا کہ میں طاہرہ کے گھر کپڑے سلائی کرنے جا رہی ہوں خیر ماں نے میری بات مان لی اور میں نقاب کا سہارا لیے سیدھا انجم کے گھر چلی گئی انجم گھر میں اکیلا تھا مجھے دیکھتے ہی انجم نے گلے لگا لیا کافی دیر تک ہم پیار بھری باتیں کرتے رہے یہاں تک انجم اور میں پیار کی حد سے بھی گزر گئے مجھے چار گھنٹے ہو چکے تھے میں نے انجم سے اجازت چاہی اور گھر کی طرف چل پڑی ابھی راستے میں تھی کہ طاہرہ بھی آ گئی مگر میرا رنگ بالکل سرخ تھا طاہرہ یہ جانتے ہی پریشان ہو گئی اور [illegible] شروع کر دیا طاہرہ نے مشورہ دیا کہ اچانک اگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہیں کچھ ہو جاتا ہے تو اس میں میرا نام ضرور آئے گا تم انجم سے کہو کہ اپنے ماں باپ کو گھر بھیجے۔

یہ اس کا بہترین حل ہے طاہرہ یہ کام تم ہی کرو ٹھیک ہے عروج میں ضرور جاتی ہوں طاہرہ انجم کے گھر گئی اور اسے سب باتیں کہہ دیں انجم نے اب کیا جواب دیا ہو گا مجھے یہی فکر کھائے جا رہی تھی میں گھر میں بجھی بجھی سی کام کر رہی تھی سب نے پوچھا آخر عروج بات کیا ہے مگر میری خاموشی ان کے ہر سوال کا جواب تھی میں نے رات کا کھانا تیار کیا سب نے کھانا کھا لیا مگر مجھے انجم کے جواب کا انتظار تھا اتنے میں طاہرہ بھی آ گئی وہ مسکراتے ہوئے میرے گلے ملی اور کہنے لگی تم پریشان نہ ہونا انجم کہہ رہا ہے میں اس کے ساتھ ہوں تب جا کر کہیں مجھے سکون ملا۔ چھ سات دن گزر گئے طاہرہ میرے گھر نہ آئی مگر ایک دن مجھے طاہرہ کے گھر جانا پڑا۔

جاتے ہی میں طاہرہ سے ملی مگر طاہرہ کا موڑ آف تھا مجھے بتا دیتی کہ میری سہیلی کے چہرے پر بارہ بجے ہیں تو میں نہ آتی طاہرہ تم کو کیا ہو گیا ہے آخر بتاتی کیوں نہیں...... عروج تم اس روز مجھے ساتھ لے آتی تو کتنا اچھا تھا خیر چھوڑ آج پھر آپ کا عاشق آپ سے ملنا چاہتا ہے اور وہ بھی اپنے ڈیرے پہ اچھا بابا ہم آج دونوں جائیں گے طاہرہ میرے ساتھ میرے گھر چلی آئی ہم جلدی سے کام کرنے لگیں ماں سے میں نے کہہ دیا کہ آج رات میں اپنی سہیلی کے گھر جاؤں گی اور آفریدی بھائی مجھے چھوڑ جائیں گے۔ ہم نے کھانا بنایا سب کو کھانا کھلا کر چلی گئیں ہم سیدھا انجم کے ڈیرے پر گئے انجم میرا ہی انتظار کر رہا تھا میں نے جاتے ہی انجم کو اپنے رشتہ کا مشورہ دیا عروج میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں جلد ہی اپنے ماں باپ کو آپ کے گھر بھیجوں گا۔ اب میری جان کچھ پیار کی باتیں بھی کرو انجم مجھے کمرے میں لے گیا پہلے تو ہم باتیں کرتے رہے مگر یہ دوسری بار تھی میں اس کی ہوس کا شکار بنی خیر میں اور طاہرہ مل کر گھر آ گئیں وقت کا پہیہ چلتا رہا مگر انجم نے اپنے ماں باپ کو میرے گھر نہ بھیجا ایک ماہ سے وقت اوپر ہو گیا مگر اس بار میری پریشانی کی کوئی حد نہیں تھی میں نے طاہرہ کو گھر بلایا اور اسے بتا دیا کہ اس بار میری طبیعت خراب نہیں ہوئی یہ سنتے ہی طاہرہ کانپ اٹھی عروج تم سے کہا تھا نہ کہ ان مرحلوں میں قدم رکھ تو لیا ہے مگر سوچ کر چلنا ٹھیک ہے میں انجم سے بات کرتی ہوں طاہرہ نے انجم کو بتایا مگر اسے اس بات کا ذرا بھی غم نہ ہوا اس نے صاف انکار کر دیا کہ آپ لوگ خود ہی علاج کراؤ میں کوئی خطرہ اپنے سر نہیں لینا چاہتا اب کیا کریں طاہرہ اگر ماں کو پتہ چل گیا ارے اندھی ماں کی فکر کرتی اگر محلے والوں کو پتہ چل گیا تو تم کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی کیا بتاؤں طاہرہ۔

جسے اب تلک ہم اپنا کہتے رہے
وہی آج ہم سے بیگانہ ہوا
ساتھ نبھانے کے دیکھے تھے ہزاروں خواب
ہر خواب اپنا افسانہ ہوا

طاہرہ پلیز کوئی حل نکالو...... طاہرہ مجھ سے جھگڑنے لگی میں نے طاہرہ سے کہا خدا کیلئے اس مشکل وقت میں میرا ساتھ نہ چھوڑنا طاہرہ نے کہا میں اپنی ماں سے بات کروں گی مجھے اس بات کا ڈر تھا کہیں میرے ماں باپ کو پتہ نہ چل جائے طاہرہ گھر جاتے ہی اپنی ماں سے کہنے لگی اس کی ماں یہ سنتے ہی چونک گئی کہ مجھ جیسی تعلیم یافتہ لڑکی اتنی نادان اور احمق نکلی خیر طاہرہ اپنی ماں کو لیکر ہمارے گھر آ گئی اور میری ماں سے باتیں کرنے لگی میں تو ڈر گئی کہیں وہ میری ماں کو بتا نہ دے مگر ایسا کچھ نہ ہوا اس نے میری ماں سے اجازت لی کہ عروج کو میں اپنے گھر لے کر جا رہی ہوں ماں نے اجازت دے دی طاہرہ کی ماں مجھے اپنے میکے لیکر چلی گئی وہاں کسی نرس سے بات کر کے میرا علاج کروایا ایک دن تو میں بالکل بے ہوش پڑی رہی رات جا کر کہیں مجھے ہوش آیا دو دن گزر گئے مگر ابھی تک میں ٹھیک طرح سے چل نہیں سکتی تھی تیسرے دن طاہرہ اور اس کی ماں مجھے اپنے گھر لے کر آ گئیں علاج کے ساتھ میں نے خوراک کا خوب استعمال کیا اتنے میں طاہرہ کی ماں نے ہیضہ کا بہانہ بتانے کو کہا وہ ہمارے گھر چلی گئیں میں نے طاہرہ کو گلے لگا لیا کہ خدا تم جیسی سہیلی ہر کسی کو دے۔

رستہ بدلنے سے پہلے بتا دیا ہوتا
اے بے مروت اپنی وفا کا قصہ سنا دیا ہوتا
کیا خبر تھی زمانے میں سانپ بھی ہیں
اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا ہوتا
ہم تو سمجھتے رہے تجھے وفا کا پیکر
اپنی بیوفائی کا آئینہ دکھا دیا ہوتا
تجھ میں فطرتی گر بیوفائی تھی
میں آبرو کا پہلے ہی جنازہ اٹھا دیا ہوتا
رضا اسے گر وفا کے رستوں کی نہ تھی خبر
وفا کرنے کا خواب بھلا دیا ہوتا

طاہرہ کی ماں نے گھر جا کر سب کو بتا دیا کہ عروج کو ہیضہ کی شکایت ہو گئی تھی یہ تو خدا کا شکر کریں کہ وہ بچ گئی میرے سب گھر والے دوڑے چلے آئے وہ مجھے دیکھتے ہی پریشان ہو گئے مگر میری ماں مجھے دیکھتے ہی سب سمجھ گئی اور طاہرہ کی ماں الگ کمرے میں لے گئی ماں نے کہا بہن آپ کا یہ احسان ہم زندگی بھر نہیں اتار سکتے مگر مجھے اپنی بیٹی پہ بہت دکھ ہو رہا ہے اس نے مجھ سے چھپایا بڑے افسوس کی بات ہے اس نے ہمارے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھایا قارئین یہاں تک سٹوری سنائی گئی کافی دن ہو گئے عروج کا فون نہ آیا اتفاقاً مجھے لاہور جانا پڑ گیا عروج کا فون آیا میری مسز نے فون سنا باقی کہانی میری مسز قلم بند کریں گی اور یہ پہلی کہانی ہے جو ہم مل کر لکھ رہے ہیں آگے سنتے ہیں۔

عروج تم پریشان کیوں ہوتی ہو طاہرہ نے کہا...... طہرہ افسوس تو ہے مگر انجم کو میرے ساتھ اس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا۔

وفا کے روپ میں بیوفائی کا سامنا ہے
اے زندگی تیرے ہوتے ایک ہرجائی کا سامنا ہے
سدا ایک سے نہیں رہتے دن اے دوست
ہمیں تو حالات کی پرچھائی کا سامنا ہے
خاموش ہیں کچھ اس طرح لکھا ہے نصیب
سر اٹھا کے جیتے مگر مقدر کی سیاہی کا سامنا ہے
کس کا کیا قصور اپنی آشنائی کا سامنا ہے
خوشیاں اب تو اپنے مقدر میں کہاں کرن
ہر سو اک نئی رسوائی کا سامنا ہے

کچھ ہی دنوں بعد میری طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہوئی تھی کہ انجم نے اپنی شادی کا کارڈ بھیجا میرے لیے یہ دن قیامت سے کم نہیں تھا کارڈ دیکھتے ہی میری آنکھوں سے آنسو آ گئے اور سوچنے لگی کہ اس بے وفا نے میرے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں اور آج کسی اور کو زندگی کا ہمسفر بنانے چلا ہے۔

لب پہ خوشیوں کی صدا رہتی ہے
تمہیں خوشیاں ہی ملیں یہ دعا رہتی ہے
بیوفائی کی تو ہم پر پرچھائی بھی نہیں
اس دل میں فقط وفا رہتی ہے
موم کی چادر اب اوڑھ کے کیا نکلنا
اب کہاں نظروں میں حیا رہتی ہے
داغ زندگی کس کو سنائیں عمر بھر
اب کونسی باقی ہم میں ادا رہتی ہے
بیوفا نام سے اب تو ڈر لگتا ہے کرن
بیوفائی نہ کرے کوئی کب یہ دعا رہتی ہے

پانچ دن بعد انجم کی شادی ہو گئی اور وہ اپنی بیوی کو لے کر لاہور چلا گیا مگر ادھر میری زندگی کا راز افشاں ہو گیا ہر عورت کی زبان پر میری کہانی تھی میرے لیے رشتہ کہاں سے آتا جو کوئی میرے رشتے کی بات کرتا اسے محلے والے میری نادانی کی کہانی سنا دیتے گھر میں اب مجھے اس نظر سے نہ دیکھا جاتا یہ سب میرا ہی قصور تھا کہ میں نے ایک بیوفا پر بھروسہ کیا اور اپنے تمام حق کھو دیئے اب وہ تو اپنی زندگی عیش و آرام سے گزار رہا ہے برباد ہوئی تو میں ہوئی بھابی بھیا بھی مجھے اس نگاہ سے نہیں دیکھتے زندگی گزر تو رہی ہے مگر دکھوں سے دو چار ہوں یہ تھی میری کہانی میں آج بھی اس کے ہجر میں جلتی ہوں آخر پہ قارئین جواب عرض کیلئے دعا گو ہوں جواب عرض ترقی پر گامزن رہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''سرابوں کا سفر''

☑......تحریر: ملک عاشق حسین ساجد، ہیڈ بکائنی مظفر گڑھ

دس روز گزر گئے۔ نامعلوم آج میرا دل کیوں اداس تھا اندر کی افسردگی مجھے یہ احساس دلا رہی تھی کہ جیسے کوئی بڑا سانحہ ہونے والا ہے جتنا میں اس خیال کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرتا اس سے بڑھ کر خیال دوگنا ہو جاتا اور پھر وہی ہوا جس کا انجانا سا خوف میرے اندر کی دنیا کو سوگوار کر رہا تھا کسی نے سرفراز کی موت کی خبر سنائی ایک چوٹ سی لگی اور دل ٹوٹ سا گیا درد اشکوں کی صورت انکھوں سے بہنے لگا میرے صبر کا پیرانہ لبریز ہو گیا سرفراز اپنی زندگی کی بازی ہار کر اپنی محبت کو امر کر گیا تھا۔ اس کی روح جو کب سے شاداب کے پاس جانے کو بیتاب تھی پہنچ گئی تھی مسلسل ناکامیاں زندگی کا حصہ بن جائیں تو زندگی ہی سراب کی مانند محسوس ہونے لگتی ہے جو سرابوں کا سفر کہلاتی ہے ایسے لوگوں کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پہلی ہی ملاقات میں ملنے والے کے دلوں میں جگہ بنا لیتے ہیں زندگی سے بے زار اور غمزدہ لوگ ان زندہ دل انسانوں کی رفاقت سے تروتازہ ہو کر کھل اٹھتے ہیں۔

ہر گھڑی مسکراتے اور دوسروں کو ہنسانے اور خوشی دینے والے ایک ایسے ہی تو جوان کا نام سرفراز تھا۔ جو اپنی اعلیٰ صلاحیتوں، خوبیوں کی وجہ سے پورے کالج اور اپنے علاقے میں مشہور تھا۔

تعلیمی ذہانت، قابلیت میں کوئی اس کا ثانی نہیں تھا خوبصورت تو تھا ہی مگر اس کے شگفتہ چہرے کو دیکھتے اور اس کی طنز و مزاح سے بھرپور باتیں سننے والا اس کے حسن اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا سرفراز میں ایک خوبی اور بھی تھی اس کی آواز بہت سریلی اور پرسوز تھی وہ کوئی غزل یا گیت سناتا تو ماحول پر ایک وجد سا طاری ہو جاتا سننے والا اس کی دلکش و پرسوز ترنم کے سحر میں کھو جاتا

کلاس فیلو اور مزاج آشنا ہونے کی وجہ سے ہمار دوستی مثالی تھی ایف اے کرنے کے بعد مجھے تو مزید تعل حاصل کرنے سے روک دیا گیا کیونکہ ابو مجھے اب ذر معاش کی خاطر سعودی عرب بھیجنا چاہ رہا تھے کچھ ہی د بعد میرے کاغذات وغیرہ مکمل ہو گئے ملتان ایئر پورٹ سرفراز الوداعی طور پر گلے ملتے ہی رو دیا تو آنکھیں میر بھی برس پڑیں ایک دوسرے کو فون و خطوط کے ذر رابطہ قائم رکھنے کی یقین دہانی کرائی گئی نیک دعاؤں نذرانے نچھاور کیے گئے جن میں میرے والدین اور رشتہ دار بھی تھے مگر سرفراز ان سب میں سے نمایاں تھا جدائی کی وجہ سے میری دلی کیفیت کچھ عجیب سی تھی بیٹھا جا رہا تھا چند ہی لمحوں بعد ہم ایک دوسرے بچھڑنے والے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کے لیے کیا تحفہ بھیجو؟ سرفراز نے مجھ سے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں بس دیار مقدس میں پہنچ کر میرے اور میرے گھر والوں کے لیے اللہ کے حضور دعا کرنا کہ پروردگار عالم مجھے بھی اس پاک سرزمین پر بلا لے۔ وہ بولا ضرور انشاء اللہ میں نے اسے جواب میں کہا اور پھر پرواز بلند ہوئی چند ہی لمحوں بعد ہم ایک دوسرے کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

ایک اچھے سے بسکٹ کی کمپنی میں مجھے بطور سیلز مین کام کرنے کی نوکری مل گئی صبح سویرے کام پر جاتا اور سرشام واپس اپنے کرائے کے مکان میں واپس آ جاتا جب دل اداس ہوتا یا اپنوں کی یاد ستاتی تو روضہ نبی کریمؐ پر حاضر دیتا اور دعائیں مانگتا جس سے دل پرسکون اور مطمئن ہو جاتا رات کو اپنے علاقے سے تعلق رکھنے والے لوگ آ جاتے یا کبھی میں ان کے ہاں چلا جاتا جس سے وقت بہت اچھا گزر جاتا۔

میرے گھر والوں قریبی رشتہ داروں کی طرح میرا رابطہ سرفراز سے تھا مگر میرے دو تین خطوط کے جواب میں ایک آدھ خط اور وہ مختصر طور پر ملتا یہ چند دنوں سے ایسا ہو رہا تھا جو میرے لیے خاصا تکلیف دہ تھا پھر آہستہ آہستہ یہ سلسلہ بھی ختم ہو گیا میں نے بار بار سرفراز کو وعدے یاد دلائے جو اس نے میرے ساتھ کیے تھے گلے شکوے کیے مگر بے سود وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں بھی دیار مقدس کی پرنور فضاؤں اور ایمان افروز ماحول میں کھو گیا۔

اسی طرح مجھے پاک سرزمین پر رہتے ہوئے چار سال کا عرصہ گزر گیا اسی دوران میں نے حج مبارک کی سعادت بھی حاصل کر لی تھی اب مجھے میرے والدین کی طرف سے جلد پاکستان پہنچنے کی تاکید کی جا رہی تھی امی کی طبیعت خراب رہنے لگی تھی میری شادی کرنے کی فکر میں تھیں بہن بھائی اداس تھے اور خود میرا دل بھی اپنوں سے ملنے اور واپس وطن جانے کو بے قرار تھا۔

چار سال سے زائد عرصہ بعد میں وطن پاکستان اپنے گھر آ گیا میری آمد سے ہمارے گھر خوشیاں ہی خوشیاں نظر آنے لگیں چھوٹا بڑا سبھی خوش تھے امی ابو تو دیکھ دیکھ کر جیئے جا رہے تھے دوست احباب، رشتہ دار سبھی ہمارے ہاں آنے جانے لگے میں مبارکبادیں وصول کر رہا تھا اور جواب کے طور پر اپنے ساتھ لے آنے والے مقدس آب زم زم سے سبھی کو تبرک پیش کر رہا تھا۔ میری نظریں بار بار اپنے دوست سرفراز کو تلاش کر رہی تھیں اور ساتھ یہ سوچے جا رہا تھا کہ سرفراز مجھ سے ملنے کیوں نہیں آیا آج میں عرصہ بعد آیا ہوں جہاں بہت سارے لوگ آ رہے ہیں سرفراز کو تو پہلے ہی آ جانا چاہیے تھا۔

اگلے روز میں نے بھائی سے سرفراز کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہے وغیرہ جو کچھ بھائی نے بتایا میرے لیے حیران و پریشان ہونے کے لیے کافی تھا۔ سرفراز کافی دنوں سے بیمار ہے اور قریبی شہر کے ایک اچھے سے ڈاکٹر کے ہاں زیر علاج ہے یہ سن کر واقعی میں حیران بھی ہوا اور خاصا دکھی بھی کہ ایسی کون سی بیماری تھی جس کی وجہ سے سرفراز اتنے مہنگے ڈاکٹر کے ہاں زیر علاج تھا ایک دو روز گزرنے کے بعد جب مہمانوں کی آمد کا سلسلہ کم ہوا تو میں ایک دن مطلوبہ ڈاکٹر کے کلینک چلا گیا جہاں سرفراز زیر علاج تھا۔

سرفراز کو دیکھ کر مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے چہرے کی رنگت زردی مائل ہو چکی تھی گال پچکے ہوئے اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں یعنی سرفراز ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا تھا۔ ماضی اور حال کے سرفراز میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دے رہا تھا۔

سوکھے جسموں خشک لبوں، ویران آنکھوں کی بستی میں
عین جوانی کے عالم میں عمریں ڈھلتی دیکھی ہیں

مجھے دیکھتے ہی اپنے لاغر اور کمزور جسم کے ساتھ اسنے اٹھ کر ملنے کی کوشش کی مگر میں نے ایسا نہ کرتے ہوئے خود آگے بڑھ کر گلے لگا لیا۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے میرے دوست تمہیں کس کی نظر بد لگ گئی ہے وغیرہ؟ ایک یہ سانس میں میں نے کئی سوالات کر ڈالے۔

سرفراز میرے سینے سے لگ کر سسک سسک کر رو پڑا۔ شدت غم سے میری حالت بھی رو دینے والی تھی پلکیں

بھیگ سی گئیں مگر میں نے ضبط کے ساتھ خود کو سنبھال لیا اور اسے بھی صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے کو کہا جو میں کسی حد تک کامیاب بھی ہو گیا تھا پھر اسے کھانسی کا ایسا دورہ پڑا تو میرے اوسان خطا ہو گئے کتنے لمحے یونہی گزر گئے۔

زمانہ طالب علمی میں لوگ اس کی صحت و شخصیت پر رشک کرتے تھے۔ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہوا کرتا تھا ہنس مکھ اور شگفتہ مزاج اتنا کہ اس کے ہوتے ہوئے خوشیاں اور رونقیں رقص کیا کرتی تھیں۔ دوستوں کی محفلیں اس کی رفاقت سے رنگین ہوا کرتی تھیں۔

آج اسی سرفراز کو نیم مردہ حالت اور ٹی بی جیسی مہلک بیماری میں دیکھ کر مبہوت ہو کر رہ گیا تھا۔ کھانسی نے وقفہ کیا تو پھولی ہوئی سانس میں اس نے میری خیریت وغیرہ پوچھی۔

میں تو اللہ کے کرم سے ٹھیک ہوں سرفراز! مگر تمہیں یہ سب کچھ کیا ہو گیا ہے کب سے اور کیوں ہو گیا ہے بتاؤ نا، مجھے......؟

بے قراری کی کیفیت میں، میں بولتا ہی چلا گیا میں نے دیکھا سرفراز کے زردی مائل، مرجھائے اور افسردہ چہرے پر کئی رنگ آئے اور گزر گئے قدرت توقف کے بعد اپنے خشک ہونٹوں پر جنبش دی اور یوں گویا ہوا۔ ثمریز! تمہارے سعودی عرب جانے کے بعد میری زندگی بے کیف ہو گئی تھی تمہارے بغیر میں خود کو ادھورا محسوس کرنے لگا تھا پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تمہاری جگہ فیضان نے لے لی۔

ہماری دوستی گہری ہوتی گئی بلکہ ایک دوسرے کے گھر آنا جانا بھی شروع ہو گیا موسم گرما اختتام پذیر ہو رہا تھا سردیوں کی آمد آمد تھی میرے ایک دوست کی شادی تھی جس کا نام منیر تھا اور اس کا گھر ہمارے گھر سے چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر تھا اس شادی میں شرکت کرنے کے لیے میں نے فیضان کو اپنے ساتھ تیار کر لیا۔

ہم نے بذریعہ موٹر سائیکل چند کلومیٹر کا سفر طے کیا ہو گا سڑک کے بائیں جانب رکشہ والے چند افراد نے ہم سے لفٹ مانگی میں نے موٹر سائیکل ان کے قریب جا کر روک دی۔ جی فرمائیے؟ میں نے رکشہ ڈرائیور سے کہا۔

جناب پٹرول چاہیے تھوڑا سا...... اگلے سٹاپ پر ہم لے لیں گے۔ اس وقت یہیں پہ ختم ہو گیا ہے میری غلطی کی وجہ سے میں نے جلدی میں سنبھالا نہیں تھا۔ پلیز تھوڑا سا پٹرول دے دیں۔ مہربانی ہو گی آپکی...... ایک ہی سانس میں اس نے التجائیہ انداز میں جواب دیا۔

میں ابھی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ سواریوں میں سے عمر رسیدہ عورت بولی بیٹا دے دو مجبوری ہے۔ شام ہونے کو ہے ورنہ ہم اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں نے محسوس کیا اس عورت کے ساتھ والی نوجوان لڑکی بھی اپیل کرنے والے انداز میں تائید کر رہی تھی اور ساتھ پریشان بھی تھی کہ اگر ہم نے انہیں پٹرول نہ دیا تو وہ سب اس ویران جگہ پر نہ ادھر کے نہ ادھر کے رہ جائیں گے۔

پٹرول تو خود ہمارا بھی ہمارے جتنا ہے مگر دیکھتے ہیں کہ شاید گنجائش نکل آئے میں نے موٹر سائیکل کی ٹینکی کا ڈھکنا کھولتے ہوئے کہا۔

پلیز اتنا ضرور دیں کہ اگلے سٹاپ پر کہیں سے لے لیں گے اگر مجبوری نہ ہوتی تو ہم آپ کو تنگ نہ کرتے۔ ماں جی نے پھر التجا کی۔

ہم نے پٹرول انہیں دے دیا جتنا انہیں ضرورت تھا بہت شکریہ جناب آپ کا ڈرائیور نے کہا مگر میں نے دیکھا ماں جی کے چہرے پر خوشی کی چمک دیدنی تھی اور ساتھ والی لڑکی جو مشکور و ممنون نظروں سے میری جانب دیکھ کر مسکرا رہی تھی اللہ تمہارا بھلا کرے بیٹا کبھی کوئی غم تمہارے پاس نہ آئے۔ ماں جی نے دعا دی اور ہم موٹر سائیکل اسٹارٹ کر کے آگے چل دیئے۔ کچھ دور آگے جا کر میں نے مڑ کر دیکھا لڑکی نے ہاتھ سے ہلکے سے اشارے سے الوداعی سلام کیا تو جواباً میں نے ایسا ہی کیا یہ بظاہر میں نے ڈرائیور کو کیا جو خود اس الوداعی سلام کرنے کی پہل کر چکا تھا۔

نامعلوم کیوں اس نیکی کی وجہ سے میرا دل سرشار اور پرسکون تھا تاہم یہ شعر مجھے یاد آنے لگا۔

اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہی اس جہاں میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا لڑکی کی معصومیت دیکھنے کا دلکش انداز اور جو سادگی تھی مسکرانے میں یہ سب مجھے متاثر کر گیا تھا۔ انجانی خوشی اور پھر حادثاتی ملاقات کے بعد اس سے دوری کے سبب دل اداس بھی ہوئے جا رہا تھا انہی خیالات میں گھما کہ ہماری منزل آ گئی۔

شادی کے ہنگامے عروج پر تھے منیر ہمیں دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سما رہا تھا رات کو کھانا کھانے کے بعد محفل موسیقی کا پروگرام شروع ہوا جو رات گئے تک جاری رہا اس کے بعد منیر نے میرے ذمہ عجلہ عروسی والے کمرے میں سیج بنانے سجانے کا کام سونپ دیا اس کے لیے میری معاونت منیر کی چھوٹی بہن کرن کر رہی تھی جو میری سگی بہنوں کی طرح تھی ابھی سیج کی تذئین و آرائش کا نصف حصہ بنا پائے تھے کہ اچانک تین چار لڑکیاں کمرے میں داخل ہوئیں آتے ہی ایک لڑکی نے کہا۔

زبردست کیا ہاتھ کی صفائی ہے۔ سیج کی بناوٹ کو دیکھ کر بنانے والے کے ہاتھوں کو چومنے کا اظہار کیا۔ تو دوسری لڑکیوں نے زوردار قہقہہ بلند کیا میں نے پلٹ کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔

اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا کرن نے میری نمائندگی کرتے ہوئے لاجواب کر دیا۔ یہ اور بات کہ ثمریز بھیا تمہیں اپنے ہاتھ چومنے ہی نہ دیں کیونکہ اس سے ان کی مہارت کو نظر بد لگنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے دوسرا یہ کہ ثمریز بھیا کو ڈیٹول صابن سے ہاتھ دھونے کی زحمت گوارا کرنا ہو گی۔

نہیں کرن آپ لوگ غلط مطلب نہ لیں۔ ہم نے دلی اور نیک ارادے سے مبارکباد کے طور پر کام کی تعریف کی ہے۔ وضاحت کرنے والی حسین دوشیزہ تھی جو سر شام پٹرول ختم ہو جانیکی وجہ سے پریشان کھڑی تھی۔ شاید انہیں بھی اسی شادی میں پہنچنا تھا۔

شکریہ۔ آپ لوگوں کا میں نے بمشکل جواب میں کہا۔

شگفتہ ماحول یک دم سنجیدگی میں تبدیل ہو گیا تھا ریشم کے دھاگے کی لڑیاں میرے ہاتھوں سے گر گری جا رہی تھیں دل اپنی رفتار سے ہٹ کر بے ترتیب دھڑکنے لگا تھا آنکھیں چرا کر میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ میری ہی جانب خاص انداز سے دیکھ رہی تھی ایک لمحے کو ہماری نگاہیں ٹکرائیں تو میرے وجود میں کیف و سرور کی لہریں دوڑنے لگیں۔ جی چاہا کہ آگے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لے لوں۔

اس کا نام شاداب ہے بھیا یہ میری خالہ زاد ہے۔ اور شاداب یہ میرے بھائی ہیں سرفراز وغیرہ کرن نے ہمارا تعارف کرایا کچھ دیر بعد باقی کی لڑکیاں چلی گئیں صرف شاداب وہیں رہ گئی اسی لمحے شاداب نے دن کو پیش آنے والا پٹرول ختم ہونے کا واقعہ کہہ سنایا جسے سن کر کرن نے میرے اقدام کو سراہا اسی طرح باتیں کرتے ہوئے لمحات گزرتے رہے میرا تو جی چاہ رہا تھا کہ وقت یہیں تھم جائے اور اسی طرح ہم ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے باتیں کرتے رہیں کچھ دیر گزرنے کے بعد کرن چائے بنانے چلی گئی تو ہم دونوں اکیلے ہی رہ گئے۔

ساتھ ہی ٹیبل پر رکھے کیسٹ ریکارڈ سے اسی لمحے ایک فلمی گیت کی باری آئی جسے سن کر ایسے لگتا تھا جیسے یہ ہم دونوں کی نمائندگی ہو رہی تھی۔

تجھے پیار سے دیکھنے والا، تجھے اپنا سمجھنے والا
اک دل ہے ہاں اک دل ہی تو ہے

ہماری نظریں ملتیں تو دل کی تشنگی بجھتی اور ہم ایک دوسرے کو نظروں ہی نظروں میں دیکھ کر جیئے جا رہے تھے گیت ختم ہونے کو تھا کہ کرن ہاتھوں میں چائے کے گرم گرم کپ لیے اندر آ گئی تو ہم بھی عالم جنون سے نکل کر سنبھل گئے کافی دیر تک ذو معنی جملوں کا تبادلہ خیال ہوتا رہا قہقہے گونجتے رہے۔ مسکراہٹوں اور محبت کے اظہار کا تبادلہ بھی ہوتا رہا میرا کام مکمل ہو گیا اسی دوران منیر بھی آ گیا تھوڑی دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر ہم دونوں باہر آ گئے جہاں باقی کے مہمان اپنے اپنے حصار کی چارپائیوں پر لیے نیند کے مزے لے رہے تھے۔ نیند مجھے کب آنی تھی میرے تو دل و دماغ پر شاداب چھائی ہوئی تھی۔ تاہم انہیں خیالات میں ڈوبے نجانے کس لمحے مجھے نیند آ گئی۔

اگلے روز شادی ختم ہونے کے بعد ہم واپس اپنے گھروں کو آ گئے۔ شاداب اور میری خفیہ ملاقاتیں ہوتی رہیں دو طرفہ محبت کا یہ رشتہ پروان چڑھنے لگا تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر میں نے جنرل سٹور کھول لیا۔ شاداب دوسرے، چوتھے روز شاپنگ کے بہانے چلی آتی جہاں گھنٹوں بیٹھ کر ہم پیار و محبت کی باتیں کرتے رہتے وقت اسی طرح گزرتا رہا۔ میرے والدین میری شادی کرنا چاہتے تھے اور وہ بھی میری خالہ زاد ریحانہ سے مگر میں نے ریحانہ سے شادی نہ کرنے کا اعلان کیا تو ہمارے گھر میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا ابو نے میرے انکار کو گستاخی اور امی نے نافرمانی قرار دیا میں نے ہر صورت ان کو قائل کرنے کی کوششیں کیں ان کے پاؤں تلے سر رکھ کر منتیں کیں رویا، اپیلیں کیں مگر وہ ہر صورت راضی نہ ہوئے وہ صرف اپنی مرضی چاہتے تھے کہ میں صرف اور صرف ریحانہ سے شادی کروں ورنہ یہ نہیں کہ میرے والدین مجھے جائیداد سے مستقل عاق کر دیں گے بلکہ زندگی بھر مجھے منہ نہیں لگائیں گے۔ شاید یہ مجھے منظور ہوتا کہ میں اپنا گھر چھوڑ دیتا مگر جب امی نے فیضان کو بلا کر میرے پاؤں میں اپنا دوپٹہ ڈال دیا اور ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ میرے انکار کی صورت میں وہ زہر کھا کر خودکشی کر لی گی۔

ماں کے اس اقدام پر میں تڑپ اٹھا ماں تو کل کائنات ہوتی ہے جسے رب کا روپ کہا جاتا ہے یہ عظیم نعمت ایک بار ہی ملتی ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہوتا اور میں کسی صورت ماں کو کھونا نہیں چاہتا تھا فیضان نے بھی ماں کی ہاں میں ہاں ملائی۔

میں نہ چاہتے ہوئے اپنی محبت کا گلہ دبا کر فیصلہ امی ابو کے حق میں دے دیا میں نے اپنی محبت کو والدین کی مرضی پر قربان کر دیا تھا میں سنتا آیا تھا کہ محبت قربانی مانگتی ہے اور اس کا تجربہ مجھے ہو چکا تھا۔ دو دلوں کا پیار ظالم سماج کی بھینٹ چڑھ گیا برادری میں میرے والدین کی عزت رسوا ہونے سے بچ گئی تھی ایک گھر ویران ہونے سے بچ گیا مگر ایک دل نامراد زندگی بھر سسکنے کے لیے تنہا رہ گیا تھا۔

میں نے اپنے اس فیصلے سے شاداب کو باخبر کرنے کے لیے ایک خط لکھا اور سوچا جب وہ میرے جنرل سٹور پر مجھ سے ملنے آئے گی تو جاتے وقت اسے دے دوں گا کہ وہ گھر جا کر پڑھ لے۔ خط کا مضمون یوں تھا۔

شاداب!

محبت ایک انمول دولت ہے اسی طرح محبت حاصل کرنیکا نہیں بلکہ کھو دینے کا بھی نام محبت ہے اور محبت کچھ مانگتی بھی ہے تم نے ایک بار مجھے کہا تھا کہ سرفراز اگر کبھی مجھ سے کوئی چیز مانگو گے تو دریغ نہیں کروں گی ہمیشہ وفادار پاؤ گے۔

تو سنو! آج میں تم سے کچھ مانگتا ہوں میرے والدین نہیں چاہتے کہ میں تم سے شادی کروں بلکہ وہ میری شادی خالہ زاد ریحانہ سے کرنا چاہتے ہیں میں نے بہت کوشش کی کہ تم سے میرا زندگی بھر کا ساتھ بن جائے مگر میں ناکام رہا ہوں اور والدین کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر لیا ہے۔

میں بہت مجبور ہوں شاداب اور تم سے شرمندہ بھی ہوں کہ وعدہ وفا نہ کر سکا تم کسی اچھی جگہ سوچ سمجھ کر شادی کر لینا یہ تمہارے حق میں بہتر ہو گا اور یہی میں تم سے چاہتا ہوں کہ مجھے بھول کر زندگی کو از سر نو گزارنا شروع کر دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں سمجھوں گا تجھے مجھ سے پیار نہیں تھا مجھے امید ہے کہ تم ایسا ہی کرو گی۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔

مجبور و بے بس سرفراز۔

اگلے روز شاداب آئی تو بہت خوش خوش دکھائی دے رہی تھی میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگی کل اس کے گھر اس کے رشتہ دار اس کا رشتہ مانگنے آئے تھے مگر میری مرضی جان کر انہیں ناکام لوٹا دیا گیا شاداب کشیدہ کاری کا کام سیکھ کر جہاں وہ چاہے گی رشتے کی بات پکی کر لیں گے۔ شاداب کی زبانی یہ جان کر میں تڑپ سا گیا اسے کیا معلوم کہ حالات اب کس ڈگر پر چل نکلے ہیں جدائیاں اب ہمارا مقدر بننے والی ہیں میرے چہرے کی افسردگی اس کے لیے سوالیہ نشان بن گئی تھی حالانکہ میں بڑے محتاط

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انداز سے اس کے ساتھ باتیں کر رہا تھا مگر پھر بھی وہ بول پڑی۔

کیا بات ہے۔ سرفراز آج تم کچھ پریشان سے لگ رہے ہو؟

نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں بس صبح سے کچھ سر میں درد سا ہونے لگا ہے۔ میں نے مطمئن کر دینے والے انداز میں جواب دیا۔

اگر زیادہ سوچو گے تو سر میں درد تو ہوگا ہی زیادہ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں وہی ہوگا جو ہم چاہیں گے تم دیکھنا ہماری شادی ہوگی اور ضرور ہوگی اس کا اختیار مجھے مل چکا ہے تم ایسا کرو جتنا جلد ہو سکے اپنے والدین کو ہمارے گھر میرے رشتے کے لیے بھیجو شاداب کے یہ پرخلوص الفاظ سن کر شدت کرب کی وجہ سے دانتوں تلے نچلے ہونٹ کو کاٹ ڈالا مگر ضبط کے بندھن کو برقرار رکھا۔ صرف اتنا ہی کہہ پایا ہاں، بہت جلد ایسا کروں گا۔ مگر انشاء اللہ نہ کہا اچھا اب میں چلتی ہوں پرسوں تمہارے لیے باداموں کا مربع بنا کر لاؤں گی انشاء اللہ اس سے تمہاری صحت بھی ٹھیک رہے گی اور سر درد بھی جاتا رہے گا شاداب نے جاتے ہی وقت کہا۔

مگر میں تمہیں بتانا ہی بھول گیا کہ کل سے میں ایک ضروری کام کی غرض سے لاہور جا رہا ہوں تین چار دن تک واپس آؤں گا تو پھر سب کچھ ہو جائے گا۔ میں نے بظاہر پورے وثوق سے جواب دیا۔

تو اس کا مطلب ہے اتنے دنوں تک ہماری ملاقات نہیں ہوگی......؟ رودینے والے انداز میں اس نے پوچھا۔

تین چار دنوں کی تو بات ہے پریشان ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے اتنا کہنے کے بعد میں نے فاروق روکھڑی کی غزل کا یہ شعر ترنم سے پڑھا تو وہ مسکرا دیا اور ماحول بھی قدرے خوشگوار ہو گیا۔

ہم تم ہوں گے بادل ہو گا
رقص میں سارا جنگل ہو گا

وہ اٹھ کر جانے لگی تو میں نے جیب سے خط نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا اور تاکید کہ وہ گھر جا کر جب تنہا ہو تو غور سے پڑھ لے۔

شاداب نے خط مجھ سے لیکر ایک دلفریب ادا سے اپنے ہونٹوں پھر آنکھوں پر رکھ کر اپنے پرس میں رکھ لیا اور پیار سے کہا جو حکم سرکار آپ کا!

میرے گال کی چٹکی لی اور سلام کہہ کر واپس چلی گئی اور میں نے سر کے اشارے سے خدا حافظ کہہ کر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

یہ آخری ملاقات کا منظر میں زندگی بھر فراموش نہیں کر سکوں گا۔

دن سلگتے ہوئے اور رات بے چینی کے عالم میں کروٹیں لیتے ہوئے گزر گئی اگلے روز جنرل سٹور کا سامان وغیرہ قریبی جنرل سٹور والے کے ہاتھوں بیچ کر دکان کی چابی مالک کو دے کر مستقل طور پر گھر چلا آیا۔

مانا کہ میں نے اپنے والدین کی مرضی سے اپنی محبت کو قربان کر دیا تھا مگر پھر بھی شاداب کی قربت میں گزارے ہوئے شب و روز کے سوہانے لمحات یاد آتے تو دل کٹ کے رہ جاتا اور بے اختیار میری پلکیں بھیگ جاتیں۔

نجانے میرا خط پڑھ کر شاداب کے دل ودماغ پر کیا بیتی ہوگی کیا خیالات وجذبات ہوں گے اس قسم کے روح کو گھائل کر دینے والے ملے جلے جذبات نے میرے اندر ہلچل مچا دی تھی بے وفائی اور احساس شرمندگی کے تاثر نے مجھے اپنی نظروں میں گرا دیا تھا۔ یہ دکھ مجھے اندر ہی اندر دیمک کی طرح کھانے لگا تھا۔

اسی طرح تمباکو نوشی کی بری عادت نے مجھے منشیات جیسی لعنت کے اور قریب کر دیا آہستہ آہستہ بخار کے ساتھ کھانسی شروع ہوئی جو آگے بڑھ کر ٹی بی کی شکل اختیار کر گئی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ شراب وغیرہ صحت کے لیے مضر ہیں اور گناہ بھی مگر دنیا و مافیہا سے بے خبر میرا زیادہ وقت انہی چیزوں کے ساتھ گزرنے لگا۔

میرے گھر والوں کو اس کا علم ہوا تو سختی کے ساتھ پابندیاں لگا دی گئیں اور ساتھ علاج وغیرہ شروع کرا دیا گیا وقت گزرنے کے ساتھ علاج کی کوشش رنگ لانا

شروع ہوگئی اور منشیات کے اثرات ختم ہوتے گئے۔

اسی دوران شاداب کی شادی ہوگئی تھی جب اسے میں نے ہی ٹھکرا دیا تھا تو اب اس کے لیے سوچنا فضول تھا۔

منیر نے میرے بارے مذکورہ بالا کیفیت کا سنا تو بیوی سمیت میری عیادت کے لیے آ گیا کرن بھی ان کے ساتھ تھی ان کی آمد سے مجھے جہاں دلی خوشی ہوئی تھی وہاں ایک اندوہناک خبر بھی سننے کو ملی شاداب کی موت کا؛ کرسن کر صدمہ ہوا۔ کرن نے مزید بتایا۔

شادی کے بعد دونوں میاں بیوی کے درمیان ان بن ہو گئی جو روز بروز شدت اختیار کرتی گئی تنگ آ کر شاداب نے اپنے اوپر تیل چھڑک کر آگ لگا لی اور چند لمحوں بعد جل کر راکھ ہو گئی۔

اف میرے خدایا! میں نے سر تھام لیا ایسے لگا جیسے شاداب کی خودکشی کا ذمہ دار میں ہوں۔ اگر میں اسے نہ ٹھکراتا تو وہ کبھی موت کو گلے نہ لگاتی اسی لمحے کرن نے مجھے شاداب کا خط بھی دیا۔ جو اس نے خودکشی سے قبل لکھ کر مجھ تک پہنچانے کیلئے کرن کو دیا تھا۔ دھڑکتے دل گھومتے ذہن اور لرزتے ہاتھوں سے میں سے نے خط پڑھا۔ شاداب نے لکھا تھا۔

''میرے محبوب''

آپ میری پہلی محبت تھے میں نے سچے دل سے ٹوٹ کر آپ کو چاہا تھا۔ میری بدقسمتی کہ آپ میری زندگی میں نہ آئے حالات و مصلحت کے تقاضوں کے مطابق آپ نے مجھ سے قربانی مانگی تو میں نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا۔ میری شادی ایک ایسے بدمزاج آدمی کے ساتھ کر دی گئی جس نے مجھے صدق دل سے قبول نہ کیا اور روز بروز من گھڑت وجوہات کے پیش نظر ناروا سلوک اپنی زندگی کا نصب العین سمجھ لیا۔

پہرے تو جسموں پر بٹھائے جاتے ہیں اور پابندیاں بھی وجود پر لگائی جاتی ہیں دل ودماغ پر نہیں آپ کی ذات میرے لیے زندگی کا قیمتی اثاثہ تھی شادی تو میں نے آپ کے حکم پر کر لی تھی مگر میرے دل ودماغ سے آپ نہ نکل سکے یہ میرے اپنے بس کی بات نہیں تھی۔

مجھ سے آپ کی تصویر نہ چھپائی جا سکی جسے دیکھ کر میرے ساتھ حشر برپا کیا گیا تو کب تک اس ذلت نما زندگی کا ساتھ دیتی میں تھک ہار کر آج سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر رہی ہوں ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔

ہم چھوڑ چلے ہیں محفل کو یاد آئیں کبھی تو مت رونا
اس دل کو تسلی دے لینا جی گھبرائے تو مت رونا

بدنصیب، شاداب

شاداب کا خط پڑھ کر ذہن میں آندھیاں سی چلنے لگی ایک بار پھر میرے دامن میں کانٹے سے بھر گئے شاداب کے اس اقدام نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا خود تو موت کو گلے لگا کر ابدی نیند سو گئی مگر مجھے زندگی بھر کے لیے سسکنے اور تڑپنے کے لیے اکیلا چھوڑ گئی۔ ہر وقت دل کا روگی بن کر رہ گیا تھا میں اسی طرح تنہائی، بیماری اور احساس محرومی نے مجھے بستر مرگ کے سپرد کر دیا لگتا ہے اب تو میری زندگی کے دن کم ہی رہ گئے ہیں۔ جو کسی بھی لمحے میں شاداب کے پاس چلا جاؤں گا۔ ویسے بھی اب میرا رہ بھی کیا گیا ہے۔ سرفراز اپنی داستان ختم کر چکا تھا۔ میں نے دیکھا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں اس کی آنکھیں برسنے کو بے تاب دکھائی دے رہی تھیں اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے میں نے دلاسہ دیا اس طرح مایوسی کی باتیں نہیں کیا کرتے۔ تم مرد ہو اور صبر و تحمل کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرو...... اور سرفراز آج میری ایک خواہش تو پوری کرو پلیز اسی ترنم کے ساتھ کچھ سناؤ جسے سن کر تمہاری آواز کے سحر میں پورا کالج کھو جایا کرتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں وہ آواز کا جذبہ نہیں رہا مگر تم میری خاطر اپنے دوست کیلئے کچھ سناؤ پلیز......

میں نے پراصرار انداز میں کہا تو سرفراز کے لب ہلے اور ایک پرسوز و درد بھری آواز فضا میں بلند ہوئی۔

زندہ رہیں تو کس کی خاطر ہوش میں آئیں کس کے لیے
جانے والے آ نہیں سکتے شمعیں جلائیں کے لیے

میری پلکیں بھیگ گئیں میرے پاس اس کا کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جواب نہ تھا، چند لمحے یونہی خاموشی میں گزر گئے ماحول میں عجیب سکوت طاری ہو گیا تھا اس نے آنکھیں موند لی تھیں آنسوؤں بھرے قطرے اس کے پچکے ہوئے گالوں پر ٹپک رہے تھے۔

وحشت زدہ کیفیت ماحول کو اپنی طرف لپیٹ رہا تھا میرا تو اب دم گھٹنے لگا تھا۔

اچھا سرفراز میں چلتا ہوں کافی دیر گزر گئی ہے اللہ بہتری کرے گا جتنا ہو سکے صبر اور حوصلے سے کام رکھو۔ میں نے اٹھتے ہوئے اجازت لی اور گھر چلا آیا میں نے آتے وقت سرفراز کی طرف دیکھا میرے الفاظ سن کر اس نے قدرے آنکھیں کھولیں اور چند لمحے مجھے دیکھ کر خدا حافظ کہتے ہوئے آنکھیں پھر سے بند کر لی تھیں۔

دس روز گزر گئے۔ نا معلوم آج میرا دل کیوں اداس تھا اندر کی افسردگی مجھے یہ احساس دلا رہی تھی کہ جیسے کوئی بڑا سانحہ ہونے والا ہے جتنا میں اس خیال کو ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرتا اس سے بڑھ کر خیال دوگنا ہو جاتا اور پھر وہی ہوا جس کا انجانا سا خوف میرے اندر کی دنیا کو سوگوار کر رہا تھا کسی نے سرفراز کی موت کی خبر سنائی ایک چوٹ سی لگی اور دل ٹوٹ سا گیا درد اشکوں کی صورت آنکھوں سے بہنے لگا میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا سرفراز اپنی زندگی کی بازی ہار کر اپنی محبت کو امر کر گیا تھا۔ اس کی روح جو کب سے شاداب کے پاس جانے کو بیتاب تھی پہنچ گئی تھی مسلسل ناکامیاں زندگی کا حصہ بن جائیں تو زندگی ہی سراب کی مانند محسوس ہونے لگتی ہے جو سرابوں کا سفر کہلاتی ہے ایسے لوگوں کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔

اگلے ہی لمحے میں قدم سرفراز کے گھر کی جانب بڑھنے لگے۔ میں نے دیکھا سورج اپنی شکل سرخ کر کے اپنی منزل کی طرف بڑھتے ہوئے دھرتی کو الوداع کہہ رہا تھا۔

اڑتے اڑتے آس کا پنچھی دور افق میں ڈوب گیا
روتے روتے بیٹھ گئی آواز کسی سودائی کی

میری محبت

میرا وجود صرف میری محبت سے ہے
مجھے غرور بہت اپنی محبت پر ہے
کی ہے اک شخص سے محبت بے پناہ
اور میری زندگی کا سکون صرف میری محبت سے ہے
مجھے چاہتے ہوں گے اور بھی لوگ بہت
مگر مجھ کو محبت صرف اپنی محبت سے ہے
(مہر النساء، وہٹری گرین ٹاؤن)

غزل

میری نظروں کو انتظار کی عادت سی ہو گئی ہے
تجھے چاہنا میرے پیار کی عبادت سی ہو گئی ہے
میری طرح یوں چاہے کوئی اور بھی تم کو
یہ سوچنا میرے بس کے بار کی بات سی ہو گئی ہے
کس طرح میں سکون سے رہوں رات دن
کچھ نیند کو بھی مجھ سے عادوت سی ہو گئی ہے
تم کو ہم سے دور کر دیا ظالم زمانے نے
کچھ زمانے کو بھی ہم سے بغاوت سی ہو گئی ہے
شہنائی میں جو رہتے ہیں تیرے ساتھ اے چاند
محفل میں بھی ہنستے رہنا عادت سی ہو گئی ہے
آنکھیں موند لیتے ہیں تیرا دیدار کرنے کو
کہ اس طرح سے رہنا ہی عبادت سی ہو گئی ہے
(انعم نذیر، وہاڑی)

غزل

بن اس کے زندگی درد تنہائی ہے
میری آنکھوں میں کیوں موت سمٹ آئی ہے
کہتے ہیں لوگ عشق کو عبادت یارو
عبادت میں پھر کیوں اتنی رسوائی ہے
محفل میں رہ کر بھی تنہا رہنا
یہ ادا اس کی محبت نے سکھائی ہے
اس سے تعلق ہے کچھ ایسا دل کا
جب بھی سوچا اس کو آنکھ بھر آئی ہے
(رئیس ارشد، شہر خان بیلہ)

”محبت ایک خطا“

☑……تحریر: محمد جاوید ج زنگانی بلوچ، ڈیرہ غازیخان

وھاب اس کی لاش سے لپٹ کر روتے ہوئے اس کی لاش سے باتیں کر رہا تھا کہ خدا کے واسطے میری جان مجھے چھوڑ کر مت جائو میں تم سے دور رہ کر تو جی لیتا مگر میں تمھارے بغیر نہیں جی سکتا تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے میری جان تو نے مجھ سے ساتھ جینے اور مرنے کے وعدے کیے تھے میری جان لگتا مجھ سے خفا ہو کر چلی گئی ہو تم نہیں میری جان میں بے وفا نہیں ہوں میں دوستی کے اگے مجبور تھا اگر تم مجھے بے وفا نہیں سمجھتے اور اگر مجھ سے خفا نہیں ہو تو میرے پاس لوٹ ائو میری جان اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پلیز خدا کیلئے مجھے اپنے پاس بلا لو میں تمھارے بغیر جی نہیں سکتا خدا کیلئے مجھے اپنے پاس بلا لو خدا کے واسطے مجھے اپنے پاس بلا لو اے میرے خدا مجھے اپنے پاس بلا لے یہ کھہ کر وھاب خاموش ہو گیا اور لوگ میرے دوست کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ اس کے ماں باپ بہن بھائی بھی شاید اتنا نہیں رو رہے تھے جتنا میرے دوست کا رو رو کر برا حال ہو رہا تھا اور پھر میں اسے تسلی دینے کیلئے اس کے پاس چلا گیا مگر میں اسے کیا تسلی دیتا میرا خود رو رو کر برا حال تھا اور پھر میں نے وھاب کے کندھے پر جا کر اپنا ھاتھ رکھا تو وہ پھر جلدی سے میں نے اس کا نبض چیک کیا مگر یقین نہیں ہوا اور اس کے سینے سے کان لگا کر اس کے دل کی دھڑکن کو سننے لگا جو بالکل بند ہو چکا تھا(ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

یہ کہانی جو میں تمہیں سنانے جا رہا ہوں یہ میرے [...]ت کے ایک کلاس فیلو کی کہانی ہے جو نرسری سے میٹرک [...] اکٹھے پڑھنے آئے تھے ایک دن میرا دوست مجھے اپنے [...]س فیلو دوست کے پاس لے گیا کہ اس سے اس کی کہانی [...] چلتے ہیں میں نے اسے کہا تم نے تو اس کی کہانی سنا ہے [...]ر دوبارہ سن کر کیا کرو گے تو اس نے کہا تمہیں اس کی [...]نی اس کی زبانی سنانے لے جا رہا ہوں اور پھر ہم دونوں [...]ے جا کر ملے اس کا دوست بہت اچھا تھا وہ ہمیں بہت [...]ا سے ملا تو وہ بہت خوبصورت تھا اس کی شخصیت سے [...]یت نظر رہا تھا اور ہماری بہت خدمت کی اس نے اور پھر میرے دوست نے اس سے کہا یہ میرا دوست تمہاری آپ بیتی سننا چاہتا ہے اور اسے لکھ کر جواب عرض میں چھپوانا چاہتا ہے تو وہ کہنے لگے اس کہانی کو جواب عرض میں ضرور چھپوائیے گا تو ہم نے اس سے وعدہ کیا کہ آپ کی کہانی ہم ضرور جواب عرض میں شائع کروائیں گے تو وہ اپنی آپ بیتی سنانے لگا تو آیئے قارئین میرے دوست کے کلاس فیلو کی کہانی اس زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام زوہیب ہے ہم چار بھائی ہیں بڑے بھائی کا نام محمد نذیر ہے دوسرے رضوان احمد تیسرے محمد انور اور چوتھا میں ہوں میں سب بھائیوں سے چھوٹا ہوں اس لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ب کا لاڈلہ ہوں میں سب گھر والے مجھ سے بہت پیار
رتے ہیں میرے دونوں بڑے بھائی محمد نذیر اور رضوان
مد دبئی میں ہوتے ہیں دونوں بھائی کبھی چھٹیوں پر آتے
ہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا بہت اچھا کاروبار
ل رہا ہے اسی لیے ہم سب گھر والوں کو کسی چیز کی کمی محسوس
ہیں ہوئی ہم ایک گاؤں میں رہتے ہیں یہ ایک بہت
وبصورت گاؤں ہے یہاں پر سب کچھ کاشت کی جاتی ہے
طرف سبزہ ہی سبزہ دکھائی دیتا ہے خدا کے فضل سے یہاں
ماری بھی بہت سی زمین ہے ان زمینوں میں سبزیاں کماد
گندم وغیرہ سب کچھ کرتے ہیں زمینوں کا کام صرف انور
ھائی کرتے ہیں میں نے بی اے تک تعلیم حاصل کی اور
ب میں بالکل آزاد تھا ایک دن میں گھر میں پڑا بور ہونے
گا تو اپنے جگری دوست وہاب کے گھر کی طرف چل پڑا اور
جب میں وہاں پہنچا اور گھر کے اندر داخل ہوا تو وہاں بیٹھے
ایک انجان سی صورت پر میری نظر پڑی اور اس انجان سی
صورت کو دیکھ کر میرے تو ہوش اڑ گئے اس کی خوبصورتی کو
دیکھ کر میں اپنے ہوش کھو بیٹھا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی
پری پرستان سے اتر کر آئی ہو وہ ایک خوبصورتی کی مثال تھی
میرے پاس تو الفاظ ہی نہیں ہیں کہ میں اس کی خوبصورت
کی تعریف کس طرح کروں کچھ لمحوں کیلئے تو میں کھو سا گیا
پھر میں نے خود کو جلدی سے سنبھالا کہ کسی کو شک نہ ہو جائے
پہلے تو وہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی اس نے جب مجھے
دیکھا تو خاموش ہو گی کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے
انجان تھے اور پھر مجھے وہاب کی بہن کرن باجی نے آواز دی
جو اس پری کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی آ جاؤ بھیا وہاں کیوں
کھڑے ہو تو میں ان کے پاس چلا گیا پھر کرن باجی مجھ
سے مخالب ہو کر کہنے لگی بھیا یہ میری دوست اور میری کلاس
فیلو شگفتہ ہیں اور ان سے میرا تعارف کروانے لگی کہ یہ
میرے وہاب بھائی کے گہرے دوست زہیب ہیں میں
نے اس پری کو سلام کیا تو اس نے بھی اپنی گردن کو جھکا کر
مجھے آداب کہا اس کی یہ ادا تو میرے دل میں اور بھی اتر گئی
میں چور نظروں سے اسے دیکھے جا رہا تھا پھر کرن باجی کہنے
لگی بھیا اندر کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میں اندر وہاب

کے پاس چلا گیا وہاب مجھے دیکھ کر بولے ارے یار زوہیب
تم کب آئے آؤ آؤ بیٹھو اور میں وہاب کے پاس جا کر بیٹھ
گیا تو وہاب میرے چہرے کو بھانپتے ہوئے بولے کیا بات
ہے دوست آج جناب کا موڈ کچھ خوشگوار لگ رہا ہے میں
نے اسے کہا ایسی تو کوئی خاص بات نہیں بس ویسے ہی اور
میں باتیں تو وہاب کے ساتھ کر رہا تھا مگر نظریں باہر کے
دروازے پر جمائے ہوئے تھا کہ کہیں وہ دروازے سے
چلی جائے تو اسے جاتی مرتبہ دیکھ سکوں اور وہاب نے میری
کیفیت بھانپ لی اور کہنے لگا کوئی تو وجہ ہے دوست جو
بیٹھے میرے ساتھ ہو اور دھیان کہیں اور ہے کہو کیا بات ہے
پھر میں نے سوچا دوست سے کیا چھپانا میں نے اسے کہا
وجہ تو ضرور ہے مگر یہاں نہیں باہر چل کر تمہیں بتاتا ہوں تو
وہاب نے کہا بیٹھو ذرا چائے پی لیں پھر باہر چلتے ہیں میں
نے کہا ہوٹل پر چل کر چائے پی لیں گے اور ہم دونوں
کمرے سے باہر آئے اور وہ ابھی یہیں بیٹھی ہوئی تھی اور
میں اس پری سے بات کرنے کے بہانے باجی سے کہنے لگا
باجی آج آپ کی دوست آئی ہوئی ہے تو آپ ہمیں لفٹ
ہی نہیں دے رہی ہیں یہ آپ کی مہمان ہے تو ہم بھی آپ
کے مہمان ہیں ہم سے چائے تک نہ پوچھا تو نے میں باتیں
کرن باجی کے ساتھ کر رہا تھا مگر آنکھیں اس پری کی دید کر
رہی تھیں پھر کرن باجی کہنے لگی ایم سوری بھیا میں بھول گئی
اچھا بیٹھو میں سب کیلئے چائے بنا کر لاتی ہوں ہم دونوں
بھی پئیں گے اور آپ بھی پی لینا میں نے کہا نہیں ابھی ہم
ہوٹل پہ چائے پینے جا رہے ہیں پھر میں نے اس پری سے
مخاطب ہو کر کہا شگفتہ جی ہماری باتوں کا بالکل برا مت منانا
ہم باجی سے مذاق کر رہے تھے آپ ان کے مہمان ہیں
آپ کے ساتھ بیٹھنے کا ان کا حق بنتا ہے ہم مہمان تھوڑی
ہیں ہمارا تو روز یہاں آنا جانا لگا رہتا ہے ایسے سمجھ لیجئے کہ یہ
ہمارا ہی گھر ہے اور وہاب میرے بازو سے پکڑے کھینچتے
ہوئے باہر لے آیا اور کہنے لگا زوہیب تم بھی جب باتوں
میں لگ جاتے ہو تو چپ ہونے کا نام ہی نہیں لیتے مگر ہم
اسے کیا بتاتے کہ ہمیں اس سے باتیں کرنا اور اسے دیکھنے
میں کتنا مزہ آ رہا تھا پھر ہم موٹر سائیکل پر سوار ہو کر ہوٹل آ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے ہوٹل ہمارے گاؤں سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے یہاں سے مین سڑک گزرتی ہے اس سڑک کے کنارے دکانیں وغیرہ بن گئیں اور ہم نے ویٹر کو دو کپ چائے کا کہا اور بیٹھ گئے اور وہاب پوچھنے لگے تو بتاؤ کیا بتانے والے تھے جس کیلئے یہاں تک لے آئے ہو اور میں اسے بتانے لگا وہاب لڑکی جو تمہارے گھر میں آئی ہوئی تھی میں اس کی خوبصورتی کے جال میں پھنس چکا ہوں میرا دل اب اس کا ہو کر رہ گیا ہے اسے دیکھتے ہی دل میں اک عجیب سی بے چینی پیدا ہو گئی ہے اسے دیکھنے کے بعد جی کرتا ہے اسے ہر پل ہر گھڑی ہر وقت دیکھتا رہوں اور وہ جہاں بھی ہو اڑ کر اس کے پاس چلا جاؤں اور پھر وہاب کہنے لگا۔

میرے مجنوں دوست واقعی تمہیں عشق ہو گیا ہے پھر میں نے وہاب سے پوچھا یار ویسے وہ رہتی کہاں ہے اور کس کی بیٹی ہے تو وہاب کہنے لگے کیوں اس کے گھر رشتہ مانگنے جانا ہے تو میں نے اسے کہا پیار کیا ہے تو شادی بھی ہو گی اور پھر وہاب نے بتایا کہ وہ چودھری جمشید کی بیٹی ہے ہمارے دوسرے گاؤں میں رہتے ہیں تو وہ کہنے لگا جب بھی فارغ ہوتا ہوں تو کرن باجی کے ساتھ چلا جاتا ہوں پھر میں نے اسے کہا پلیز یار مجھے بھی لے چلو اس کے گھر تاکہ میں اس پری کی دیدار کر سکوں تو وہاب بولے یار وہ لوگ کیا سوچیں گے کہ خود بھی آتا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی ساتھ لے آتا ہے ہمارے گھر میں اور میں اسے اصرار کرنے لگا کہ پلیز یار کچھ نہیں سوچیں گے وہ لوگ بہت اصرار کرنے کے بعد وہ مان گیا اور کہنے لگا ٹھیک ہے کل چلیں گے اور وہ دن بھی گزر گیا اور دوسرے روز صبح سویرے رضوان بھائی کا دبئی سے فون آ گیا وہ پہلے سب گھر والوں کی خیر خیریت پوچھنے کے بعد کہنے لگا میں نے کچھ پیسے بھیج دیئے ہیں وہ جا کر بینک سے نکلوا لینا میں نے کہا ٹھیک ہے بھائی جان میں جا کر نکلوا لوں گا پھر کہنے لگا اگر اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا میں نے کہا ٹھیک ہے او کے خدا حافظ اور کال کٹ گئی اور پھر میں تیار ہو کر شہر چلا گیا اور پھر بنک سے جا کر پیسے نکلوائے اور بھی چھوٹے موٹے کام پڑ گئے تھے وہ سب نبٹا کر گھر آ گیا شہر ہمارے

گاؤں سے تقریباً دس کلومیٹر دور ہے اور آج کا دن طرح گزر گیا اور پھر دوسرے دن میں اپنے دوست کے پاس چلا گیا تھوڑی دیر کیلئے وہاب کے گھر بیٹھے اور پھر میں وہاب کو لے کر شگفتہ کے گاؤں روانہ ہو گئے ان دو دنوں میں اس پری کو یعنی شگفتہ کو ایک پل بھی نہ پایا تھا میں اسے بھولتا بھی کیسے وہ تو میرے رگ و پے سما چکی تھی ہر گھڑی اس کا چہرہ میری آنکھوں میں رہتا پھر ہم اس کے گھر تک پہنچ گئے اور پھر وہاب دروازے پر جا کر بیل دی تو ایک لڑکے نے آ کر در کھولا اور اس لڑکے نے وہاب کو دیکھا تو خوش ہو کر وہ کے گلے ملا اور اس نے مجھ سے بھی ہاتھ ملایا اور پھر وہ اندر لے گیا ان کا گھر بہت خوبصورت تھا اور بہت بڑا تھا اور پھر سب گھر والے ہم سے آ کر ملے وہ ہم بڑے پیار سے ملے مجھے تو کوئی نہیں پہچانتا تھا مگر وہ میرے دوست وہاب کو اچھی طرح سے جانتے تھے صرف اس پری کا انتظا تھا جو شاید مجھے پہچان پاتی میرے لیے بھی سبھی انجان تھے سوائے اس کے جو تک نظر نہیں آئی تھی پھر کچھ دیر بعد وہ مجھے آتی ہوئی نظر اور میرے دل کو جیسے ٹھنڈک محسوس ہوئی پھر اس نے ہم دونوں کو سلام کیا اور پھر وہ بالکل ہمارے سامنے بیٹھ اور رسماً اس نے ہم سے خیر خیریت پوچھی اور ہم نے ان کی خیریت پوچھی وہ وہاب کو تو اچھی طرح سے جانتی مگر میری ایک دن کی اتفاقاً ملاقات کی وجہ سے وہ میرے ساتھ بھی کھل کر باتیں کر رہی تھی جیسے برسوں سے وہ جانتی ہو دوسری ہی ملاقات میں اتنی اپنائیت میں نے کبھی نہیں دیکھا میں نے سوچا بھی نہ تھا کہ وہ ایسے کی طرح مجھ سے ملے گی کہ وہ اتنی اپنائیت سے ہم ملے گی اور تھوڑی دیر تک ہم بیٹھے باتوں میں مصروف رہے اور پھر میرے دوست وہاب نے ان لوگوں جانے کی اجازت مانگی تو وہ لوگ کہنے لگے کھانا کھائے ہم تمہیں جانے نہیں دیں گے اور پھر تھوڑی دیر تک لگ گیا اور سب نے ساتھ کھانا کھایا اور کھانا کھانے بعد چائے بھی آ گئی اور چائے پی کر ہم نے ان

اجازت مانگی پھر انہوں نے اجازت دے دی اور ہم دونوں اپنے اپنے گھر چلے گئے آج میں نے اسے جی بھر کے دیکھا جتنی دیر وہاں پر رہا میری تو نظریں اس پر ہی جمی ہوئی تھیں دن بدن میرے دل میں اس کے لیے محبت بڑھتی جا رہی تھی جی چاہتا کہ وہ ہر پل ہر لمحہ میرے پاس میرے ساتھ ہو اور میں اپنے پیاسے دل کی پیاس بجھاتا رہوں اور پھر اسی طرح دن گزرتے رہے اور اب میں نے اسے دیکھے ہوئے کئی دن گزر گئے اور پھر سے میرے دل میں اس کو دیکھنے کی تمنا جاگ رہی تھی اور میرے پاس اس سے ملنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اور میں نے سوچ رکھا تھا کہ جب بھی اس سے ملوں گا تو اس پری سے اپنی محبت کا اظہار کر دوں گا مگر میں اسے ملنا تو دور دیکھ بھی نہیں پاتا تھا اور پھر کئی دن اور گزر گئے میں اسے دیکھنے کے لیے بھی ترس گیا تھا میرے دل میں اسے دیکھنے کی کشمکش اور بڑھتی جا رہی تھی نہ وہ کبھی وہاب کے گھر آئی اور نہ میں دوبارہ اس کے گھر گیا میں کیسے جاتا ان کے گھر میں تو ان کیلئے انجان تھا اور پھر میں نے ایک دن مجبور ہو کر اپنے دوست وہاب سے کہا یار پلیز کچھ بھی کرو مجھے اس سے ایک بار ملاؤ میں نے اسے ایک بار دیکھنا ہے اور اس سے اپنی محبت کا اظہار کرنا ہے میں اب اور انتظار نہیں کر سکتا پلیز یار کسی بھی طرح اس سے ایک بار ملا دو میں اب اسے دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا اور وہاب کہنے لگا میرے دوست مجھے بھی سوچنے دو اور تم بھی سوچو کہ کس طرح اس سے ملنے کا پروگرام بنایا جائے تو میں نے کہا یار میں نے تو سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں اب تم خود ہی سوچو اور پھر وہاب جیسے کچھ سوچ کر مجھ سے کہنے لگا یار زوہیب اس کے علاوہ اب کوئی راستہ نہیں ہے کہ تم کرن باجی کو سب کچھ بتا دو اور اسے کہو شگفتہ کو ہمارے گھر بلا لے تو میں نے کہا نہیں مجھے میرا ضمیر اس بات سے روکتا ہے کہ بہنوں سے یا پھر گھر کے کسی بھی عورت سے ایسی باتیں نہیں کہنا چاہیے تو وہاب کہنے لگا ہاں یار میں جانتا ہوں مگر مجبوری ہے کیونکہ اور کوئی راستہ نہیں ہے اور پھر وہ بھی تمہارا ہیلپ کرے گی میں اس سے بات کرنے سے تھوڑا کنفیوز تو تھا مگر اور کوئی راستہ نہیں تھا اب

میں وہاب کو ساتھ لے کر ان کے گھر جا تو سکتا تھا مگر وہاں اس سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کر سکتا تھا اور پھر جا کر مجھے کرن باجی کو بتانا پڑا اور اسے کہا کہ شگفتہ کو اپنے گھر بلا لو اور کرن باجی بولی ٹھیک ہے میں کل جاؤں گی اور اسے کہوں گی کہ پرسوں ہمارے گھر آ جائے اور پھر میں نے اسے کہا کہ کل نہیں ابھی جاؤ اور کل اسے اپنے گھر بلاؤ اور کرن باجی مجھے کہنے لگی تو پھر چلو میرے ساتھ اس کے گھر چلتے ہیں اور میں نے خوش ہو کر کہا کیا واقعی باجی سچ کہہ رہی ہو تو وہ کہنے لگی تو پھر تمہیں کیا لگتا ہے مذاق کر رہی ہوں میں تو میں نے کہا نہیں باجی میرا مطلب ہے کہ اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ کل کے بجائے آج ہی اسے دیکھنے کا موقع مل جائے یہ تو وہی بات ہوئی ایک تیر سے دو نشانے آج بھی اسے دیکھ سکوں گا اور کل بھی اور پھر ہم کرن باجی کو ساتھ لے کر ان کے گھر پہنچے وہ لوگ ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے انہوں نے ہماری بہت خدمت کی اور وہ پری بھی ہمارے ساتھ بیٹھی رہی اور ہم دونوں کے ساتھ بیٹھی باتیں کرتی رہی اور بہت دیر تک ہم وہاں بیٹھے رہے اور پھر ہم نے ان سے جانے کی اجازت مانگی اور انہوں نے اجازت دی تو آتے وقت کرن باجی نے اس سے کہا کل ہمارے گھر ضرور آنا نہیں تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی تو وہ مسکرا کر کہنے لگی ٹھیک ہے میں آ جاؤں گی اور پھر میں باجی کو اس کے گھر چھوڑ کر میں اپنے گھر آ گیا اور موٹر سائیکل کھڑی کی اور اپنے کمرے میں آ کر بستر پر لیٹ گیا اس وقت مغرب کی آذانیں ہو رہی تھیں اور پھر ماں نے آ کر کہا بیٹا کھانا کھا لو تو میں نے کہا ماں مجھے بھوک نہیں ہے جب بھوک لگے گی تو کھا لوں گا اور پھر میں اسی سوچوں میں ڈوبا رہا کہ اس سے کل اپنی محبت کا اظہار کس طرح کروں کیسے اس سے کہوں کہ میں اس سے پیار کرتا ہوں کہ میں اس کے بنا ادھورا ہوں کہیں وہ ناراض تو نہیں ہو جائے گی کبھی سوچتا نہیں وہ ناراض نہیں ہو گی شاید کیا پتہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہو شاید اس کے دل میں بھی میرے لیے پیار ہو نہیں اگر ایسا نہ ہوا تو اگر وہ برا مان گئی تو وہاب کے گھر آنا بھی چھوڑ دے گی پھر سوچتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں ایسا کچھ نہیں ہوگا جو ہوگا کل دیکھا جائے گا اور پھر میں سونے کی ناکام کوشش کرنے لگا مگر نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی ایک طرف سے خوشی بھی تھی کہ کل پھر اس کا دیدار ہو جائے گا اور اس سے اپنی محبت کا اظہار کروں گا اور دوسری طرف یہ سوچ کر میں اداس ہو جاتا کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے پھر تو شاید میں اسے کبھی دیکھ بھی نہ سکوں اسی کشمکش میں پوری رات گزر گئی اور پھر صبح کی اذانیں ہونے لگیں اور میں نے اٹھ کر صبح کی نماز پڑھی اور خدا سے دعا کرتا رہا کہ اے میرے اللہ میری مدد کرنا کہ وہ میرے پیار کو قبول کرے لے اور نماز پڑھ کر پھر بستر پر آ کر لیٹ گیا اور آنکھ لگ گئی اور جب آنکھ کھلی تو سورج سر کے اوپر آ گیا تھا میں نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو دس بجنے والے تھے اور پھر نہا دھو کر میں نے ناشتہ وغیرہ کیا اور میں ابھی گھر میں ہی بیٹھا تھا کہ میرا فون بجنے لگا اور میں نے دیکھا تو میرے دوست دہاب کا فون تھا اور میں نے کال اوکے کی تو وہاب کہنے لگا کہاں ہو میرے دیوانے دوستے تو میں نے کہا اپنے گھر پر ہوں تو وہ کہنے لگا جلدی سے آ جاؤ آپ کی محبوبہ آئی ہوئی ہے ہمارے گھر پھر وہ اک شعر کہنے لگا

وہ آئے ہمارے گھر خدا کی قدرت
کبھی ہم ان کو کبھی گھر کو دیکھتے ہیں

پھر میں نے اس سے کہا آج تو شاعری کرنے لگے ہو دوست کہیں تم بھی میری طرح اس کے دیوانے تو نہیں ہو گئے تو وہاب کہنے لگا میں آسانی سے تمہاری طرح ان چکروں میں پڑنے والا نہیں ہوں اچھا تم جلدی سے پانچ منٹ میں پہنچو کہیں وہ چلی نہ جائے میں نے کہا پانچ منٹ میں نہیں ابھی ایک منٹ میں پہنچا اور فون بند ہو گیا پھر میں نے جلدی سے موٹر سائیکل نکالی اور دوست کے گھر جا پہنچا اور مین دروازے سے میں نے موٹر سائیکل اندر لے گیا اور میں نے اندر دیکھا تو وہ واقعی پری بیٹھی ہوئی تھی اور کرن باجی اور وہاب بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور میں نے موٹر سائیکل کھڑی کر کے ان کے پاس چلا گیا اور پہلے میں نے ان تینوں کو سلام کیا پھر میری نظر اندر بیٹھی ہوئی وہاب اور کرن باجی کی امی جان پر پڑی جو وہاب اور کرن باجی کے ابو جان کے وفات کے بعد اکثر بیمار رہتی تھیں جو ہر وقت اندر کمرے میں پڑی رہتی تھیں اور پھر میں ماں جی کے پاس چلا گیا اور انہیں سلام کیا اور ماں جی سے ان کی طبیعت کے بارے میں پوچھا اور پھر ماں جی سے دعائیں لے کر ان تینوں کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا اور باتوں میں مصروف ہو گئے اور پھر کرن باجی یہ کہہ کر چلی گئی کہ میں تم سب کیلئے چائے بنا کر لاتی ہوں پھر وہاب بھی مجھ سے یہ کہہ کر اٹھ گیا کہ تم بیٹھو میں ابھی آیا اور پھر میں سمجھ گیا کہ یہ دونوں اکیلے میں مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں اور یہ بات سوچتے ہی میرا دل زور زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا میں اسے بالکل ہی نہیں کہہ پا رہا تھا دل سے بات آ کر زبان پر رک جاتی یہاں تک کہ میں اتنا اپ سیٹ ہو گیا کہ میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا جیسے موت کو سامنے کھڑا ہوا پا کر اور پھر آخر میں نے پوری طاقت دل میں مجتمع کر کے اسے کہہ ڈالا آہستہ اور پیار سے میں نے اسے پکارا شگفتہ جی تو وہ بہت پیار سے بولی ہاں کہو زوہیب تو میں نے اسے کہا شگفتہ جی جس دن سے میں نے آپ کو دیکھا ہے اسی دن سے میں آپ کا دیوانہ ہو کر رہ گیا ہوں پلیز ناراض مت ہونا میں مجبور ہوں اپنے دل کے آگے میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتا میں نے یہ دل تمہیں سونپ دیا ہے شگفتہ آئی لو یو میں ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

اک زوردار چانٹا میرے گال کو سرخ کر گیا اور پھر شگفتہ غصے سے اٹھ کر مجھ سے کہنے لگی بند کرو اپنی بکواس نہیں سننی مجھے تمہاری یہ بکواس میں تمہیں بہت غیرت مند سمجھتی تھی تم تو بہت ہی بے غیرت نکلے اور بہت گھٹیا کیا میں تمہاری عزت کر کرتی تھی جو تمہیں اور پیار چاہیے مگر اب وہ عزت گنوا چکے اب مجھے نفرت سی ہونے لگی ہے تم سے اور میں مجرموں کی طرح اس کے سامنے کھڑا تھا جیسے واقعی میں اس کا مجرم تھا جیس میں نے اس کا بڑا جرم کیا ہو اس کے باتوں نے میرے دل کو لہولہو کر دیا تھا جیسے ابھی میرے دل سے خون ٹپکنے لگے گا اس نے میرے دل کو زخمی سا کر دیا تھا اور میرا دل توڑ کر رکھ دیا اس نے میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا اور وہ ظالم صرف باتوں کے تیر سے میرے دل کو اور زخمی کر رہی تھی اور پھر یہ کہہ کر وہ جانے لگی کہ آج کے بعد میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی اور وہ چلی گئی پھر کرن باجی آ گئی اور مجھ سے پوچھنے لگی کیا ہوا کیا وہ چلی گئی مگر میں خاموش رہا کوئی جواب نہیں دیا اور وہ سمجھ گئی کہ کیا معاملہ ہے اور مجھ سے کہنے لگی حوصلہ رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا اب تم آرام سے چائے پی لو جو میرے قریب رکھی ہوئی تھی اور میں نے کہا نہیں میں نے چائے نہیں پینی میں بہت زیادہ پریشان تھا اتنے کہ جیسے ابھی رو دوں گا اور میرا ڈوبنے لگا اور میں نے باجی سے کہا میں گھر جانا چاہتا ہوں باجی کہنے لگی جیسے تمہاری مرضی تم ٹھیک کہتے ہو تم اب گھ جاؤ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی اور میں گھر آ گیا اور سیدھا بستر پر کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا اور پھر امی جان کمرے میں آ گئی اور پوچھنے لگی کیا بات ہے بیٹا ٹھیک تو ہو اور میں نے امی جان سے کہا ہاں ماں تھوڑی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور امی جان کہنے لگی تو پھر ڈاکٹر کے پاس جا کر دوائی لے لو تو میں نے امی جان سے کہا نہیں ماں اس کی ضرورت نہیں ہے خود ٹھیک ہو جاؤں گا پھر امی جان کہنے لگی ضرورت کیسے نہیں ہے میں جا کر تمہارے بھائی کو بلاتی ہوں تو وہ تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا اور پھر امی جان باہر چلی گئیں میں بیمار تو نہیں تھا اس ظالم کے رویے سے میرا دل آج ٹوٹ گیا تھا میں بیماروں سے بھی بدتر خود کو محسوس کرنے لگا یہاں تک کہ میں خود بستر سے اٹھ بھی نہیں پا رہا تھا اس کی باتیں میرے دل میں تیر کی طرح چبھ رہی تھیں اس کی باتوں کا مجھے اتنا دکھ نہیں جتنا کہ اس کے رویے نے میرے دل کو زخمی سا کر دیا اس کی باتیں مجھے بار بار یاد آنے لگیں آج جو رویہ اس نے میرے ساتھ اختیار کیا تھا اس کی اس رویے کو شاید میں زندگی بھر نہیں بھول سکتا اس کی باتیں اس کا رویہ یاد آ رہا تھا اور میں وہ سب یاد کر کے کمبل کے نیچے آنسو بہا رہا تھا اور آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے شاید کہ آنسوؤں کو آنکھوں سے نکلنے کا راستہ آج معلوم ہوا تھا اسی لیے آج جی بھر کے نکل رہے تھے جب کسی کا پہلی مرتبہ دل ٹوٹتا ہے تو میری طرح رونا ہی اس کا مقدر بن جاتا ہے اور انور بھائی آ گیا اور مجھے ڈاکٹر کے پاس لے گیا ڈاکٹر نے مجھے چیک کیا اور کہا اسے بہت زیادہ بخار ہے اس کا جسم بخار سے تپ رہا ہے اگر بخار تھوڑا سا اور بڑھتا تو یہ مر بھی سکتا تھا اور ڈاکٹر نے مجھے ایک انجکشن لگایا اور پھر کچھ میڈیسن اور دوائیاں لکھ دیں اور وہ ہم سٹور سے لے کر گھر آ گئے اور انور بھائی امی جان سے کہنے لگا دیکھو ماں تمہارا لاڈلہ بیٹا اپنا کتنا خیال رکھتا ہے کتنی تیز بخار ہے اور کسی کو بتایا تک نہیں پتہ ہے ماں ڈاکٹر کیا کہہ رہا تھا کہ بخار تھوڑا سا ابھی زیادہ ہوتا تو جان بھی جا سکتی تھی یہ بات سن کر ماں تڑپ اٹھی اور آ کر میرے گلے لگ گئی اور کہنے لگی ارے میرے لال کو اتنا زیادہ بخار ہو گیا ہے تو بیٹا پہلے بتا دیتے میں نے کہا ماں پہلے بخار نہیں تھا جب آپ میرے پاس مجھ سے پوچھنے آئیں تو اس کے بعد بخار تیز ہوا پھر ماں کہنے لگی اچھا بیٹا اب جا کر بستر پر لیٹ جاؤ اور پھر میں اپنے کمرے میں جا کر بستر پر لیٹ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد بعد کرن باجی اور وہاب کمرے میں داخل ہوئے اور اندر آتے ہی کہنے لگے میں نے آ کر بعد میں تمہارے بارے میں باجی سے پوچھا تو کرن نے بتایا کہ تمہاری طبیعت خراب ہو رہی تھی تو تم اپنے گھر چلے گئے تو میں نے کرن باجی سے کہا چلو چلتے ہیں تمہاری طبیعت کے بارے میں پوچھنے تو ہم یہاں آئے تو آپ کے انور بھائی نے ہمیں بتایا کہ تمہیں بہت زیادہ بخار ہو گیا ہے تو مجھے تم پر بہت غصہ آیا کہ ابھی جا کر تمہیں بہت ڈانٹوں گا مگر اب تمہیں دیکھ کر غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہے یار تم ہی بتاؤ کہ یہ بھی کوئی مردوں والی بات ہوئی کہ کسی لڑکی کی باتوں کو تم نے دل سے لگا لیا تو پھر میں نے وہاب سے کہا یار مجھے اس سے ایسی امید نہیں تھی میں اس کی نفرت کو برداشت نہیں کر سکتا میں اس کے دل میں خود کیلئے پیار دیکھنا چاہتا ہوں اس کی نفرت مجھ سے برداشت نہیں ہوتا پھر میں نے اپنے دوست سے کہا اچھا بابا غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دو اور بیٹھ جاؤ اور وہ دونوں بیٹھ گئے اور پھر میں نے امی جان کو بلا کر انہیں چائے بنانے کو کہا اور ہم باتوں میں مصروف ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد امی جان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چائے بنا کر لے آئیں اور ہم نے چائے پی اور چائے پی کر تھوڑی دیر بعد انہوں نے مجھ سے اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دے دی اور جاتے وقت وہاب مجھ سے کہہ گیا کہ خود کو سنبھالو اس کی یادوں کو اپنے دل کے اندر مت آنے دو اپنے دل کو اتنا مضبوط کرو کہ اس کی یادیں تمہارے دل میں گھس نہ سکیں۔

میں اسے کیسے بتاتا کہ اب اسے اپنے دل سے نکالنا میرے بس کی بات نہیں کیونکہ وہ میرے رگ رگ میں بس گئی تھی وہ میرے خون میں ملاوٹ ہو چکی تھی اور پھر میرا بخار تو اتر گیا مگر میں نے اپنی حالت دیوانوں سی بنالی تھی بہت پریشان اور اداس سا رہنے لگا اور نہ کھانا پینا ٹھیک سے کرتا ورنہ ٹھیک سے سو پاتا اسے یاد کرتے کرتے پوری رات گزر جاتی میرے گھر والے میرے دوست وہاب اور کرن باجی میری یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو جاتے اور پھر ایک دن میں نے کرن باجی سے کہا کہ اس سے جا کر کہو کہ مجھے معاف کر دے اور مجھ سے نفرت نہ کرے مجھ سے اس کی نفرت سہہ نہیں پاتی اور پھر کرن باجی اس کے گھر چلی گئی اور پھر جب وہ واپس آئی تو اس نے بتایا کہ جب میں تمہارے بارے میں بات کرنے لگی کہ زوہیب کہہ رہا تھا کہ مجھے معاف کر دو مجھ سے نفرت نہ کرو مجھ سے غلطی ہو گئی تو وہ چیختے ہوئے مجھ سے کہنے لگی کہ نام مت لو اس کا میرے سامنے میں اس سے نفرت کرتی ہوں اور زندگی بھر اس سے نفرت کرتی رہوں گی پلیز آئندہ میرے سامنے اس کی سفارش مت کیا کرو اس طرح مجھے اس سے اور بھی نفرت ہونے لگتی ہے اور پھر میں اس سے یہ کہہ کر چلی آئی کہ شگفتہ تم انسان نہیں ہو تمہارے اندر ایک دل نہیں ہے بلکہ پتھر ہے اور کرن باجی نے مجھے یہ سب بتایا تو میں رونے لگا میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں کرن باجی سے کہنے لگا کہ کیا میں نے اتنا بڑا جرم کیا ہے کہ وہ مجھ سے اتنی نفرت کرتی ہے صرف پیار ہی تو کیا ہے اس سے اور پھر میں گھر آ گیا اور مجھے یہ زندگی بوجھ لگنے لگی میں یہ پوری زندگی اس کی نفرت کے ساتھ کیسے جی سکتا تھا۔

میں نے خود کو ختم کرنے کا سوچ لیا میں نے سوچا زندگی بھر تڑپنے سے بہتر ہے کہ ایک بار تڑپوں بار بار مرنے سے بہتر ہے کہ ایک ہی بار مروں اس لیے میں اپنی زندگی کو موت کے نام کرنے لگا اور گھر میں سپر کے بوتل رکھے ہوئے تھے اور ایک بوتل کھول کر میں نے منہ پر رکھ لیا اور ایک گھونٹ کا اندر جانا تھا کہ میرا سر چکرانے لگا اور میں نے بوتل پھینک دی میرا دل ڈوبنے لگا اور پھر مجھے الٹیاں آنی شروع ہو گئی اور پھر میں بے ہوش ہو گیا پھر مجھے کچھ پتہ نہیں کہ کیا ہوا میں جب ہوش میں آیا تو اپنے آپ کو ہسپتال میں پایا اور امی جان میرے پاس بیٹھی رو رہی تھی اور باقی بھی گھر کے افراد وہاں موجود تھے کرن باجی اور وہاب بھی یہاں پر موجود تھے سب کی آنکھوں میں آنسو تھے میں خود کو زندہ پا کر میرا دل تڑپنے لگا اور اللہ سے دل ہی دل میں فریادیں کرنے لگا کہ اے اللہ کیوں مجھے زندہ رکھا مجھے موت کیوں نہیں دی اے کاش میں مر گیا ہوتا اور میں اب اپنے عزیزوں کو اور دنیا والوں کو کیا جواب دوں گا کہ میں نے کس لیے یہ حماقت کی مگر میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے اور سب کی نظریں مجھ پر ٹکی ہوئی تھیں میری آنکھیں کھلتے دیکھ کر سبھی خوش ہونے لگے اور امی جان مجھ سے لپٹ کر اور زور سے رونے لگی اور پھر سوال مجھ پر پہلے امی جان نے تان دیا کہ کیوں کیا تم نے بیٹا ایسا یہ بھی نہ سوچا کہ تمہارے بغیر ہم کیسے رہ پائیں گے اور پھر سب نے مجھ پر اسی سوال کی بوچھاڑ کر دی جس کا مجھے ڈر تھا مگر میں انہیں کیا کہتا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا اور پھر وہاب سب سے یہ کہہ کر میری مشکل آسان کر دی کہ ابھی اس سے کچھ مت پوچھو ابھی اسے آرام کرنے دو ڈاکٹر نے بھی کہا ہے کہ اسے آرام کی سخت ضرورت ہے اور اس طرح میری جان چھوٹی اور پھر رات کو آہستہ آہستہ سب گھر چلے گئے اور صرف وہاب میرے ساتھ رہا اور وہاب میرے قریب آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیوں کیا تم نے ایسا میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا دوست اتنا بزدل ہے کہ حالات سے ہار کر اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے لگا اور اتنا خود غرض ہے کہ اسے اپنے ماں باپ بہن بھائی دوست اور نہ کسی اور کی پرواہ ہے صرف اپنے

لیے سوچتا ہے کہ تمہیں اب کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں اور کسی کا بھی پرواہ نہیں ہے تمہیں کہ کوئی جیسے ہو جس حال میں ہو جیئے یا مرے تمہیں اس سے کیا اور پھر میں نے کہا ہاں میں خود غرض ہوں مجھے کسی کی پرواہ نہیں میں اس کی نفرت کے ساتھ جی نہیں سکتا میرے دوست نہیں کیا معلوم جب کوئی کسی کو اپنی جان سے بھی بڑھ کر پیار کرے اور وہ اس سے نفرت کرے تو اس کیلئے زندگی اک سزا بن جاتی ہے اپنی زندگی اسے بوجھ لگنے لگتی ہے خدانخواستہ اگر تمہارے ساتھ بھی ایسا ہو تو تم بھی شاید ایسا ہی کچھ کر بیٹھو جو میں نے کیا تو وہاب کہنے لگا نہیں میرے دوست میں ایسا ہرگز نہیں کرتا میں جتنا چاہتا مگر اپنے لیے نہیں اوروں کیلئے پھر میں نے وہاب سے کہا مگر میں اس کی بنا نہیں جی سکتا اور اگر تم اپنے دوست کی زندگی بچانا چاہتے ہو تو پھر اپنے دوست کیلئے کچھ کرو اگر تم سے کچھ ہو سکتا ہے نہیں تو تمہارا دوست ایک دن تم سے بہت دور چلا جائے گا پھر تم کچھ نہیں کر سکو گے تو وہاب مجھ سے کہنے لگا اگر آج تم بستر پہ نہ ہوتے تو اک زوردار تھپڑ میں تمہارے منہ پر دے مارتا کہ پھر کبھی مرنے کی بات زبان پر نہ لاتے اور ہاں میں اپنے دوست کی زندگی بچانے کے لیے بہت کچھ کر سکتا ہوں اور کروں گا بھی اور میں اپنے دوست کیلئے اتنا کچھ کروں گا کہ کسی دوست نے کسی کیلئے اتنا کچھ نہ کیا ہو مگر تم دوبارہ مرنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں اور یہ میرا اپنے دوست سے وعدہ ہے۔

ایک دن اسے تمہاری دلہن بنا کر رہوں گا تو میں نے وہاب کہا مگر تم ایسا کچھ کیا کرو گے جس سے وہ میری بن جائے گی ہاں تم اتنا کر سکو گے کہ اس کے گھر والوں اور میرے گھر والوں کو راضی کر لو گے مگر اس کے دل سے میرے لیے نفرت کو کیسے مٹا سکو گے میں نہیں چاہتا کہ وہ اپنے گھر والوں کے دباؤ میں آ کر مجھ سے شادی کرے میں اس کے دل میں اپنے لیے جگہ بنانا چاہتا ہوں جو شاید میرے جیتے جی ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اسی لیے میں مرنا چاہتا ہوں تو وہاب کہنے لگا اسے بھی میں منا لوں گا تم صرف دیکھتے جاؤ تو میں نے کہا ٹھیک ہے کرو جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے اور اگر کچھ نہ ہو سکا تم سے تو پھر میرا ایک ہی راستہ ہے جو تم اچھی طرح جانتے ہو اور وہاب کہنے لگا یار پھر وہی بات تم صبر تو کرو آخر میں نے تم سے وعدہ کیا ہے تو اسے پورا کروں گا اور پھر میں اسی طر بالکل ٹھیک ہو گیا اور کچھ دنوں بعد ڈاکٹرں نے مجھے چھٹی دے دی اور پھر اکثر میرے گھر والے مجھ سے خودکشی کی وجہ پوچھتے رہتے جبکہ انہیں وہاب اور کرن باجی نے سب کچھ بتا دیا تھا مگر پھر بھی میرے پیچھے پڑے رہتے اور پھر میں نے تنگ آ کر گھر والوں کو دھمکی دی کہ اگر دوبارہ مجھ سے اس بارے میں کچھ پوچھا تو میں اس گھر سے چلا جاؤں گا اور پھر دوبارہ مجھے اس طرف سے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

پھر اسی طرح وقت اپنی رفتار سے گزرتا رہا اور مجھے بس اس بات کا انتظار رہتا کہ کب مجھے وہاب کوئی خوشخبری سنائے اور پھر وہاب مجھے ایک دن خوشخبری سنانے لگا کہ میں نے تمہارے دل کی دھڑکن کو منا لیا ہے انہیں شادی سے کوئی اعتراض نہیں انہیں اعتراض ہے تو صرف اور صرف شادی سے پہلے پیار اور محبت سے اسے ان باتوں سے نفرت ہے تم سے نہیں اور میں یہ بات سن کر خوشی سے اڑنے لگا جیسے مجھے پر لگ گئے ہوں مجھے ایسا لگنے لگا جیسے مجھے ایک نئی زندگی مل گئی ہو اور میں خوش ہو کر وہاب کے سینے سے لگ گیا اور اسے کہنے لگا دوست تو نے تو واقعی مجھے میری زندگی لوٹا دی سچ دوست میں مان گیا تمہاری دوستی کو اور وہاب کہانے لگا ہاں زوہیب تمہیں تمہاری زندگی مل گئی اور اب میں جا کر تمہارے ابو جان سے بات کروں گا ٹھیک ہے میں جا کر بات کر لوں تمہارے ابو جان سے تو میں نے کہا ہاں جاؤ میرے دوست اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے تو وہاب کہنے لگا ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں اور پھر وہاب میرے ابو جان سے بات کرنے چلا گیا میں اس وقت وہاب کے گھر میں تھا اور میں وہیں پر اپنے دوست کا انتظار کرنے لگا اور پھر وہاب تقریباً دو گھنٹے بعد اپنے گھر میں داخل ہوا اس کا چہرہ کچھ بجھا بجھا سا لگ رہا تھا اور پھر وہ میرے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر کیلئے وہ خاموش رہا اور پھر وہ زور زور سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہنستے ہوئے مجھ سے لپٹ گیا اور کہنے لگا دوست پریشان مت ہو تمہارے ا!۔ جان مان گئے ہیں اور وہ کہہ رہے تھے کہ کچھ دنوں بعد ہم ان کے گھر تمہارے لیے ان کا رشتہ مانگنے جائیں گے اور میں نے وہاب سے کہا یار تم نے تو میری جان ہی نکال لی تھی اور پھر میں تھوڑی دیر وہاب کے ساتھ گپ شپ لگاتا رہا اور پھر گھر آ گیا اور میں نے سوچا تھا کہ ابو جان مجھ سے اس بارے میں کچھ بات ضرور کریں گے مگر انہوں نے مجھے کچھ نہیں کہا اور میں خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا اور سو گیا کیونکہ اس وقت عشاء کا ٹائم ہو چکا تھا اور پھر دوسرے دن میں گھر میں بیٹھا تھا اور وہاں پر میرے ابو جان آ کر مجھ سے کہنے لگے کیا کل جو تمہارا دوست وہاب جو کچھ کہہ رہا تھا وہ سچ ہے اور میں نے ڈرتے ہوئے اسے جواب دیا کہ ہاں ابو جان اس نے سب صحیح کہا ہے پھر ابو جان کہنے لگے تو پھر اب تم اسی سے ہی شادی کرو گے تو میں نے کہا ابو جان یہ آپ کے ہاتھ میں ہے جس کے ساتھ میرا شادی کروائیں اور ابو جان کہنے لگے تو پھر یہ مرنے کی دھمکی کیوں اور میں نے ابو جان سے کہا کہ ابو جان یہ آپ کے ہاتھ ہے کہ جس کے ساتھ چاہیں اس سے میرا شادی کروا سکتے مگر یہ میرے بس میں نہیں کہ میں یہ اپنی زندگی اس کے بغیر جی سکوں اور پھر ابو جان نے غصہ ہو کر میرے منہ پر ایک زوردار چانٹا رسید کیا اور کہا تم اب اتنے بڑے ہو گئے ہو کہ اپنے باپ کے سامنے مرنے کی بات کرتے ہو اگر دوبارہ پھر کبھی مرنے کی بات زبان سے نکالی تو مار مار کر تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا ٹھیک ہے ہم تمہارے لیے رشتہ مانگنے جائیں گے ان کے گھر اور اپنے دوست سے جا کر کہو کہ کل وہ آ جائے یہاں ان کے گھر چلتے ہیں رشتہ مانگنے اور میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا ٹھیک ہے ابو جان میں آج ہی اپنے دوست سے جا کر کہوں گا اور پھر ابو جان مجھ سے مذاق میں کہنے لگے۔

ارے یار آج نہیں کل اسے بلاؤ آج اور ابھی تھوڑی جا رہے ہیں رشتہ مانگنے تو میں نے کہا ابو جان میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ ابھی جا کر اسے کہوں گا کہ کل آ جائے اور پھر ابو جان نے ہنستے ہوئے مجھے سینے سے لگا لیا اور کہا بیٹا تم واقعی دیوانے ہو ٹھیک ہے ابھی جا کر بلاؤ اسے ہم ابھی جائیں گے ان کے گھر اور میں نے کہا ٹھیک ہے ابو جان اور میں خوش ہو کر ہواؤں میں اڑتے ہوئے وہاب کے گھر جا پہنچا اور وہاب مجھے خوش دیکھ کر کہنے لگا کیا بات ہے دوست بہت خوش لگ رہے ہو اور میں نے کہا خوشی کی تو بات ہے دوست میرے ابو جان تمہیں بلا رہے ہیں ان کے گھر میرے لیے رشتہ مانگنے جانا ہے میری جان کا اور وہاب نے کہا تو پھر چلو اور اس طرح وہاب کو ساتھ لے ک ابو جان کے پاس آ گئے اور پھر امی جان ابو جان اور وہاب چلے گئے اور میں ان کے جاتے ہی ان کا انتظار کرنے لگا اور انتظار بڑھتا گیا دوپہر سے عصر ہو گیا اور عصر سے مغرب ہو گئی مگر ابھی تک وہ نہیں آئے اور پھر اندھیرا چھانے لگا تھا کہ امی جان اور ابو جان اندر داخل ہوئے شاید وہاب راستے سے ہی اپنے گھر لوٹ گیا تھا اور ابو جان مجھے دیکھ کر کہنے لگے بیٹا لگتا ہے ہمارا ہی انتظار کر رہے تھے بیٹا پریشان نہ ہو انہوں نے ہاں کر دی ہے وہ رشتہ دینے کیلئے راضی ہو گئے ہیں اور میں نے پھر پوچھا کہ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں پھر امی جان کہنے لگی ہاں بیٹا ہم سچ کہہ رہے ہیں وہ بہت اچھے لوگ ہیں اور بیٹا خاص کر تمہاری پسند بہت اچھی ہے بیٹا وہ لاکھوں میں ایک ہے خوبصورتی میں اور خوب سیرتی میں میری بہو سب سے بڑھ کر ہے اور میں خوش ہو کر امی جان اور ابو جان کے گلے لگ گیا میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے میں خوشی سے پاگل ہو رہا تھا اور پھر میں نے کہا ابو جان آپ نے یہ سب میرے لیے کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور پھر اب جان مجھے پیار سے کہنے لگا بیٹا ہر باپ جو کچھ کرتا ہے اپنی اولاد کی خوشیوں کیلئے کرتا ہے اپنی اولاد کو خوشیاں دینا باپ کا فرض بنتا ہے اور ہاں ماں باپ کے احسانات تو بہت ہوتے ہیں اپنی اولاد پر مگر وہ ان کی مرضی کہ وہ اپنے ماں باپ کے احسانوں کو مانیں یا پھر نہ مانیں اور پھر ابو جان کہنے لگے بیٹا ہم کچھ دنوں بعد جا کر تمہارے شادی کی تاریخ مقرر کر آئیں گے اور پھر اسی طرح میرا ہر دن خوشیوں میں گزرنے لگا اور اب میں اپنے دوست وہاب کو دیکھتا تو کچھ اداس سا

لگتا اور پھر جیسے اس کی اداسی اور بڑھتی جا رہی تھی اور میں اس سے وجہ پوچھتا تو وہ یہ کہہ کر مجھے ٹال دیتا کہ تمہیں آج کل بہت خوشیاں مل گئی ہیں اس لیے تم بہت خوش رہتے ہو اور باقی سب لوگ تمہیں اداس لگنے لگے ہیں اور میں نے کہا چلو مان لیتے ہیں یہ بات بھی درست ہے کہ ہم بہت خوش رہتے ہیں اور اسی لیے پھر ہم نے وہاب سے کبھی نہیں پوچھا اور ہم نے سوچا کہ شاید وہاب صحیح کہتا ہے کہ اب ہمیں اپنی خوشی کے آگے اوروں کی خوشیاں نظر نہیں آتیں اور پھر اسی طرح دن گزرتے رہے۔

پھر ایک دن امی جان اور ابو جان اور وہاب، چوہدری صاحب کے گھر گئے اور شادی کی تاریخ مقرر کر کے آ گئے اور پھر اسی طرح جوں جوں شادی کے دن نزدیک آنے لگے اور میری خوشیاں جوں جوں بڑھتی جا رہی تھیں میری خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا میرے پیر زمین پر نہیں ٹکتے تھے میں جیسے ہواؤں میں اڑتا رہتا تھا اور میرا دوست وہاب اور بھی اداس اور غمگین سا رہتا میں پریشان تھا کہ میری خوشی کے دنوں میں تو میرا دوست مجھ سے بھی زیادہ خوش رہتا اور اب جو میں خوش ہوں تو وہ اداس اور غمگین رہتا ہے اور پھر میں نے سوچا کہ وہاب خود تو نہیں بتلائے گا چلو کرن باجی سے پوچھ لیتا ہوں کہ شاید اسے پتہ ہو اور میں کرن باجی کے پاس چلا گیا اور اس سے کہنے لگا باجی اک بات بتاؤ کہ یہ وہاب کیوں اداس اور پریشان سا رہتا ہے میرے پوچھنے پر تو وہ کچھ نہیں بتاتا پلیز اگر تمہیں معلوم ہے تو تمہیں ہمارے بھائی بہن کے رشتے کی قسم سچ سچ بتانا اور پھر کرن باجی کہنے لگی یہ بات تم نہ سنو تو بہتر ہے اس بات کو نہ سننے میں تمہاری بھلائی ہے اس بات کو تم برداشت نہیں کر پاؤ گے اور میں نے کہا باجی اب بتاؤ مجھ میں ہر بات سہنے کی طاقت ہے اور باجی کہنے لگی تو پھر سنو وہاب بھیا دراصل شگفتہ سے بہت پیار کرتے ہیں شگفتہ جب پہلی بار ہمارے گھر میں آئی تھی تو تمہاری طرح وہاب نے بھی اسے پہلی نظر میں دیکھتے ہی اسے پیار ہو گیا اس دن تو وہاب بھیا شگفتہ کو جی بھر کے دیکھتا رہا اور پھر شگفتہ اپنے گھر چلی گئی اور وہاب کے دل پر وہ چھا سی گئی اور خوابوں میں اسے دیکھنے لگی اور ہر وقت خیالوں میں اسے سوچتا رہتا اور پھر جب شگفتہ دوسری بار ہمارے گھر آئی تو وہاب بھیا نے اس سے اپنے محبت کا اظہار کر دیا اور شگفتہ نے بھی اپنے دل کی بات کہہ دی کہ میں نے بھی تمہیں پہلی بار دیکھتے ہی اپنا دل تمہارے حوالے کر دیا اور پھر اس طرح ان دونوں کا پیار چل نکلا اور پھر شگفتہ اپنے گھر چلی گئی اور وہاب اسے دیوانگی کی حد تک چاہنے لگا اور وہاب تمہیں یہ بات بتانے والا تھا کہ پھر جب وہ تیسری مرتبہ ہمارے گھر آئی تو اس دن تم بھی یہاں آ گئے اور تم بھی اسے دیکھتے ہی اس کے دیوانے ہو گئے اور جب وہاب کو تم نے یہ بتایا تو اس نے اپنی بات تم سے چھپالی اور میری سہیلی شگفتہ کو تم نے باتوں سے متاثر کیا مگر جب تم نے اس سے دوسری ملاقات میں اپنی محبت کا اظہار کیا تو اسے تم سے نفرت ہونے لگی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم بھی ایسی حرکت کر سکتے ہو کیونکہ وہ سمجھتی تھی کہ شاید تم جانتے ہو کہ وہ تمہارے دوست کی محبت ہے اسی لیے وہ تم سے نفرت کرنے لگی اور جب تم نے مجھے شگفتہ کے پاس بھیجا تھا کہ میں شگفتہ سے کہوں کہ وہ تمہیں معاف کر دے اور جب میں نے جا کر اس سے یہی بات کی تو وہ میرے ساتھ بھی غصہ ہو گئی کہ تم بھی جانتے ہوئے بھی سب کچھ تو پھر اس کی باتیں مجھ سے کیوں آ کر کہتی ہو تو میں نے اسے کہا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتی کہ تم بھی اس سے پیار کرو میں یہ کہہ رہی ہوں کہ تم اس سے نفرت مت کرو اور اسی طرح ہمارے درمیان کچھ دیر بحث جاری رہی اور وہ نہ مانی اور میں بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں تم سے نفرت کرتی ہے اور میں وہاں سے چلی آئی اور اس کی باتیں جب میں نے تمہیں آ کر بتائیں تو تم دلبرداشتہ ہو گئے اور تم نے خودکشی کرنے کی کوشش کی اور وہاب بھیا کو جب کسی نے یہ خبر دی تو وہ پاگل ہوئے جا رہے تھے اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور سچ پوچھو تو بھیا یہ خبر سن کر میں بھی رونے لگی اور ہم دونوں بھیا اور میں جلدی سے تمہارے پاس ہاسپٹل آ گئے اور یہاں آتے ہی ڈاکٹروں نے بتایا کہ اس کی جان بچ گئی ہے اور پھر وہاب بھیا مجھ سے کہنے لگے کہ میں اپنے دوست کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے اپنے پیار کی قربانی دینا چاہتا ہوں اور میں بھیا سے کہنے لگی کہ دیکھو بھیا جیسے تمہاری مرضی اگر تم اس کے بغیر رہ سکتے ہو تو اپنے دوست کی زندگی بچالو تو وہاب کہنے لگا میں رہوں یا نہ رہوں مگر میں اپنے محبت کی قربانی دے کر اپنے دوست کی زندگی میں ضرور خوشیاں لاؤں گا اور پھر جب تم ہوش میں آئے تو وہاب نے تم سے وعدہ کیا کہ میں ضرور اسے تمہاری بنا کر رہوں گا تو تم نے کہا کہ وہ کبھی نہیں مانے گی اور وہاب نے کہا میں اسے ہر حال میں منالوں گا تم بس دیکھتے جاؤ تو وہاب نے شگفتہ کو اکیلے میں بتایا اور اسے کہا کہ تمہیں پتہ ہے میرے دوست زوہیب جسے تم نفرت کرتی ہو اس نے خودکشی کرنے کی حماقت کی ہے وہ تم سے بہت پیار کرتا ہے خدا کی مہربانی ہے اب تو وہ بچ گیا ہے مگر میں سوچتا ہوں کہ وہ پھر کہیں ایسی حماقت نہ کر بیٹھے اور شگفتہ کہنے لگی بہت افسوس ہوا تمہارے دوست کا سن کر مگر مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہو تو کہنے لگا کہ میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم میرے دوست زوہیب سے شادی کر لو نہیں تو وہ مر جائے گا تم دونوں میری جان ہو اگر اسے کچھ ہوا تو سمجھو تمہارا وہاب بھی مر گیا وہاب کے منہ سے شگفتہ یہ بات سن کر تڑپ اٹھی کہ خدا کیلئے ایسی باتیں مت کرو اگر تمہیں کچھ ہوا تو میں کیسے زندہ رہوں گی اور یہ تم کیسی بات کر رہے ہو کہ میں تمہارے دوست سے شادی کر لوں نہیں وہاب میں جیتے جی تمہارے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور ان کا کیا ہو گا جو ہم نے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے ہیں اور وہاب اپنے ان وعدوں کو یاد کرو تم نے مجھ سے کیے ہیں کہ میری جان ہمیں موت بھی جدا نہیں کر سکتا یہ بات تم نے خدا کو گواہ بنا کر کہا تھا اور یاد کرو جو تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس پوری کائنات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنے جسم میں آخری سانس باقی رہنے تک تمہیں کسی اور کی نہیں ہونے دوں گا تمہیں اپنے کیے وعدے بھول گئے ہوں گے مگر میں اپنی وہ قسم نہیں بھول سکتی جو میں نے تم سے کہی تھی کہ مجھے تمہارے پیار کی قسم کہ میں کسی اور کے بارے میں سوچوں بھی تو خدا مجھے کفر کرنے والوں کے ساتھ ملائے اور پھر وہاب کہنے لگا

کہ میری جان اگر ہماری جان چلی جائے تو کوئی پرواہ نہیں مگر میرے دوست کی جان نہ جانے پائے کیونکہ وہ میری جان سے بڑھ کر ہے اور شگفتہ کہنے لگی تو پھر ہم کیا ہیں تو وہاب نے کہا کہ تم ہماری روح ہو اور وہ ہمارا جسم اور ہم تم دونوں کے بغیر کچھ بھی نہیں پلیز میری جان میرے دوست کی زندگی بچا لو میں تمہارے پاؤں پڑتا ہوں اور تمہیں اپنے اس پیار کی قسم جتنا کہ تم مجھ سے کرتی ہو اور اس طرح شگفتہ مجبور ہو گئی وہاب سے کہنے لگی میں تمہارے لیے اگر جان بھی دے دوں تو میرے پیار کے برابر نہیں ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں اور نہ ہی ہمارے پیار کے بارے میں پتہ ہے اور پھر بھی اس لیے میں اس سے نفرت کرتی تھی یعنی اپنے دوست کی محبت کو گندی نظروں سے دیکھتا ہے اب مجھے تمہارے دوست سے کوئی گلہ نہیں اب شکوہ ہے تو صرف تم سے ہے کہ اک دوست کیلئے اپنے پیار کی قربانی دے دی اور یہ بھی نہ سوچا کہ میرا کیا بنے گا۔ میں کیسے جیوں گی تمہارے بغیر اور ایک دن تم خود بھی پچھتاؤ گے اور کہو گے کہ یہ میں نے کیا کر دیا اور وہاب نے اسے کہا شگفتہ میری یہ بات مان کر تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم میرے لیے پوری کائنات کو بھی ٹھکرا سکتے ہو شگفتہ میں مان گیا تم واقعی محبت کی دیوی ہو دل کرتا ہے تمہیں سلام کروں اور پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر وہاب نے اسے کہا کہ آج کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے انجان ہیں آج کے بعد ہم ایک دوسرے سے کبھی نہیں ملیں گے کیونکہ اب تم میرے بھائی جیسے دوست کی بننے جا رہی ہو اور اس بات کا میرا ضمیر مجھے اجازت نہیں دیتا کہ میں اپنے بھائی کی بیوی سے کوئی تعلقات رکھوں اور پھر وہاب وہاں سے چلا آیا اور اس طرح دو محبت کرنے والے جدا ہو گئے اور پھر وہاب نے پہلے تمہیں آ کر یہ خوشخبری سنائی اور پھر اس نے مجھے آ کر یہ سب باتیں بتائیں اور کہا کہ زوہیب کو یہ سب کبھی پتہ نہیں چلنا چاہیے اور پھر میں نے کہا نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی میں خوش رہوں اور میرا دوست دکھوں اور غموں کا منہ دیکھے اور پھر میں وہاب کا اس گھر میں انتظار کرتا رہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہاب گھر میں داخل ہوا

اور آ کر پہلے مجھے سلام کیا اور میں نے اسے سلام کا جواب دیا اور پھر وہ بیٹھ گیا اور کچھ لمحوں کیلئے خاموشی چھائی رہی اور میں خاموشی کو توڑتے ہوئے وہاب سے کہنے لگا وہاب تمہیں پتہ ہے دوست ہو تو ایسا جو اپنی محبت بھی دوست کیلئے قربان کر دے تو وہاب کہنے لگا کیا مطلب ہے اس بات کا تو میں وہاب تے کہا کہ تم کیا سوچتے تھے کہ مجھے اس بات کا کبھی پتہ نہیں چلے گا اک قول تم نے بھی ضرور سنا ہو گا کہ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے تو پھر تم نے کیسے سوچ لیا کہ مجھے زندگی بھر پتہ نہیں چلے گا میرے دوست یہ جو کچھ تم میرے لیے کر رہے تھے اچھا نہیں ہو رہا تھا اور وہاب غصے سے کرن باجی کی طرف دیکھنے لگا وہ سمجھ گیا تھا اس نے ہی مجھے بتایا ہو گا تو میں وہاب سے کہنے لگا کہ باجی کی طرف مت دیکھو میں نے اسے بتانے پر مجبور کیا ہے اور باجی نے اچھا کیا ہے مجھے بتا دیا اور اگر شادی کے بعد مجھے اس بات کا پتہ چلتا کہ تم بھی اس سے پیار کرتے ہو تو میں جی پاتا اور نہ ہی مر پاتا اور وہاب کہنے لگا نہیں زوہیب تم کچھ نہیں کرو گے اب جو کچھ ہو رہا ہے اسے اب ہونے دو بہت کوششوں کے بعد یہ سب ہو رہا ہے تو میں نے کہا ٹھیک ہے یہ شادی ہو گی ضرور ہو گی دنیا کی نظروں میں میری شادی ہو گی مگر نکاح کے وقت مولوی صاحب کے سامنے تم موجود ہو گے اس کا نکاح تمہارے ساتھ پڑھایا جائے گا مولوی صاحب کو یہ بات پہلے سے سمجھا دیں گے میرے دوست شگفتہ تمہاری تھی تمہاری ہے اور تمہاری ہی رہے گی اور وہاب کہنے لگے زوہیب اس کی شادی تم سے ہو رہی ہے اور تم سے ہی ہو گی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے تو پھر میں نے وہاب سے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ پھر کبھی زندگی بھر میں خودکشی کی حماقت نہیں کروں گا اور وہاب یہ بات سن کر خوش ہو کر میرے گلے ملا اور کہنے لگا کہ یہی تو میں چاہتا ہوں کہ تم جیو ہزاروں سال اور ایک بار پھر اچھی طرح سے سوچ لو کہ تم زندگی بھر اس کے بغیر رہ سکو گے کہیں پھر تمہاری زندگی عذاب نہ بن جائے تو میں نے اسے کہا میں نے سوچ لیا ہے اور ٹھیک ہے میں خوش رہنے

کی پوری کوشش کروں گا اور پھر اس طرح وہاب نے حامی بھر لی اور مجھ سے کہا مگر تم اس وقت تک سوچتے رہو جس دن جس وقت نکاح ہو گا اور نکاح پڑھائے جانے تک اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے جو تمہاری مرضی ہو کرو اور پلیز زوہیب سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ جو بعد میں تم کو پچھتانا نہ پڑے اور میں نے اسے کہا کہ ٹھیک ہے اگر تم کہتے ہو تو میں دوبارہ ضرور سوچوں گا ویسے دوبارہ سوچنے سے میرا ارادہ نہیں بدل سکتا اور پھر میں وہاں سے گھر آ گیا اور کھانا وغیرہ کھا کر رات کو سو گیا سویا کہاں پوری رات سوچوں میں ڈوبا رہا کہ کہیں وہاب ٹھیک تو نہیں کہہ رہا کہ کہیں بعد میں میری زندگی عذاب نہ بن جائے اور پھر مجھے میرا ضمیر جھنجھوڑنے لگتا کہ اتنا خود غرض مت بن زوہیب اگر ان دونوں کو کچھ ہو گیا تو تم اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کر پاؤ گے اور پھر اسی طرح سوچوں سوچوں میں پتہ نہیں کس وقت نیند کی وادی میں چلا گیا اور پھر میں صبح اٹھا نہا دھو کر ناشتہ وغیرہ کیا اور ادھر ادھر ٹہل کر پورا دن گزار دیا۔

پھر اسی طرح وقت اپنی رفتار سے گزرتا رہا اور شادی کے دن قریب سے قریب آتے گئے اور پھر ہمارے گھر میں ڈھول باجے اور شہنائیاں بجنے لگیں کیونکہ اب شادی کو صرف کچھ ہی دن باقی رہ گئے تھے اور اسی طرح خوشیوں میں ہمارے دن گزرنے لگے اور آخر وہ دن بھی آ گیا جس دن میں نے برات لے کر اس کے گھر جانا تھا اور ہم خوش تھے کہ ہم کس طرح آسانی سے ان سب لوگوں کو بے وقوف بنائیں گے کہ برات میں لے کر جا رہا ہوں اور دلہا میں ہوں مگر شادی میرے دوست وہاب کی ہو گی اور پھر برات لے جانے کی تیاریاں شروع ہونے لگیں براتیوں کو لے جانے کیلئے تین بسیں اسپیشل کی گئیں اور پھر سب لوگ تیار ہو کر بسوں میں جا بیٹھے اور میں وہاب ماں اور ابو جان گاڑی میں جا کر بیٹھ گئے اور برات بھی جانے ہی والی تھی کہ کسی نے میرے کان میں آ کر یہ منحوس خبر سنائی کہ میں دلہن والوں کی طرف سے آیا ہوں آپ برات لے کر نہ جائیں دلہن نے زہر پی کر اپنی جان دے دی وہ شخص کتنے سکون سے مجھے یہ سب بتا رہا تھا میرے دل نے کہ اس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلا دبا دوں یہ منحوس خبر سن کر میرے پیروں تلے سے جیسے زمین سرک گئی ہو اور میرا سر چکرانے لگا میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور وہاب نے بھی اس کی یہ بات سن لی اور وہاب یہ کہتے ہوئے گاڑی سے اتر کر بھاگنے لگا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ مجھے اکیلے اس دنیا میں چھوڑ کر نہیں جا سکتی نہیں وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی اور وہاب روتے ہوئے اس کے گھر کی طرف منہ کر کے بھاگے جا رہا تھا اور پھر سب لوگوں میں کہرام مچ گیا سب لوگ اتر کر بھاگنے لگے اور مجھ سے میرا بھاری جسم اٹھایا نہیں جا رہا تھا مجھے میرا جسم دس دس من بھاری لگ رہا تھا جیسے کسی نے میرے جسم سے جان نکال لی ہو اور پھر میں نے پورے جسم کی طاقت کو جمع کر کے گاڑی سے اترا اور روتے ہوئے اس کے گھر کی طرف چل پڑا اور جب اس کے گھر پہنچا تو ایک جگہ بہت بڑا ہجوم لگا ہوا تھا اور میں اس ہجوم میں سے اندر گھس گیا اور میں نے دیکھا تو وہاں اس محبت کی دیوی کی لاش پڑی ہوئی تھی اور اس کے اس رشتے دار ماں باپ بہن بھائی اس کی لاش کے قریب بیٹھے رو رہے تھے اور وہاب اس کی لاش سے لپٹ کر روتے ہوئے اس کی لاش سے باتیں کر رہا تھا کہ خدا کے واسطے میری جان مجھے چھوڑ کر مت جاؤ میں تم سے دور رہ کر تو جی لیتا مگر میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتا تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے میری جان تو نے مجھ سے ساتھ جینے اور مرنے کے وعدے کیے تھے میری جان لگتا مجھ سے خفا ہو کر چلی گئی ہو تم نہیں میری جان میں بے وفا نہیں ہوں میں دوستی کے آگے مجبور تھا اگر تم مجھے بے وفا نہیں سمجھتے اور اگر مجھ سے خفا نہیں ہو تو میرے پاس لوٹ آؤ میری جان اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پلیز خدا کیلئے مجھے اپنے پاس بلا لو میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتا خدا کیلئے مجھے اپنے پاس بلا لو خدا کے واسطے مجھے اپنے پاس بلا لو اے میرے خدا مجھے اپنے پاس بلا لے یہ کہہ کر وہاب خاموش ہو گیا اور لوگ میرے دوست کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ اس کے ماں باپ بہن بھائی بھی شاید اتنا نہیں رو رہے تھے جتنا میرے دوست کا رو رو کر برا حال ہو رہا تھا اور پھر میں اسے تسلی دینے کیلئے اس کے پاس چلا گیا مگر میں اسے کیا تسلی دیتا میرا خود رو رو کر برا حال تھا اور پھر میں نے وہاب کے کندھے پر جا کر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ پھر جلدی سے میں نے اس کا نبض چیک کیا مگر یقین نہیں ہوا اور اس کے سینے سے کان لگا کر اس کے دل کی دھڑکن کو سننے لگا جو بالکل بند ہو چکا تھا اور میں اپنے دوست کے بے جان جسم کو سینے سے لگا کر رونے لگا مگر مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا اور میں نے جیب سے موبائل نکال کر ریسکیو کے نمبر ملا دیئے اور انہیں پتہ بتا کر جلدی۔ سے پہنچنے کو کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پہنچ گئے اور انہوں نے میرے دوست کو چیک کیا تو کہنے لگا یہ مر چکا ہے تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے اس نے دم توڑ دیا ہے اور میں اپنے دوست سے لپٹ کر دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے اپنے دوست کے بے جان جسم سے باتیں کرنے لگا نہیں میرے دوست تم مر نہیں سکتے تم اپنے دوست کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے میں تمہارے بغیر اس دنیا میں رہ کر کیا کروں گا تم ہی بتاؤ میرے دوست میں تمہارے بغیر کیسے رہ پاؤں گا اور میں روتے ہوئے دیواروں سے اپنے سر کو مارنے لگا کیونکہ مجھ سے یہ صدمہ برداشت نہیں ہو رہا تھا میرا ضمیر مجھے ملامت کر رہا تھا کہ میں ہی ان دونوں کا قاتل ہوں میری وجہ سے ہی ان دونوں کی موت ہوئی ہے اگر میں ان دونوں کے درمیان حائل نہ ہوتا تو آج یہ دونوں زندہ ہوتے اور میرے ساتھ ہوتے یوں مجھے چھوڑ کر نہ جاتے میں ہی ان دونوں کے موت کا ذمہ دار ہوں میں ایک خود غرض دوست تھا اور میں خود غرض عاشق تھا آج اس حویلی میں بہت بڑا کہرام مچا ہوا تھا جیسے آج یہاں پر خدا کا کوئی سخت عذاب نازل ہوا ہے ہر کوئی دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا میں تو جیسے رو رو کر پاگل ہو رہا تھا آج آنسو بہتے ہی جا رہے تھے رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے جیسے آنکھوں نے آج آنسو کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا ہو کہ آج کے بعد ان آنکھوں سے آنسو بھر کبھی نہ ٹپکیں اور میں دل ہی دل میں خدا سے دعائیں کرنے لگا کہ اے میرے مولا مجھے موت دے دے مگر ان دونوں کو زندہ کر دے مگر جو ایک بار دنیا سے چلا جائے وہ کہاں لوٹ کر آتے ہیں اور نہ وہ آئے اور نہ ہی

آنے والے تھے اور پھر سب لوگوں نے ان دونوں کو نہلا کر جنازہ پڑھایا گیا اور پھر نماز جنازہ پڑھا کر قبرستان کی طرف لے جایا گیا ار بھی گاؤں والے دونو جوانوں کی موت کی خبر سن کر گناہ گار لوگ جنہیں اپنی موت یاد نہیں تھی خدا کے حضور سجدہ ریز ہو گئے اور خدا کے حضور گڑگڑا کر استغفار کرنے لگے اور پھر ان دونوں کو قبر کے اندر اتارنے لگے مگر مجھ سے یہ سب دیکھا نہیں گیا میں وہاں نہیں رکا میں وہاں سے چلا آیا میں اپنے دونوں جگر کے گوشوں کو مٹی کے ڈھیر تلے کیسے دیکھ سکتا تھا وہ دونوں میری جان تھے جو آج اس طرح مجھ سے جدا ہو کر رہ گئے اور پھر زوہیب خاموش ہو گیا ار اس کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہو گئے تھے قارئین دعا کریں ایسا کسی کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ زوہیب کے ساتھ ہوا ہے اور دعا کریں کہ رب العزت وہاب اور شگفتہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین ثم آمین قارئین کے اراء کا انتظار رہے گا۔

زندگی بے وفا ہے یہ مانا مگر
چھوڑ کر راہ میں جاؤ گے تم اگر
چھین لاؤں گا میں آسماں سے تمہیں
سونا ہو گا نہ یہ دو دلوں کا نگر

غزل

اجڑے ہوئے گلشن میں رہا کون کرے گا
روتی ہوئی آنکھوں کو دعا کون کرے گا
اس عمر میں آشفتہ سرا کون پھرا ہے
الزام تجھے دوں یہ خطا کون کرے گا
لوٹا ہے مجھے ایسے لٹیروں نے جہاں میں
میں نام لوں اس کے یہ گناہ کون کرے گا
ہے پاس میرے رنج و الم یاس تمنا
سوغات تیرے خود سے جدا کون کرے گا
اے مالک کل میرے مقدر میں اسے لکھ
تو بھی نہیں دے گا تو عطا کون کرے گا
سانسوں نے کہا بس کرو ہم تھک گئے ارمان
تجھ درد کے مارے سے وفا کون کرے گا
(شاہد حسین ارمان، نوشہرہ)

غزل

دل درد کے صحرا میں اکیلا تو نہیں ہے
یادوں سے بھی عاری دل ناداں تو نہیں ہے
حد کر دی رقیبوں نے رزالت کی جہاں میں
یہ روگ محبت ہے تماشہ تو نہیں ہے
یوں درد کا قصہ نہ سناؤ سر بازار
دنیا میں ہیں نمرود مسیحا تو نہیں ہے
قسمت سے گلہ کرنا کبھی اشک ندامت
اس درد جدائی کا مداوا تو نہیں ہے
منحوس سا منڈلاتا ہوا سایہ فرقت
پہلے دل نادان میں آیا تو نہیں ہے
تلبیس دیا دل نے بھی کہہ کر مجھے ارمان
پاگل تو کبھی عشق میں ہارا تو نہیں ہے
(شاہد حسین ارمان، نوشہرہ)

تنہا نہ چھوڑنا

دیکھو میری امیدوں کا بندھ توڑنے سے پہلے
مجھ کو ضرور بتا دینا چھوڑنے سے پہلے
دل میں اگر پھر کبھی محبت کا خیال آئے
کوئی ایک نشانی رکھ لینا موڑنے سے پہلے
کب تک پھر کسی اور کو رلاؤ گے تم
دل میں ذرا سوچنا کوئی ناطہ جوڑنے سے پہلے
اب تلک تو ہم تھے ایک ہی کشتی کے مسافر
طویل ہے سفر زندگی خیال رکھنا رستہ چھوڑنے سے پہلے
اس میں پیوستہ ہیں میری یاد کی کرچیاں بھی
مجھ کو یاد کرنا دسمبر کی شال اوڑھنے سے پہلے
آج وہ کل بھی ہے اس دل میں رضا
اسے کہنا بتا دے مجھے چھوڑنے سے پہلے
(منیر رضا، ساہیوال)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اک سفر"

☑ ...... تحریر: ڈریم گرل، جہلم

ہیلو بھابی ...... سعدیہ جو دھڑم سے نیچے گر گئی۔ امی آپی کو دیکھیں کیا ہوا حسن اندر سے دوڑتا ہوا آیا امی چلو ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتے ہیں نہیں کوئی ضرورت نہیں میں ڈاکٹر کو گھر بلواتا ہوں۔ سعدیہ تم جتنے مرضی ناٹک کر لو ذہنی طور پر تم خود کو شادی کے لیے تیار کر لو۔ رشی نے اس سمجھاتے ہوئے کہا رشی یہ ناٹک نہیں تھا وہ ھاسپٹل میں ھے میری خاطر پتہ نہیں اس نے خود کو کتنا ٹارچر کیا میں یہ سب سن کر خود ھی گر گئی تھی اج سعدیہ کی مایوں تھی ادھر شاذل ھسپتال میں تھا ڈرپس لگ رھی تھیں رہ رہ کر سعدیہ کا نام منہ سے نکالتا۔ رشی مجھے شاذل کے پاس جانا ھے۔ سعدیہ تم پاگل ہو گئی ہو ہوش میں تو ہو اج تمھاری مھندی ھے کل تم کسی اور کی ھونے والی ھو پلیز خود کو سنبھالو یہ انکھ کے انسو نہ گرنے دو لوگ طرح طرح کے سوال کریں گے رشی کسی بھی طریقے سے مجھے شاذل سے بات کروا دو پلیز سعدیہ اتنے سارے مھمان ھیں خود کو سنبھال سعدیہ کوئی ھنگامہ ھو سکتا ھے۔ پلیز

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

اللہ حافظ ماما اللہ حافظ ماما بائے جان مسٹر راحیل انجم اپنے بچوں کو لے کر سکول جاتے ہوئے اپنی وائف کو الوداعی لفظ کہہ رہے تھے۔

واہ آج موسم پھر غضب کا ہے مسز راحیل لان میں لگے رنگ برنگے پھولوں کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی بائے چانس آسمان پر بادل بھی گرجنے لگے مسز راحیل اس رومینٹک موسم کو انجواء کرنے لگیں کہ پھر بارش کی پھوار بھی شروع ہوئی پانی میں خود کو بھیگتے ہوئے۔ مسز راحیل نے محسوس ہی نہ کیا جانے کیوں وہ آج ماضی کے دریچے کھول بیٹھی تھی۔

6 جون سخت گرمی میں لاسٹ پیپر دے کر آئی تھی یہ ان دنوں کی بات تھی جب مسز راحیل کی مامی مس کنول حیدر آباد سے آئی تھیں جو بچپن سے ہی مسز راحیل کی طرف سعدیہ کو اپنے بیٹے کیلئے منتخب کر چکی تھی سعدیہ نے سکول لائف میں بہت سے بوائز کو رجیکٹ کر دیا تھا سعدیہ شروع سے ہی کافی انٹیلی جنٹ تھی اور ہر رزلٹ پر اچھی پرفارمنس دکھاتی تھی ہر ٹیچر قابل فخر ہمیشہ ہی کی طرح سعدیہ کو اپری شیٹ کرتی کہ یہ بچی بڑی ہو کر کچھ بنے گی اور سعدیہ بھی ٹیچر کی باتیں سن کر خود کو کافی گڈ لک سمجھتی کہ ان فیکٹ میں کچھ کر سکوں۔ بہر حال وقت گزرتا رہا سعدیہ نے میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کیا سعدیہ پیپرز کے بعد فری تھی سوچا کیوں نہ میں حیدر آباد اپنی مامی کے پاس چلی جاؤں یہ خیال اسے ایسے ہی ذہن میں آ گیا۔

امی میں مامی کے پاس چلی جاؤں ویسے بھی فری ہوں جب تک انٹر کی کلاسیں اسٹارٹ ہوتی ہیں نہیں، نہیں تم وہاں ابھی نہیں جا سکتی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیوں امی، بس کہا نا، نہیں پھر بھی مجھے ریزن بتاؤ آپ مجھے وہاں جانے سے کیوں روک رہی ہیں۔

بیٹی فالتو بحث نہیں کرو وقت آنے پر سب بتادوں گی نہیں امی ابھی بتاؤ جاؤ نماز کا ٹائم ہو گیا ہے مجھے ویسے بھی بہت سے کام کرنے ہیں ڈسٹرب نہ کرو سعدیہ کو جانے کیوں آج اپنی ماں کی باتوں پر غصہ آرہا تھا رہ رہ کر وہ ماں سے یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ آخر ایسی کونسی وجہ ہے جو مجھے جانے سے منع کر رہی ہیں آخر ایک دن آ گیا جب سعدیہ انٹر کمپلیٹ کر چکی تھی ایک دفعہ پھر اس کی مامی ان کے گھر آئیں اور وہ اب کی بار سعدیہ کو لینے آئی تھیں مامی کا نام فوزیہ ہے اس کے پانچ بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا حفیظ جس سے سعدیہ کا رشتہ طے ہوا تھا وہ انگلینڈ جا چکا تھا سعدیہ ان سب باتوں سے بے خبر تھی لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ حفیظ حیدرآباد نہیں ہے اس کی وجہ سے سعدیہ کی ماں نے بھی جلدی اجازت دے دی تھی کہ بیٹی جاؤ اپنی مامی کے ساتھ ان کے گھر کا ماحول دیکھ آؤ آخر کل کو تم نے وہاں ہی رہنا ہے سعدیہ نے سب باتیں ان سنی کر کے اپنی ساری تیاری بنالی، اتفاق سے آج بھی وہی ڈیٹ تھی پہلے بھی جب سعدیہ نے ماں سے اجازت مانگی تھی مگر ملی نہیں تھی۔

6 جون 2011ء اتوار کا دن جب وہ ہنسی خوشی صرف گھومنے کی غرض سے اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کو چھوڑ کر ٹرین میں سوار ہو گئی حیدرآباد پہنچ کر سعدیہ کو کچھ برا نہ لگا بہت انجوائے کر رہی تھی شہری ماحول میں کھو گئی تھی۔

مامی کافی کوشش کرتی کہ سعدیہ تھوڑی میچور ہو جائے کہ کل کو اسی نے سب کام سنبھالنا ہے۔ بہر حال وقت گزرتا رہا سعدیہ جو پہلے کافی ویک تھی سندھ کا پانی اسے کافی راس آ گیا تھا اور سعدیہ اب پہلے سے زیادہ خوبصورت اور صحت مند ہو گئی تھی وقت بہت تیزی کے ساتھ گزر رہا تھا کہ ادھر سعدیہ کے پیرنٹس روز فون کرتے کہتے ہماری بیٹی کب واپس آؤ گی ہم تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔

آخر کار ایک دن آ گیا جب سعدیہ کو واپس آنا پڑا، 8 ستمبر 2011ء کی ٹکٹ بھی کنفرم ہو گئی۔ سعدیہ پہلے کی طرح سمپل رہتی تھی مگر اس کی سادگی بھی بڑی کمال کی تھی۔

سعدیہ گھر جانے کی خوشی میں بہت خوش ہو رہی تھی مامی اور وہ محو سفر تھیں ٹرین میں رات بہت اچھی گزری، ہمسفر راحیل یعنی سعدیہ کو تو بس یہی جلدی تھی کہ کب گھر پہنچوں گی۔

صبح ٹرین میں اچانک نظر اک ہینڈسم بوائے پر پڑی جو کہ کافی گھور گھور کر دیکھ رہا تھا خیر سعدیہ نے اگنور کر دیا جب بھی جس اسٹیشن پر گاڑی رکتی وہ اترتا اور مجھے بڑی غور سے دیکھتا اور میں ہر بار اگنور کر دیتی کب تک آخر یہ دیکھتا رہے گا۔

کبھی کبھی جانے کن خیالوں میں کھو جاتا کہ ٹرین چل پڑتی اور اسے بھاگ کر چڑھنا پڑتا آخر کار جب لاہور اسٹیشن پر گاڑی پہنچی تو ایک گھنٹہ رکی اس دوران وہ کھڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا میں جھٹ پٹ بول پڑی کیا کوئی پرابلم ہے کیا، فوراً بولا نہیں پھر ساتھ ہی دھیمی آواز میں کہا جی ہاں ہے مامی بولی ارے کیا ہوا کس سے باتیں کر رہی ہو کچھ نہیں مامی بس ایسے ہی وہ لڑکا کونسا لڑکا یہ نہیں مامی وہ دور جا چکا ہے۔

میں نے اسے بچا لیا ورنہ مامی پوری طرح انسلٹ کرنے کے موڈ میں تھی آخر اس سے رہا نہ گیا فرنٹ ڈور پر کھڑا ہو گیا اور فرنٹ سیٹ پر میں بھی تھی پھر مجھے دیکھنا شروع ہو گیا وہ اتنی غور سے دیکھ رہا تھا کہ میری ہنسی نکل گئی اور پھر میں دھیرے سے مسکرا دی وہ بھی مسکراتا گیا باقی کا سفر ہم نے ایسے ہی مسکراہٹوں کے ساتھ گزار دیا آخر کار وہ ہم سے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے دھیرے سے مجھ سے موبائل نمبر کا اشارہ کیا اس کے نمبر مانگنے کا انداز بڑا انٹرسٹنگ تھا میں نے بیگ کھولا اور اپنا سیل نمبر لکھ کر دے دیا جسے پا کر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ بہت خوش ہو گیا اور پھر اچانک مامی نے مجھے کہا کب سے بیٹھی ہو گھر ابھی بہت دور ہے سو جاؤ ٹیک لگا کے لیٹ جاؤ میں نہ چاہتے ہوئے بھی مامی کے ساتھ لیٹ گئی نجانے کب میری آنکھ لگ گئی مجھے خیال ہی نہ رہا کہ مسکراتا چہرہ مجھ سے جدا ہونے والا ہے ایک دفعہ پھر ٹرین رکی اور وہ

اپنے ساتھ بیٹھے فرد کو لاسٹ ورڈ کہہ رہا تھا کہ اچھا ڈیئر زندگی رہی تو پھر ملیں گے یہ اس کے آخری لفظ تھے جو میری سماعت سے ٹکرائے تھے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مجھ سے جدا ہو گیا میں نہ جانے کیوں ایک دم اپ سیٹ ہو گئی۔

مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے مجھ سے کوئی قیمتی چیز کھو گئی ہو خیر ہمارا ابھی تین گھنٹے کا مزید اور سفر تھا میں پھر لیٹ گئی کیونکہ وہ اب یہاں نہیں تھا جسے میں دیکھتی وہ جا چکا تھا پر اس کا احساس مجھے اندر سے مار رہا تھا کہ وہ بھی تھوڑی دیر پہلے یہاں ہی تھا اور اب مجھ سے دور اسی سوچ میں ہم بھی منزل مقصود تک آ پہنچے ہمیں ریسیو کرنے کیلئے میرے بھائی آئے تھے خیر رات 11 بجے ہم گھر پہنچے۔ بھوک تو اڑ گئی تھی اک شہزادے کو دیکھ کر بس رسمی علیک سلیک کے بعد جلدی سونے کی تیاری کی، نیند کی دیوی نے بہت جلدی اپنے احصار میں لے لیا صبح 10 بجے آنکھ کھلی اپنا گھر اپنی ہر چیز جو کچھ عرصے سے میں نے دیکھی نہیں تھی پھر ماں کے ہاتھ کا ناشتہ کیا بہت سکون ملا اور بہت مزہ آیا کہتے ہیں کوئی کتنی بھی بہتر چیز بھی ملے لیکن جب تک ماں کا احساس شامل نہ ہو کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگتی۔

ثناء یار کوئی سونگ تو لگاؤ ملیں تم سے بچھڑ کر ہم میرے ساجن دعا کرنا اس کے منہ سے سونگ سننا تھا اچانک مجھے یاد آیا کہ میرا نمبر تو آف پڑا ہے وہ تو مجھے کال کرتا رہا ہو گا نمبر آف گیا تو جانے میرے بارے میں کیا سوچے میں نے جلدی سے نمبر آن کیا نمبر آن ہوتے ہی دن بائے دن اس کے ٹیکس گرتے گئے، اونو اتنے ٹیکس سوری یار میں نے جلدی سے ٹیکس ری پلائی کر دیا۔ ہیلو ایم سعدیہ۔

او، سعدیہ آپکا نمبر بند کیوں جا رہا تھا میں اسی ٹائم سے ٹرائی کر رہا ہوں جب سے جدا ہوا تھا کیسی ہیں آپ میں ٹھیک ہوں کیا آپ وہی ٹرین والے ہیں جی جی میں وہی ٹرین والا ہوں کیا آپ بھول گئی ہو نہیں نہیں بھولی تو نہیں بھولنا بھی نہیں کیا مطلب مطلب صاف ظاہر ہے کہ میں آپ کو نہیں بھول سکتا بائے دی وے آپ نے مجھ سے نمبر کیوں مانگا تھا کیا آپ بتا سکتے ہیں آپ مجھے اچھی لگی تو میں نے مانگ گیا، پر میں اچھی کیوں لگی میں نہیں جانتا کہ آپ میں ایسی کیا خاص بات ہے جس نے مجھے آپ سے نمبر مانگنے پر مجبور کر دیا۔

بٹ اینی وے آپ بتاؤ ویسی ہی ہوں جیسے میں نے دیکھا تھا کیا مطلب میں سمجھی نہیں ......

سعدیہ مطلب یہ کہ آپ مجھے بہت خوبصورت لگی ایسا لگا جیسے دنیا کی سب سے بیوٹی فل گرل آپ ہی ہو کیسے کہوں کہ آپ کیا ہے اتنی اٹریکشن تھی کہ بتا نہیں سکتا اوا تنی تعریفیں کیوں آپ مجھے الو بنا رہے ہو، ابے یار سعدیہ تم غلط سمجھ رہی ہو چلو میں کہتا ہوں کہ مجھے آپ سے فرینڈ شپ کرنی ہے اور میں نے نمبر بھی اسی غرض سے مانگا تھا Thank Good آپ نے دے دیا۔

میں آپ کو کال کب کر سکتا ہوں۔ ابھی جی نہیں ابھی نہیں میرے فیملی ممبرز بہت سخت ہیں So میں آپ کو ٹیکس کر کے بتا دوں گی بٹ وائے آج کیوں نہیں ابھی کیوں نہیں آپ کی آواز سننے کو بہت دل کر رہا ہے اب میں مزید باتیں ٹیکس پر نہیں کر سکتا پلیز مان جاؤ نا۔ او کے ٹھیک ہے آپ کورو کال میرا کہنا تھا کہ اس نے دیر بھی نہ لگائی فوراً کال کر دی ہیلو، السلام علیکم، وعلیکم السلام کیسی ہیں آپ میں ٹھیک ہوں آپ سناؤ آپ کیسے ہو، میں سب نارمل ہی ہو جب سے آپ کو دیکھا ہے کچھ اور اچھا نہیں لگ رہا، اوئے مسٹر کیا تم مجھے اپنا نام بتا سکتے ہو اتنی ٹاک کر لی اور اپنا نام تک نہیں بتایا۔

میرا نام شاذل ہے واو ڈیٹس گڈ نیم، او کے شاذل ہم بعد میں بات کریں گے لیکن کیوں کیا پرابلم ہے۔

شاذل پلیز ٹرائی ٹو انڈرسٹینڈ مائی پرابلم، او کے میں ویٹ کروں گا مجھے بتا دینا زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ویٹ کروں گا نہیں تو میں کال کر لوں گا، او کے یار بتا دوں گی اب خوش ٹیک کیئر۔

میری لائف تو اب لائف بن گئی تھی ہر گھڑی اس کو سوچنا ٹیکس پر بات کال پر گھنٹوں تک باتیں کرنا آج تک مجھے وہ باتیں یاد ہیں بہت ڈسٹرب کرتی ہیں مجھے آج بھی یاد ہے جب ہم دونوں فرینڈ شپ سے بڑھ کر اک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرے کو چاہنے لگے تھے ہم نے اظہارِ محبت بھی کر لیا تھا وہ مجھے بے پناہ چاہتا تھا اور میں اسے ہماری محبت میں شدت آتی گئی ہمارا ایک دوسرے کو دیکھنے کا بہت من کرنے لگا۔

ہمارا پیار ہمیں ملنے پر مجبور کر رہا تھا شاذل مجھے روز کہتا سعدیہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں ارے شاذل میں بھی تم سے ملنا چاہتی ہوں پر جان میری مجبوری ہے میں ابھی نہیں مل سکتی۔

انشاء اللہ ہم بہت جلدی ملیں گے یو ڈونٹ وری۔

یار کب اب رہا نہیں جاتا او کے ڈیئر، پر جلدی یاد رکھنا شاذل بن تمہارے مر جائے گا۔

دسمبر کی سرد شاموں میں ہاتھ میں چائے کا مگ کانوں میں جان کی آواز کیا خوشی کا تاثر تھا سعدیہ آج 3 دسمبر ہے 10 کو تمہاری سالگرہ ہے پلیز تم اپنی برتھ ڈے پر مجھ سے ملو پلیز سعدیہ جان بن تیرے جینا محال ہو گیا جان تم پریشان نہیں ہو میں ٹرائی کرتی ہوں جاں لازمی سو اسی طرح ہم روز باتیں کرتے رات کے دو بجے یا تین بجے ہم آپس میں ٹاک کرتے تھے کچھ شک نہیں شاذل بہت گریٹ انسان تھا ہم میں ہر بات اتنی ویلیو رکھتی کہ جب تک شیئر نہ کر لیتے چین نہیں ملتا تھا جان سے پوچھنا بریک فاسٹ کیا لنچ کیا یہ کام میں ہی لگے رہے ہو رات ڈنر بھی لازمی کر لینا، سنڈے کو کہاں جانا ہے بال کٹوائے، شیو کس اسٹائل سے کی ہے، ڈریس کیسا پہنا ہے سب باتیں پوچھنی وہ بھی کیا دن تھے۔

10 دسمبر 2011ء کو سعدیہ کی برتھ ڈے تھی سب سے پہلے شاذل نے وش کی وہ بھی رات کے دو بجے جان میں اس موقعہ پر تمہیں بہت بہت مبارکباد دیتا ہوں کہ آج تم اٹھارہ برس کی ہو گئی ہو ارے جان میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں کہو ہاں شاذل بولو سعدیہ آئی لو یو اینڈ ڈیئر میں تم سے دل سے پیار کرتا ہوں پلیز تم کبھی مجھے چھوڑ نا مت اور ہاں جان ملنا کب ہے پتہ نہیں مجھے جب بھی موقعہ ملا میں تمہیں بتا دوں گی یو ڈونٹ وری میرا بھی تم سے ملنے کو بہت دل کرتا ہے شاذل کتنے دن ہو گئے ہیں تمہیں دیکھا نہیں کیا اب بھی ویسے ہو جیسا میں نے تمہیں دیکھا تھا ارے نہیں جان اب تو کافی ویک ہو گیا ہوں کیا کروں جان بن تمہارے کسی کام میں دل نہیں لگتا جانے کب تم ملو گی اک بے قراری کے عالم میں رات گزر جاتی ہے تمہاری بہت یاد آتی ہے او کے جان بائے اذان کا ٹائم ہو گیا ہے جاؤ نماز پڑھو اور میرے لیے دعا کرو کہ ہم مل جائیں انشاء اللہ ل ہم ضرور ملیں گے شاذل۔

آئی لو یو شاذل، آئی لو یو ٹو شاذل۔

وقت کا پہیہ تیز رفتاری کے ساتھ گزرتا رہا آخر ایک دن شاذل کی کال کچھ یوں تھی Hello سعدیہ یہ آج میں نے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے ل خیر تو ہے یہ تم اتنے اکڑے ہوئے انداز میں بات کیوں کر رہے ہو کچھ نہیں سعدیہ نہیں شاذل کچھ تو ہے پلیز بتاؤ اب کیوں مجھے امتحان میں ڈالتے ہو سعدیہ بات یہ ہے کہ میرے ابو امی میرا رشتہ طے کر رہے ہیں میری بہت جلد شادی ہونے والی ہے اور میں اگلے ماہ گھر جا رہا ہوں، کیا کیا ہوش میں تو ہو تم یہ سب کیا کہہ رہے ہو نہیں یار تم ایسا نہیں کر سکتے تم مجھے یوں نہیں چھوڑ سکتے میں تمہارے بنا مر جاؤں گی شاذل تم نے میرے ساتھ پیار کا ڈھونگ کیوں رچایا شاذل کیوں کیا یہ سب بہت دکھ ہوا مجھے تمہاری یہ باتیں سن کر شاذل اگر تمہارے والدین نے یہ فیصلہ کیا تو تم نے بخوشی قبول کر لیا نہیں ل تم ایسا نہیں کر سکتے میرا کیا ہو گا، سعدیہ پلیز خود کو سنبھالو پلیز میری خاطر اور ہاں سعدیہ میں نے تم سے کتنی بار کہا تھا میں تم سے ملنا چاہتا ہوں پر تم نے میری ایک نہ مانی اب میں کیا کہہ سکتا ہوں یہ میری لاسٹ کال ہے میں اب تم سے کبھی بات نہیں کروں گا جان یہ کیا کیوں اچانک شاذل تم اچانک غیروں کی طرح کیوں بدل گئے ہو میرا کیا قصور ہے میں نے تمہیں چاہا ہے تمہیں پیار کرتی ہوں اور تم میرے پیار کا یہ صلہ دے رہے ہو کیوں کیا ایسا شاذل میرے ساتھ شاذل کہو کہ یہ سب جھوٹ ہے اک شرط پر میں کہوں گا کہ یہ سب جھوٹ ہے کونسی شرط شاذل جلدی بتاؤ اس سے پہلے کہ میری سانسیں رک جائیں پہلے بتاؤ تم مانو گی ہاں جے مانوں گی بتا دو اب پلیز بات یہ ہے کہ نہیں یار پہلے بتاؤ ناراض تو نہیں ہو گی مجھ سے شاذل ایم سیریس پلیز بتاؤ نہ سعدیہ ملنے کب آ رہی ہو شاذل تم جب کہو ابھی مل سکتی ہو واٹ شاذل پلیز بتاؤ ریزن کیا ہے تم اس قدر مجھے کیوں فورس کر رہے ہو پلیز سچ کیا ہے وہ بتاؤ اب میں اور برداشت نہیں کر سکتی۔

تم جھوٹے ہو تم فلرٹ کر رہے تھے میرے ساتھ ارے میں نے تو تمہیں بہت اچھا انسان سمجھا تھا افسوس ہے مجھے خود پر کہ میں نے تم جیسا شخص کو اپنے قریب کیوں آنے دیا۔ تم اتنا لائی جو ہے ہی دھوکے باز تھا سعدیہ پلیز رکو میری بات سنو جو منہ میں ہے بولتی جا رہی ہو سعدیہ اب آگے کچھ نہ بولنا اور کیوں شاذل سچ سننے میں تکلیف ہوتی ہے سامنا نہیں ہو رہا مجھے تو پہلے ہی شک تھا تم نے میرے ساتھ فلرٹ ہی کرنا تھا پر کیسے شاذل سعدیہ پلیز میری بات سنو پلیز نہیں سننی مجھے تمہاری کوئی بات بائے۔

اوہ شٹ میں نے اپنے پاؤں پہ خود کلہاڑی مار دی شاذل پاگل یہ سب ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی یار اب وہ کتنا ہرٹ ہوئی ہے میری سب باتوں کی وجہ سے اس کے دل پر کیا بیت رہی ہو گی اور غصے میں اس نے مجھے اور میرے پیار کو بھی دھوکا سمجھ بیٹھی ہے نہیں شاذل جس سے تم پیار کرتے ہو اسے ہرٹ نہیں کر سکتے جس کی خاطر تم ہر حد سے گزرنا چاہ رہے تھے اسے تم تکلیف میں کیسے دیکھ سکتے ہو اس سے معافی مانگو اور جو سچ ہے وہ بتا دو اس سے پہلے وہ جذباتی لڑکی کچھ کر نہ بیٹھے مجھے اگین کال نہیں کرنی چاہیے کس منہ سے معافی مانگوں گا کیا وہ مجھے معاف کرے گی، دل کرتا ہے خود کو سزا دوں چین تو اب مجھے بھی نہیں ہے پر میری جان مجھ سے کئی گنا زیادہ درد میں ہے مجھے اس سے بات کرنی ہے پلیز کال پک کر لو سعدیہ شاذل ایک گھنٹے سے کالیں کر رہا تھا اور ٹیکس بھی پلیز سعدیہ میری کال پک کرو پلیز سعدیہ ایم رئیلی سوری۔

سعدیہ جو اپنے ہوش و حواس کھو کر موبائل کو دور پھینکے ہوئے آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب لیے زار و قطار رو رہی تھی۔ نہیں نہیں میرا شاذل میری پسند ایسی نہیں ہو سکی، اس نے یقیناً مذاق کیا ہو گا پر وہ تو بہت سیریس تھا ایسی تلخ باتیں مذاق میں کون کرتا ہے اور شاذل نہیں شاید مجھے کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے سعدیہ نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے جیسے ہی میز پر پڑے جگ کے قریب پہنچی تو فوراً سامنے فرش پر سیل فون پر پڑی موبائل Sielnt پر تھا اک دم چونک کر فون اٹھایا جو کہ اس نے کچھ دیر پہلے بہت غصے میں پھینکا تھا شاذل کی کالیں 68 مس کالز 42 ٹیکس کس لیے نہیں اب میں بات نہیں کروں گی کبھی نہیں۔ جب لاسٹ بات کرنی تھی تو پھر اگین کالیں کیوں کر رہا ہے سعدیہ پلیز کال پک کر و یا پھر میرے ٹیکس کا جواب دو ورنہ میں خود کو تم بہتر سمجھ سکتی ہو سعدیہ آنکھوں میں آنسو لیے روئے جا رہی تھی اور بات کرنے کے بالکل موڈ میں نہ تھی۔

بے وفا لوگ ایسے بھی ہوتے میں فون ہی بند کر دیتی ہوں نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری سعدیہ نے جھٹ سے سیل آف کر دیا اب کیا کروں اس کے پاس تو میرا ایک ہی کانٹیکٹ نمبر ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں وہ کچھ غلط نہ کر بیٹھے اگر اس نے اپنے ساتھ کچھ کر لیا تو میں مر جاؤں گی میں نے بہت بڑی غلطی کی ہے اب صبح ہی نمبر آن کروں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے اگر وہ مجھ سے پیار کرتا ہے تو دوبارہ مجھ سے کنٹیکٹ کرنے کی کوشش کرے گا۔

ادھر شاذل پوری رات نمبر چیک کرتا رہا مسلسل پاور آف جا رہا تھا صبح تقریباً 10 بجے جا کر سعدیہ نے نمبر آن کیا۔

شکر ہے جان نے نمبر تو آن کیا، اب پلیز سعدیہ کال پک کر لو پلیز میری جان پہ بنی ہوئی ہے۔

شاذل لگاتار کالز کرتا رہا اور اب سعدیہ جان بوجھ کر کال پک نہیں کر رہی تھی آخر شاذل بہت غصے میں آ گیا او کے ٹھیک ہے نہ کرو کال پک جب تمہیں مجھ میں انٹرسٹ ہی نہیں رہا تو مجھ سے بات کرنا کیسے گوارا کرو گی اب نہیں کرتا کال بائے یہ چٹ پٹا سا ٹیکس شاذل نے سینڈ کر دیا سعدیہ یہ ٹیکس پڑھتے ہی فوراً بھڑک اٹھی ٹھیک ہے نہ کرنا کال میں بھی تمہاری منت نہیں کرتی سعدیہ نے بھی ٹیکس ری پلے کر دیا آگ تو دونوں طرف ہی لگی تھی دونوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک دوسرے کے پیارے میں اندھے تھے تکلیف میں بھی دونوں ہی تھے۔

آخر کب تک، دونوں آپس میں گفتگو شروع نہ کرتے۔

شاذل یار کیا بات ہے تم کل سے ہر کسی سے بات بات پر جھگڑا کرر ہے ہو میری ہونے والی بھابی سے تو نہیں کچھ نہیں اسد تم جاؤ اپنی سیٹ پر میرے کچھ کام پینڈنگ میں ہیں میں نے وہ کرنے ہیں نہیں جی ایسے نہیں چلے گا میرا یار اتنا اپ سیٹ ہو اور میں آرام سے بیٹھوں، بھابی سے بات ہوئی نہیں کیوں کہا نا نہیں پر کیوں نہیں وجہ بتاؤ ناراض ہے کیوں پھر کیوں یار اسد پلیز یار ایک تو سعدیہ میری کال پک نہیں کر رہی اور دوسرا مجھے تم تنگ نہ کرو شاذل وجہ کیا ہے جس کی وجہ سے تم اور بھابی میرا مطلب اتنی لاتعلقی چلو آؤ کینٹین پر چلتے ہیں۔

او کے چلو ویسے بھی میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے یار میں نے اسے مذاق کی کہ میرے والدین میری شادی کر رہے ہیں اور میں اگلے ماہ گھر جا رہا ہوں تو اس نے اس بات کو سیریس لیا تو یہ سب ہوا میں تو جسٹ جوک کر رہا تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ سعدیہ یوں سریس سمجھ بیٹھے گی۔

سعدیہ یہ تمہیں کیا ہوا ہے کچھ نہیں رشنا شاذل سے تھوڑا پھڈا ہو گیا ہے یار غلطی میری ہے وہ بار بار مجھے کالز کرتا رہا میں نے اٹینڈ نہیں کیں اب وہ شدید غصے میں ہے وہ بات نہیں کرے گا یار کیا کروں پلیز ہیلپ رشنا او کے سعدی ایک کام کرتے ہیں اسے کال کرتے ہیں پر رشنا وہ میری کال پک نہیں کر رہا ڈونٹ وری یار میں ہوں ناں، ادھر شاذل اور اسد بھی یہی پروگرام بنا رہے تھے کہ چلو ہم کال کرتے ہیں شاذل کہہ رہا تھا سعدیہ میری کال پک نہیں کرے گی پر مجھے اس سے لازمی بات کرنی ہے او کے یار میں اپنے نمبر سے کال کرتا ہوں ہاں یہ ٹھیک ہے ادھر رشنا اور سعدیہ بھی یہ پلان بنا چکی تھی شاذل خیالوں میں ہی گم تھا کہ اتنے میں ایک Unknown نمبر سے کال آ گئی او جلدی پک کرو بھابی نے پہل کر دی نہیں ہے اس کی کال کوئی نیا نمبر ہے اٹینڈ تو کرو مجھے نہیں اٹینڈ کرنی میں سیل ہی آف کر رہا ہوں رشنا اگین کال کرنے لگی تو آگے سے آپ کا مطلوبہ نمبر اس وقت بند ہے۔

سنتے ہی سعدیہ کو شاک لگا یار شاذل بھابی کا نمبر بتاؤ میں اپنے نمبر سے کال کرتا ہوں دیکھنا بھابی کال ضرور ریسیو کریں گی او کے تم بھی ٹرائی کر لو یہ لو سیل نمبر اسد نے سعدیہ کے نمبر پہ کال کی سعدیہ بھی غصے میں تھی اس نے بھی Unknown نمبر دیکھ کر سیل آف کر دیا۔

بھابی اتنی غصیلی ہے کہ میری میری یار میری یعنی اسد کی بھی کال نہیں اٹھائی پوچھ لوں گا بھابی جی سے ایسے ہی خود بھی ٹینشن میں ہیں اور میرے جگر کو بھی Upset کیا تھا۔

یار موبائل آن ہی رکھو سعدیہ پلیز تم دونوں میں بہت پیار ہے میں جانتی ہوں کہ وہ تم سے یوں منہ نہیں موڑ سکتا بس تمہیں تمہاری غلطی کا احساس دلا رہا ہے میں پھر کال کرتی ہوں۔

شاذل جانی چائے پی یار ٹھنڈی ہو رہی ہے اسد کا یہ کہنا تھا کہ پھر رنگ ٹون بج پڑی یار شاذل pocket سے سیل نکالنا بھابی کی کال ہو گی شاذل نے جب پھر Unknown نمبر دیکھا تو غصے سے کہا، اسد پتہ نہیں کون مجھے ڈسٹرب کر رہا ہے یہ نمبر لو چیک کرو کہ کون ہے اسد نے فوراً نمبر لے لیا، شاذل کیوں نا ہم لاسٹ بار پھر بھابی کو کال کرنے کی کوشش کریں کیا پتہ ہم پر ترس آ ہی جائے۔

سعدی کدھر گئی تمہارا فون کب سے بج رہا ہے سعدیہ نے کال کاٹ دی کیونکہ شاذل کی کال نہ تھی یہ کس کی تھی مجھے نہیں معلوم تم خود ہی پوچھ لو۔

Hello جی کون ہو آپ اور آپ بار بار کالز کیوں کر رہے ہیں اے میڈم اتنا غصہ نہ ہو میں پہلے ہی بہت اپ سیٹ ہوں۔ اپ سیٹ ہو تو میں کیا کروں کہتے کہتے رک گئی۔

By the way تم اپ سیٹ کیوں ہو رشنا منہ چڑاتے ہوئے بولی وہ Accutly میرا فرینڈ ہے ناں اس کی Lover روٹھ گئی ہے وہ مان نہیں رہی کالز بھی پک نہیں

کر رہی واٹ، واہ میری بھی جو فرینڈ ہے ناں اس کا Lover بھی اس سے ناراض ہے کیسا اتفاق ہے ناں......

جی جی کیا آپ اپنے فرینڈ کا نام بتا سکتے ہو۔ رشنا اک بار پھر بولی میرے ڈیئر فرینڈ کا نام شاذل ہے جو میرا بہت پیارا خوبصورت سا دوست ہے واٹ...... اور گڈ ہو گیا گڈ ہو گیا ارے پگلی لڑکی کیا ہوا۔ تمہاری فرینڈ کا کیا نام ہے۔ میری فرینڈ کا نام سعدیہ ہے جو میری جان ہے اور گڈ ہو گیا اور گڈ ہو گیا کیا ہوا پگلے لڑکے اچانک دونوں طرف سے رابطہ Dis contact ہو گیا۔ شاذل نے پھر اپنا نمبر آف کر دیا۔ سعدیہ نے بھی اپنا نمبر آف کر دیا۔ ہیلو او پاگل لڑکی اوہ شٹ اپ کنٹرول یور لینگویج میرا نام پگلی لڑکی نہیں ہے تو پھر کیا ہے بتا دو ناں پہلے تم بتاؤ بھئی صاف بات ہے میں زیادہ انتظار نہیں کرواتا میرا نام تو اسد ہے لوگ پیار سے مجھے جانی کہتے ہیں اور آپ کا میرا نام رشنا ہے اور مجھے پیار سے رشی کہتے ہیں مسٹر پگلے اچھا فالتو باتیں چھوڑو یہ تو بتاؤ کہ ہم نے اپنے فرینڈز کو ملوانا کب ہے جب تم چاہو جب میں چاہوں تو پھر کل رات ڈنر میں او کے ڈن بائے ملتے ہیں بریک کے بعد سعدیہ کل رات تم تیار رہنا کیونکہ ارے ہر بات میں سوال نہ کیا کرو شاذل کل تمہارے لیے بہت بڑا سرپرائز ہے تیار رہنا یار جلدی کرو سعدیہ مجھے نہیں جانا میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے جانتی ہو ناں سعدیہ مجھے او کے رشنا ویٹ میں تیار ہو کر آتی ہوں اسد یار چلو واپس چلتے ہیں کیا سرپرائز ہے بتا کیوں نہیں دیتے تمہیں پتا تو ہے میری سعدیہ سے بات نہ ہو تو کچھ اچھا نہیں لگتا اور سب جانتے ہوئے بھی تم مجھے بس شاذل تھوڑا اور ویٹ وہ آتیں ہی ہوں گی واٹ کون ارے میری جان میرے پیارے کیوٹ سے شاذل تمہاری جان سعدیہ آ رہی ہے Really تم سچ کہہ رہے ہو ناں اور نہیں تو کیا۔ تمہیں میری بات پر یقین نہیں اوہ تھینکس تم کتنے اچھے ہو اسد بس بس اب رہنے بھی دو مسکے بازی نہیں چلے گی یار آ بھی جاؤ یہ لڑکیاں بھی ناں اتنا ٹائم تو میک اپ میں لگا دیتی ہیں کہیں بھی ٹائم پر نہیں پہنچتی ہیلو گائز سعدیہ لائٹ پنک کلر چھوٹی سی قمیض اور فیٹنگ والے پاجامے میں چھوٹی چھٹی لگ رہی تھی اور بال بھی نہایت سلیقے سے بجائے ہوئے تھے کیا ہم بیٹھ سکتے ہیں ضرور کیوں نہیں اسد جھٹ سے بولا اور یار شاذل تم بیٹھو میں آتا ہوں او کے سعدیہ میں بھی آتی ہوں گھبرانا نہیں تم تم اسد اور رشی دوسرے جنگلے کے پاس دونوں یک دم ٹکرا گئے چلو ہم آپس میں کچھ ٹائم پاس کر لیتے ہیں اسد پورا منہ کھولتے ہوئے بولا آگے سے رشی نے بھی ویسا ہی رسپونس دے دیا ایم رئیلی سوری سعدیہ سوری یار میں نہیں جانتا تھا کہ میرا یہ مذاق تم اتنا سیریس لو گی اور پلیز جان مجھے معاف کرنا یہ سب جھوٹ تھا میں نے یہ جھوٹ اس لیے بولا تھا کہ تم سے ملنے کو بہت دل کرتا تھا تم ملنے کیلئے تیار نہ تھی میں نے اپنی طرف سے تمہیں دھمکی دی کہ شاید تم جذباتی ہو کر مجھ سے ملو سعدیہ تم پلیز مجھے معاف کر دو او کے شاذل ٹھیک ہے معاف کیا پر Next ٹائم میرے ساتھ ایسا مذاق کبھی بھی نہ کرنا او کے میری جان نہیں کروں گا رشنا ہیلو یار کدھر ہو تم دونوں چلو چلتے ہیں کافی دیر ہو گئی ہے ماما ڈانٹے گیں۔

او کے شاذل اپنا خیال رکھنا...... I love you تم بھی اپنا بہت خیال رکھنا جان اینڈ آئی لو یو ٹو میری جان دن گزرتے رہے مہینے بھی گزر گئے اسی طرح سعدیہ اور شاذل کے پیار کو ایک سال ہونے کو تھا کہ اچانک گھر میں اک نئی News چل پڑی سعدیہ کی شادی کی امی میں ابھی شادی نہیں کروں گی کیوں جی بہت ٹائم گزر گیا ہے پانچ سال پہلے ہم نے تیری مامی کو زبان دے دی تھی اب وہ لوگ شادی کیلئے کہہ رہے ہیں مارچ تک تمہاری شادی کرنی ہے ماں کے منہ سے یہ لفظ سنتے ہی سعدیہ شاید سکتے میں آ گئی اوہ نو، اک اور پرابلم ہو گئی ہے سعدیہ ابھی الجھن میں گرفتار ہی تھی کہ اتنے میں شاذل کی کال آ گئی کیسی ہو جان ٹھیک ہوں جان تم سناؤ کیسے ہو۔ یار سعدیہ تم بھی دل نہیں لگتا کچھ اچھا نہیں لگتا جب سے تم کو دیکھا ہے پتہ نہیں کیوں ایسا چاہتا ہوں کہ تم بس ہر وقت میرے پاس ہو اور کوئی تیسرا نہ ہو۔ شاذل بولتا گیا سعدیہ یہ سب سن کر بہت رونے لگی سعدیہ میری جان تم رو کیوں رہی ہو نہیں تو تم کیا سمجھتی ہو کہ میں Feel نہیں کر سکتا سعدیہ ہر اک بات جو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم کہنے جا رہی ہوتی ہو میں سمجھ لیتا ہوں تم خود کو مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش نہ کیا کرو اب بتاؤ کیا بات ہے میرے ساتھ شیئر کرو نا کچھ نہیں شاذل تم ایسے ہی پریشان نہ ہو تم اتنی رو رہی ہو اور میں پریشان نہ ہوں سعدیہ پلیز اب بتا بھی دو ورنہ میں خود کو Jan پلیز تم خود کو ٹارچر نہیں کرو گے اگر اس بار تم نے ایسی غلطی کی تو یاد رکھنا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی اچھا جی شاذل یہ تمہاری بہت بری عادت ہے جو ہر وقت اچھا جی کا ڈائیلاگ استعمال کرتے ہو یار مجھے عادت پڑی ہوئی ہے اکثر میرے آفس کے لوگ بھی مجھے ٹوکتے ہیں میں کوشش کر رہا ہوں کہ یہ لفظ کم بولا کروں۔ اے کتنی چالاک ہو سعدیہ تم بات کتنی جلدی چینج کر دیتی ہو تم بھی زیادہ ایکسپرٹ نہ بنو چلو اب بتاؤ کیا ریزن ہے جس نے تمہیں اتنا پریشان کیا ہوا ہے۔ ابھی نہیں شاذل تو پھر کب جان رات 2 بجے کال کرنا پھر بتاؤں گی اوکے سعدیہ پر مجھے بے چینی سی رہے گی جانے تم کون سی بات کرو گی۔ شاذل تم پریشان نہ ہو۔ تم نے کھانا کھایا نہیں ابھی نہیں میں کال بند کر رہی ہوں تم جاؤ اور کھانا کھا لو میں نہیں کھاؤں گا مجھے اب بھوک نہیں ہے کیوں جی بھوک کیوں نہیں ہے تم کھاؤ گے کھانا میں نہیں کھاؤں گا کوئی زبردستی ہے کیا ٹھیک ہے پھر میں بھی نہیں کھاؤں گی بائے شاذل اور سعدیہ کا یہ روز کا معمول تھا صبح گڈ مارننگ کا ٹیکس ناشتے کا پوچھنا لنچ کا بتا کر ایک دوسرے کو کرنا، رات میں بھی پوچھنا چھوٹے سے چھوٹا کام غرض اپنے گھر کی ہر بات بھی آپس میں شیئر کرنا حتیٰ کہ شاذل بہت مغرور اور خوبصورت انسان تھا پھر بھی سعدیہ کے ساتھ ہر بات شیئر کرتا شاذل خوبصورتی کے ساتھ ساتھ گانے بھی بہت اچھے گاتا تھا جب دونوں اپ سیٹ ہوتے تو ایک دوسرے کو گانے سناتے تھے پھر خوب ہنستے۔ شاذل کا ٹیکس سعدیہ نے پڑھے بغیر ہی Dit کر دیا جس میں لکھا تھا سعدیہ جان یاد رکھنا اگر کوئی خطرے والی بات ہوئی تو میں برداشت نہیں کر سکوں گا میں نے پہلے ہی بہت دکھ دیکھے ہیں بچپن سے ہی دکھوں کا سیلاب میرے اندر رواں ہے تجھے دیکھا تو ایسا لگا کہ تم ہی وہ ہو جو میری زندگی میں بہار بن کے آئی ہو پلیز سعدیہ مجھے چھوڑنا مت میرا ساتھ دینا میں تم بن نہیں رہ سکتا تمہاری بہت عادت سی ہو گئی ہے مجھے اگنور بھی نہ کیا کرو۔ اور ہاں سعدیہ ہم کب ملیں گے جب نہ ہمیں چھپ کر موبائل پر بات کرنے میں دشواری ہو اور نہ ہی کسی اور کا ڈر ہو ہماری شادی کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا سعدیہ تو اک طرف اور باقی ساری دنیا ایک طرف ہے میں تیرے لیے ہر ایک سے لڑنے کے لیے تیار ہوں بس تم میرا ساتھ دینا۔ دو گی ناں۔ ساتھ سعدیہ تم میری ہو نا سعدیہ تو میری رگ رگ میں سمائی ہے سعدیہ جی آئی لو یو، آئی مس یو۔ ٹیکس کا ریپلے تو کر دو جانتا ہوں تم بزی ہو گی پھر میں بھی تو بزی ہوں پر تمہارے لیے ٹائم نکالنا تو مجھے اچھا لگتا ہے آؤ جان چائے پئیں سر درد بھی بہت ہو رہا ہے کاش تم ہوتی میرا سر تو اپنے ہاتھوں سے دباتی۔ آئی لو یو جان۔ سعدیہ کو یہ سب پڑھ کر بہت اچھا لگا اور اندر سے جدائی کا بھی دھچکا۔ یہ تو یہ سب میں کیسے اسے بتاؤں گی مجھ میں اتنی ہمت کہاں سے آئے گی اے خدا میری مدد کرنا۔

سعدیہ بیٹی کہاں ہو اب کمرے سے باہر بھی نکل آؤ ٹیوشن والے بچے بھی آ گئے ہیں امی آتی ہوں اشکوں سے بھرا ہوا چہرہ دیکھ کر اک بار تو سعدیہ کی امی بھی شاک میں آ گئی۔

کیا ہوا رو کیوں رہی ہو کچھ نہیں ہوا۔ پھر بھی ادھر میری طرف منہ کرو سعدیہ نے پیٹ درد کا بہانہ بنا کر ٹال دیا ٹیچر آپ نے کہا تھا کہ باقی میتھ کے سوال کل کراؤں گی لے آؤ بک صبح ٹون پھر بج گئی بلال جاؤ میرا ایسل روم میں ہے لے کر آؤ اوہ شاذل کا ٹیکس سعدیہ کیا بات ہے آج کے دن میں نوٹ کر رہا ہوں تم تھوڑی بدلی بدلی سی لگ رہی ہو خیر تو ہے ناں کوئی جواب نہیں دے رہی میری غلطی کیا ہے جو تم مجھے یوں اگنور کر رہی ہو۔ جب تم مجھے یوں اگنور کرتی ہو تو میرا دل ڈوبنے لگتا ہے پلیز ٹیکس کا جواب دو میں ویٹ کر رہا ہوں جان کیسے ہو میں سو رہی تھی حد ہوتی ہے سعدیہ صبح سے ابھی تک سو رہی ہو ٹائم دیکھا ہے 6 بج رہے ہیں جانتی ہوں سعدیہ میں کال کر رہا ہوں

نہیں جان تم کال نہ کرنا میں بات نہیں کر سکتی بٹ وائی۔ سعدیہ جان بس نہیں پھر کیوں وجہ بتا سکتی ہو اتنی بے رخی کیوں جان میں بچوں کو پڑھا رہی ہوں کونسا تم اچھا پڑھا رہی ہو پہلے بھی تو پڑھاتی ہو اور مجھ سے بات بھی کرتی ہو۔

پلیز جان مجھے ابھی ٹیکس نہ کرو میں بہت اپ سیٹ ہوں یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم اتنی پریشان کیوں ہو کہا ناں جان رات کا ویٹ کرو بتا دوں گی نہیں ہوتا ویٹ بتاؤ مجھے پلیز جان سمجھا کرو فورس نہ کرو پلیز لیکن کیوں سعدیہ تم ابھی کیوں نہیں بتا سکتی جان میری امی ہیں سامنے میں ٹیکس بھی بعد میں کرتی ہوں اوکے جان میں ویٹ کر لیتا ہوں تمہاری خاطر تو میں پوری زندگی انتظار کر سکتا ہوں۔

سحرش شام کا کھانا بنانے کی تیاری کرو کیوں جی میڈم سعدیہ میں نے دن کو بنایا تھا شام کو تمہاری ڈیوٹی ہے سعدیہ کی چھوٹی سسٹر منہ بنا سا جواب دے کر برآمدے سے باہر جا چکی تھی کشور ادھر آؤ پلیز جی میڈم یار آج تم میری سیٹ پر بیٹھ کر باقی سٹوڈنٹس کو پڑھا دو میری آج طبیعت ٹھیک نہیں ہے اوکے آپ ریسٹ کرو میڈم میں سب کو گائیڈ کر لیتی ہوں۔

تھینکس آپ پریشان نہ ہوں میڈم اور ہاں کشور 8 تک سب کو چھٹی بھی دے دینا اوکے میڈم سعدیہ تھکے پاؤں چلتی سحرش کے پاس پہنچی سعدیہ پلیز کھانا بنا دو ناں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے ہاں ہاں تمہاری طبیعت تو روز ہی خراب رہتی ہے شاذل بھیا سے لڑائی تو نہیں ہوئی۔ نہیں ٹھیک ہے میں آج بنا دوں گی کھانا پر یاد رکھنا اگلے دو دن اکٹھا تم ہی کھانا بناؤ گی اوکے ٹھیک ہے۔

سعدیہ نے ہینڈ فری لگا کر یہ غزل سننے لگی۔

آنکھوں میں اشکوں کی برسات تھی

رات 1 بجے موبائل آن کیا تو شاذل کے ٹیکس ون بائے ون آ رہے تھے ہر ٹیکس میں آئی لو یو تھا ہر ٹیکس میں سعدیہ تم میرے ساتھ دھوکہ نہیں کر سکتی سعدیہ میں 2 بجے کا ویٹ کر رہا ہوں تم نے نمبر کیوں آف کر دیا ہیلو جان کیسے ہو۔

فوراً ٹیکس آیا میں ٹھیک جان پر تم میرے ساتھ ایسا کیوں کرتی ہو میں کہتا ہوں تو بات کرتی ہو ویسے نہیں پلیز جان بتاؤ بات کیا ہے میں کال کروں۔ اوکے جان کرو السلام علیکم شاذل کی آواز میں بہت درد تھا اتنا کہ سعدیہ بھی سنتے ہی ہوش و حواس کھو بیٹھی۔

جان کیسے ہو۔ تمہیں کیسی لگتی ہوں مجھے تو تم اسی دن اچھی لگی تھی جب پہلی بار میں نے تمہیں دیکھا تھا تمہاری مسکراہٹیں ہی مجھے نہیں بھولتیں۔ اچھا چھوڑو ناں بتاؤ کھانا کھایا...... تم نے کھایا شاذل پہلے میں نے تم سے پوچھا ہے نہیں کھایا...... تم نے کھایا نہیں۔ چلو اچھی بات ہے پہلے بہت موٹے ہیں دونوں اب ہو جائیں گے اچھا جان اب بتا بھی دو کیا بات ہے۔

جان جو میں تمہیں بتانے جا رہی ہوں اسے سن کر میرے متعلق کچھ غلط نہ سوچنا۔ جان میرے پیرنٹس نے بچپن سے میرا رشتہ اپنے بھائی کے بیٹے کو دیا ہوا ہے جس مامی کا میں تم سے ذکر کرتی ہوں اس کے بیٹے کو شاذل مارچ تک میری شادی کا تذکرہ چل پڑا ہے جان میں اس شخص سے کیسے شادی کروں جسے میں نے کبھی جانا ہی نہیں۔ مجھے اس میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے جان مجھے تو صرف تم سے ہی پیار ہے جب سے تمہیں دیکھا ہے تمہارا ہی خیال رہتا ہے جان یقین کرو تم میری صبح کا میری شام کا ہر لمحے کا احساس ہو اور پلیز مجھے اور میرے پیار کو کبھی جھوٹا نہ سمجھنا۔

شاذل آئی لو یو میری جان۔ سعدیہ میری اک بات تم بھی سنو جان میرا ابھی یہی حال ہے میں تجھی تم سے بہت پیار کرتا ہوں کاش تم میری سیاہ راتوں کا منظر دیکھ سکتی۔ جان میرا تو کوئی تھا ہی نہیں تم سے پہلے پی لیتا تھا اور کچھ پل جی لیتا تھا نہ کبھی کسی لڑکی کو دیکھا نہ کبھی کسی کے بارے میں سوچا تمہیں دیکھا تمہیں سوچا بس تم کچھ کھاتی ہو تو پوچھتا ہوں تو کھا لیتا ہوں نہیں تو نہیں۔

میری ان سب باتوں کو یاد رکھنا سعدیہ تم بن میں بھی ادھورا ہوں جانے کیوں اب تم بن رہا نہیں جاتا اب تو اکثر یہ حال ہو جاتا ہے کہ تم سے باتیں کرتے کرتے پتہ نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کتنی دور تک نکل جاتا ہوں۔ تم سے بات نہ ہو تو کچھ اچھا نہیں لگتا اور تم شادی کی بات کرتی ہو یاد رکھنا سعدیہ تم صرف میری ہو کسی ،،رکی نہیں ہو سکتی ہو یاد رکھنا سعدیہ تم صرف میری ہو کسی اور کی نہیں ہو سکتی ورنہ میں مر جاؤں گا پلیز شاذل تمہیں میری عمر بھی لگ جائے آج کے بعد ایسی بات پھر نہ کرنا جان ٹائم کتنی جلدی سے گزر رہا ہے۔

وقت کی رفتار بھی کسی کو آگے نہیں جانے دیتی ہمیشہ پیچھے ہی دھکیل دیتی ہے لوگ تو صرف غلام بنے ہوئے ہیں وقت بڑا بے رحم ہے یہ کسی کا ساتھ نہیں دیتا جب سب ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا کہ آج کتنا رومینٹک موسم ہے ناں...... ہاں سعدیہ دل کر رہا ہے کہ آج یہ موسم ہو اور ہم دونوں ایک ساتھ خوب پیار بھری باتیں کریں اور اپنی زندگی کی خاطر ان خوبصورت پلوں کو حسین بنائے شاذل آج 10 فروری ہے اور 4 دن بعد کونسا دن ہے کیا تمہیں یاد ہے تم کیا سمجھی میری جان صرف تم ہی بہت سمارٹ ہو وہ تو میں ہوں تمہیں کوئی شک ہے کیا نہیں تو وہ تو تم ہو جب فرسٹ ٹائم دیکھا تھا تب ہی لگ رہا تھا کہ تم۔ کیا مطلب شاذل او تم کتنی مسکرا رہی تھی اف غضب کی لہریں بہا رہی تھیں اور تم کونسا نہیں مسکرا رہے تھے۔

بس بس اب رہنے دو اچھا جان بتاؤ کیا کر رہے ہو بتا دوں۔ ہاں بتا دو۔ میں کس کر رہا ہوں کیا کیسے یہ بھی بتا دوں ہاں جے بتاؤ ناں۔ ارے میری جان تمہاری پکچرز کو جس میں تمہارے چھوٹے چھوٹے پیس کتنے بھلے لگ رہے ہیں کیا خوب لگ رہی ہو۔ اب میری اتنی تعریفیں بھی نہ کرو۔ کیوں تعریفیں سن کر موٹی تو نہیں ہو رہی ہو۔

شاذل تم اگر اس وقت میرے پاس ہوتے ناں......تو تو، تم کیا کرتی۔ پتہ ہے کیا کرتی...... مجھے پتا ہے کیا بھلا تم بھی مجھے کس کرتی۔ نہیں جی میں تمہارے لال لال گالوں پر زوردار تھپڑ لگاتی ......بس تھپڑ تو اور کیا۔

ارے میری جان لگا لینا۔ پر نہیں جان، کیوں بھئی تم مجھ سے زیادہ وائٹ ہو۔ شاذل یار کبھی کبھی تو مجھے تم سے جیلس ہوتی ہے وہ کیوں بھلا یار تیرا فیس کی ایٹ ایکشن بہت متاثر کرتی ہے دل کرتا ہے کہ بولو۔ بولو کچھ نہیں جان بائے رات ہو گئی ہے۔

ماما آ گئی...... شاذل تم ویلن ڈے پہ اپنی Lover کو کیا گفٹ دو گے میں نے ابھی ڈیسائیڈ نہیں کیا یار میں نے بھی اپنی لور کو گفٹ دینا ہے اس لیے پوچھ رہا ہوں۔ یار اس دفعہ میں سوچ رہا ہوں کچھ اسپیشل ہونا چاہیے بات تو تمہاری بھی ٹھیک ہے۔

واقعی کچھ سپیشل ہونا چاہیے چل شاذل یار کہیں آئس کریم کھانے چلتے ہیں نہیں ڈیئر تم جاؤ رشی کے ساتھ یار ایک بات بتاؤں رشی بہت چنچل سی لڑکی ہے اور میں بھی ایسا ہی ہوں تم بتاؤ ہم دونوں کی جوڑی کیسے لگے گی اک دم فائن ٹاس ٹک۔ اوکے یار میں جا رہا ہوں ماما کو ہسپتال لے کر جانا ہے۔ بائے اوہ شٹ آج تو 14 ہے اور سعدیہ کا کوئی ٹیکس نہیں آیا کیوں شاید ابھی سو رہی ہو چلو کال کر کے اٹھاتا ہوں تمہیں دل لگی بھول جانے پڑے گی یہ کیسا بیک میوزک اس کے نمبر پر چل رہا ہے پہلے تو نہ تھا خیر تو ہے۔ سعدیہ کال بھی پک نہیں کر رہی تھی۔

سعدیہ کال پک کرنا جانا۔

ہیلو کون، جان کیا ہوا جان تم تو ہوں ناں۔ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے اور آج اتنی دیر تک سو رہی ہو۔ سعدیہ پلیز فار گاڈ سیک، بتاؤ کیا ہوا۔ پلیز جان بتاؤ ناں کچھ نہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے سو رہی تھی تم کیسے ہو۔ جان ناشتہ کیا۔ ارے میری چھوڑو تم اس حال میں کیوں اور کیسے کیا ہوا۔

جان ویٹ میں تمہیں بعد میں کال کرتی ہوں لیکن کیوں پلیز میں کچھ دیر اور سونا چاہتی ہوں لیکن کیوں ایسے ہی پھر بھی ویسے ہی شاذل پر میں تمہیں سونے نہیں دوں گا کیوں جان سونے دو ناں نہیں نہیں اٹھو اور ناشتہ بناؤ میں نے بھی کرنا ہے کیا یار شاذل تم نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا نہیں ناں اب اٹھو بھی خود بھی کرو تا کہ پھر میں بھی کروں لیکن شاذل تم ایسا نہ کیا کرو۔ میں ناشتہ کروں۔ کھانا کھاؤ یا نہ کھاؤں تم کھا لیا کرو۔ سعدیہ یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔

جان اس لیے کہ زندگی کا کچھ پتہ نہیں ہوتا ناں۔

کب کیا ہو جائے سعدیہ لگتا ہے تم نیند میں ہو۔ میں 10 منٹ بعد تمہیں کال بیک کرتا ہوں۔ تب تک تم فریش ہو جاؤ ہری اپ جان۔ او کے ٹرائی کرتی ہوں۔ ٹرائی نہیں میری خاطر پلیز۔ شاباش اب اٹھ بھی جاؤ بستر کو چھوڑ دو اچھا ناں۔ تم اٹھو گی ناں تو میں کال بند کروں گا۔ یار دیکھو تمہاری آواز بھی کتنی خراب لگ رہی ہے۔

بائے سعدیہ نے بات ہی ختم کر دی میں اسے کیسے بتاؤں گی رات میرے ساتھ کیا ہوا۔ کیسے بتاؤں کہ میں یار شاذل کدھر ہو کتنا کام ہے کب ختم کرو گے پلیز ڈونٹ ڈسٹرب می۔ قائم میرا موڈ نہیں ہے آج تم جاؤ اپنا کام کرو۔ سر میں روم میں جا رہا ہوں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے شاذل غصے سے باہر نکل گیا۔

ہیپی ویل ڈن سعدیہ میں اسے موقع پر تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور کاش میں اس وقت تمہیں یہ پھول دے سکتا جو میرے ہاتھ میں ہے تم سن رہی ہو ناں۔ ہیلو ہیلو سعدیہ کدھر بزی ہو۔ کہیں نہیں پھر بھی بس یار پھر بھی سعدیہ تم نے کوئی جواب نہیں دیا ایم سوری شاذل۔

شاذل مجھے پھول چاہیے جان اگر تیرے پاس ہوتا تو پورا باغ تیرے قدموں میں لا کر رکھ دیتا۔ پر جان یہ موقع ہی ایسا ہے پھر تم مجھ سے اتنی دور بھی ہو سعدی جان بہت جلد دوریاں ختم ہو سکتی ہیں اگر تم چاہو تو جان میرے گھر والے میری شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں بہت ٹینشن میں ہوں کیا کروں میں مامی کے بیٹے فلک سے شادی نہیں کرنا چاہتی تو جان گھر میں بتا دو یہ سب سن کر تو مجھے بھی بہت پریشان کر دیا تم نے شاذل صرف ایک مہینہ ہے شادی میں شاذل میں کیا کروں تم امی ابو سے کہو۔ اوکے شاذل ابو آ رہے ہیں میں فون بند کرتی ہوں۔ رات میں بات ہو گی ابھی ٹیکس پر بات کرتے ہیں۔ اوکے جان۔ آئی لو یو جان، آئی لو یو ٹو بائے۔

سعدیہ بیٹی یہ کچھ سامان ہے ترتیب سے رکھ دو ابو میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے کیا بیٹی۔

ابو میں نے یہ شادی نہیں کرنی کیوں۔ مسٹر گلفام ایک دم لال سرخ ہو گئے تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے تم کہہ کیا رہی ہو۔ پر ابو جی مجھے فلک سے شادی نہیں کرنی۔ میرا دماغ خراب نہ کرو۔

ماں سے بات بھی نہ کرنا ورنہ وہ غصے میں آ کر کچھ غلط نہ کر دے مسٹر گلفام یہ سن کر فوراً چھت پر چلے گئے اے اللہ جی میری مدد کرنا۔

میں شاذل کو بہت چاہتی ہوں میں اس کے بنا نہیں رہ سکتی رات کو سب سے بات کروں گی چاہے جو بھی ہو۔ شاذل کو ٹیکس پہ بتاتے ہوئے سعدیہ پکڑی گئی اور اب بھی کہ تم فلک سے شادی کیوں نہیں کرنے کو تیار ہو رہی دیکھو سعدیہ میں تمہارا بڑا بھائی ہونے کے ناطے سے سمجھاتا ہوں یہ شاذل جو بھی ہے نا اسے چھوڑ دو اور آج کے بعد تم موبائل میرے سامنے اتنے یوز نہ کرو نہیں تو اچھا نہ ہوگا۔ رات کے کھانے میں سعدیہ کا یہ کہنا تھا کہ پورا گھر آگ بگولہ ہو گیا۔ سعدیہ نے موبائل پہلے ہی آف کر کے چھپا دیا تھا۔

فروری بالکل لاسٹ پر چل رہی تھی ادھر سعدیہ نے بھی پکی ضد بنالی تھی کہ میں فلک سے شادی نہیں کروں گی گھر والے جانوروں کی طرح روز مارتے پیٹتے، کھانا نہ دیتے طرح طرح کی اذیتیں دیتے سعدیہ بھی بالکل ان کی بات ماننے کو تیار نہ تھی۔

آخر مارچ کا ماہ بھی آ گیا سعدیہ کو ماں باپ نے بہت مجبور کر دیا کبھی اس کے ہاتھ جوڑتے کبھی بھائیوں نے جان سے مارنے کی دھمکی دی سعدیہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی بات مان گئی سعدیہ بہت مجبور ہو گئی ہو کیا جو شاذل کا ساتھ نہیں دے رہی ہو۔ پلیز اس کا ساتھ دو ورنہ وہ مر جائے گا۔

سعدیہ اتنا پیار کرنے والا تو کسی خوش قسمت کو ملتا ہے اور تم پھر کیوں ایسا کر رہی ہو تمہیں پتہ ہے کہ تم خود بھی اس کے بغیر نہیں رہ سکتی جانتی ہوں پر مجھے میرے والدین سے بڑھ کر کچھ نہیں رشی سعدیہ کیسی ہو میری جان۔ ٹھیک ہوں۔ جان جانتا ہوں تمہاری کیا کنڈیشن ہے پر سعدیہ اک بات ضرور کہوں گا اگر تم مجھے نہ ملی تو میں زندہ تو رہوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گا پر وہ جذبات و احساسات باقی نہ رہیں گے۔ سعدیہ ابھی بھی ٹائم ہے میں نے اک بار پہلے بھی کہا تھا چلو بھاگ چلتے ہیں شروع کے دن سب ایشو بنائے گئے بعد میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ پلیز مان جاؤ۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ تم بھی میرے بغیر نہ رہ پاؤ گی تو پھر کیوں گھر والوں کی خاطر اپنی پوری زندگی داؤ پر لگا رہی ہو۔ سعدیہ پلیز رو نہیں اک بار پھر گھر میں بات کرو کہو کہ زندگی میں نے گزارنی ہے آپ نے نہیں پلیز تم کسی بھی طریقے سے انہیں کنوینس کر دیا پھر مجھے اپنے والد کا نمبر دو میں خود بات کرتا ہوں۔ نہیں جان پلیز تم ایسا نہیں کرنا۔

سعدی کبھی تو میرا دل کرتا ہے کہ سیدھا تیرے گھر آ جاؤں تیرے والدین سے خود تجھے مانگوں پر جان مجھے تمہاری عزت سے بڑھ کر کوئی اور شے نہیں ہے۔ جان کوئی بات کرو نا تم کیا کہتی ہو میرے بغیر رہ لو گی وہ بھی کسی اور کے ساتھ نہیں یار میں غلط ہوں وہ تو تمہارا ہونے والا۔ بس چپ ہو جاؤ شاذل اب اس سے آگے مت بولنا پلیز نفرت ہے مجھے اس شخص سے اگر نفرت ہے تو پھر یہ سب کیوں قبول کر رہی ہو۔ میں کیا سمجھوں پھر سعدی ٹھنڈے دل سے سوچو یار میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں بن تیرے میرا لمحہ بھی نہیں گزرتا میں تو تمہیں پانے کیلئے اپنے رب سے کتنی دعائیں بھی کرتا ہوں پر لگتا ہے میری دعاؤں میں بھی کوئی اثر نہیں ہے سعدیہ کدھر ہو یار بات کرو ناں۔

اے جان بولو ناں کیوں چپ ہو کچھ تو کہو ناں تم نے اتنا بڑا فیصلہ اتنی جلدی کیوں مان لیا۔ سعدی جان تم پھر مجھے چھوڑ رہی ہو کیا قصور ہے میرا تم میری کیوں نہیں ہو سکتی۔ سعدی اگر تم میری لائف میں نہ آئی تو میں پہلے کی طرح پھر پینا شروع کر دوں ؑ تب مجھے اپنی قسمیں نہ دینا کیونکہ تمہارا کوئی حق نہ رہے گا کیونکہ تم کسی اور بس کرو شاذل ایسی باتیں کر کے تم ؑ ہے اور جلا رہے ہو میں یہ سب اپنی خوشی سے تو نہیں کر رہی ؑ بور ہوں اتنی مجبور کہ موت کو بھی گلے نہیں لگا سکتی۔

31 مارچ کو ڈیٹ بھی ۔ ۔ ہو گئی ہے تمہاری اور تم کچھ کر بھی نہیں رہی جان میری بات مان لو میں صرف تمہاری اک ہاں کی خاطر چپ ہوں نہیں تو دیکھتا ہوں کون تمہیں مجھ سے جدا کرتا ہے شاذل جانتی ہوں سب پر اب کچھ فائدہ نہیں یاد ہو اک بار میں نے بھی تم سے کہا تھا کہ شاذل مجھے لے چلو تم نے اس وقت میری بات کو جوک لیا تھا شاذل جان میں اس وقت سیریس تھی اور اب تو ڈیٹ بھی طے ہو گئی ہے۔ اور میں ایسے حالات میں والدین کی رسوائی نہیں کر سکتی۔ اس کا مطلب ہے تمہیں مجھ سے زیادہ والدین کی عزت عزیز ہے بتا سعدیہ پلیز۔

کیا سعدیہ یہی کہ تم اپنے والدین کی خاطر خود کو قربان کر رہی ہو جان کیا تم ساری زندگی اس اجنبی شخص کے ساتھ گزار لو گی۔ جان مجھے نہیں پتہ میں تو شاذل میرا دل کرتا ہے کہ خود کو مٹا ڈالوں کیا فائدہ سعدیہ اگر تم ایسی حرکت کرو گی تو کیا اس سے تمہارے پیرنٹس کو رسوائی نہیں ہو گی۔ ٹھیک ہے سعدیہ اب میں تمہیں نہیں کہتا میں تمہیں اور مجبور نہیں کرتا کرو شادی جاؤ بساؤ اپنی نئی زندگی اور آج کے بعد مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش بھی نہ کرنا بائے۔

آئی لو یو آل لائف نہیں شاذل نہیں دوسری طرف فون کٹ چکا تھا اے میرے رب میں کیا کروں یہ تو نے مجھے کس امتحان میں ڈالا ہے ایک طرف میرے ماں باپ دوسری طرف میرا پیار۔

شاذل پلیز مجھ سے بات کرو جان تم ابھی سے مجھ سے منہ موڑ رہے ہو پلیز اٹینڈ مائی کال شاذل جان دیکھ میں سب اپنی مرضی سے نہیں کر رہی میں نے سب تیرے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح رکھ دیا ہے اور جان مجھے بھی نہیں پتہ کہ میں خود زندگی والدین کی خاطر گزارنے جا رہی ہوں کیسی گزرے گی کیونکہ نہ تو مجھے اس کی فیملی اور نہ ہی اس میں انٹرسٹ ہے جان میرا پہلا پیار سچا صرف تم ہو۔

جان جانتی ہوں تم نے ایک بار کہا تھا کہ تم پہاڑوں میں رہنے والے لوگوں میں وفا نہیں ہوتی دیکھ تیری یہ بات بالکل سچ نکلی میں تیرے ساتھ بے وفائی کر رہی ہوں تیرا ساتھ نہیں دے رہی تمہیں ہرٹ کر رہی ہوں اس کے باوجود بھی کیا سعدیہ کچھ نہیں جان جان۔ جان۔ کیا ہوا

شاذل کوئی ٹیکس نہیں بولو بھی سوری بھابی جی میں اسد ہوں شاذل کا سیل میرے پاس ہے پر شاذل کدھر ہے وہ میرے پاس ہے تو میری بات کراؤ سوری نہیں کروا سکتا۔

لیکن کیوں بھابی شاذل کی طبیعت کل رات سے بہت خراب ہے تین ڈرپ بھی لگ چکی ہیں ڈاکٹرز کہتے ہیں اسے ذہنی ٹینشن ہے اسے خوش رکھا جائے ابھی وہ بے ہوش ہے کیا آپ اک بار پھر اسے دیکھنے آ سکتی ہو آپ بھی تو دیکھو یہ شخص آپ کی خاطر پل پل مر رہا ہے۔ بھابی یقین کریں میں نے سوتے ہوئے بھی آپ کا نام اس کے منہ سے سنا ہے سعدیہ پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا یہی کہتا رہتا ہے۔

ہیلو بھابی...... سعدیہ جو دھڑم سے نیچے گر گئی۔ امی آپی کو دیکھیں کیا ہوا حسن اندر سے دوڑتا ہوا آیا امی چلو ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتے ہیں نہیں کوئی ضرورت نہیں میں ڈاکٹر کو گھر بلواتا ہوں۔ سعدیہ تم جتنے مرضی ناٹک کر لو ذہنی طور پر تم خود کو شادی کے لیے تیار کر لو۔ رشی نے اس سمجھاتے ہوئے کہا رشی یہ ناٹک نہیں تھا وہ ہاسپٹل میں ہے میری خاطر پتہ نہیں اس نے خود کو کتنا ٹارچر کیا میں یہ سب سن کر خود ہی گر گئی تھی آج سعدیہ کی مایوں تھی ادھر شاذل ہسپتال میں تھا ڈرپس لگ رہی تھیں رہ رہ کر سعدیہ کا نام منہ سے نکالتا۔ رشی مجھے شاذل کے پاس جانا ہے۔ سعدیہ تم پاگل ہو گئی ہو ہوش میں تو ہو آج تمہاری مہندی ہے کل تم کسی اور کی ہونے والی ہو پلیز خود کو سنبھالو یہ آنکھ کے آنسو نہ گرنے دو لوگ طرح طرح کے سوال کریں گے رشی کسی بھی طریقے سے مجھے شاذل سے بات کروا دو پلیز سعدیہ اتنے سارے مہمان ہیں خود کو سنبھال سعدیہ کوئی ہنگامہ ہو سکتا ہے۔ پلیز

اے لڑکیو جلدی کرو لڑکے والے آنے والے ہیں دلہن کو تیار کر کے سٹیج پر لاؤ کسی عورت کی آواز نے ہمیں ڈرا دیا۔ سعدیہ جس نے ہمیشہ شاذل کے نام کی مہندی کے سپنے سجائے تھے آج سارے ٹوٹ کر بکھر رہے تھے جنہیں چن کر سمیٹ بھی نہیں سکتی۔

سعدیہ یہ کیا ہوا ہے تیرے ساتھ یاد کر تو شاذل سے وعدہ کیا تھا نا کہ میں تیری ہوں اور پھر کیوں آج کسی اور کے نام کی مہندی سجا رہی ہے۔ کیوں اتنی بے درد ہو گئی ہو جو اس قدر خود پر اور اس شاذل پر غموں کے پہاڑ پھینک رہی ہو جنہیں نہ تو خود برداشت کر سکتی ہو اور نہ وہ آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات لیے سعدیہ اپنی ہم جولیوں کے ساتھ سٹیج پر نمودار ہوئی۔

مسکراہٹ نام کی کوئی چیز اس کے چہرے پر عیاں نہ تھی ہر ایک کی نظر اسے بہت حد تک چبھن دے رہی تھی میری ماں خوش ہو تم میرے باپ تم بھی خوش ہو میں نے تم لوگوں کی بات مانی ہے اپنے پیار کا گلا گھونٹ دیا ہے جس کا مجھے پوری زندگی افسوس رہے گا۔

کیوں ہوا ہے ایسا میرے ساتھ۔ یہ سب سوچتے ہوئے سعدیہ کی آنکھوں سے اشکوں کی برسات رواں ہو گئی کچھ خبر نہ تھی کون ہے اس کے پاس کون نہیں بت بنی اپنی حسرتوں کو مٹتے دیکھ رہی تھی خود کو خاندان کے سامنے جلوہ دکھا رہی تھی پر کوئی نہیں جانتا تھا کہ سعدیہ کے دل پر کیا بیت رہی ہے آخر کوئی سمجھتا کیوں نہیں ہے کہ ہر انسان کی اپنی بھی مرضی ہوتی ہے کہ وہ اپنے لیے کچھ بہتر سوچے ہمیشہ ہی اسے سولی پر کیوں چڑھنا پڑتا ہے۔

کبھی والد کبھی بھائی، کبھی عزت کا واسطہ دے کر کبھی بندوق کی نوک پر منایا جاتا ہے زبردستی کر دینے میں وہ بھی جیتے جی انسانوں کے ساتھ یہ جانتے نہیں کہ پاگل انسان کہ زبردستی کے رشتے کبھی مضبوطی سے قائم نہیں رہتے جڑ تو جاتے ہیں پر اندر سے بہت کھوکھلے ہوتے ہیں شاذل جو اتنا بہادر لڑکا تھا جس نے صرف سعدیہ کے کہنے پر شراب چھوڑ دی تھی آج پھر دل کھول کر پی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کی سانسیں موت کی کشمکش میں تھیں آخر کار وہ وقت بھی آ گیا جب سعدیہ کو مجبوراً کسی اور شخص کو قبول کرنا پڑا۔

نکاح کی رسم کے بعد جب رخصتی کا ٹائم آیا تو سعدیہ کے دل سے نکلنے والی اک اک آہ بہت درد بیان کر رہی تھی آج تو بہانہ تھا رونے کا خوب دل کھول کر سب خاندان والوں کے گلے لگ کر خوب رو رہی تھی۔

سعدیہ کو ڈولی میں بٹھا کر رخصت کر دیا گیا سب ختم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو چکا تھا سعدیہ کا وجود ہی مٹ گیا تھا سب بکھر گیا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی بہت کچھ ہو گیا سوچا کیا تھا ہوا کیا ہے۔

سعدیہ کو بھی مجبوراً سیج میں بٹھایا گیا جس پر اس کی آنکھیں صرف شاذل کی منتظر تھیں پر اب وہ شاذل نہیں کوئی اور تھا اسے مان لینا چاہیے تھا اس کی اک اک آہ پر شاذل کا نام منہ سے نکل رہا تھا شاذل سمجھ کر وہ بھی اندھی ہو جاتی تھی جب ہوش آتی تب خود کو کوستی مجھ سے کیا ہو گیا سعدیہ کی سہاگ رات تھی اور شاذل موت کی کشمکش میں مبتلا تھا کیسا ہے یہ پیار کیا ہوا ہے ان دونوں کے ساتھ۔

پہلی رات سے لے کر آج تک پانچ سال تک وہ شاذل کے عکس کو اپنے دل سے نہ نکال سکی راحیل کو شاذل سمجھ کر پیار کرتی آج وہ دو بچوں کی ماں بھی بن چکی ہے۔

شاذل کا پیار پھر بھی ویسا ہی ہے وہی جذبات وہی کھانے کے ٹائم پر یاد آ جانا وہی کوئی انوکھی بات جس پر دونوں خوب ہنستے ہو وہی کوئی گیت جو اس نے سنایا ہو وہی کوئی غزل جو آج بھی اسے یاد ہو۔ وہی پہلی ملاقات جس میں ملے تھے وہی دوسری بار ملنا۔ وہ ہاتھوں کے لمس وہ اس کے لب سے لب ملانا۔ وہ کن آکھیوں سے دیکھنا وہ بائیک پر بیٹھ کر مزار جانا وہی اس کا چھالیہ دینا وہی اس کا ڈانٹنا سبھی تو اپنی جگہ قائم و دائم ہے پھر وہ کیوں نہیں۔ وہی بارش کا منظر پھر ہمیشہ کی طرح میں آج بھی تنہا پھر۔

تنہائیوں میں اسے سوچ کر آج بھی کتنا اچھا لگتا ہے دل میں ٹھنڈک ہی پیدا ہوتی ہے اس کا پیار اب اور بھی بڑھ گیا ہے۔

اے برستی بارش اس بار تو میرے ساتھ دل مجھے اک بار تو اس سے ملا دے دیکھ ہر بار اک نئی آس جاگ اٹھتی ہے کہ شاید اب کی برس ہم مل جائیں۔

مل کے بھی ہم نہ ملیں تم سے نہ جانے کیوں
میلوں کے ہیں فاصلے تم سے نہ جانے کیوں

یہ وہ سونگ تھا جو دونوں ایک دوسرے کو سناتے تھے اور ریکارڈ کرتے تھے۔ کاش وہ دن پھر واپس آ جائیں سب کچھ فنا ہو جائے ہم دونوں مل جائیں۔ قارئین کی آراء کی منتظر

❀❀❀

غزل

چین دل کو ایک پل ملتا نہیں
کیوں تیرا نعم البدل ملتا نہیں
تک رہا ہوں مدتوں سے راستے
صبر کا بھی اب تو پھل ملتا نہیں
فیصلے ہوتے رہے ہیں بارہا
فیصلہ کوئی اٹل ملتا نہیں
صحن گلشن میں کبھی کھلتا ہوا
آرزوؤں کا کنول ملتا نہیں
یوں تو ملتے ہیں ہزاروں لوگ پر
جب دکھائی وہ مجھے نہیں دیتا
پھر کوئی رنگ غزل ملتا نہیں

(جنید اقبال، غور غشتی)

پیغام محبت

نفس نفس نڈھال ہے محبتیں کیا کرو
محبتوں کا کال ہے محبتیں کیا کرو
ہنسی خوشی رہا کرو، ہنسی خوشی ملا کرو
محبتوں کا سال ہے محبتیں کیا کرو
یہ راستہ حیال کا تھکا تھکا بجھا بجھا
یہ راستہ محال ہے محبتیں کیا کرو
عداوتوں کی بارشیں برس رہی ہیں چار سو
محبتوں کا کال ہے محبتیں کیا کرو

(عزیز انجم چوہدری، کوٹلی آزاد کشمیر)

نشہ

محبت کا ہو یا شراب کا
ہوش دونوں میں کھو جاتی ہے
فرق؟
صرف اتنا ہے شراب سلا دیتی ہے
اور محبت رلا دیتی ہے

(عبدالمجید ملک، بدین)

”داستان محبت“

☑......تحریر۔ عابد رشید، راولپنڈی

یہ سن کر اس کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا باتیں کرنے لگے باتوں میں اس نے کہا کہ اب اپ گھر والوں سے بات کرو یہ نہ ہو کہ کوئی اور مانگ لے میں مر تو سکتی ہوں لیکن کسی اور سے شادی نہیں کروں گی یہ میرا اپ سے وعدہ ہے دو دن ان کے گھر میں رہا اور واپس آ گیا وہی بوریت کافی مشکل سفر تھا یہ صرف وہ ہی میرا درد سمجھیں گے جو کسی پیارے سے بچھڑا ہو گا دن اس کی یادوں کے سہارے رات اس کی خوابوں میں گزرتے رہے میں ادھر تڑپتا رہا سسکتا رہا۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

آج میری عجیب سی کیفیت ہے ویران سانسوں میں منہ زور، آندھیاں چل رہی ہیں اور انکھوں میں برسات ساون بھادوں برس رہا ہے درد انگڑائیاں لے رہا ہے دل خون کے آنسو رو رہا ہے اپنی قسمت دیکھ رہا ہوں کہ تجھے پا تو نہیں سکتا تمہارا خیال تمہارا تصور دن بدن بڑھتا جا رہا ہے جتنا تجھے بھلانے کی کوشش کرتا ہوں اتنا ہی تڑپاتے ہیں اتنا ہی رلاتے ہو آخر کیوں؟ نا جانے کیوں تمہاری محبت میں تمہیں پانے کی حسرت میں میرا وجود بھی مٹ چکا ہے آرزو تیری کہ کاش نہ کرتے جستجو تیری مگر دل کب مانے۔ دل تیرے انتظار میں چل رہا ہے اور نہ جانے کب تک جلتا رہے گا۔ جس طرح اب تو میرے پیار سے بے خبر ہے اسی طرح میں اپنے آپ سے بے خبر ہوں مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ میں کیا کیوں تم سے اس قدر پیار کرنے لگا جنون کی حد تک کاش کہ کچھ تمہیں بھی احساس ہوتا۔

تنہا زندگی ہو تو موت کی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ درد تو اپنوں سے بچھڑنے کا ہوتا ہے

محبت ایک ایسا سمندر ہے جسکا کوئی کنارہ نہیں جو جتنا اس میں اترتا ہے محبت کرتا ہے وہ اس کو کم محسوس ہوتی ہے ہر کوئی شکایت کرتا ہے کہ اس کا محبوب اس کو وہ پیار نہیں دیتا جس کا وہ حقدار ہے۔

آج کل دنیا میں ہر تیسرا انسان محبت کا روگی نظر آتا ہے کوئی کسی کی بے وفائی پر زندگی برباد کرتا ہے تو کوئی محبت کی ناکامی میں خودکشی کر لیتا ہے۔

کیا محبت کا یہی انجام ہے؟

نہیں عزیز دوستو! محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو لافانی ہے اس کے دکھ درد بھی عزیز ہوتے ہیں کیونکہ یہ سب دکھ درد محبوب کی وساطت سے ملتے ہیں اور محبوب کا تحفہ کسی کو حقیر نظر نہیں آتا مجھے اس بات کا بڑا افسوس ہے کہ آج کل چند ایک لوگوں نے محبت کو کھیل تماشا اور وقت گزاری کا سبب بنا رکھا ہے وہ لوگ محبت جیسے پاکیزہ لفظ کی توہین کرتے ہیں اور لوگوں کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ وقت گزاری کے لیے کیے گئے جھوٹے وعدے اور جھوٹی قسموں سے لوگوں کی زندگی برباد ہو رہی ہے۔

قارئین محبت ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پہ انسان لکھنا شروع کر دے تو کتابیں بھر جائیں لیکن یہ اختتام کو نہیں پہنچتا۔

قارئین اب اصل داستان کی طرف آتے ہیں لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ختم ہو گیا وہ میرے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ ہاتھ زیادہ تو نہیں زخمی ہوا میں اس کو کیا بتاتا کہ تم کو دیکھ کر میرا دل بھی میرا نہیں رہا یہ بھی کسی کی حسین آنکھوں نے اپنا بنا لیا ہے میں نے محسوس کیا کہ وہ بار بار بہانے سے میری طرف دیکھ کر مسکراتی تھی اور جواب میں میں بھی مسکرا دیتا۔

بھیڑ میں اک اجنبی کا سامنا اچھا لگا نبیل
سب سے چھپ کر وہ کسی کا دیکھنا اچھا لگا

دیکھنے کے علاوہ کوئی اس سے بات نہ ہو سکی میں اپنے دل کا حال نہ سنا سکا اور وہ تین دن ہمارے گھر میں رہی اور پھر واپس چلی گئی ار ساتھ میں میرا دل بھی لے گئی۔

اک پردیسی میرا دل لے گیا
جاتے جاتے میٹھا غم دے گیا

اس طرح جدائی میں میں دو سال گزر گئے اور دوبارہ دیدار نہ ہو سکا اور کوئی رابطہ بھی نہ ہو سکا

کوئی رو کر جدا ہوتا ہے
کوئی مسکرا کر جدا ہوتا ہے
لیکن جدا ہونے کا غم اس وقت ہوتا ہے
جب کوئی کسی کا ہو کے جدا ہوتا ہے

میرے میٹرک کے پیپر بھی نزدیک آ گئے تھے پڑھائی کی طرف میرا ذہن نہیں جاتا تھا جب بھی کتاب کھولتا تو وہ اپنا معصوم سا چہرہ لیے میرے سامنے آ جاتی اور میں اس کے خیالوں میں کھو جاتا اس سے محبت بھری باتیں کرتا اور ساتھ نبھانے کے وعدے کرتا اسی طرح رات کے پچھلے پہر اس کے سپنوں میں سو جاتا کہ شاید اس کا دیدار ہو جائے۔

کون کہتا ہے کہ تیری یاد سے بے خبر ہوں این
بستر کی شکن سے پوچھ کیسے کٹتی ہے رات میری

وقت اپنی روانی سے گزرتا رہا میرے میٹرک کے پیپر شروع ہو گئے پیپر دے دیئے اور رزلٹ کا انتظار کرنے لگا جب رزلٹ آیا تو بری طرح فیل ہو گیا خیر مجھے محبت کا صلہ ملنا تھا وہ مل گیا میں یہ نہیں کہتا کہ محبت نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا تھا بلکہ میں خود ہی اس قابل نہ رہا تھا کہ زندگی میں کامیابی حاصل کر سکوں ایک انسان کی خاطر اپنی زندگی تباہ و برباد کرتا رہا۔

پھر گھر والوں کے بار ہا اصرار پر دوبارہ 9th میں ایڈمیشن لے لیا کافی دوستوں نے میری خاموشی کی وجہ پوچھی لیکن میں ان کو ٹالتا رہا میں ان کو کیا بتاتا مجھے خود یہ نہیں پتہ تھا کہ میری محبت یک طرفہ ہے یا وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے اپنے رب سے اس سے وصال کی دعائیں مانگتا رہتا بلکہ دعائیں مانگتا میرا مقدر بن گیا تھا اور آج تک اپنے رب سے مانگ رہا ہوں شاید خدا کو میرا مانگنا بہت پسند آ گیا میری محبت کا یہ عالم تھا کہ رستے سے اگر کوئی پتھر یا کانٹا بھی اٹھاتا تو خدا سے صلے میں اس کو مانگتا لیکن قسمت کی بات ہے جو نصیبوں میں لکھا ہوتا ہے وہی ہو کے رہتا ہے جو کچھ بھی ہوتا بہتر ہی ہوتا ہے وہی ہو کے رہتا ہے جو کچھ بھی ہوتا بہتر ہی ہوتا ہے اور شاید اس کا چار دن کے ساتھ میں ہی بہتری تھی۔

تیرے اختیار میں کیا نہیں مجھے اس طرح سے نواز دے
میری سب دعائیں قبول ہوں میرے لب پہ نہ کوئی دعا ہو

اس طرح وقت گزرتا رہا میں اس کی یاد میں تڑپتا سسکتا رہا اچانک قسمت کو میری بے بسی پر رحم آ گیا، ہوا کچھ یوں کہ بقرہ عید کے تیسرے دن وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہمارے گھر آ گئی ہماری نظریں اس کی نظروں سے ملیں نظروں نظروں میں شکوے شکایتیں ہوئیں میرے جان نے گلابی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جو اس کے جسم پر قیامت ڈھا رہے تھے اس جدائی کے عرصے میں اس کے حسن میں کافی اضافہ ہو چکا تھا پہلے دن تو کوئی بات نہ ہو سکی سوچا لیٹر لکھ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کروں ساتھ ہی میری چھٹی حس نے اس بات کی نفی کر دی کہ یہ نہ ہو وہ کسی کو بتا دے اور مسئلہ خراب نہ ہو جائے دوسرے دن رات کے کھانے کے بعد چائے کا جب دور چلا تو میری ہمشیرہ نے مجھے باورچی خانے میں بلایا کہ بھائی سلنڈر جلا دو میں جب گیا تو میری جان اس کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی سلنڈر کو جلانے کے بعد میری بہن چائے بنانے لگی تو میں نے اس سے بات کی تو اس نے کہا کہ میں نے جب آپ کو پہلی بار کھیت میں دیکھا تھا تو مجھے آپ سے محبت ہو گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس ۔ سلے میں اپنا مختصر سا تعارف کروانا چاہتا ہوں میرا نا ۔ ید ہے اور میں ضلع راولپنڈی کے دیہی علاقے میر ۔ وں میں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ستان آرمی جوائن کر لی قارئین یہ تھا میرا مختصر سا تع

اصل کہانی کی طرف آتے ہیں یہ میرے ایک قریبی دوست کی آپ بیتی ہے اس کو صرف ایک کہانی نہ سمجھیے یہ ایک حقیقت ہے وہ میرے ساتھ آرمی میں سروس کرتا ہے آیئے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

اند ۔ اگرچہ شوخ نہیں میرا
شاید ۔ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

میرا نام نبیل احمد ہے میری پیدائش 1987ء میں ہوئی میری پیدائش پر بہت خوشی منائی گئی اور پورے محلے میں مٹھائی تقسیم کی گئی میرا نام میرے دادا نے رکھا پیدائش سے دو سال بعد ابو جان پنشن پر آ گئے جو کہ پاک آرمی میں سروس کرتے تھے پھر ایک سال بعد حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے سعدیہ تشریف لے گئے سعودیہ سے واپس آ کر اپنی گاڑی لے لی اللہ کے کرم سے وقت گزرتا رہا۔

جب پانچ برس کا ہوا تو مجھے سرکاری سکول داخل کرا دیا گیا پڑھائی میں کافی ذہین تھا ذہانت کی وجہ سے اساتذہ اور گھر والے بہت پیار کرتے تھے پرائمری پاس کرنے کے بعد مڈل میں آ گیا پھر ہائی سیکشن میں مجھے آج بھی یاد ہے کہ میری پہلی تین پوزیشنز میں سے کوئی ایک پوزیشن لازمی آتی تھی نویں جماعت میں تھا تو میرے دادا جان جو کہ کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد یکم جنوری 2001 کو وفات پا گئے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اکیسویں صدی کا سورج ہمارے لیے تاریکی لے کر آیا تھا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

خیر وقت اپنی روانی سے گزرتا رہا مارچ کے مہینے میں میری زندگی کی کایا پلٹ گئی جب میری زندگی میں ایک ایسی ہستی نے شرکت کی جس نے میری بے ترتیب دھڑکنوں کو ایک روانی عطا کی ہوا کچھ یوں کہ گھر کے تر افراد ہم شام کے وقت کھیت میں گندم کاٹ رہے ۔ سورج آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف گامزن تھا ج کھیت میں ہم گندم کاٹ رہے تھے وہ سڑک کے پاس اچانک ایک گاڑی رکی جس سے میرے ابو اور دو لڑکیا اتر کر سیدھے ہماری طرف آ گئے جب میں نے اس کو ۔ بار دیکھا تو نظر ہٹانا بھول گیا اس کی خوبصورتی کی ۔ تعریف کی جائے ک ہے لمبی لمبی زلفیں جب کبھی چہرے ڈھانپتی تو ایسا لگتا کہ چاند بادلوں میں ڈوب رہا ہے گا ہونٹ، دل کرتا کہ چوم کر سارا رس نکال لوں معص آنکھیں گلابی چہرہ میرے مولا میں تیرے کس فن ۔ تعریف کروں بقول شاعر۔

نہ شکل سے مطلب نہ صورت سے غرض
ہم تو بنانے والے مصور کا کمال دیکھتے ہیں

کچھ قارئین سوچ رہے ہوں گے کہ ہر کسی کو ۔ محبوب اچھا لگتا ہے لیکن قسم خدا کی اگر کوئی میرے محبوب دیکھے تو مسافر رستہ بھول جائیں رہگزر رک جائیں بلکہ چاند بھی جب دیکھتا ہوگا تو خدا کی قدرت پر ناز کرتا ہو بقول شاعر۔

تساں حالاں میرا محبوب نہیں ۔

جب اس سے سلام کے لیے ہاتھ ملایا تو دل میں اک لہر سی پیدا ہوئی اور تہیہ کر لیا کہ تا زندگی اس کا ساتھ نہیں چھوڑنا پھر اس کی ماموں زاد کزن جو کہ اس کے ساتھ آئی تھی اس سے دعا سلام کی تھوڑی دیر وہ ہمارے پاس کھیت میں رہیں پھر گھر آ گئیں اور ہم گھر والے دوبارہ گندم کاٹ شروع ہو گئے اب میرا دل کام کرنے کو نہیں کر رہا تھا دل ۔ رہا تھا کہ کسی طرح اس کے پاس گھر پہنچ جاؤں۔ خیر د ۔ میں ایک ترکیب آئی اور بنا سوچے سمجھے اس پر عمل کیا ا گندم کی جگہ اپنے ہاتھ کی انگلی کاٹ دی ہاتھ سے خون بہنے لگا جب میری امی نے خون دیکھا تو قربان جاؤں اس ماں کی محبت پر اپنے دوپٹے سے میرا خون صاف کیا ماں ہاتھ صاف کرتی اور خون دوبارہ نکلتا پھر میں گھر آ گیا اور ا درد کو بھول گیا بس ایک نظر اپنے محبوب کو دیکھا تو سارا د

تھی میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں پلیز نبیل میری جان میری محبت کی لاج رکھنا اور جواب میں آپ بھی ہاں کہہ دو پلیز اس نے رونا شروع کر دیا میری چھوٹی بہن دودھ لینے کے لیے دوسرے کمرے میں چلی گئی اور ہم دونوں کو اکیلا چھوڑ دیا میں نے اس سے اظہار محبت کیا اندھے کو کیا چاہیے دو آنکھیں میں خود اس کی محبت میں تنہا جل رہا تھا جب اس نے اظہار کرنے میں پہل کی تو میں نے بھی اظہار کر دیا میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھنے لگا کہ جو کچھ چاہا وہ پا لیا۔

اب ہماری روز تھوڑی بہت بات ہوتی رہتی تھی خوشی کا وقت بہت جلدی گزر جاتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ 3 دن کے بعد واپس چلے گئے اور پھر میرے لیے وہی زہر بھری جدائی باقی رہ گئی۔

وقت رخصت تھا اس کا رومال بھی بھیگا ہوا
اور ہمارے دل میں بھی خون کے آنسو تھے

اس بار میں پہلے سے مطمئن تھا کیونکہ میرے دل کی بات اس تک اور اس کے دل کی بات مجھ تک پہنچ چکی تھی اظہار محبت ہو چکا تھا اب ہماری فون پر باتیں ہونی شروع ہو گئیں جب بھی دل کو قرار نہ آتا اس سے فون پہ بات کر لیتا اب میرے میٹرک کے پیپر ہونے والے تھے اور میں نے اپنی توجہ پڑھائی کی طرف کر دی کافی اچھے پیپر ہوئے اور میں پاس ہو گیا۔

مئی 2005ء کو میری ہمشیرہ کی شادی طے پائی جس میں اس نے شرکت کی بہت خوبصورت نظر آ رہی تھی وہ اب جوانی کا سفر طے کر رہی تھی اس کے حسن میں بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا مصروفیات بھی کافی زیادہ تھیں کام کاج اور مہمانوں کو خوش آمدید کہنا کھانا کھلانے میں کافی ٹائم گزر گیا۔

میری اس سے ملاقاتیں ہوتی رہیں رات کو تنہائی میں ملاقات ہوئی پیار و محبت عہد و پیمان ہوئے ایک ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے ٹائم کا پتہ نہ چلا کہ 2 بج گئے نہ چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسوؤں کو صاف کیا میں چھت پر ہی سو گیا اور وہ نیچے آ گئی رات اس کے بارے میں سوچتے سوچتے گزر گئی دوپہر کا کھانا اکٹھے کھایا پھر کھانے کے بعد انہوں نے جانے کی تیاری شروع کر دی شام کو وہ سب واپس چلے گئے میں سٹاپ تک ساتھ نہ گیا کیوں کہ میں اس کی آنکھوں میں تیرتے ہوئے آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا وہ چلے گئے مجھے میرا اپنا گھر کھانے کو دوڑتا تھا میری حالت غیر ہو چکی تھی بالکل بھی سکون نہیں مل رہا تھا میں ان ۔ فری تھا ایک ہفتہ بڑی مشکل سے گزارا اور ان کے گھ ۔ چ گیا ان کے گھر پہنچ کر جب ان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس ۔ کے چھوٹے بھائی نے دروازہ کھولا سب اچانک مجھے ا ۔ منے دیکھ کر بہت خوش ہوئے گھر والوں کی خیریت ا ۔ سلا دیا اپنی جان سے ملا وہ بہت خوش تھی بہت زیاد ۔ تھا اس کے چہرے پر وہ پرستان کی پری دکھائی دے رہی تھی لال رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے رات کو تھوڑی دیر سب کے ساتھ گپ شپ لگائی اور سو گیا۔

لوگوں نے جنت مانگی ہم نے جنت بھی نہ مانگی
مانگی تو خدا کی قسم تیرے ملنے کی دعا مانگی

صبح خود میری جان نے آ کر اٹھایا کہ اٹھ جاؤ کیا سارا دن سو کر گزارنا ہے ناشتہ مجھے اپنے ہاتھوں سے کرایا پھر سکول کی تیاری کرنے لگی سکول یونیفارم ۔ وہ بہت خوبصورت تھی اس کی شکل قارئین سائ ۔ چوہدری سے بہت ملتی ہے خیر وہ سکول چلی گئی اور میں ا ۔ کے چھوٹے بھائی کے ساتھ باہر گھومنے چلا گیا دل نہیں لگ ۔ رہا تھا سکول کی طرف گئے اور واپس گھر آ گئے ٹائم ہی نہیں گزر رہا تھا اللہ اللہ کر کے ٹائم گزرا اور وہ سکول سے واپس آئی تو میری جان میں جان آئی قارئین میں اس کی محبت میں کھو کر اس کے گھر والوں کے بارے میں بتانا ہی بھول گیا اس کے ابو کی اپنی دکان تھی امی گھریلو خاتون تھیں وہ دو بہنیں اور تین بھائی تھے بڑی بہن کی شادی ہو چکی تھی پھر اس کا نمبر تھا اور تینوں بھائی اس سے چھوٹے تھے جو ابھی ۔ پڑھتے تھے وہ سکول سے واپس آئی تو اکٹھا کھانا کھایا ۔ نے کے بعد میں علیحدہ کمرے میں چلا گیا اور وہ برتن ۔ کر میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس آ گئی باتیں کرنے لگی مجھ سے پوچھنے لگی کہ میرے بنا کیسے دن گزرے کیسے راتیں گزریں۔

کیا بتلائیں جان جاں ہم تم سے دور رہ کے
اکثر دعاؤں میں خدا سے تم کو ہی مانگا کرتے تھے

یہ سن کر اس کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا باتیں کرنے لگے باتوں باتوں میں اس نے کہا کہ اب آپ گھر والوں سے بات کرو یہ نہ ہو کہ کوئی اور مانگ لے میں مر تو سکتی ہوں لیکن کسی اور سے شادی نہیں کروں گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے دو دن ان کے گھر میں رہا اور واپس آ گیا وہی بوریت کافی مشکل سفر تھا یہ صرف وہی میرا درد سمجھیں گے جو کسی پیارے سے بچھڑا ہو گا دن اس کی یادوں کے سہارے رات اس کی خوابوں میں گزرتے رہے میں ادھر تڑپتا رہا سسکتا رہا۔

خیر اگست کا مہینہ تھا 22 تاریخ تھی دن منگل کا تھا وہ پھر ہمارے گھر اپنی دادی اور چھوٹے بھائی کے ساتھ آئی لیکن اب کی بار اس کے چہرے پر وہ مسکان جو مجھے دیکھ کر آتی تھی وہ نہ آئی جو پہلے بہانے بہانے سے نظر ملاتی تھی اب نظر چراتی تھی بہت کوشش کی بات کرنے کی لیکن اس نے نہ سنی خیر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کو خط لکھا۔

جان سے پیاری این السلام علیکم

میری جان کیا ہوا خیریت تو ہے مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے اتنی بے رخی کی کیا وجہ ہے مجھے بتاؤ یوں خاموش رہ کر سزا تو نہ دو اس دیوانہ پر رحم کرو اور بتاؤ کیا ہوا ہے۔

فقط آپ کا دیوانہ این

خط میں نے کسی طریقے سے اس تک پہنچا دیا اس نے غصہ سے لے لیا رات کو مجھے نیند نہ آئی اور تقریباً دو بجے بارش شروع ہو گئی آسمان بھی میرے ساتھ میرے دکھ میں دل کھول کر رو یا۔

یہ بادل کیوں بھٹک رہے ہیں فضا میں در بدر
شاید ان سے بھی بچھڑ گیا ہے ان کا اپنا کوئی

صبح میری چھوٹی ہمشیرہ نے مجھے جگایا کہ بھائی وہ رو رہی ہے مجھے آج تک یہ نہیں پتہ چل سکا کہ وہ خط میرے ابو تک کیسے پہنچا خیر میرے گھر والوں کو میرے بارے میں پہلے کا پتہ تھا میں نے رشتہ کے لیے کہا تھا کہ میں نے شادی کرنی ہے تو صرف این سے نہیں تو نہیں کروں گا میرے گھر والوں نے اس کو سمجھایا لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہی مجھے واپس گھر جانا ہے اس دن سے میری زندگی اجڑے سنسان بیاباں میں بھٹک رہی ہے کوئی سائبان ملا۔

پھر بھی میں نے ہار نہ مانی سکون نہ آیا دل اس کو اپنا مانتا رہا۔

تمہاری اور بات ہے کہ تم مجھے بھول جاؤ
میری بات اور ہے کہ میں نے تم سے محبت کی

میں تم سے اج اس رسالے کی وساطت سے پوچھتا ہوں مجھے بتاؤ مجھ میں کیا کمی تھی کیا خامی تھی کیا برائی تھی اللہ کا شکر ہے سرکاری جاب پاک آرمی میں سروس کرتا ہوں کیا نقص تھا میری زندگی میں مجھ میں نہ کہ میں نے حد سے بڑھ کر تم سے پیار کیا تھا اے وفا میں مانتا ہوں کہ اب جب کہ تو نے پیار کے رستے میں اکیلا دھتکار کر چھوڑ دیا تو میں برا بن گیا ہوں میں پیار سے انجان تھا مجھے پیار تمہاری صورت دیکھ کر ہوا کاش کہ اس وقت میں سیرت بھی سمجھ پاتا اور اپنی زندگی یوں نہ برباد کرتا۔

چھیڑ کر مجھ کو میرے دل میں پیار جگایا تو نے
پیار سے تھا انجان مجھے پیار سکھایا تو نے

میں اب بہت برا ہوں لیکن یہ سب برائیاں تو این آپ کی بے وفائی سے آپ سے پیار کرنے کے بدلے میں ایک تحفہ ہیں اور تحفہ تو سب کو پیارا ہوتا ہے نہ آپ نے مجھے ٹھکرایا ہوتا نہ میں آپ کو بھلانے کی کوشش کرتا نہ ہی نشہ کرتا نہ میں زمانے کی نظروں میں گرتا میں اپنی حالت اک شعر میں بتاتا ہوں

نہ تھی کبھی ایسی حالت آپ سے دل لگانے سے پہلے
جو کچھ بھی ہوں میں آج یہ سب آپ کی سوغات ہے
حالت میری دیکھ کر خود رو پڑا فقیر
کاسہ اپنا دے کر مجھ کو خود چلا گیا

آپ کے پیار میں میری حالت ان مانگنے والوں سے بھی بدتر ہے میرے خدا کو شاید میرا مانگنا پسند آیا کہ میں ہر وقت میں اپنے رب سے این صرف اور صرف تمہارا پیار مانگتا رہا ہوں اور تا حیات مانگتا رہوں گا لیکن اب میں اپنے والدین اور بہن بھائیوں کی خواہشات کو ختم نہیں کر سکتا میں اتنا خود غرض نہیں ہوں این میں مرد ہو کر وفا کر کے بھی ہار گیا اور تم ایک عورت ہو کر بے وفائی کر کے بھی جیت گئی ہو میری دعائیں پھر بھی تمہارے ساتھ ہیں کہ تم جہاں رہو خوش رہو۔

اب تو ہاتھوں سے لکیریں بھی مٹی جاتی ہیں
تجھ کو کھو کر میرے پاس رہا کچھ بھی نہیں
میں تو اس واسطے چپ ہوں کہ تماشا نہ بنے
تو سمجھتا ہے کہ مجھے تجھ سے این گلہ کچھ بھی نہیں

قارئین کی آراء کا منتظر رہے گا۔

چند اشعار اور غزل کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں

والسلام آپ کا اپنا۔

صرف تیرے نام

یہ سرخ شرابی آنکھیں...... یہ معصوم ادائیں...... یہ لڑکھڑاتے قدم...... یہ الجھے بال...... یہ روپ فقیراں...... یہ چال ملنگاں...... یہ سگریٹوں سے جلے کپڑے...... یہ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنا...... ہر ایک چہرہ میں تیرا عکس تلاش کرنا...... تیرے غم کو بھلانے کے لیے نشہ کرنا...... کتنا عجیب ہے جاناں...... کتنا عجیب ہے جاناں......

سلوک اس نے مجھ سے کسی سگریٹ سا کیا
پہلے جلایا، پھر پیا، پاؤں رکھا اور مٹی میں ملا دیا
یعنی جب طلب تھی اس کو میری کچھ وقت کیلئے
پہلے ہونٹوں سے لگایا پھر دھوئیں میں اڑا دیا
اپنی سانسیں کھینچ کر میری خوشبو کو خود میں بسا کر
میری جلتی راکھ کو انگلیوں کے جھٹکے سے گا دیا

(عابد رشید، راولپنڈی)

❁❁❁

خوشیوں بھری زندگی

تم خوش رہو یہ زندگی میری
تم سے وابستہ ہے ہر خوشی میری
دکھ نہ آئیں کبھی زندگی میں تیری
ہر گھڑی لبوں پہ ہے یہ دعا میری
ہر دم تم مسکراتے رہو
گیت زندگی کے سدا یوں ہی گاتے رہو
چاند ستارے تیرے آنگن میں ہوں
خوشیوں سے بھری رہے زندگی تیری
ہر گھڑی لبوں پہ ہے یہ دعا میری

(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

ساتھ گزرے لمحوں کو یاد کر کے رویا کرو گے تم
میری یاد کے سنگ پھر کبھی چین سے نہ سویا کرو گے تم
رلائے گی بہت تجھے محبت میری
جب تجھے یاد آئے تجھے چاہت میری
پھر گزرے پل واپس نہیں آئیں گے
جب ہم تمہیں چھوڑ جائیں گے

(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

امید

کوئی سورج جاگے دھرتی پر
کچھ ایسا ہو یہ رات ڈھلے
کوئی ہاتھ میرا تھامے ہاتھ میرا
کوئی لے مجھ کو ساتھ چلے
کوئی بیٹھے میرے پہلو میں
میرے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھے
اور پونچھ کے آنسو آنکھوں سے
وہ دھیرے سے یہ بات کہے
یوں تنہا سفر اب کتنا نہیں
چلو ہم بھی تیرے ساتھ چلیں

(حماد ظفر ہادی، گوجرہ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''تیری زندگی کیلئے''

☑ ......تحریر: شبنم شہزادی، گاؤں پاپا نگری

مجھے کیا پتہ تھا کہ ابو مجھ سے آخری بار بات کر رہے ہیں قسمت کوکیا منظور تھا ابواپنی گاڑی پر لاہور جا رہے تھے کہ کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور ابو بھی ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے مجھے تو یقین ہی نہ ا رہا تھا کہ ابواتنا پیار کرنے والی بیٹیوں کوچھوڑ کر چلے گئے جب ابو کی ڈیڈ باڈی کولے کر جانے لگے تو حنا چارپائی سے لپٹ گئی نہیں جانے دوں گی اپنے ابو کو چھوڑو میرے ابو کو حنا اس طرح نہیں کھتے ابو کو اب اپنے گھر جانا ہے یہ گھر بھی تو ابو کا ہے حنا روتے روتے بے ہوش ہو گئی حنا کو کھیں گھنٹوں بعد ہوش ایا ہوش میں اتے ہی امی ابو کو اوازیں دینے لگی میں نے بڑی مشکل سے حنا کو سنبھالا میری سمجھ میں نہیں ا رہا تھا کہ کیا کروں گھر کو سنبھالوں کہ دکان دیکھوں حنا کی اس قدر بری حالت تھی کہ بس بستر کی ہو کر رہ گئی بھت سے ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن حنا کی طبیعت درست ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

(ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

آیئے میں آپ کواپنی دوست زویا کی زندگی کی کہانی سناتی ہوں وہ کہانی جواس نے مجھے بارہ سال بعد بتائی ہے ہم آج 12 سال بعد ملی ہیں اس کے تو آنسو روکنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے میرے لاکھ چپ کروانے پر اس نے اپنے آپ پر قابو پایا میں تمہیں بتاتی ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم دو سسٹرز ہیں زویا اور حنا میں بڑی اور حنا چھوٹی ہے میرے امی ابو کو ہمیشہ ہی بیٹے کی خواہش تھی ابو کی حافظ آباد میں کپڑے کی دکان تھی امی گھریلو عورت تھی میرے امی ابو ہمیں بہت پیار کرتے تھے گھر میں ضرورت کی سب چیزیں تھیں ہم نے کبھی بھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا تھا میرے ابو کہتے کہ زویا میری بیٹی نہیں بیٹا ہے میں بہت ناز کرتی تھی اور حنا کو بہت برا لگتا میں اسے ستانے کے لیے یہ سب کچھ کہتی وہ مجھ سے ناراض ہو کر اپنے کمرے میں چلی جاتی پھر میں اسے منانے کے لیے اس کے کمرہ میں جاتی وہ مجھ سے بہت جلدی ناراضگی ختم کر دیتی وہ کہتی آپی آپ اپنے آپ کولڑکا نہ سمجھا کریں وہ کیوں مجھے بہت برا لگتا ہے اگر آپ اپنے آپ کولڑکا سمجھیں گی تو میں اپنی آپی کو کھودوں گی وہ میرے گلے سے لپٹ کر بہت روتی میں اس کو سمجھتی کہ یہ سب تو میں بس آپی اب آپ اپنے آپ کولڑکا نہیں کہو گی۔ ورنہ میں زندگی بھر ناراض ہو جاؤں گی جب وہ اس طرح کہتی تو مجھے آگ سی لگ جاتی نہیں جان اس طرح نہیں کہتے وقت نے مجھے اتنا شعور دے دیا ہے کیا اچھا ہے کیا برا جب میں نے بی اے کا امتحان پاس کیا تو میری امی ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے اس دنیا میں جا بسی۔

حنا کی عمر اس وقت 15 سال تھی جس عمر میں ماں کی ضرورت تھی ماں چلی گئی ماں کی ضرورت تو ہر عمر میں ہوتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے میں نے حنا کو ماں کا پیار دیا لیکن ماں ماں ہی ہوتی ہے ہمیں کیا معلوم کہ امی کے جانے کے بعد ہم پر آسمان ٹوٹ پڑے تھے پیاری زندگی میں طوفان آتے گئے ابو کی دکان پر ایک لڑکا قاسم کام کرتا تھا ابو اس کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے ایک دن قاسم ہمارے گھر آیا تو میں گھر میں اکیلی تھی حنا کالج گئی تھی میں تو ڈر گئی کہ قاسم کیا کرنے آیا ہے وہ مجھے انکل جی نے بھیجا ہے کہ گھر سے میرے کپڑے لے کر آؤ وہ کیوں انکل کو لاہور مل سے فون آیا ہے کہ آج ہی لاہور پہنچیں ابو نے ہمیں تو نہیں بتایا قائم وہ ابھی فون آیا ہے میں نے قاسم کو ابو کے کپڑے نکال کر دیئے وہ چلا گیا میں نے کہا ابو سے کہنا کہ گھر فون کریں ابو لاہور چلے گئے ابو کا فون آیا بیٹی میں دو دن کے لیے لاہور جا رہا ہوں گھر سے باہر نہ نکلیں میں نے قاسم سے کہا ہے وہ شام کو گھر کی ضرورت کی چیزیں لا دے گا حنا کا خیال رکھنا اچھا خدا حافظ بیٹا۔

مجھے کیا پتہ تھا کہ ابو مجھ سے آخری بار بات کر رہے ہیں قسمت کو کیا منظور تھا ابو اپنی گاڑی پر لاہور جا رہے تھے کہ کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور ابو بھی ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے مجھے تو یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ ابو اتنا پیار کرنے والی بیٹیوں کو چھوڑ کر چلے گئے جب ابو کی ڈیڈ باڈی کو لے کر جانے لگے تو حنا چارپائی سے لپٹ گئی نہیں جانے دوں گی اپنے ابو کو چھوڑو میرے ابو کو حنا اس طرح نہیں کہتے ابو کو اب اپنے گھر جانا ہے یہ گھر بھی تو ابو کا ہے حنا روتے روتے بے ہوش ہو گئی حنا کو کہیں گھنٹوں بعد ہوش آیا ہوش میں آتے ہی امی ابو کو آوازیں دینے لگی میں نے بڑی مشکل سے حنا کو سنبھالا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں گھر کو سنبھالوں کہ دکان دیکھوں حنا کی اس قدر بری حالت تھی کہ بس بستر کی ہو کر رہ گئی بہت سے ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن حنا کی طبیعت درست ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی کالج کی بھی چھٹیاں ہو رہی تھیں۔

ایک دن قاسم نے بتایا کہ ڈاکٹر اسلام کے پاس لے جاؤ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی حنا کا علاج شروع ہو گیا وہ دن بدن بہتر ہوتی گئی میں نے دکان قاسم کے حوالے کر دی بس کبھی کبھی چکر لگا آتی حنا بہت بدمزاج ہو گئی تھی قاسم کی کوئی بڑی فیملی نہ تھی بس ایک بہن اور امی جان تھیں وہ اکثر ہمارے گھر آتیں اور کہتیں کہ بیٹا جس چیز کی ضرورت ہو قاسم سے کہہ دیا کرو جی آنٹی آج امی ابو کو گئے ہوئے پورے 2 سال ہو گئے شبنم تم تو ایسی کالج سے بچھڑ کر گئی کہ دوبارہ خبر ہی نہ لی تھی کیا معلوم میں نے تمہیں کتنا یاد کیا ہر قدم پر نہ میری کوئی دوست تھی جس کے کندھے پر سر رکھ کر رو سکتی اب قاسم کا آئے روز آنا رہتا حنا بس قاسم سے بیٹھ کر باتیں کرتی قاسم چلا جاتا تو وہ چپ چاپ بیٹھی رہتی ایک دن حنا کچھ سوچ رہی تھی کہ میں نے پوچھا حنا کیا سوچ رہی ہو آپی میں یہ سوچ رہی تھی کہ کیوں نہ میں قاسم بھائی کو اپنا بھائی بنا لوں وہ تو ہے ہی ہمارا بھائی ہمارا نہیں آپی صرف میرا وہ کیوں آپی آپ قاسم بھائی سے شادی کر لیں مجھے ایک دم جھٹکا لگا یہ کیا کہہ رہی ہو آپی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں قاسم بھائی آپ کو بہت پسند کرتے ہیں لیکن میں نے کبھی ایسا کچھ سوچا نہیں تو اب سوچ لیں نہ چلو سو جاؤ حنا تو سو گئی لیکن میں ساری رات یہ سوچتی رہی کہ حنا کتنی بڑی ہو گئی ہے کہ اس کو میری شادی کی۔ نہیں نہیں وہ تو بچی ہے اس کو کیا پتہ شادی کس رشتے کا نام ہے جب تک حنا کی پڑھائی مکمل نہ ہو جائے میں شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔

یہاں میں آپ کو بتاتی چلوں کہ میرے ابو کے چھوٹے بھائی یاسر اسلام آباد میں رہتے تھے انہوں نے ہماری کبھی بھی خبر نہ لی ایک دن میں دکان سے گھر آئی تو رحمت چچا نے بتایا کہ یاسر صاحب اسلام آباد سے آئے ہیں میں ایک دم چونک گئی انہوں نے ابو کی زندگی میں کبھی ہماری خیریت نہ پوچھی تو اب کیسے آ گئے اللہ خیر کرے میں اندر گئی سلام وغیرہ کیا انکل کے ساتھ آنٹی اور ان کا بیٹا ارمان بھی آئے تھے شام کے کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے حنا آپی یہ کیا کرنے آئے ہیں مجھے کیا پتہ آپی امی ابو کی زندگی میں تو ہم نے ان کو نہیں دیکھا لیکن اب کیوں۔ کیا پتہ ان کو ہماری تنہائی کا احساس ہو گیا ہو انکل آنٹی کو آئے ہوئے تین چار دن گزر گئے انہوں نے جانے کا نام نہ لیا ایک دن صبح سب ناشتہ کر رہے تھے کہ حنا بولی انکل آپ یہاں کیا کرنے آئے ہیں میں نے لاکھ آنکھوں سے اشارہ کیا کہ کوئی بات نہ کرے لیکن حنا نہ مانی پتہ نہیں کبھی مجھے لگتا کہ حنا صحیح کر رہی ہے پھر ڈر لگتا کہ حنا کو میں اپنے ذہن کو سوچنے سے روک دیتی۔

انکل بولے بیٹا ہم آپ کو یہاں سے لینے آئے ہیں آپ کا ہمارے سوا اس دنیا میں ہے ہی کون نہیں انکل ہم کہیں نہیں جائیں گے یہ ہمارا گھر ہے اور امی ابو کی زندگی میں آپ نے تو کبھی پوچھا نہ تھا اب کیسے خیال آ گیا آپ یہاں سے چلے جائیں نہیں بیٹا تم جذباتی ہو کر سوچ رہی ہو ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو اگر تم دونوں کو کچھ ہو جائے تو اس جائیداد کا مالک کون ہو گا میں چاہتا ہوں کہ زویا اور ارمان کی شادی ہو جائے اور تم ہمارے ساتھ رہو۔

سوری انکل آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں آپی کی شادی بہت جلدی قاسم بھائی سے ہو جائے گی اگر آنا ہو گا تو آ جایئے گا میں دیکھ رہی تھی کہ حنا کتنی سمجھدار ہو گئی ہے اس کو اپنے اچھے برے کا احساس ہے تم بھی کچھ کہو میں کیا کہوں انکل حنا ٹھیک کہہ رہی ہے۔

بیٹا اس طرح کی باتیں نہیں کرتے انکل آپ یہاں کچھ دن رہنے آئے ہیں تو رہیے لیکن ہم آپ کے ساتھ نہیں جائیں گی لیکن بیٹا بس انکل بات ختم اگلے دن میں بہت پریشان تھی اب کیا کروں حنا آپی قاسم بھائی کو فون کریں کہ وہ مجھے کالج چھوڑ آئے نہیں حنا چلو آج میں تمہیں خود چھوڑ آتی ہوں نہیں آپی مجھے صرف قاسم بھائی کے ساتھ جانا ہے پلیز حنا اب بچپنا بند کرو تم خود یہ سوچو کہ وہ ہمارے لیے اتنے کام کرتے ہیں اس کو اپنی فیملی کو بھی ٹائم دینا ہوتا ہے نہیں آپی قاسم بھائی صرف میرے بھائی ہیں ان کی کوئی فیملی نہیں ہے اب آپ قاسم بھائی سے شادی کریں شادی کے بعد قاسم بھائی بھی ادھر ہمارے ساتھ ہی رہیں گے وہ آپ کو پسند کرتے ہیں آپ ان سے بات کیوں نہیں کرتی کیا میں اپنی شادی کی بات کرتی ہوئی اچھی لگوں گی پھر میں خود بات کروں گی کہیں آپ ارمان کے بارے میں تو نہیں سوچ رہی آپ انکل کی باتوں میں تو نہیں آ گئیں اگر آپ نے ایسا کیا تو میں اپنی جان دے دوں گی حنا خدا کے لیے چپ ہو جاؤ آپی میں سچ کہہ رہی ہوں۔

مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ یک دم میں نے حنا کا تھپڑ مار دیا اور خود رونے لگی حنا وہی چپ چاپ کھڑی رہی حنا تمہیں کیا پتہ کہ میں اندر سے ٹوٹ چکی ہوں تمہاری ہر خواہش پوری کی تمہاری ہر بات مانی تمہیں امی ابو کی وفات کا احساس نہ ہونے دیا تمہاری تیمارداری میں ساری ساری رات جاگتی رہتی کہ میری پھول سے بھی نازک بہن کو کوئی دکھ نہ ملے ہر وقت خدا سے دعا مانگتی کہ اے خدا اس کے دکھ بھی مجھے دے دے تمہیں تو اپنی جان دینی آتی ہے کبھی یہ سوچا ہے کہ تمہارے بعد میرا کیا ہو گا میں تمہارے سامنے انسان ہوں لیکن میں ایک زندہ لاش کی زندگی گزار رہی ہوں جو ہر وقت ایک نئے دکھ سے گزرتی ہوں تم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ تم میرے لیے کیا ہو زندگی، بندگی میری وہ مسکراہٹ جو تمہیں دیکھ کر میرے ہونٹوں پر پھیل جاتی ہے اگر تمہیں کچھ ہو جائے تو میں جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حنا کی جگہ قاسم کھڑا تھا آپ، آپ کب آئے میں تو کافی دیر سے آپ کی باتیں سن رہا ہوں میں تو سمجھتا تھا کہ آپ مجھے اپنا ہر دکھ بتاتی ہیں پر ایسا کیوں کیوں زویا۔

کس رشتے سے بتاتی آپ کو ہم پہلے ہی آپ کے احسانوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہیں۔ احسان کون سا احسان تو آپ کے لیے ہے جو مجھے اس قابل سمجھا رشتہ کی بات ہے تو دوستی کا رشتہ سب رشتوں سے عزیز ہوتا ہے مجھے لگتا ہے کہ آپ نے مجھے کبھی اپنا دوست بھی نہیں سمجھا نہیں قاسم ایسی بات نہیں میں تو تمہیں دوست سے بڑھ کر سمجھتی ہوں تو اتنی بے رخی کیوں اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ مجھ سے شادی کرے گی تو میں حیران ہو گئی کہ قاسم نے ایک دم ہی پرپوز کر دیا۔

میں بہت دنوں سے سوچ رہا تھا پھر ڈرتا تھا کہ آپ کیا سمجھیں گی قاسم حنا بھی یہی چاہتی ہے اور آپ میرا کیا ہے میں حنا کی خوشی میں خوش ہوں قاسم آپ آج شام اپنی امی کو بھیجنا میں رونے لگی قاسم نے آگے بڑھ کر مجھے گلے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے لگالیا اور کہنے لگا کہ تم اس طرح روگی تو حنا کو حوصلہ کون دے گا وہ آپ سے بہت شرمندہ ہیں اور سامنے آنے سے ڈرتی ہے کہ کہیں تم پھر ناراض نہ ہو جاؤ نہیں قاسم میں حنا سے کبھی بھی ناراض نہیں ہو سکتی یہ تو پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا جو حنا کو اتنی بری طرح میں حنا کے کمرے میں گئی حنا بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی میں اس کے قریب بیٹھ گئی کیا ہوا حنا میرے پوچھنے کی دیر تھی کہ حنا میرے گلے سے لپٹ کر بہت روئی آپی میں نے آپ کو غلط سمجھا میں کبھی بھی اپنے آپ کو معاف نہیں کر سکوں گی میں آپ کے پیار میں اتنی دور چلی گئی کہ آپ کی پریشانی کو محسوس ہی نہیں کر سکتی نہیں پاگل ایسی باتیں نہیں کرتے یہ تو میری ذمہ داری ہے وہ ذمہ داری جو امی ابو نے میرے کندھے پر ڈالی ہے میں تو بس وہ ذمہ داری پوری کر رہی ہوں حنا تم کو کوئی دکھ نہ دے وہ میرے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی میں اس کے خوبصورت ریشمی بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی حنا ایک بات کہوں جی آپی حنا وہ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے کیسا فیصلہ تم چاہتی تھی نہ کہ میں قاسم سے شادی کر لوں میں نے قاسم سے کہا ہے کہ وہ آج شام اپنی امی کو بھیجے وہ ہماری شادی کی ڈیٹ مقرر کر جائے حنا ایک دم جھٹکا لگا کر بیٹھ گئی سچ آپی تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں نہیں آپی یہ شادی نہیں ہو سکتی میں ایک دم حیران ہو گی کیا ہوا اب کیا ہے آپی آج شام شادی کی ڈیٹ نہیں بلکہ منگنی ہو گی اور پھر حنا زور زور سے ہنسنے لگی حنا یہ کیا ہے ابھی تو تم وہ آپی حنا نے پھر ایک قہقہہ لگایا ہم پہلے منگنی کریں گے پھر شادی میری ایک ہی تو آپی ہے اپنے دل کے ارمان تو پورے کر لو حنا تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا آپی آپ بھی مان لے کہ آپ بھی قاسم بھائی سے پیار کرنے لگی ہیں حنا تم بہت شرارتی ہو گی ہو آپی میں اپنی ساری سہیلیوں کو بلاؤ گی حنا یہ سب کرنے کی کیا ضرورت ہے ضرورت ہے آپی آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں نے حنا کو بڑے سالوں بعد آج اتنا خوش دیکھا میں اسے دیکھ کر مسکرانے لگی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ آج امی ابو ہوتے تو کتنے خوش ہوتے اپنے ہاتھوں سے میری منگنی کی تیاری کرتے۔

ارے یہ کیا آپی آپ رو رہی ہیں ابھی تو بس منگنی ہونی ہے رخصتی نہیں اور میں روتے ہوئے بھی ہنس پڑی آپ یہاں بیٹھی ہیں جلدی سے تیار ہو جائیں سب مہمان آ گئے ہیں کچھ دیر بعد قاسم نے مجھے اپنے نام کی انگوٹھی پہنا دی رات گیارہ بجے تک پارٹی چلتی رہی میں اور قاسم چھت پر چلے گئے زویا اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف کرنا ایک بات کہوں زویا تم مجھے آپ نہ کہا کرو تو اور کیا کہوں تم میرا نام بھی لے سکتی ہو ویسے گھر کو خوب سجایا ہے یہ تو آپ حنا سے پوچھنا یہ سب اسی کی بدولت ہے ہم باتوں میں مصروف تھے کہ وقت کا پتہ بھی نہ چلا حنا آئی ہیلو رات کافی ہو چکی ہے کیا جانے کا ارادہ نہیں۔

قاسم وہ میں، آپ تو نہیں بولیں منگنی ہوتے ہی دوست کو بھول گئے سوری حنا اچھا اچھا معاف کیا لیکن اب خیال رکھنا میں ان دونوں کی باتیں سن کر مسکرانے لگی اچھا اب اجازت دیں دل تو نہیں چاہ رہا کہ جاؤں سب مہمان چلے گئے میں نے دیکھا کہ ارمان کمرہ میں بیٹھا ہے تم یہاں کیا کر رہے ہو وہ آپی میں آپ کو بتانا بھول گئی کہ ارمان کو انکل نے گھر سے نکال دیا ہے اور میں نے اس کو بس حنا تم نے اتنا بڑا فیصلہ اکیلے کر لیا ارمان آپی آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں تم چپ رہو میں اپنے کمرہ میں چلی گئی حنا آپی آپ کو ایک بات بتانی ہے میں ارمان کو پسند کرتی ہوں کیا میرے پاؤں تلے سے تو جیسے زمین ہی نکل گئی پتہ ہے وہ کون ہے کس کا بیٹا ہے سب جانتی ہوں میں تو اس دن سے جانتی ہوں جب راستے میں چند لڑکوں نے میرا رستہ روک لیا تھا اگر اس دن ارمان نہ آتا تو آپ کی بہن آپ کے ساتھ نہ ہوتی میں نے قاسم بھائی کو بھی بتایا تھا حنا نے مجھے تمام باتیں بتائیں کہ ارمان کو کس طرح گھر سے نکالا گیا ہے چلو سو جاؤ رات کافی ہو گئی ہے میں ارمان پر اعتبار کرنے لگی میں نے دکان قاسم اور ارمان کے حوالے کر دی میں سمجھتی ہوں خدا کو ہماری تنہائی پر رحم آ گیا ہو اب میں صرف گھر پر رہتی ان دونوں نے دکان بڑی ایمانداری سے چلائی دو ماہ بعد میری شادی ہو گئی شادی کے بعد صرف ایک ہفتہ قاسم کے گھر رہی قاسم کی فیملی بھی ہمارے گھر

رہنے لگی قاسم کی بہن کی شادی قاسم کے دوست سے ہو گئی میں نے سوچا کہ حنا کی بھی شادی کر دی جائے میں نے قاسم سے بات کی ہاں ارمان اچھا لڑکا ہے ہماری حنا کو خوش رکھے گا میں نے حنا سے پوچھا وہ کہنے لگی نہیں آپی مجھے ابھی شادی نہیں کرنی ابھی میں اور پڑھنا چاہتی ہوں ٹھیک ہے منگنی کر دیتے ہیں شادی بعد میں کر دیں گے اللہ نے مجھے چاند سے بیٹی دی جس کا نام قاسم نے مسکان رکھا قاسم کو بیٹی کی بڑی خواہش تھی اب بس وہ ہر وقت مسکان کے ساتھ لگے رہتے حنا اور ارمان کی شادی کر دی انکل نے ارمان کو دھمکیاں دیں کہ حنا کو طلاق دے دے لیکن ارمان واقعی ہی سمجھدار لڑکا تھا ارمان حنا کو لے کر امریکہ چلا گیا آج میں بڑی خوش ہوں کہ میری بہن کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے خوشیاں دی ہیں اللہ ہمیشہ اسے خوش رکھے حنا کا ایک بیٹا ہے جس کا نام زین ہے وہ کبھی کبھی پاکستان آتی ہے تو کہتی ہے آپی میں تو آپ کے پاس رہنا چاہتی تھی لیکن آپ نے مجھے دور کر دیا نہیں پاگل میں نے تو تمہاری زندگی کے لیے تمہیں دور بھیجا تھا میں نہیں چاہتی کہ میری جان مجھے اکیلا چھوڑ کر دور چلی جائے حنا میں مجھے آج بھی اس کا بچپنا دکھائی دیتا ہے وہ بچپن کی طرح آج بھی میرے سینے پر سر رکھ کر سوتی ہے۔

قارئین یہ تھی میری زندگی کی کہانی جو میں نے صرف آپ کو بتائی ہے میں شبنم کی شکر گزار ہوں جو اس نے میری کہانی لکھی جواب عرض کے تمام پڑھنے اور لکھنے والوں سے گزارش ہے کہ میری کہانی کو پسند کریں گے اور آگے لکھنے کی اجازت انسان تھوڑا تھوڑا لکھ کر ہی بڑا رائٹر بنتا ہے میری بھی یہی خواہش ہے انشاء اللہ میری کہانی میں بہت سی لفظی غلطیاں ہوں گی وہ آپ پر چھوٹی ہوں تمام لکھنے والوں کو میری طرف سے سلام قبول ہو آخر میں پوری ٹیم کو سلام۔

میں نے جب بھی دعا مانگی تیری زندگی کی دعا مانگی
میری زندگی بھی خدا تجھے دے دے بس یہی التجا مانگی
تمنے تو یاد نہیں کیا کبھی ہنستے ہوئے
میں نے تو روتے ہوئے بھی تیری ہنسی کی دعا مانگی

❀❀❀

رحم دل پر بہار دیکھا ہے

زخم دل پر بہار دیکھا ہے
کیا عجب لالہ زار دیکھا ہے
جن کے دامن میں کچھ نہیں ہوتا
ان کے سینوں میں پیار دیکھا ہے
خاک اڑتی ہے تیری گلیوں میں
زندگی کا وقار دیکھا ہے
تشنگی ہے صدف کے ہونٹوں پر
گل کا سینہ فگار دیکھا ہے
سائیا! اہتمام بادہ کر
وقت کو سوگوار دیکھا ہے
جذبہ غم کی خیر ہو ندیم
حسرتوں پر نکھار دیکھا ہے

(ملک ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

ماں کے نام

وہ میری بدسلوکی پر [illegible] مجھے دعا دیتی رہی
آغوش میں لے کر سب غم بھلا دیتی رہی
یوں لگتا ہے جیسے جنت سے آ رہی ہے خوشبو
جب وہ اپنے پلو کی ہوا مجھ کو دیتی رہی
میں جو انجانے میں کروں کوئی غلطی
میری ماں اس پر بھی مسکرا دیتی رہی
کیا خوب بنایا ہے رب نے رشتہ ماں کا
ویران گھر کو بھی ماں جنت بنا دیتی رہی
ماں کے بغیر میرا کون سہارا ہے
یہ سوچ کبھی کبھی رلا دیتی رہی

(ملک ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

برق گرنے لگی پھول جلنے لگے
پھر تماشہ ہلاکت کا ہونے لگا
دیکھ کر آدمیت کو وحشت زدہ
ایک شاعر کا دل آج رونے لگا

(ملک ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آپ بہت اچھے ہیں"

☑......تحریر: ساجد اعوان ہزاروی، شیخوپورہ

مجھے کیا پتہ تھا کہ ان فیصلوں کا اختیار امی تایا ابو کو دے دیں گی پیار تو بہت ھے اپ سے لیکن میں مجبور ہوں شاید میں اپ کے لیے کچھ نہ کر سکوں مصباح کیا ھمارے پیار کی دیوار اتنی کمزور ھے جو تیز ہوا کا ایک جھونکا بھی برداشت نہ کر سکے نہیں مصباح نہیں میرے پیار میں اتنا دم ھے کہ میں طوفان سے بھی ٹکرا سکتا ہوں اپ صرف ایک بار ارادہ تو کرتی کہ اس پیار کو نبھانا ھے میں امی کو نہیں چھوڑ سکتی اگر میں ابھی کھوں کہ میں اپ کا ساتھ دوں گی کل ایسا نہ کر سکوں تو اپ کو بہت دکھ ہو گا۔

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

پیار کا جذبہ انسان کے دل میں یک دم پیدا ہو سکتا ہے کسی کے لیے بھی پیار جب ہوتا ہے تو رنگ نسل یا پھر مذہب نہیں دیکھا جاتا انسان سوچتا کچھ اور ہے اور ہو کچھ اور جاتا ہے ہاں یہ بات بھی سچ ہے کہ انسان کسی کو دھوکہ نہیں دیتے ان سے وابستہ امیدیں دھوکہ دے جاتی ہیں یہ کہانی ایک ایسی لڑکی کی ہے جس نے ٹائم پاس کرنے کے لیے ایک لڑکے کو دھوکہ دیا۔

مصباح ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئی لیکن ان کے والد نے انہیں کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی اس سے بڑی اس کی دو بہنیں بھی تھیں سمعیہ اور راحیلہ سمعیہ سب سے بڑی تھی ان کے ابو واپڈا میں ملازم تھے چھوٹی سی فیملی تھی اس لیے گھر کے اخراجات بھی کم تھے مصباح کے ابو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے لیکن ان کی ڈیوٹی جب بھرتی ہوئے تو رحیم یار خان لگ گئی وہ پھر وہیں کے ہو کے رہ گئے وہیں شادی کی اللہ نے انہیں تین بیٹیاں دیں ان کا بیٹا کوئی نہیں تھا بیٹیوں کی ان سے جو بھی ہو سکا اچھی تعلیم و تربیت کی رحیم یار خان میں وہ کرائے کے مکان میں رہتے تھے انہیں کسی دوست نے بتایا کہ قصور میں ایک واپڈا کالونی نئی بنی ہے آپ اپنی ٹرانسفر وہیں کروا لو واپڈا کی طرف سے آپ کو رہنے کے لیے مکان بھی مل جائے گا۔

غریب کو چھت اور کھانا ہی چاہیے ہوتا ہے اس لیے انہوں نے دیر نہ کی اور قصور ٹرانسفر کروا لی اس وقت مصباح نویں جماعت میں پڑھتی تھی نئی جگہ آ کر ان کا دل نہیں لگ رہا تھا کزن لوگوں کی بہت یاد آتی تھی انہیں پھر بھی وہ تینوں بہنیں آپس میں ہی اپنے دکھ درد شیئر کر لیتی تھیں انہیں ایک سال ہی وہاں رہے ہوا تھا کہ ان کے ابو بیمار پڑ گئے انہیں گردوں کی تکلیف تھی انہیں واپڈا ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہاں ان کا علاج نہیں ہو سکتا تھا انہیں گلاب دیوی چیسٹ ہسپتال داخل کروایا گیا مصباح کی امی ایک سمجھدار عورت تھی لیکن مصباح کے تین تایا تھے جو ان کے ابو سے بہت ہی کم ملتے تھے وہ بھی اگر گھر آ جائیں تو بات کر لیا کرتے تھے لیکن جب ان کی امی نے دیکھا کہ ان کی طبیعت زیادہ خراب ہے تو انہیں اطلاع دی وہ لوگ آئے لیکن اپنے سگے بھائی کے لیے دل میں اتنی ہمدردی نہیں تھی ان کے ابو کچھ دن بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اب ان کی تو دنیا اجڑ چکی تھی ایک باپ ہی سہارا تھا وہ بھی نہیں رہا تھا ان کی امی کو یہ فکر تھی کہ ان کی بیٹیوں کا کیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوگا جوان بیٹیاں تھیں کہاں لے کر جاتی کچھ عرصہ تو وہ اپنی ایک پھوپھو کے گھر میں رہے اس کے بعد اپنے ماموں کے گھر چلے گئے ان کی امی یہ سوچ کر پریشان ہو جاتی تھی کہ وہ تین جوان بیٹیوں کے ساتھ کب تک بھائی کے پاس رہے گی کسی ہمدرد نے انہیں مشورہ دیا کہ اپنی کسی بیٹی کو واپڈا میں ملازم رکھوالو آپ کے شوہر فوت ہو چکے ہیں تو جاب بھی مل جائے گی انہوں نے بیٹیوں س یبات کی تو بڑی دو نے کہا ہم نے نہیں کرنی مصباح کرے۔ مصباح چھوٹی تو تھی لیکن سمجھدار تھی وہ جانتی تھی کہ نوکری کرنا مجبوری ہے عزت سے جینے کے لیے کچھ تو کرنا پڑے گا۔

یہی سوچ کر اس نے ہاں کر دی اسے واپڈا میں جاب بھی مل گئی واپڈا کی طرف سے جو مکان ان کے ابو کو دیا گیا تھا وہ بھی مل گیا وہ اب واپس قصور آ گئے اور باقاعدگی سے آفس جانے لگی لیکن مردوں کے ساتھ کام کرنا اسے عجیب سا لگتا تھا ایسا ماحول اسے پہلے کبھی نہیں ملا تھا لیکن آہستہ آہستہ وہ عادی ہو گئی ایک دن اسے پتہ چلا کہ اس کی دوست رحیم یار خان میں بیمار ہے وہ اس کی اچھی دوست تھی اس نے اس کے بھائی کا نمبر ڈائل کیا اسے نمبر اچھی طرح یاد نہیں تھا نمبر غلط ڈائل ہو گیا لیکن اس نمبر سے نہ تو کوئی کال اٹینڈ کر رہا تھا نہ کسی میسج کا جواب دے رہا تھا وہ اپنی دوست کے بھائی کا نمبر سمجھ کر بار بار ڈائل کر رہی تھی پھر اس نمبر سے میسج آیا کہ آپ مجھے کیوں ڈسٹرب کر رہے ہو۔

اس نمبر سے میسج آیا کہ پلیز میں آپ سے بات نہیں کر سکتا آپ جو بھی ہو لیکن میں لڑکا ہوں آپ میری جان چھوڑ دو پلیز۔

مصباح نے میسج کر کے، بتایا کہ یہ میری دوست کا نمبر ہے آپ کے پاس کیسے" گیا میں نے دوست سے بات کرنی ہے آپ پلیز ایک، رکال اٹینڈ کرو مصبح کو لڑکے نے تنگ آ کر خود کال کی اور اسے بتایا کہ وہ یہ نمبر دو سال سے استعمال کر رہا ہے میں نہ تو، حیم یار خان میں رہتا ہوں اور نہ ہی میری کوئی چھوٹی بہن ہے۔

اسے پھر بھی یقین نہیں آ رہا تھا مصباح نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا کہ میں پھر آپ سے بات کروں گی۔

مصبح نے پھر اس لڑکے کو کال کی پتہ نہیں کیوں اسے اس لڑکے سے بات کر کے اچھا لگا اس نے اس لڑکے سے کہا کہ آپ مجھ سے دوستی کرو گے لڑکے نے کہا دوستی کرنا بہت آسان ہے لیکن نبھانا بہت مشکل ہے آپ نبھا نہیں سکو گی۔

جی میں نبھاؤں گی میرا آپ سے وعدہ ہے شادی کرو گی مجھ سے اس پر مصباح نے کہا کہ آپ کی ذات کیا ہے ہم لوگ ذات کو دیکھ کر ہی رشتہ کرتے ہیں لڑکے نے کہا میں عباسی ہوں میں تو ملک ہوں تو کیا ہے ہم مسلمان ہیں جی وہ تو ہے لیکن لیکن کیا مجھ سے وعدہ وہی کرنا جو پورا کر سکو ابھی جو بات کہو اس پر قائم رہنا ایک بار آپ کو دیکھ لوں پھر اپنا فیصلہ دوں گی۔

لڑکے کا نام عادل تھا وہ ایک پرائیویٹ ادارے میں جاب کرتا تھا وہ دن بدن ایک دوسرے کے قریب ہوتے جا رہے تھے لیکن ابھی تک ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں تھا ان کے دل میں ایک دوسرے کو دیکھنے کی بہت خواہش تھی ایک دن مصباح نے عادل کو بتایا کہ ہم کل لاہور جائیں گے امی کو ہسپتال لے جانا ہے آپ آ سکتے ہو وہاں جی کیوں نہیں آ سکتا آپ کہو تو میں نہ آؤں میں ضرور آؤں گا کیا آپ بات بھی کر سکو گی مجھ سے موقع ملا تو ضرور کروں گی لیکن دیکھ تو لیں گے ایک دوسرے کو ٹھیک ہے میں ضرور آؤں گا اگلے دن وہ ان کے جانے سے پہلے ہی وہاں پہنچ گیا۔

مصباح نے اسے بتایا کہ اس کے ساتھ امی اور بڑی بہن سمعیہ ہے تقریباً پندرہ منٹ انتظار کے بعد مصباح نے اسے بتایا کہ ہم بس پانچ منٹ میں پہنچنے والے ہیں عادل بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں ایک رکشہ آ کر رکا ایک عورت اور دو لڑکیاں باہر نکلیں ایک لڑکی عادل کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی عادل کو اس نے بتایا تھا کہ میں نے نارنجی رنگ کے کپڑے پہن رکھے ہیں عادل نے بھی اسے اپنے حلیے کے بارے میں بتا دیا تھا۔

وہ لوگ جلدی سے ہسپتال کے اندر چلے گئے مصباح بار بار میسج کر کے کہہ رہی تھی کہ پلیز آپ اندر آ جاؤ میں کیا کروں گا اندر آ کر ویسے جو مین گیٹ پر سیکورٹی گارڈ ہے اسے کیا کہوں گا کہ میں نے کیوں اندر جانا ہے وہ آپ سے کچھ نہیں پوچھے گا آپ آ جاؤ۔

مصباح نے اسے بتایا تھا کہ ہم ویٹنگ وم میں بیٹھے ہیں عادل سیدھا وہاں چلا گیا اور ان کے سامنے ہی بیٹھ گیا عادل اور مصباح ایک دوسرے کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے مصباح آنکھیں چرا لیتی تھی۔

اسے عادل بہت اچھا لگا تھا وہ 22 سال کا خوبصورت جوان تھا اور وہ ایک عام سی شکل وصورت والی لڑکی تھی لیکن پھر بھی وہ عادل کو بہت پسند آئی مصباح کے ساتھ سمعیہ بھی بیٹھی تھی وہ مسکرا رہی تھی شاید مصباح نے اسے عادل کے بارے میں بتا دیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ وہاں بیٹھی رہیں پھر وہاں سے اٹھ گئیں انہوں نے امی کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا تھا عادل وہیں بیٹھا رہا اس نے میسج کر کے اس سے پوچھا کہ میں چلا جاؤں آپ پتہ نہیں کہاں ہو پلیز یار ابھی نہ جاؤ۔

میں دوسری طرف بیٹھی ہوں سمعیہ امی کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گئی ہے آپ جہاں میں بیٹھی ہوں وہاں آ جاؤ عادل بھی وہاں سے اٹھا جہاں مصباح بیٹھی تھی اس کے پاس ہی چیئر پر بیٹھ گیا مصباح نے شرماتے ہوئے پوچھا آپ کیوں جانے لگے تھے ایسے جانا ہی تھا تو پھر آئے کیوں تھے۔ میں اپنے محبوب کو دیکھنے کے لیے آیا تھا سوچتا تھ کہ وہ لڑکی کیسی ہو گی جس نے میری راتوں کی نیند تک چرا لی ہے تو کیا کوئی بات نہیں کرو گے۔ کرتا تو ہوں روز فون پر بات عادل مصباح کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہا تھا اور وہ شرمائے جا رہی تھی عادل نے اس سے کہا اپنا موبائل تو دکھاؤ موبائل لینے کے بہانے اس کا ہاتھ چھو لیا اتنے میں اس کی امی اور بہن آتی ہوئی دکھائی دیں تو مصباح نے فوراً موبائل اس سے لے لیا وہ اپنی امی اور بہن کے ساتھ انتظار گاہ سے باہر نکل گئی۔

اس کے بعد اس کا میسج آیا کہ آپ چلے گئے ہو یا ابھی تک وہیں بیٹھے ہو ہم جا رہے ہیں عادل بھی وہاں سے جانے کے لیے اٹھا اور ہسپتال سے باہر آ گیا تھوڑی دیر بعد وہ لوگ باہر آئے اور آتے ہی رکشے میں بیٹھ گئے مصباح نے اسے میسج کر کے بتایا کہ ہم بازار جا رہے ہیں آپ نے جانا ہے تو چلے جاؤ بات تو آپ سے ہو نہیں سکتی ایسے ہی آپ ہماری وجہ سے پریشان ہو رہے ہو وہ بھی رکشے میں بیٹھا اور بازار پہنچ گیا اسے ایک کپڑے کی دکان پر آمنہ کھڑی نظر آ گئی ان لوگوں نے کپڑے خریدنے تھے وہ مختلف دکانوں پر گھوم پھر کر کپڑے خرید رہی تھی عادل بھی ان کے ساتھ ہر دکان کے اندر چلا جاتا آمنہ کی امی عادل کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی وہ ہسپتال میں بھی اسے دیکھ چکی تھی اسی لیے عادل واپس آ گیا اسے میسج کر کے بتایا کہ میں جا رہا ہوں۔

ناراض تو نہیں ہو کر جا رہے نہیں یار ٹھیک ہے آپ جاؤ ہم بھی جانے لگی ہیں۔ عادل وہاں سے گاڑی میں بیٹھا اور گھر آ گیا اتنے میں مصباح کا فون آ گیا کہ آپ گھر پہنچے ہو کہ نہیں میں تو پہنچ آیا ہوں آپ کہاں ہو میں بھی گھر آ گئی ہوں۔ اچھا یہ بتاؤ میں آپ کو پسند آیا کہ نہیں مجھے آپ بہت اچھے لگے ہو جیسا لڑکا میں نے سپنوں میں سوچا تھا ویسا لڑکا ہی مجھے مل گیا ایسی تو مجھ میں کوئی خوبی بھی نہیں ہے میں تو بہت غریب ہوں آپ کو پیار کے سوا کیا دے سکتا ہوں آپ بہت اچھے ہو مجھے صرف پیار چاہیے دولت سے مجھے پیار نہیں ہے۔

آپ بھی بہت اچھی ہو میری خواہش تھی کہ مجھے ایک ایسی لڑکی پیار کرے جو بہت خوبصورت ہو لیکن میں اتنی خوبصورت تو نہیں ناں تو کیا ہے آپ مجھے پیار تو کرتی ہو میری خواہش یہ بھی تھی کہ ایسی لڑکی ہو جو مجھے خود سے بھی زیادہ پیار کرے۔ جی میں آپ کو بہت پیار کرتی ہوں اور ہمیشہ ایسے ہی کرتی رہوں گی آپ کو کبھی مجھ سے کوئی گلہ نہیں ہو گا میں ہمیشہ آپ کو ایسے ہی پیار کرتا رہوں گا لیکن پلیز کبھی مجھ سے جھوٹ مت بولنا وعدہ وہی کرنا جو نبھا سکو اپنے دل کی بات کبھی مجھ سے مت چھپانا اچھا مجھے امی بلا رہی ہیں کوشش کروں گی کہ آپ سے بات کروں بعد میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پلیز ناراض مت ہونا۔نہیں یار اس میں ناراض ہونے والی کون سی بات ہے اوکے بائے اپنا خیال رکھنا رات کو بات کروں گی یہ کہہ کر مصباح نے فون کاٹ دیا۔عادل کو بس رات ہونے کا انتظا تھا کہ کب رات ہو اور وہ اپنے محبوب سے بات کرے عادل نے مصباح کو میسج کر کے بتایا کہ رات گیارہ بجے میں خود ہی آپ کو کال کر دوں گا پونے گیارہ بجے اس کا میسج آیا کہ آپ سو تو نہیں گئے نہیں یار آپ سے وعدہ کیا تھا سو کیسے جاتا۔اگر آپ فارغ ہیں تو کال کروں میں جی میں فارغ ہی ہوں امی سو گئی ہیں اور سمعیہ اور راحیلہ ٹی وی دیکھ رہی ہیں میں دوسرے کمرے میں میوزک سن ہی ہوں اوکے میں کال کرتا ہوں لیکن دس منٹ تک میرا ویٹ کرنا عادل نے اسے میسج کر کے بتایا۔

دس منٹ بعد عادل نے اسے کال کی ہاں مصباح تو کیا کہہ رہی تھی آپ میں تو کچھ نہیں کہہ رہی تھی کیا کہا تھا میں نے تو کیا کچھ بھی نہیں کہنا ہے آپ کو نہیں کہنا تو بہت کچھ ہے تو کہو ناں یار۔مصباح شرماتے ہوئے آئی لو یو یار بس کافی ہے اتنا نہیں ناں۔تو کیا کہوں پھر آپ بتاؤ ناں میں کیا بتاؤں اور کیوں بتاؤں کیا آپ ہر بات مجھ سے پوچھ کے کہو گی۔جی پوچھ کے ہی کہوں گی وہ کیوں کیوں کہ مجھے آپ س بہت پیار ہے میں نہیں چاہتی کہ آپ میری کسی بات سے ناراض ہو جائیں میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی کبھی بھی کسی بھی قیمت پر میں آپ سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوتا یہ میرا وعدہ ہے لیکن آپ بھی مجھ سے وعدہ کرو کہ آپ کبھی بھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولو گی اور نہ اپنے دل کی بات مجھ سے چھپاؤ گی میرا وعدہ ہے آپ سے نہ آپ کا ساتھ چھوڑوں گی نہ کبھی آپ سے جھوٹ بولوں گی اور نہ ہی اپنے دل کی بات چھپاؤں ی آپ کبھی مجھے چھوڑ تو نہیں دو گے نہیں مصباح میں جان دے سکتا ہوں بے وفائی نہیں کر سکتا عادل اگر آپ کے گھر والے مجھے قبول ہی نہ کریں تو دیکھو آمنہ شادی میں نے کرنی ہے زندگی میں نے گزارنی ہے میرے گھر میں ایسا کوئی نہیں جو اس پر اعتراض کرے وہ تو پہلے ہی کہتے ہیں آپ لڑکی بتاؤ ہم وہاں رشتہ لے کر جاتے ہیں۔

لیکن ابھی تو میری امی نہیں مانیں گی اگر آپ یہ رشتہ لے کر آ بھی جاؤ وہ انکار کر دیں گی جب تک بڑی بہنوں کی شادی نہیں ہو جاتی آپ لوگ رشتہ لے کر نہ آ نہیں تو امی انکار کر دیں گی اگر انہوں نے ایک بار انکار کر دیا تو پھر کبھی بھی نہیں مانیں گی آپ وعدہ کرو کہ آپ مجھے بھول نہیں جاؤ گی میں نے پہلے بھی آپ سے کہا ہے اور اب بھی کہتی ہوں میں مر سکتی ہوں آپ کو نہیں چھوڑ سکتی۔

مصباں انسان کو بدلنے میں ٹائم نہیں لگتا آپ مجھے چھوڑ دو گی تو میں کیسے جیوں گا آپ کے بنا جینا مجھے بہت مشکل لگتا ہے آپ میری نس نس میں بس چکی ہو آج کل کی لڑکیوں کا مزاج دھوپ اور چھاؤں کی طرح بدلتا ہے لیکن پلیز آپ میرے ساتھ ایسا مت کرنا میں ایسی نہیں ہوں میں ثابت کر کے دکھاؤں گی کہ میرا پیار سچا ہے۔

مجھے سمعیہ بلا رہی ہے آپ تھوڑی دیر میں کال کرنا اوکے اگر نہ کروں تو سمجھنا کہ سو گیا مجھے نیند بھی آ رہی ہے ٹھیک ہے جناب سو جایئے گا۔کس سے بات ہو رہی تھی سمعیہ نے مسکراتے ہوئے کہا وہ میری دوست ماریہ ہے ناں اس سے بات دوست سے کر رہی تھی اور وہ بھی چھپ کے میں ساتھ روم میں بیٹھی تھی چھپ کے کہاں کر رہی تھی اوکے لڑنا نہیں راحیلہ نے مصباح سے کہا میں سو جاؤں گی آپ میری فکر نہ کرو تو ہماری چھوٹی بہن ہے تیری فکر نہ کریں تو کس کی کریں صبح آفس بھی جانا ہے تم نے جی مجھے پتہ ہے جانا ہے جانا میں نے ہے آپ نے تو نہیں جانا۔

اچھا نہیں سوتی تو جاگنے دو اسے سمعیہ اس بار بولی تھی اچھا نہ سو نہیں سونا تو ہم ٹی وی بند کر کے سونے لگی ہیں اوکے سو جاؤ میں نے روکا ہے آپ کو یہ کہہ کر مصباح دوسرے روم میں آ کے بیٹھ گئی کہ شاید عادل کال کرے پندرہ منٹ تک انتظا کیا لیکن عادل کی کال نہ آئی پھر اس نے میسج کیا کہ آپ سو گئے ہیں لیکن کوئی جواب نہ آیا تو اسے یقین ہو گیا کہ عادل سو گیا ہے۔وہ بھی آ کر لیٹ گئی کافی دیر تک وہ عادل کے بارے میں سوچتی رہی اسے پتہ ہی نہ چلا کہ نیند کی وادی میں چلی گئی صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو عادل کا میسج تھا موبائل پہ

میرے پیار کی کیا آزمائش کرو گے
کیا جان سے بھی زیادہ کوئی فرمائش کرو گے
میرا پیار سمندر کے پانی کی طرح ہے
کیا سمندر کے پانی کی کبھی پیمائش کرو گے
گڈ مارننگ

وہ پڑھ کے بہت خوش ہوئی عادل ہر روز مصباح کے جاگنے سے پہلے ہی میسج کر دیتا تھا اگر نہ کرتا وہ ناراض ہو جاتی تھی جب مصباح آفس میں ہوتی تو وہ کوئی میسج یا کال نہ کرتا تھا۔چار بجے جب وہ آفس سے واپس آتی تو پھر ضرور بات کرتی تھی۔مصباح عادل کے بارے میں سوچ رہی تھی ابھی وہ بستر پر لیٹی ہی تھی آفس جانے کا ارادہ ہے کہ نہیں راحیلہ نے اسے کہا جانا ہے تو اٹھو اور ناشتہ کر لو ناشتہ راحیلہ ہی بناتی تھی مصباح جلدی سے اٹھی نہا دھو کر ناشتہ کیا اور آفس چلی گئی آفس میں بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا اس کا جی چاہتا تھا کہ بس وہ عادل سے بات کرتی رہے اس کی آواز سن کر اس کے دل کو سکون مل جاتا تھا لیکن آفس میں وہ صرف ایک لڑکی تھی باقی سب مرد تھے وہ ان کے سامنے بات نہیں کر سکتی تھی۔

اس طرح دن گزرتے رہے فون پہ وہ گھنٹوں بات کرتے ساتھ جینے مرنے کا وعدہ کرتے۔آج جب عادل صبح اٹھا تو اس کا میسج تھا کہ ہم لاہور جا رہے ہیں میرے ماموں اور کزن آئے ہیں انہوں نے داتا دربار جانا ہے عادل بہت خوش ہوا کہ آج مصباح کو دیکھنے کا موقع تو مل جائے گا اس نے بھی فون کر کے چھٹی لے لی اس نے مصباح سے میسج کر کے پوچھا کہ کتنی دیر تک جانا ہے تو اس نے بتایا کہ گھنٹہ لگ جائے گا کیا آپ نے بھی جانا ہے جی میں بھی آؤں گا آپ کو دیکھنے کو بہت دل کر رہا ہے دل تو میرا بھی بہت چاہتا ہے آپ کو دیکھنے کو۔ٹھیک ہے میں نہا کر ناشتہ کر لوں بعد میں آپ سے رابطہ رکھوں گا۔اس نے نہا کر ناشتہ کیا اور جلدی سے گھر سے نکل گیا کہ لیٹ ہو گیا تو مصباح کو دیکھ نہیں سکوں گا وہ گاڑی میں بیٹھا اور سیدھا لاہور پہنچ گیا میسج کر کے مصباح نے اسے بتایا کہ ہم داتا دربار کے اندر ہیں تھوڑی دیر تک باہر آ جائیں گے وہ باہر کھڑے ہو کر ہی ان کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔وہاں بہت رش تھا مصباح نے اسے میسج کر کے بتایا کہ ہم باہر آ گئے ہیں ہم یہاں سے بادشاہی مسجد اور پھر شاہی قلعہ جائیں گے۔

عادل نے میسج کر کے پوچھا آپ ہو کہاں مجھے دکھائی نہیں دے رہی ہو آپ ہم باہر ہی کھڑے ہیں گاڑی کے انتظار میں عادل نے بہت کوشش کی کہ اسے مصباح نظر آئے اتنے ہجوم میں اسے مصباح نظر نہیں آ رہی تھی اچانک ایک گاڑی میں وہ اسے بیٹھتی نظر آ گئی اس کے ساتھ امی، بہنیں، ماموں اور کزن بھی تھے عادل بھی وہاں سے رکشے میں بیٹھا اور بادشاہی مسجد پہنچ گیا وہ پہلے ہی پہنچ چکے تھے میسج پہ اس نے مصباح ے پوچھا کہ کہاں ہو آپ اس نے بتایا کہ ہم مسجد کے اندر ہیں جہاں نوادرات رکھے ہیں وہاں ہیں اوکے میں باہر مسجد کے لان میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔تقریباً پندرہ منٹ بعد مصباح اپنی ایک کزن کے ساتھ باہر آئی لیکن اس نے کئی بات نہ کی صرف آنکھوں آنکھوں میں بات کی ان کے پیچھے اس کی امی بہنیں کزن اور ماموں بھی باہر آ گئے اب انہوں نے شاہی قلعہ جانا تھا عادل بھی ان کے پیچھے چلنے لگا اس طرح ان کا پیچھا کرنا اسے خود بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا کیا کرتا پیار کے ہاتھوں مجبور تھا عادل نے مصباح کو میسج کیا پلیز مصباح ایک بار پیچھے مڑ کے دیکھو میں آپ کو دیکھنے کے لیے آیا ہوں مصباح نے ایک نظر پیچھے دیکھا اور پھر کزن کے ساتھ چلنے لگی اس کی بہنوں کو عادل کے بارے میں پتہ تھا کبھی کبھار وہ سمعیہ سے بات بھی کر لیتا تھا۔

وہ لوگ شاہی قلعہ میں ادھر ادھر گھومنے لگے عادل ایک جگہ بیٹھ گیا جب وہ واپس جانے لگے تو اس نے میسج کر کے بتایا کہ ہم واپس جا رہے ہیں عادل بھی وہاں سے اٹھ کر شاہی قلعہ سے باہر آ گیا مصباح نے اسے میسج پہ ہی بتایا کہ وہ اب اپنے تایا کے گھر جائیں گے۔وہ شاپ پر گاڑی کے انتظار میں کھڑے تھے عادل پاس ہی کھڑا رہا کیونکہ وہاں کافی لوگ تھے کوئی شک نہیں کر سکتا تھا۔عادل نے پہلی بار مصباح کو کھل کر ہنستے دیکھا تو وہ اسے اور بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زیادہ اچھی لگی وہ اپنی بہن کے ساتھ کسی بات پہ ہنس رہی تھی اور ساتھ عادل کو بھی بہت غور سے دیکھ رہی تھی گاڑی آ گئی تھی وہ لوگ گاڑی میں بیٹھنے لگے عادل بھی وہاں سے گاڑی میں بیٹھا اور گھر آ گیا گھر آ کر بھی اسے چین نہیں آ رہا تھا اسے مصباح کی بہت یاد آ رہی تھی عادل کو ہمیشہ سے ایک خوبصورت لڑکی کی خواہش تھی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک عام سی شکل وصورت والی لڑکی سے اسے بے انتہا پیار ہو جائے گا۔ مصباح نے اسے میسج کر کے بتا دیا تھا کہ وہ آج بات نہیں کر سکے گی۔

ایک دن مصباح نے عادل کو ایک غزل میسج کی اس کے آخر میں کسی لڑکے کا نام تھا عادل نے اس سے پوچھا یہ کس کا نام ہے تو اس نے بتایا کہ میری دوست نے یہ میسج مجھے بھیجا ہے اور میں نے آپ کو بھیج دیا۔

آپ سچ کہہ رہی ہو آپ کو مجھ پہ یقین نہیں ہے میں صرف آپ کو پیار کرتی ہوں اور ہمیشہ کرتی رہوں گی میرے دل میں آپ کے سوا نہ کوئی تھا نہ ہے اور نہ آئے گا مجھے آپ پہ یقین ہے لیکن میرے یقین کو کبھی ٹوٹنے مت دینا۔

آپ کو پتہ ہے سمعیہ کا رشتہ آیا ہے آپ دعا کرو وہ اچھے لوگ ہوں اور رشتہ پکا ہو جائے۔ اور یار میں تو دعا کرتا ہی ہوں آپ کو پتہ ہی ہے سمعیہ اور راحیلہ کی شادی ہو گی تو اس کے بعد ہماری ہو گی ہاں ہاں آپ کو تو بس اپنی فکر ہے مصباح نے مسکراتے ہوئے کہا نہیں یار آپ کو پتہ ہے ویسے بھی مجھے آپ کی فیملی سے دلی طور پہ بہت ہمدردی ہے پلیز آپ ناراض نہ ہونا میری فرینڈ آئی ہے میں ابھی آپ کے میسج کا جواب نہیں دے سکوں گی بعد میں فون پر بات کروں گی۔

او کے میں آپ کا ویٹ کروں گا تقریباً ایک گھنٹے بعد مصباح نے فون کیا ہیلو عادل اب میں فارغ ہوں میں بھی فارغ ہوں اور ابھی آپ ہی کو مس کر رہا تھا اتنا یاد نہ کیا کرو مجھے آپ مجھے یاد کرتے ہو تو پھر مجھے بھی آپ کی بہت یاد آتی ہے تو نہ کیا کرو یاد مجھ میں ایسی کون سی خوبی ہے جو آپ مجھے اتنا یاد کرتی ہو آپ بہت اچھے ہیں یہ تو میں آپ کی زبان سے ہر بار ہی سنتا ہوں کہ آپ بہت اچھے ہیں آپ ہیں ہی بہت اچھے۔

میں دل سے آپ کو اچھا سمجھتی ہوں میری نظر میں آپ جیسا اور کوئی نہیں ہے کیونکہ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں۔ اگر خدانخواستہ میں بیمار ہو جاؤں تو آپ آؤ گی میری عیادت کرنے آپ کیوں ایسی باتیں کرتے ہو اچھی اچھی باتیں کیا کرو۔ نہیں ناں یار میری بات کا جواب دو کیسے آؤ گی کیا کہو گی امی سے بس آ جاؤں گی ناں آپ کوئی اور بات کرو پلیز۔

مصباح آپ کچھ بولو۔ میں کیا بولوں۔ جو دل میں آئے بول دو۔ آئی لو یو یار۔ آئی لو یو ٹو۔ اتنے میں مصباح کو سمعیہ نے آواز لگائی کہ کھانا کھا لے آ کے دل مانتا ہے تو مجھے کھانے میں بلا رہی ہے سمعیہ آپ کہو تو کھا لوں میں نے منع کیا ہے تمہیں آپ کو فون بند کرنا پڑے گا تو کر دیتا ہوں ناں بند او کے آپ کھانا کھاؤ یہ کہہ کر عادل نے فون کاٹ دیا اسی طرح وہ گھنٹوں ایک دوسرے سے بات کرتے اگر کبھی عادل ناراض بھی ہو جاتا تو وہ بہت پیار سے اسے منا لیتی۔

ایک دن مصباح نے عادل کو بتایا کہ سمعیہ کے لیے رشتہ دیکھنے امی گئی تھی وہ لڑکا انہیں پسند آیا ہے خاندان بھی اچھا ہے اچھا تو پھر ایسا کرو کہ رشتہ پکا کر دو کیسے پکا کر دیں امی نے تایا ابو سے کہا ہے کہ وہ بھی لڑکے کے گھر جا کر دیکھ لیں اگر آپ کے تایا ابو کو لڑکا پسند نہ آئے تو لڑکا تو انہیں پسند آ جائے گا مگر ان کی ذات پر وہ اعتراض کریں گے۔ ہم ملک ہیں اور وہ راجپوت یار وہ مسلمان تو ہے ناں وہ بات تو ہے لیکن تایا ابو کو کون سمجھائے آپ کے تایا ابو بھی عجیب انسان ہیں چلو جو ہو گا دیکھا جائے گا پھر ایک دن مصباح نے بتایا کہ تایا ابو نے انکار کر دیا ہے عادل کو اس وقت اس کے تایا ابو پر بہت غصہ آیا۔

مصباح ایک بات مجھے بتاؤ اگر کل تمہارے تایا ابو ایسے ہی آپ کا رشتہ مجھے دینے سے انکار کر دیں تو ہم کبھی نہیں مل سکیں گے۔ یار مجھے یقین نہیں تھا کہ امی تایا ابو کو اتنا اختیار دے دیں گی۔ آپ جانتی ہو کہ آپ کی

ذات اور ہے اور میری اور لیکن میں اس چیز کا قائل نہیں ہوں مرد کا مسلمان ہونا ضروری ہے اور عورت اگر غیر مسلم بھی ہے تو شادی ہو سکتی ہے لیکن اسے مسلمان کرنا ضروری ہے۔

مجھے تو لگتا ہے آپ کے تایا ابو کا فیصلہ کل ہمارے خلاف بھی ایسے ہی آئے گا تو کیا آپ مجھے بھول جاؤ گی میں آپ کو بھول نہیں سکتی کیا آپ میرا ساتھ دو گی کیا آپ اتنا بھی نہیں کہوں گی کہ آپ مجھے پیار کرتی ہو میرے کہنے یا نہ کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کل تو آپ کہتی تھی کہ میں سب کو منا لوں گی۔

مجھے کیا پتہ تھا کہ ان فیصلوں کا اختیار امی تایا ابو کو دے دیں گی پیار تو بہت ہے آپ سے لیکن میں مجبور ہوں شاید میں آپ کے لیے کچھ نہ کر سکوں مصباح کیا ہمارے پیار کی دیوار اتنی کمزور ہے جو تیز ہوا کا ایک جھونکا بھی برداشت نہ کر سکے نہیں مصباح نہیں میرے پیار میں اتنا دم ہے کہ میں طوفان سے بھی ٹکرا سکتا ہوں آپ صرف ایک بار ارادہ تو کرتی کہ اس پیار کو نبھانا ہے میں امی کو نہیں چھوڑ سکتی اگر میں ابھی کہوں کہ میں آپ کا ساتھ دوں گی کل ایسا نہ کر سکوں تو آپ کو بہت دکھ ہو گا۔

آپ کیا سمجھتی ہو کہ ابھی مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے مصباح آپ سے یہ امید نہ تھی مجھے تو ہمیشہ سے ہی لڑکیوں پر اعتماد نہیں تھا لیکن جب کوئی دل میں بستا ہے تو اس پر اعتماد بھی کرنا پڑتا ہے آپ نے میرے اعتماد اور میری وفاؤں کو پاؤں تلے روند دیا ہے۔

تم بے وفا ہو مصباح بے وفا ہو تم عادل کیا ہم اچھے دوست بن کے نہیں رہ سکتے وفا ہر رشتے میں ضروری ہوتی ہے اور تم میں مجھے وفا نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی آپ غلط سوچ رہے ہو میں ایسی نہیں ہوں آج کے بعد میں آپ سے بات نہیں کروں گا۔

تو کیا بھول جاؤ گے مجھے کوشش ضرور کروں گا کہ بھول ہی جاؤں ایک بے وفا کو۔ یہ کہہ کر عادل نے فون بند کر دیا اسے مصباح سے اس فیصلے کی توقع نہیں تھی وہ نہیں جانتا تھا کہ عام سی شکل وصورت والی بھولی بھالی لڑکی اسے دھوکہ دے جائے گی اس نے تو یہی سنا تھا کہ حسین لڑکیاں بے وفا ہوتی ہیں آئی ہیٹ یو مصباح۔

میں تمہارے لیے کیا نہیں کر سکتا تھا صرف ایک بار میرے پیار میری وفا کو آزما کر تو دیکھتی۔

ہم تو آغاز محبت میں ہی لٹ گئے
لوگ کہتے ہیں کہ انجام برا ہوتا ہے

پھر بھی کبھی کبھار مصباح کوئی نہ کوئی میسج کر کے حال احوال پوچھ لیتی تھی عادل نہ چاہتے ہوئے بھی جواب دے دیتا کیونکہ اس نے اس لڑکی سے جنون کی حد تک عشق کیا تھا۔ اب وہ کبھی کسی میسج کا جواب تک نہیں دیتی۔

قارئین آپ بتایئے آخر لڑکیاں ایسا کیوں کرتی ہیں کیوں بھولے بھالے لڑکوں کو دھوکہ دیتی ہیں اگر کوئی وعدہ وفا نہیں کر سکتی تو وعدہ کیوں کرتی ہیں آخر انہیں ایسا کرنے سے کونسی خوشی ملتی ہے اگر کسی کے پاس اس کا جواب ہے تو ضرور دیجئے گا آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

❀❀❀

غزل

میں نے تم سے پیار کر کے کیا کھویا کیا پایا ہے
کیسے بتاؤں کہ دل کو ہر وقت میں نے روتا پایا ہے
تم کہتے ہو کہ ہر چھوٹی سی بات پہ رونے لگتی ہو
میں کہتی ہوں کہ تیری ہر بات نے دل کا سکون گنوایا ہے
پہلے تھی میں آزاد پنچھی نہ تھی فکر کسی کی مجھ کو
اب تو ہر وقت دل کو تیری ہی یاد میں میں نے جلتے پاتا ہے
نہ بے رخی کیا کرو مجھ سے او میرے چاند
تیری ذرا سی بے رخی پہ میں نے آنکھوں کو برستے پایا ہے
یقین ہے مجھ کو کہ تم ساتھ نبھاؤ گے عمر بھر میرا
کیونکہ ہر وقت ہاتھوں کو دعا میں تیرے لیے اٹھتے پایا ہے
(انعم نذیر، وہاڑی)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سوچیں"

☑......تحریر: شہزاد سلطان کیف، الکویت

سر جی علی اور عمیرہ آپس میں پیار کرتے ہیں ایک دوسرے کو پیار بھرے خط لکھتے ہیں ایک ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے ہیں جب تک ایک دوسرے کو دیکھ نہ لیں چین سے نہیں بیٹھتے اس لیے علی ہر روز بریک ٹائم میں عمیرہ کو ملنے گرلز کیمپس جاتا ہے اج مجھے پتہ چلا کہ یہ وہی عشق وہی پیار ہے جو نہ تو عمریں دیکھتا ہے نہ اگ نہ پانی نہ وقت نہ موسم نہ جگہ نہ مقام نہ منزل الغرض یہ بھی کہ اس نے استاد کا رتبہ بھی نہ دیکھا کہ مجھے عمیرہ نے اپنے پیار کی خاطر کچھ کرنے کو کھہ دیا (ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

سوچیں بھی کتنی عجیب ہوتی ہیں سوچ سوچ کر بھی اور سوچنا پڑتا ہے کوئی بھی سوچ آئے کسی وقت بھی آئے کسی وقت بھی سوچی جائے سوچ سوچ کر بھی سوچا جایا جاتا ہے۔ زندگی سوچوں سے بھری پڑی ہے صبح ہو تو شام کی سوچ رات ہو تو دن کی سوچ سوچ کر ہی صبح کیا شام کیا دن کیا رات کیا گزر جاتے ہیں بات پھر وہی کہ آخر سوچنے کا مقام ہے وقت کیوں پل میں گزر جاتا ہے ہماری زندگی کو بھی سوچوں سے کتنا پیار ہے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سوچوں کو ہماری زندگی سے کتنا پیار ہے اکثر کہتے ہیں خواہشیں زندگی کا حصہ ہوتی ہیں لیکن میں تو کہتا ہوں سوچیں زندگی کا حصہ ہوتی ہیں جو بن بلائے چلی آتی ہیں ہاں یہ بھی تو ہے کہ خواہشوں کو پورا کرنے یا پورا کروانے کیلئے سوچنا ضرور پڑتا ہے انسان تو آخر ذی شعور ہے ہر ذی شعور یہ ضرور سوچتا ہوگا میں جو کچھ بھی لکھ رہا ہوں یہ کوئی سوچی سمجھی تحریر ہے یا بغیر سوچے لکھ رہا ہوں سب کہتے ہیں سوچیں تنہائی میں زیادہ آتی ہیں اور محفل میں کم آتی ہیں محفل میں محفل کی گہما گہمی میں انسان بھولا سا رہتا ہے لیکن محفل میں ہی تو یہ سوچ آ سکتی ہے کہ کوئی کیا سوچ رہا ہے کن سوچوں میں گم بیٹھا ہے کیسی سوچ لے کر محفل میں آیا ہے وہ کس سوچ کا مالک ہے مطلب یہ کہ انسان کے ساتھ سوچوں کا گہرا تعلق ہے محفل یا تنہائی کا ہونا ضروری نہیں۔

اوہو میری زندگی بھی سوچوں سے کتنی بھری پڑی ہے تنہائی میں سوچیں ہی تو میرا سہارا ہیں آخر سہارا ہوں بھی کیوں نہ یہی تو ہیں جن کو ہم سے پیار ہے یہی تو ہیں جن کو ہم سے نفرت نہیں ورنہ تو ہم سے یہ مشکل زندگی کیسے کٹتی یہی تو ہیں جو ہمارے سنگ رہنا چاہتی ہیں بن بلائے میری طرف چلی آتی ہیں میرا بھرپور ساتھ دیتی ہیں میری سوچیں بھی کتنا انتہا پسند ہیں نہ صبح دیکھتی ہیں نہ شام نہ دن دیکھتی ہیں نہ رات نہ سردی دیکھتی ہیں نہ گرمی نہ بہار دیکھتی ہیں نہ خزاں نہ محفل دیکھتی ہیں نہ تنہائی نہ باغ دیکھتی ہیں نہ صحرا نہ امیری دیکھتی ہیں نہ غریبی نہ دھوپ دیکھتی ہیں نہ چھاؤں زماں و مکاں کچھ بھی ہوں میرے پاس دوڑے چلی آتی ہیں آخر میں بھی تو ان کا قدردان ہوں ناں جب سچیں میرے پاس آ جاتی ہیں تو میں بھی ان کو دل و دماغ میں جگہ دیتا ہوں کچھ اور کام کروں نہ کروں سوچوں کو ضرور ٹائم دیتا ہوں جتنی خدمت ہو سکے کرتا ہوں آخر سوچیں بھی کتنی خوش ہوتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیں آ کے جانے کا نام نہیں لیتیں اے پیاری سوچو تم بھی سن لو جب بھی مجھے چھوڑ کے جانا سوچ سمجھ کے جانا آپ کے جانے سے کوئی کن سوچوں میں کھو جائے گا۔

میں جو بھی لکھ رہا ہوں کچھ الفاظ سوچ کر اور کچھ بن سوچے لکھ رہا ہوں پر پڑھنے والے میرے عزیز قارئین آپ اس تحریر کو پڑھ کر ضرور سوچنا انسان کی زندگی میں ایک فعل ایک کام ایک عمل جو ہیں سوچیں ان کا بڑا عمل دخل ہے ان کے بغیر زندگی ادھوری ہے ان کے بغیر میری زندگی بھی ادھوری ہے زندگی تو ہم نے بھی سکول کالجوں میں گزاری ہے اس زندگی میں کیا کیا سوچا تھا اور کیا کیا سوچ کر یہاں تک پہنچے ہیں یہ واقعہ جو میں لکھ رہا ہوں اس سوچ کا عامل ضرور ہے کہ اتنی کم عمری میں اتنی بڑی سوچ اور اتنی بڑی عمر میں اتنی چھوٹی سوچ میں سی ٹی سی کورس اور گریجوایشن کر کے ابھی فارغ ہوا ہی تھا کہ اپنے ہی علاقے میں بنے ایک پرائیویٹ سکول سے آفر آئی کہ ہمارے سکول میں ایک ٹیچر کی ضرورت ہے یہاں یہ کام یعنی ٹیچنگ میرے لیے مشکل نہیں تھی ایک تو خود بھی سی ٹی سی کورس کیا ہوا تھا دوسرا والد صاحب شعبہ تعلیم سے عرصہ دراز سے وابستہ تھے والد صاحب کا اس شعبہ سے وابستہ ہونا میرے لیے بہت زیادہ فائدہ مند ثابت ہوا سکول کے بچوں اور سکول کے سٹاف میں تعارف آسانی سے ہو گیا بہر حال مجھے جو مضمون پڑھانے کے لیے دیے گئے اس میں میں نے محنت اور لگن سے بچوں اور سٹاف میں اپنا مقام بنا لیا سکول کے پرنسپل صاحب کی نظروں میں میرا خاص مقام بن گیا اب پرنسپل صاحب سکول کے کتنے ہی دفتری کاموں میں مجھے شامل کرنے لگے جب کبھی خود سکول سے باہر جاتے تو کافی ساری ذمہ داریاں مجھے سونپ جاتے سکول کا نظم وضبط مہمان کی آؤ بھگت اور ٹائم پیریڈ یعنی کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دفتر کا پورا انچارج مجھے دے جاتے اس سکول کی زندگی میں ہوا کچھ یوں جس نے مجھے سوچوں میں ڈال دیا آج بھی جب اس واقعہ اور اس وقت کے حالات کے بارے میں سوچ آتی ہے تو نجانے کن سوچوں میں کھو جاتا ہوں کبھی کبھی تو چہرے پہ بے لوث ہنسی آ جاتی ہے۔

میں جب کبھی مختلف کلاسوں میں پیریڈ لینے کے لیے جاتا تو دسویں کلاس کی ایک لڑکی عمیرہ اکثر میرے پاس سے گزرتے ہوئے کہتی سر جی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں آپ سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں اس کے یہ الفاظ میں کافی دفعہ سن چکا تھا لیکن میں زبان سے کچھ نہ بولتا بس سر جھکا کر گزر جاتا تھا ایک دن میں دفتر میں اکیلا ہی بیٹھا تھا غیر معمولی ذمہ داریاں نبھا رہا تھا سوچ یہ تھی کہ کوئی کام رہ نہ جائے جس سے پرنسپل صاحب یہ کہیں کہ آج شہزاد نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے یہاں اصل واقع بتانے سے پہلے میں سکول کا خدوخال بتا دوں تا کہ بات کی اصلیت کو سمجھنے میں آسانی ہو سکول میں دو کیمپس تھے گرلز اور بوائز اسٹاف روم اور پرنسپل صاحب کا دفتر گرلز کیمپس والی بلڈنگ میں تھا اور بوائز کیمپس تھوڑا فاصلے پر تھا لیکن پرائمری کی کلاسوں میں بچے اور بچیاں اکٹھے بیٹھتے تھے ان کے لیے کمروں کا انتخاب تعداد کے حساب سے پرنسپل صاحب خود کرتے تھے ان کے لیے گرلز اور بوائز کیمپس میں کوئی فرق نہیں تھا۔

خیر بات یہ کہ دسویں کلاس کی دو لڑکیاں عمیرہ اور ہنزہ دفتر میں داخل ہوئیں سر جی اسلام علیکم جی وعلیکم السلام ان دونوں کے آنے سے میں تھوڑا پریشان ہوا کیونکہ وہ میری ہم عمر بھی تھیں دوسرا یہ بھی کہ میں دسویں کلاس کا کوئی پیریڈ نہیں پڑھاتا تھا وجہ یہ نہیں کہ مجھے پڑھانا نہیں آتا تھا بلکہ ان کا جوان عمر ہونے ہی کی وجہ سے میں نے پڑھانے سے انکار کر دیا تھا تیسرا یہ کہ عمیرہ کے وہ فقرے مجھے یاد آ گئے جو گزرتے ہوئے کبھی کبھی مجھ پر لگا دیتی تھی سر جی آپ سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں کچھ بات کہنا چاہتی ہوں جی فرمائیے کیسے آنا ہوا عمیرہ بولی سر آج میں جو بات آپکو کہنے آئی ہوں وہ آپ کو ضرور ماننا پڑے گی ساتھ ہی ہنزہ نے کہہ دیا سر اس کی بات نہ ماننا لیکن عمیرہ نے کہا سر ضرور ماننا پڑے گی میں پہلے ہی تھوڑا نروس تھا ایسے سوال پر میں اور سوچ میں پڑ گیا آخر معاملہ کیا ہے عمیرہ کیا کہنا چاہتی ہے اور بات بھی ضرور منوانا چاہتی ہے کوئی بچی تو نہیں جو ضد کر رہی ہے آخر جوان عمر ہے سمجھدار ہے آج مجھے دفتر میں اکیلا دیکھ کر اپنی بات منوانے آ گی اور ضروری بات منوانے کی تاکید بھی ہے میں نے کہا ہاں بولو تو سہی کیا بات ہے نہیں سر پہلے وعدہ کرو میری بات ضرور مانو گے نہیں نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا میں آپ کی بات سننے سے پہلے ہی آپ سے وعدہ کر لوں سر جی زندگی میں پہلی اور آخری بار آپ سے کچھ مانگ رہی ہوں میں نے لبوں پر خاموشی کا تالا لگا کر سوچنا شروع کر دیا آخر اس لڑکی کو کیا جواب دوں کتنے دنوں سے کچھ کہنے کے لیے موقعہ ڈھونڈ رہی تھی چہرے سے مجبور بھی لگتی تھی اور مجھے بھی مجبور کر رہی ہے کہ میں اس کی بات ماننے کا وعدہ کر لوں کچھ دیر سوچنے کے بعد بڑے آرام سے میں نے کہا دیکھو عمیرہ اس سکول میں میری حیثیت استاد کی ہے اور آپ کی حیثیت شاگردہ کی ہے میں جو کہوں وہ بات آپ کو استاد کی بات سمجھ کر اس پر عمل کرنا آپ کا فرض بنتا ہے لیکن جو بات آپ کہیں گی اس پر استاد کو سوچنا پڑتا ہے کہ بچے کی بات میں کتنا وزن ہے جو بھی بات ہے آپ کہہ دیں اگر ماننے والی ہوئی تو ضرور مانوں گا سر میں ہی مجبور ہو کر کہہ دیتی ہوں سر جو پانچویں کلاس ہے اس کو دوبارہ گرلز کیمپس میں لے کر آئیں میں چونک سا گیا اس میں ایسی کون سی بات ہے اگر پرنسپل صاحب نے ان کو بوائز کیمپس میں بھیج دیا ہے تو کیا ہوا وہ ان کی مرضی وہ جس جس کلاس کو چاہیں جہاں چاہیں کمرہ دیں عمیرہ کہنے لگی یہ نہ ماننے والی بات ہوئی ناں میں نے کہا ٹھیک ہے آپ کلاس روم میں جائیں میں سر آئیں گے تو بات کروں گا ان کے جانے کے بعد میں کافی دیر سوچوں میں ڈوبا رہا آخر اس کلاس میں کیا ہے جس کے لیے عمیرہ ضد کر رہی ہے نہ تو اس کا کوئی چھوٹا بہن بھائی اور نہ ہی کوئی رشتہ دار پڑھتا ہے بہر حال میرے اوپر سوچوں کی عجیب سی کیفیت رہی میری سوچوں کا تسلسل اس وقت ٹوٹا جب چپڑاسی نے کہا سر بریک ٹائم ہو گیا ہے گھنٹی بجا دوں دوسرے دن پرنسپل صاحب آئے تو میں نے کہا سر پانچویں کلاس کو کیوں بوائز کیمپس میں بھیجا ہے انہوں نے کہا سر پانچویں کلاس میں لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے اور اس کلاس کے انچارج فلاں سر ہیں اگر میڈم ہوتی تو ان کو گرلز کیمپس میں ہی رہنے دیتے ساتھ ہی انہوں نے سوال کر دیا سر آپ کو ایسی سوچ کیوں آئی میں خاموش ہو گیا جواب دیتا کہ سر دسویں کلاس کی لڑکی نے کہا ہے کہ پانچویں کلاس کو واپس گرلز کیمپس میں لاؤ۔

جب بریک ٹائم ہوا تو میں نے دفتر کی کھڑکی سے باہر صحن میں بچوں کو دکھیلتے دیکھا کتنا پیارا منظر ہوتا ہے ہر بچہ اپنے اپنے دوستوں کے ساتھ مختلف سرگرمیوں میں مصروف ہوتا ہے اتنے میں میری نظر پانچویں کلاس کے لڑکے علی پر پڑی جو عمیرہ اور ہنزہ کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے برآمدے کے چکر لگا رہا تھا میں نے غور کیا سوچوں کو وسیع کیا آخر علی بوائز کیمپس چھوڑ کر گرلز کیمپس میں کیوں آیا ہے بجائے بازار جانے کے ادھر چلا آیا ہے دو تین دن میری نظریں علی ہنزہ اور عمیرہ کے تعاقب میں رہیں علی روز ایسا ہی کرتا ور بریک ٹائم گرلز کیمپس میں ہنزہ اور عمیرہ کے ساتھ گزارتا اب میں ایک دن پانچویں کلاس میں چلا گیا اور بچوں سے ہلکی پھلکی گپ شپ لگانے لگا علی ذہین اور خوش وخرم لڑکا تھا بچوں سے میں نے ایسے ہی سوال کیا آپ اس کیمپس میں خوش ہیں میرے ذہن میں سوال آیا کہ اگر بچوں نے کہا ہم خوش نہیں ہیں تو پرنسپل صاحب سے کہوں گا کہ بچے وہاں خوش نہیں ہیں ہو سکتا ہے سر یہ بات مان جائیں اور ان کو واپس گرلز کیمپس لے آئیں اور میری بھی لاج رہ جائے کیونکہ ان پانچ سات دنوں میں عمیرہ مجھے التجائی نظروں سے دیکھتی اور کچھ خفا خفا سی بھی لگتی ابھی تک جو اس کی دلی خواہش پوری نہیں ہوئی تھی بہر حال بچوں سے یہ سوال کہ آپ کدھر خوش ہیں سب نے کہا سر ہم واپس جانا چاہتے ہیں سب کے چہرے کھل اٹھے جب میں نے کہا کہ اگر بڑے سر آپ کو پوچھیں تو سب نے کہنا ہے ہم واپس جانا چاہتے ہیں اور میں بھی آپ کی سپورٹ کروں گا علی خوش وخرم تو پہلے ہی تھا لیکن میری اس بات پر اس کا چہرہ اور کھل اٹھا علی کے بارے میں خیالات تو پہلے ہی میرے ذہن میں آ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چکے تھے کہ بریک ٹائم میں بوائز کیمپس سے گرلز کیمپس میں جانا اس کا معمول تھا میں نے کہا علی لگتا ہے آپکو اس بات کی خوشی زیادہ ہوئی ہے علی نے مسکراتے ہوئے نظریں جھکا لیں جیسے اس کے من میں کوئی راز چھپا ہو۔

کبھی کبھی من میں چھپے راز عیاں ہو جاتے ہیں
جب آئے لبوں پہ ہنسی اور نظریں جھک جائیں

علی اپنے ساتھ بیٹھے دوست عدیل سے سرگوشیاں کرنے لگا کچھ شک سا ہوا کوئی بات ہے جو دوسروں سے چھپائی جا رہی ہے کچھ دیر کلاس میں بیٹھنے کے بعد واپس دفتر آ گیا اور چپڑاسی کے ذریعے عدیل کو دفتر بلوایا عدیل سے میں نے بڑے پیار سے پوچھا بیٹا کیا بات ہے یا وہ کون سی بات ہے جو علی اور مجھ سے چھپا چھپا کر سرگوشیوں کی صورت میں کر رہے تھے عدیل پہلے تو پریشان ہو گیا جب دوبارہ میں نے کہا بیٹا گھبراؤ نہیں جو بھی بات ہے سچ بتا دو پھر عدیل نے وہ بات وہ راز سچ بتا دیا اس بات کے سنتے ہی میں خود سوچ میں پڑ گیا کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے اگر ایسا بھی ہو سکتا ہے تو میری زندگی کا پہلا تجربہ تھا اتنی چھوٹی عمر میں اتنی بڑی سوچ اور اتنی بڑی عمر میں اتنی چھوٹی سوچ۔

سر جی علی اور عمیرہ آپس میں پیار کرتے ہیں ایک دوسرے کو پیار بھرے خط لکھتے ہیں ایک ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے ہیں جب تک ایک دوسرے کو دیکھ نہ لیں چین سے نہیں بیٹھتے اس لیے علی ہر روز بریک ٹائم میں عمیرہ کو ملنے گرلز کیمپس جاتا ہے آج مجھے پتہ چلا کہ یہ وہی عشق وہی پیار ہے جو نہ تو عمریں دیکھتا ہے نہ آگ نہ پانی نہ وقت نہ موسم نہ جگہ نہ مقام نہ منزل الغرض یہ بھی کہ اس نے استاد کا رتبہ بھی نہ دیکھا کہ مجھے عمیرہ نے اپنے پیار کی خاطر کچھ کرنے کو کہہ دیا ادھر عمیرہ مسلسل لبوں پر شکوئے سجائے ہوئے تھی کہ سر نے آج تک میری بات پر عملدرآمد نہیں کیا جب ساری بات میری سمجھ میں آ گئی تو میں نے سوچا چلو دونوں کو نرم سے لہجے سے سمجھایا جائے ہو سکتا ہے راہ راست پر آ جائیں ابھی ان کے پڑھنے کی عمر ہے مستقبل سنوارنے کے دن ہیں ٹھیک ہے پیار کیا نہیں جاتا ہو جاتا ہے یہ ایک سچا جذبہ ہے عمیرہ تو چلو شعور کی سیڑھیاں چڑھ رہی ہے لیکن علی تو معصوم ہے ابھی اس کی عمر سوجھ بوجھ والی نہیں ہے علی کو اس پیار بھری دنیا میں لانے والی عمیرہ ہی تھی جس نے اپنے سے کم عمر محبوب کا انتخاب کیا اسی کو اپنا ہم سفر ماننے کو ترجیح دی پتہ نہیں عمیرہ کو کیا ہو گیا تھا جس نے علی جو ابھی کلی نما پھول کو کھلنے نہیں دیا علی کو بھی حق حاصل ہے آزاد بہاروں میں اپنا رنگ جما کر اپنے لیے بہترین موسم کا انتخاب کرنے کا شاید کہ یہی جنون عشق تھا جس نے علی کو سب موسم بھلا دیئے اپنی بہاریں بھلا دیں۔

بہرحال میں نے ٹائم نکال کر عمیرہ کو دفتر بلایا میرا پیغام ملتے ہی عمیرہ دوڑتے چلی آئی جی سر جی میں نے کہا عمیرہ دیکھو جو بھی آج کل آپ کے دماغ میں چل رہا ہے اس تک میں پہنچ گیا ہوں تو پاگل ہو گئی ہے ایک چھوٹے بچے من کے بچے کو بھی پاگل کر دیا ہے کیا ہوا سر عمیرہ میری بات غور سے سنو آپ جوان بھی ہو باشعور بھی ہو جس راستے کا آپ نے انتخاب کیا ہے اس کی کوئی منزل نہیں ہوتی اگر کسی کو منزل ملتی ہے وہ بھی نصیب والوں کو ابھی آپ کے پڑھنے لکھنے کے دن ہیں مستقبل سنوارنے کے دن ہیں ان عشق و محبت کے کاموں میں اپنا وقت ضائع مت کرو پہلے معاشرے میں اپنا مقام بنا لو پھر مستقبل کے فیصلے کرنا سر مجھے آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے لیکن اب میرے لیے بہت مشکل ہے ان رستوں سے واپس آنا ٹھیک ہے آپ نے باشعور ہوتے ہوئے اپنی زندگی کے اچھے برے فیصلے کر لیے ہیں لیکن معصوم بچے کو کسی رستے پر لگا دیا کیوں اس کی زندگی کو روشن کرنے کے بجائے اندھیر نگری میں لے کے جا رہی ہو اس سب معاملے کی مجرم آپ ہو علی کے مستقبل کو خراب کرنے کی مجرم آپ ہو ایسے ہی کچھ الفاظ تھے کہ عمیرہ نے رونا شروع کر دیا ہاں سر میں پاگل ہوں علی کی مجرم ہوں اپنا محبوب علی کو تصور کیا ہاں میں مجرم ہوں مجرم ہوں علی کی بلکہ پوری دنیا کی تھوڑی طبیعت سنبھلی تو عمیرہ کہنے لگی سر جی میں مجبور ہوں مجھے اور مجبور نہ کرو علی ہی میرا سب کچھ ہے علی ہی میرا علم ہے علی ہی کی وجہ سے میرا دل سکول میں لگا رہتا ہے علی ہی میرا اٹھنا بیٹھنا آنا جانا سوچنا سمجھنا ہے علی ہی میرا مستقبل ہے اب عمیرہ کے جذبات کے آگے میں خاموش ہو گیا سر میں نے مجبور ہو کر ہی آپ کے آگے کوئی فرمائش کی تھی ورنہ میں استاد کی قدر و منزلت کو سمجھتی ہوں آپ کے آگے فرمائش کرنے کا میرا مطلب صرف یہی تھا کہ آپ میرے ہم عمر ہیں میرے خیالات جذبات اور احساسات کو جلدی سمجھ سکتے ہیں اور علی کی کلاس کو بوائز کیمپس سے گرلز کیمپس میں لا دیں گے علی کو میں پورا دن دیکھ لیا کروں گی عمیرہ کے ان خیالات کے آگے صرف اتنا کہہ سکا جس منزل کا بھی انتخاب کرنا لیکن علم کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا علم روشنی ہے اور یہ روشنی آپ کو کسی بہتر منزل پر پہنچا دے گی ان آخری الفاظ کے ساتھ عمیرہ کو کلاس روم میں بھیج دیا میں پھر وہی سوچیں جو میرا سرمایہ ہیں ان میں کھو گیا۔ ادھر علی کو بھی ایک بار سمجھایا کہ علی آپ چھوٹے ہو پہلے پڑھائی کر کے بڑا آدمی بنو پھر اپنے مستقبل کے فیصلے کرنا ان سب باتوں کو میں نے اپنے اندر راز رکھ لیا دوبارہ کبھی اس معاملے کو طول نہ دیا شاید کہ میں عمیرہ کے جذبات کا مجرم ضرور بنا کہ علی کو دوبارہ گرلز کیمپس میں نہ لا سکا کیونکہ تھوڑا ہی عرصہ کے بعد میری قسمت نے اپنا رنگ بدلا اور مجھے اپنے مستقبل کو سنوارنے اور نئے رستوں پر چل کر اپنی منزل ڈھونڈنے کے لیے دیس سے پردیس آنا پڑا میرا بیرون ملک کا ویزا آ گیا میں نے ہر ایک کو خیرباد کہہ کر پردیس چلا آیا جب میں ادھر آیا تو اتفاق سے میں جس کمپنی میں کام کرتا تھا وہیں پر علی کے گاؤں کا لڑکا عمران نامی بھی کام کرتا تھا جب ہمارا تعارف ہوا اور آپس میں تھوڑے فری ہوئے تو اپنی زندگی کے گزرے لمحات کو یاد کیا اپنے ماضی پر بات ہوئی تو سکول لائف کا یہ واقعہ بھی یاد آ گیا جب ساری بات عمران کو بتائی تو وہ بھی حیران ہو گیا پتہ نہیں علی کی زندگی کیسی گزر رہی ہے علی جن رستوں پر چل پڑا تھا اس پر چل کر قسمت والوں کو منزل ملتی ہے پتہ نہیں وہ اپنی پڑھائی جاری رکھ سکے گا کہ نہیں عمران نے بھی کہا علی تو واقعی معصوم ہے کن رستوں پر چل پڑا ہے کچھ عرصہ بعد عمران نے پاکستان جانا تھا مجھے بھی دو سال سے زیادہ عرصہ ہونے کو تھا تو عمران کو تاکید کی کہ علی کے بارے میں ضرور پتہ کر کے آنا کہ وہ کیا کر رہا ہے مجھے تو ایک استاد ہونے کے ناطے علی کی پڑھائی کی بہت فکر تھی۔

عمران جب چھ مہینوں کے بعد واپس آیا تو اس نے پوری تفصیل بتائی کہ عمیرہ اب کالج پڑھتی ہے علی ابھی بھی اسی سکول میں پڑھتا ہے ان دونوں میں سکول اور کالج کا فرق تو ہو گیا ہے لیکن ان دونوں کے پیار میں کوئی فرق نہیں آیا علی اب بھی ہر اتوار اور ہر چھٹی کے روز بلند و بالا کشمیر کے پہاڑوں پر کٹھن سفر کر کے اپنے پیار کے دیپ جلانے کے لیے عمیرہ کے گاؤں اس کا دیدار کرنے جاتا ہے باقی اس جدید دور نے علی اور عمیرہ کو اور قریب کر دیا ہے وہ ہے ٹیلی فون نظام ان کی گھنٹوں باتیں موبائل پر بھی ہوتی ہیں میں اس دشوار گزار سفر کو جانتا ہوں جو دونوں کے گاؤں کے درمیان ہے دونوں کے درمیان پہاڑوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ضرور ہے لیکن ان کا آپس میں پیار و محبت کا سلسلہ بھی نہ ختم ہونے والا ہے ایسے پیار ایسی محبت پہ دونوں کو آفرین کہوں یا کیا کہوں جنہوں نے اپنی پڑھائی کو جاری رکھا ہوا ہے اور اپنی تعلیم پر کوئی حرف نہیں آنے دیا عمران کے بتانے پر میری یادیں میری سوچیں دوبارہ تازہ ہو گئیں اور لمحہ بہ لمحہ وہ واقعہ یاد آ گیا۔

کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ شاید میری آخری بار کی باتیں وہ تاکید کہ دیکھنا علم کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور اپنی تعلیم کو جاری رکھنا شاید کہ وہی باتیں ان کے ذہن میں بیٹھ گئی تھیں چلو کبھی زندگی کے کسی موڑ پر ان سے ملاقات ہوتی تو ضرور پوچھوں گا کہ کیا میری ہی نصیحتوں کا یہ اثر ہے۔

معزز قارئین واقع بالکل سچا ہے اور حقیقت پر مبنی ہے لیکن اس میں سوچوں کا بڑا عمل دخل ہے اس کو میں نے ایک نئے انداز سے پیش کیا ہے معلوم نہیں آپ کس حد تک اس کو پسند کرتے ہیں لیکن اتنا ضرور بتا دینا کہ سوچیں واقعی زندگی کا سرمایہ ہوتی ہیں تنقید اور اصلاح کی آراء کے ساتھ آپ کے خطوط کا انتظار رہے گا۔ اللہ نگہبان

❀❀❀

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"زخم محبت"

تحریر: محمد سجاول، اٹک

رات کو میں اس کے ساتھ حویلی میں گیا کچھ دیر کے بعد شبانہ بھی آ گئی میں دوسرے کمرے میں تھا اور وہ دوسرے کمرے میں تھے روشن دان سے جو منظر میں نے دیکھا تو میرے ہوش اڑ گئے میں جس کی پوجا کرتا رہا وہ اس قدر گری ہوئی ہو سکتی ہے یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا میں اسی وقت اس کے پاس گیا مجھے دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا اس نے مجھے اپنا جسم پیش کرنا چاہا مگر میں نے اس کے جسم سے نہیں روح سے پیار کیا تھا۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

سب سے پہلے میں اپنا تھوڑا سا تعارف کراتا چلوں کہ میرا نام محمد سجاول ہے میں والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں میرے والد صاحب زمیندار آدمی ہیں میں اب اصل کہانی کی طرف آتا ہوں۔ آیئے میرے دوست دانیات کی زبانی اس کی کہانی سنتے ہیں۔

میرا نام دانیال ہے اور میں والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں میرے والد صاحب زمیندار آدمی ہیں قارئین میں جب پیدا ہوا اور حسب روایت میری پیدائش پر بہت خوشیاں منائی گئیں کیونکہ میں اپنے والدین کی شادی کے چھ سال بعد پیدا ہوا اور میں اپنے والدین کی پہلی اور آخری اولاد تھا۔ جب پانچ سال کا ہوا تو مجھے اپنے گاؤں کے سب سے اچھے پرائمری سکول میں داخل کروایا گیا۔ وہاں میرا ایک رشتہ دار ٹیچر تھا اس طرح میں وہاں پڑھنے لگ گیا میں فطرتی طور پر ذہین تھا اس لیے پانچویں میں اپنے سکول سے پہلی پوزیشن لیکر پاس ہوا۔

میرے والدین بہت خوش ہوئے انہوں نے مجھے ہائی سکول میں داخل کرایا وہاں مجھے بہت سے دوست ملے میرے دوستوں کا دائرہ بہت وسیع ہے لیکن میں نے ہمیشہ سب سے ایک جیسا رویہ رکھا تو قارئین میں آپ کو بور نہیں کرنا چاہتا میں اب اصل کہانی کی طرف آتا ہوں۔

قارئین یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں نہم کلاس میں پڑھتا تھا اور خوب محنت کرتا تھا۔ ایک دن میں دکان سے سبزی لینے کی غرض سے گھر سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ ہمارے گھر کے ساتھ جو مکان تھا وہ کئی دنوں سے بند تھا اس میں سے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی ہیں اور تالا بھی کھلا ہوا ہے میں نے سوچا کوئی نیا کرایہ دار آیا ہو گا لہٰذا میں نے دکان سے سبزی لی اور گھر چلا گیا دوسرے دن شام کے وقت میں کمرے میں بیٹھا پڑھ رہا تھا تو دروازے پر بیل ہوئی والد صاحب گھر میں نہیں تھے والدہ صاحبہ نے مجھے کہا کہ باہر دیکھو کون ہے میں نے جب دروازہ کھولا تو سامنے ایک چالیس پینتالیس سالہ بوڑھی عورت اور ساتھ دو لڑکیاں تھیں ایک بڑی تھی جس کی عمر تقریباً 16 برس ہو گی اور دوسری چھوٹی 10 سال کی تھی بڑی لڑکی نے نقاب کیا ہوا تھا میں ان کو لیکر والدہ صاحبہ کے پاس آ گیا ان کو بٹھانے کے بعد پتہ چلا کہ یہ ہمارے نئے پڑوسی ہیں میں کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنے کے بعد کمرے میں چلا گیا میں نے جب تھوڑی دیر بعد جب دیکھنے کے لیے کہ وہ چلے گئے ہیں یا نہیں کھڑکی سے جھانکا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو میں نے دیکھا وہ لڑکی نقاب اتار چکی تھی وہ لڑکی تھی یا کوئی حور قسم سے میرے تو ہوش اڑ گئے۔

مجھے تب ہوش آیا جب والدہ صاحبہ نے آواز دی کہ دانی بیٹا خالہ کو دروازے تک چھوڑ آؤ میں ان کے آگے آگے چلتے ہوئے دروازے تک پہنچ گیا جب وہ جانے لگے تو اس لڑکی نے میری طرف دیکھا تو میں مسکرا دیا اس نے بھی مسکرا کر نگاہیں جھکا لیں میرے دل نے گواہی دی کہ ضرور دوسری طرف بھی آگ لگی ہوئی ہے بعد میں اس پری کا نام والدہ صاحبہ سے پتہ چلا اس کا نام شبانہ تھا اس کی چھوٹی بہن کا نام نومانہ تھا دو بھائی تھے ایک فوج میں فیصل آباد میں تھا اور دوسرہ سعودی عرب میں اور والد صاحب گھر پر ہی ہوتے تھے مجھے ہر وقت شبانہ کا ہی خیال رہتا تھا گھر والے اور دوست سب پوچھتے تھے کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کیوں پریشان ہو۔

کچھ دن تو اسی کشمکش میں گزر گئے پھر اس نے بھی گرلز ہائی سکول میں داخلہ لے لیا ہمارے سکول ساتھ ساتھ ہی تھے میری ایک کزن بھی اس کے ساتھ نہم کلاس میں پڑھتی تھی میں نے اس کے ہاتھ ایک خط لکھا جس میں اپنی محبت کا اظہار کیا اور جواب کے بارے میں تاکید کی شام کے وقت میں بہت پریشان تھا کہ اگر اس نے اپنے والد یا کسی اور کو بتا دیا تو میری بے عزتی ہو گی ہمارا گھرانہ محلے میں بڑی عزت رکھتا تھا میں اپنی نہیں بلکہ اپنے خاندان کی بے عزتی کی وجہ سے پریشان تھا کیونکہ ہمارے خاندان والے اپنی بے عزتی نہیں برداشت کرتے۔ اگر میرے بارے میں انہیں ایسا پتہ چل جاتا تو میرے ساتھ بہت برا سلوک کرتے تو قارئین چار پانچ دن گزر گئے لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے پھر ایک اور خط لکھ دیا یہ خط میں نے اپنے بازو پر بلیڈ سے کٹ لگا کر خون نکال کر خون سے لکھا۔ تین دن کے بعد مجھے اس کی طرف سے خط موصول ہوا۔

جس میں اس نے میری محبت کا جواب محبت سے دیا پھر ہماری خط و کتابت چل پڑی ہماری محبت کا صرف میری کزن کو علم تھا میرا اب پڑھائی سے دل اچاٹ ہو گیا میں اب سوچتا رہتا تھا کہ کس طرح اپنے والدین سے بات کروں اور اس کا رشتہ مانگ لوں میں نے اس سے بات کی تو اس نے کہا کہ ابھی تو شروعات ہیں شادی بھی ہو جائے گی اتنی جلدی کیا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں اگر میری تم سے شادی نہ ہوئی تو میں خودکشی کر لوں گا اسی طرح میں نے میٹرک کر لیا اس نے بھی سکول کو خیر باد کہہ دیا مجھے گھر والے آگے پڑھانا چاہتے تھے اس لیے مجھے کالج میں داخلہ لینا پڑا۔ شہر گاؤں سے بہت دور تھا اس لیے مجھے والد صاحب نے وہاں پر ہی مکان خرید کر دیا میں صرف ہفتہ اور اتوار کو ہی گھر آتا تھا لیکن ہماری محبت میں کوئی فرق نہ آیا میں نے اس کو ایک موبائل لے کر دیا جس کے ذریعے ہماری بات چیت ہو جاتی تھی بتاتا چلوں کہ میں جس کالج میں پڑھتا تھا وہاں پر لڑکیاں بھی تھیں میں موٹر سائیکل پر کالج جاتا تھا ہماری کلاس میں ایک فریحہ نامی لڑکی پڑھتی تھی سب لڑکے اس کے دیوانے تھے وہ ایک امیر باپ کی بیٹی تھی اور بلاشبہ خوبصورت بھی تھی لیکن میں نے اس کی طرف کبھی توجہ نہ دی ایک دن میں پیدل کالج جا رہا تھا تو میرے پاس ایک سرخ رنگ کی کار آ کر رک گئی میں نے دیکھا تو فریحہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ آؤ میرے ساتھ دونوں اکٹھے جائیں گے میں نے لاکھ انکار کیا مگر اس نے کہا کہ اگر تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گے تو میں بھی کالج نہیں جاؤں گی۔

مجبوراً مجھے اس کے ساتھ جانا پڑا لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ واپسی پر پھر وہ میرے راستے میں کھڑی تھی میں بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا اس نے گاڑی ایک پارک میں کھڑی کی اور کہا کہ آؤ تم نے آئس کریم کھلانی ہے تو میں نے کہا کہ چلو ٹھیک ہے آئس کریم کے دوران اس نے مجھ سے کہا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں تم میرا آئیڈل ہو اور میں صرف تم سے شادی کروں گی تو میں نے اس کو کہا کہ محبت زندگی میں ایک بار کی جاتی ہے بار بار نہیں میں پہلے سے کسی سے محبت کرتا ہوں بہرحال آئی ایم سوری تو اس نے مجھے کہا کہ چلو اب گھر چلتے ہیں اس نے مجھے گھر کے پاس اتار دیا اور چلی گئی۔

میرے اس جواب کے بعد اس ن ے مجھ سے تو کچھ نہ کہا لیکن بہت اداس رہنے لگی اسی طرح میں نے ایف ایس سی کر لیا اب میرا ارادہ بی ایس سی کرنے کا تھا۔

میں جب چھٹیوں میں گھر واپس آیا تو مجھے شبانہ کچھ بدلی بدلی لگی میں نے کزن سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ شبانہ نے کسی اور سے دوستی کر لی ہے تو قارئین میرا اتنا دماغ خراب ہو گیا کہ میں نے اپنی کزن کے منہ پر زوردار تھپڑ مارا لیکن اس نے کوئی پرواہ نہیں کی اور مجھے بٹھا کر پانی پلایا اور پھر مجھے میرے گھر چھوڑ کر گئی اور والدہ کو کہہ گئی کہ دانی کو بخار ہو گیا ہے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو میری والدہ نے فوراً ڈاکٹر کو فون کیا جب ڈاکٹر آیا تو والد صاحب بھی آ گئے تھے ڈاکٹر نے کہا کہ بہت تیز بخار ہے آپ دوا کھلائیں دو تین دن میں ٹھیک ہو جائے گا پانچ دن کے بعد جب میں کچھ ٹھیک ہوا تو شبانہ سے رات دس بجے اپنی چھت پر ملنے کا وعدہ کیا وہ آئی تو میری بانہوں میں جھول گئی میں نے سوچا کہ واہ رے عورت تو بھی کیا کیا رنگ دکھاتی ہے اس رات بھی اس نے مجھے بہت پیار دیا بہت سی قسمیں کھائیں دو گھنٹے بعد ہم الوداع ہوئے تو میں نے سوچا کہ شاید میری کزن نے جھوٹ بولا ہو تو میں نے اس لڑکے کے ساتھ دوستی بنانی شروع کر دی اور بعد میں اس سے سب کچھ پوچھ لیا۔ اس نے مجھے جو بتایا میں سن کر شرم سے پانی پانی ہو گیا اس نے مجھے کہا کہ آج رات ہم ملاقات کریں گے رات کو میں اس کے ساتھ حویلی میں گیا کچھ دیر کے بعد شبانہ بھی آ گئی میں دوسرے کمرے میں تھا اور وہ دوسرے کمرے میں تھے روشن دان سے جو منظر میں نے دیکھا تو میرے ہوش اڑ گئے میں جس کی پوجا کرتا رہا وہ اس قدر گری ہوئی ہو سکتی ہے یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا میں اسی وقت اس کے پاس گیا مجھے دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا اس نے مجھے اپنا جسم پیش کرنا چاہا مگر میں نے اس کے جسم سے نہیں روح سے پیار کیا تھا۔ میں نے اس کو مارنا شروع کر دیا میں اس کو بہت زیادہ مارتا اگر میرا دوست نہ چھوڑاتا جب اس لڑکے کو ہماری محبت کا علم ہوا تو اس نے بھی یہ کہہ کر اس کو چھوڑ دیا کہ میں نے تو تمہارے جسم سے محبت کی تھی تم نے میری خاطر اس کو چھوڑ دیا تو کل کسی اور کیلئے مجھے بھی چھوڑ دو گی۔

قارئین آج بھی وہ مجھ سے معافی مانگتی ہے لیکن میں کیا کروں میں نے تو پارسا نیک شبانہ سے محبت کی تھی اب وہ نہیں رہی جو پہلے تھی میں نے اب اس کی یاد سے جان چھڑانے کیلئے نشے کا سہارا لینا شروع کر دیا لیکن اس بے وفا کی یادیں پیچھا نہیں چھوڑتیں قارئین دعا کریں کہ میرا دوست اس بے وفا کو بھول جائے اور کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کر لے۔

غزل

ہونٹوں پہ اک چپ سی جمی رہ جاتی ہے
دل کی اکثر دل میں دبی رہ جاتی ہے
لوگ بچھڑ جاتے ہیں اور تصویر ان کی
آنکھوں میں تا عمر سجی رہ جاتی ہے
ہاتھ ہلاتا رہ جاتا ہے پھر صدیوں تک
دروازے پر آنکھ ٹکی رہ جاتی ہے
ہر آسائش حاصل ہو جاتی ہے پر
زیست میں پھر بھی کوئی کمی رہ جاتی ہے
چاہیے وقت بدل دے سب حالات مگر
دل کے بکس میں یاد پڑی رہ جاتی ہے

(غلام فرید ملک، ضلع بدین)

خوشی کے آنسو

شام کے سائے جب سورج کو چھپانے نکلے
ہم دیے لیکر اندھیروں کو جلانے نکلے
اور تو کوئی نہ تھا جو جرم بغاوت کرتا
اک ہم ہی تھے جو رسم نبھانے نکلے
شہر میں دشت میں صحرا میں بھی تجھ کو پایا
اے غم یار تیرے کتنے ٹھکانے نکلے

(غلام فرید ملک، ضلع بدین)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”بے رونق سی زندگی“

تحریر: آصف سانول، بہاولنگر

ایک دن خالہ کی میرے نمبر پر کال آئی اور کہا کہ امی سے بات کرائو میں نے امی سے بات کروائی تو خالہ نے سلام دعا کے بعد کہا ک اپ لوگ فلاں تاریخ کو ا جانا ثانیہ کی شادی رکھی ہوئی ھے جب میں نے یہ سنا تو میرے تو چودہ طبق روشن ہو گئے میں تو ابھی کیس سے جان چھڑائی تھی اب یہ نیا مسئلہ گلے پڑ گیا تھا خیر وہ تاریخ اگئی جب ثانیہ کی شادی تھی میں بھی امی کے ساتھ چلا گیا کہ ثانیہ سے پوچھوں گا کہ مجھ میں کیا کمی تھی مجھے تھوڑا سا وقت ملا ثانیہ سے بات کرنے کا تو ثانیہ بدلی بدلی سی لگ رہی تھی بات کا جواب بھی درست طریقے سے نہیں دے پا رہی تھی ثانیہ کہہ رہی تھی کہ میرے والدین نے ھاں کی ھے میرا کیا قصور ھے میں مجبور ہوں۔

(ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

اس نے الفت اظہار نہیں کیا اس کی مرضی
میری چاہت کا اعتبار نہیں کیا اس کی مرضی
ایک مجھ کو جام الفت سے ترساتا رہا وہ
باقی کسی کو بھی انکار نہیں کیا اس کی مرضی
میرے دعوے میری باتیں سن لیتا تھا وہ
اس نے اقرار نہیں کیا اس کی مرضی
ہر کسی کے دل کا سکون بن جاتا تھا
میرا دل سرشاد نہیں کیا اس کی مرضی
سبھی کو خود پہ اختیار ہوتا ہے سانول
اس نے مجھ سے پیار نہیں کیا اس کی مرضی

قارئین 28 ستمبر 2012ء کو مجھے ساہیوال شادی پر جانا پڑا شادی میرے والد کے ایک دوست کے بیٹے کی تھی خیر میں شادی سے دو دن پہلے ساہیوال پہنچ گیا میں پہلے لاہور آتے جاتے ساہیوال سے گاڑی میں گزر جاتا تھا آج پہلی بار میں ساہیوال شہر میں اترا تھا میں بائی پاس پر کھڑا تھا میں اپنے والد کے دوست کو کال کی کہ میں آپ کے شہر میں آچکا ہوں آگے مجھے علم نہیں جگہ کا آپ کسی آدمی کو بھیج دو اس نے کہا ٹھیک ہے دس منٹ بعد ایک لڑکے نے میرے نمبر پر کال کی سلام کے بعد بولا بھائی جان مجھے انکل اعظم نے بھیجا ہے سوری قارئین میں بتانا بھول گیا میرے والد کے دوست کا نام اعظم تھا میں نے لڑکے کو کہا کہ میں بائی پاس پر کھڑا ہوں خیر پانچ منٹ بعد اس نے مجھے ڈھونڈ لیا ہم بائیک پر سوار ہوئے اور ساہیوال کے ایک قریبی گاؤں میں آگئے سبھی کے ساتھ سلام دعا کے بعد انکل اعظم نے مجھے کہا بھئی ہم نے آپ کو دو دن اس لیے پہلے بلایا ہے کہ آپ لڑکوں کے کام میں ہیلپ کرو انکل اعظم بہت فری قسم کے تھے جب ہمارے ہاں آتے تھے تبھی بھی وہ اسی طرح باتیں کیا کرتے تھے خیر میں نے کہا جی انکل جیسے آپ کی مرضی انکل نے مجھے کہا آصف بیٹے آپ اس طرح کرو جاوید اور اسد کو لے جاؤ اور ساہیوال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ٹینٹ وغیرہ کا سامان لے آؤ میں نے کہا جی بہتر انکل جاوید اور اسد انکل اعظم کے بھانجے تھے لیکن دونوں بھائی نہیں تھے۔

خیر ہم نے ٹریکٹر ٹرالی نکالا میں نے جاوید کو کہا کہ ڈرائیونگ میں کروں گا اس نے کہا ٹھیک ہے ہم ساہیوال چلے گئے ٹینٹ وغیرہ کا سامان لوڈ کروا کر لے آئے اتنے وقت میں جاوید میرا بہت اچھا دوست بن چکا تھا جبکہ اسد ایک کم گو تھا بات بہت ہی کم کرتا تھا رات کو کھانا وغیرہ کھا کر میں اور جاوید باہر کھیتوں کی طرف نکل آئے میں نے ایسے ہی جاوید سے پوچھ لیا جاوید تم نے کسی سے محبت کی ہے مثال کے طور پہ ہم جہاں بھی جائیں اپنے ہم عمر سے پہلا سوال ہم یہی کریں گے کہ آپ نے محبت کی ہے کیونکہ میں بھی جہاں گیا وہاں جو بھی دوست بنا اس نے پہلا سوال یہی کیا کہ آپ نے محبت کی ہے سو میں نے بھی جاوید سے یہی سوال کر دیا تو جاوید خاموش رہا پھر بہت مشکل سے گویا ہوا جناب آصف سانول میری محبت کا سن کر کیا کرو گے آصف بھائی مجھے شرم آتی ہے اپنی بربادی سناتے ہوئے میں نے تسلی دی کہ جاوید شرم کے پاس جائیں تو شرم اترتی ہے اور ویسے بھی ہم لوگ ہم عمر ہیں آپ بلا جھجک سنا دیں تو وہ بہت مشکل سے راضی ہوا پھر جب اسے پتہ چلا کہ اس کی یہ کہانی جواب عرض کی زینت بنے گی تو وہ اور بھی خوش ہو گیا ہم چلتے چلتے ایک ٹیوب ویل پر جا کر بیٹھ گئے تو جاوید نے اپنی داستان کا آغاز کیا۔ قارئین جاوید کی داستان جاوید کی زبانی۔

میرا نام جاوید ہے اور پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی ہوں والدین حیات ہیں میری بہنیں مجھ سے بڑی ہیں میں بہت منتوں مرادوں سے پیدا ہوا تھا میں جب پیدا ہوا تو پورے گاؤں میں مٹھائی بانٹی گئی جب میں پانچ سال کا ہوا تو مجھے گاؤں کے پرائمری سکول میں داخل کروا دیا گیا میں بچپن کا دور پرائمری پاس کرنے تک انجوائے کر لیا تھا اب ہر بات سمجھنے لگا ہمارے گاؤں میں ہائی سکول نہیں تھا اس لیے مجھے دوسرے گاؤں جانا پڑتا تھا اس لیے میرے والد نے مجھے ایک بائیسکل لے کر دی میں روزانہ باقاعدگی سے سکول جاتا اور چھٹی کے وقت سیدھا گھر لوٹ آتا سکول میں میرے چند دوست تھے جو دوسرے گاؤں سے آتے تھے میں نے اپنے گاؤں کا کوئی لڑکا دوست نہ بنایا خیر دن گزرتے گئے میں مڈل میں پہنچ گیا جب مڈل پاس کیا تو مجھ میں بہت سی تبدیلیاں آ گئی میں نے خود بھی محسوس کیا کہ ماشاء اللہ جاوید اب جوانی چڑھ رہے ہو خدا نے مجھے گورا رنگ گول مٹول چہرہ نشیلی آنکھیں درمیانہ قد کیا شخصیت بنائی تھی خدا نے میری اور اوپر سے میں شوقین اتنا کہ ہر وقت نہا دھو کر صاف ستھرا لباس پہن کر رکھتا تھا دن گزرتے گئے میں نے اب میٹرک پاس کر لی تھی والد صاحب آگے پڑھانا چاہتے تھے لیکن میرا دل نہیں کرتا تھا سو والد کو صاف صاف کہہ دیا کہ ابو جان میں آگے نہیں پڑھوں گا۔

پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی اور والدین کی آنکھوں کا تارا تھا اس لیے کسی نے بھی کوئی بات نہ کی اور تعلیم کو خیر باد کر دیا والد صاحب کی اپنی دس ایکڑ زمین تھی جس پر وہ کھیتی باڑی کرتا تھا میں نے اب کھیتی باڑی میں دلچسپی لینے شروع کر دی تھی میرے شوق کو دیکھتے ہوئے والد صاحب نے مجھے آہستہ آہستہ ٹریکٹر کو چلانے کا طریقہ سکھایا پھر آہستہ آہستہ ساری کھیتی باڑی کا طریقہ سمجھایا اب ایک وقت والد صاحب نہ آتے تو میں اکیلا ہی پانی وغیرہ فصلوں کو لگا لیتا تھا دن بہت ہنسی خوشی گزر رہے تھے میں اب اٹھارہ برس کا خوبرو نوجوان بن چکا تھا کیا شباب آیا تھا مجھ پہ ہر کوئی سوالی بن گیا تھا۔

میں کسی کو خاطر میں نہ لاتا اپنی جوانی سنبھال کر رکھی دن گزرتے گئے میں جب بیس برس کا ہوا تو مجھے بھی احساس ہوا کہ اب میرا بھی ہمسفر ہو میری ایک خالہ ملتان سے آ گئی ساتھ اس کے ایک آٹھ سالہ لڑکا یعنی میرا کزن اور ایک سولہ سالہ لڑکی یعنی میری کزن تھی یہ لوگ شاید کافی عرصے بعد آئے خالہ تو اکثر آتی رہتی تھی جبکہ کزن وغیرہ کافی عرصے بعد آئے تھے میرے کزن کا نام ثاقب اور کزن کا نام ثانیہ تھا پہلے دن تو میں رسمی علیک سلیک کی دوسرے دن میں نے کسی سے کوئی بات نہیں کی میں صبح اٹھا

برش کیا آئینے کے سامنے آیا دل میں تھوڑا سا تکبر پیدا ہوا کہ جاوید آج تم یقیناً کسی کو شکار کرو گے اپنی آنکھوں سے اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا ہوا کچھ یوں کہ میری بڑی سسٹر نے میری چھوٹی سسٹر کو کہا کہ جاؤ جاوید کو چائے دے کر آؤ چھوٹی سسٹر نے کہا اچھا باجی میں آتی ہوں اتنے میں میری کزن ثانیہ جو کہ میری بڑی سسٹر کے پاس ہی بیٹھی تھی فوراً بولی باجی لاؤ جاوید کو میں چائے دے آتی ہوں ثانیہ نے چائے کا کپ اٹھایا اور میرے کمرے میں آ گئی میں آئینے کے سامنے کھڑا بال درست کر رہا تھا میرا چہرہ صبح صبح نہانے سے گلاب کی طرح کھل اٹھا تھا مجھے تو پتہ بھی نہیں تھا کہ ثانیہ میرے پیچھے چائے لے کر کھڑی ہے میں اپنی مستی میں آئینے کے سامنے کھڑا اپنی حسین صورت کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا جب میں آئینے سے فارغ ہوا تو مڑ کر دیکھا تو ثانیہ چائے اٹھائے سوچوں میں مگن تھی میں فوراً سمجھ گیا کہ جب میں آئینے کے سامنے کھڑا تھا تو ثانیہ میری صورت جو آئینے میں تھی اس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئی تھی میں نے جب اسے خاطب کیا تو وہ بوکھلا گئی وہ تو چائے کا کپ بھی گرانے لگی تھی میں جب تھوڑا سا مسکرایا تو وہ سنبھل گئی میں نے جب چائے کا کپ پکڑا تو اس نے مجھے اتنے غور سے آنکھوں کی گرفت میں لیا کہ میں چاہتے ہوئے بھی آزاد نہ ہو سکا کیسی آنکھیں تھیں جن ڈوب جانے کو دل کرتا تھا میں نے جب جوابی وار کرتے ہوئے آنکھیں ملائیں تو میں یقین سے کہتا ہوں اس کی روح تک مچل گئی تھی ثانیہ پھیکی سی مسکائی اور واپس لوٹ گی مجھے کب چائے اچھی لگتی تھی میں نے جیسے تیسے کر کے چائے کا کپ ختم کیا میں نے چاہا کاش ثانیہ ایک بار پھر چائے کا کپ لے کر آ جائے مجھے ایک آئیڈیا آیا میں نے بڑی سسٹر کو آواز دی آپی چائے کا ایک کپ اور دینا باجی نے کہا پہلے تو صرف ایک کپ ہی پیتے ہو میں نے کہا باجی آج چائے اچھی تھی ایک کپ اور بھیجو یہ بات میں نے کہی تھی کہ شاید ثانیہ چائے دینے آئے لیکن ایسا نہ ہوا چائے میری چھوٹی سسٹر لے آئی مجھ سے یہ چائے کا کپ ختم کرنا مشکل ہو گیا تھا میں اٹھا اور باہر کھیتوں کی طرف نکل آیا والد صاحب نے ٹربائن چلائی ہوئی تھی جب میں نے دیکھا کہ ٹربائن چلی ہوئی ہے تو میں نے سوچا والد صاحب اپنی لگانے پر لگا دیں گے اس سے بہتر ہے کسی دوست کے پاس بیٹھا جائے میں واپس گاؤں آ گیا اور ایک دوست کے پاس چلا گیا کافی دیر باتیں کرتے رہے لیکن آج باتوں میں بھی مزہ نہ تھا میرے دوست نے ٹی وی سی ڈی چلائی فلم لگائی لیکن مجھے کیا خاک اچھی لگنی تھی میں تو خود اس وقت فلم کا ایک ٹریلر بن چکا تھا میں نے دوست سے اجازت لی اور گھر آ گیا والدہ نے پوچھا بیٹا آ گئے ہو آج تو تمہارے والد نے ٹربائن چلائی ہوئی ہے میں نے ایسے ہی ماں سے جھوٹ بول دیا ماں میری طبیعت ٹھیک نہیں یہ میری زندگی کا پہلا جھوٹ تھا جو میں اپنی ماں کے سامنے بول رہا تھا یہ محبت بھی کیا چیز ہے کسی کا بھی احترام نہیں کرتی کوئی بھی رشتہ نہیں دیکھتی کوئی گناہ ثواب نہیں دیکھتی میری ماں تو مجھے جان سے بھی بڑھ کر چاہتی تھی کیونکہ پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا ماں نے آگے بڑھ کر ماتھا چوما صدقے جاواں میرے لال کو کیا ہو گیا میں نے کہا ماں بس سر میں تھوڑا سا درد ہے آرام کرتا ہوں تو اتر جائے گا ماں نے ڈھیر ساری دعائیں دیں اور میں اندر کمرے میں جا کر لیٹ گیا درد سر میں نہیں تھا بلکہ درد تو جو تھا وہی تھا دل کو کچھ سکون نہیں مل رہا تھا ٹی وی آن کیا تو تبصرے والے بیٹھے تھے ڈی وی ڈی چلائی تو انڈین فلم میرا منہ تک رہی تھی میرے دل میں ایک دھما کہ سا ہوا میں نے تو رات کو گیت مالا چھوڑا تھا ڈی وی ڈی کے اندر اب انڈین فلم ہے جبکہ میری سسٹر کوئی فوربھی میرے کمرے میں نہیں آتی تھی میں سمجھ گیا یہ ثانیہ کا کارنامہ ہے میں نے ڈی وی ڈی آف کر دی اور کمبل کھینچ کر اوپر کر لیا تھوڑی دیر تو پڑا رہا ئین لیکن درد دل پھر بھی کم نہ ہوا کمبل پھینک دیا اور تکیہ اٹھا کر دوسری طرف کر لیا لیکن یہ کیا تکیے کے نیچے سے ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا تھا سمجھنے والا ایک منٹ سے پہلے سمجھ جاتا ہے سو میں بھی سمجھ چکا تھا کہ یہ کیا شیش ناگ ہے اس میں جو کچھ لکھا تھا وہ بھی میں سمجھ چکا تھا لیکن پڑھنا تو میرا فرض بنتا تھا سو میں نے اٹھا لیا اور کھول دیا کیا الفاظ تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

السلام علیکم جاوید پہلے نمبر پر اگر آپ کو کوئی بات بری لگے تو ایڈوانس آئی ایم ویری سوری اور دوسری بات یہ کہ ثانیہ ایک خبطی دیوانی سی لڑکی آپ کو کیسی لگتی ہے اگر آپ کے دل میں ہمارے لئے تھوڑی جگہ ہے تو پلیز اجازت دے دینا اگر ثانیہ آپ کو اچھی نہیں لگتی تب بھی بتا دینا ثانیہ خاموشی سے اپنے دل پہ پتھر رکھ کر آپ کو بھول جائے گی جاوید جب میں چائے دینے آئی تھی تو تو نے نظریں تو کیا ملائیں حریف کے دل کو جلا کر ہی رکھ دیا مجھے شام سے پہلے پہلے اس لیٹر کا جواب چاہیے صرف اور صرف آپ کی ثانیہ اور نیچے دو چار اشعار لکھے ہوئے تھے جن میں سے میں کسی ایک کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں

مٹا دینا میرا نقش دل سے مگر سوچنا ضرور
ہم جیسے لوگ دوسری بار ملا نہیں کرتے

لیٹر کیا تھا میرے خوابوں کی تعبیر تھی میں کبھی لیٹر کو دیکھتا کبھی باہر دروازے کی طرف دیکھتا جیسے ابھی کوئی اندر آ رہا ہے میں نے سوچا جب جواب دینا ہی ہے تو پھر دیر کس بات کی چلو اٹھو اور جواب لکھو مجھ میں تو جیسے بجلی سا کرنٹ آ گیا تھا میں جلدی سے اٹھا الماری سے کاپی پنسل اٹھائی اور جواب لکھنے بیٹھ گیا۔

السلام علیکم ثانیہ پہلے نمبر پر تو مجھے آپ کی کوئی بات بری نہیں لگی اور ویسے بھی آپ جیسے لوگوں کی بات کسی کو بھلا کیا بری لگے گی ثانیہ قسم سے جب تو نے چائے پکڑاتے وقت نظریں ملائی تھیں وہ نظریں میرا جگر چھلنی کر گئی ہیں ثانیہ میں آپ کے آگے دل ہار چکا ہوں پلیز مجھے ٹھکرائیے گا مت ورنہ میں بکھر جاؤں گا ثانیہ آپ واحد لڑکی ہو جو میرے دل میں اتری ہو ورنہ کسی لڑکی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ میرے دل کے دروازے پر دستک دیتی اور آخر میں میں نے ایک شعر لکھ دیا بقول شاعر

کرنی ہے بے وفائی تو پہلے بتا دیں
دنیا بہت حسین ہے ہم کہیں اور دل لگا لیں گے

اور آخر میں لکھ دیا کہ جواب ضرور دینا فقط۔

صرف اور صرف آپ کا جاوید

لیٹر لکھ کر میں نے اپنے بیڈروم میں ہی کہیں چھپا دیا سوچا کہ شام کو ٹھیک نہیں صبح شاید چائے دینے ثانیہ آ جائے انہیں سوچوں میں شام ہو گئی ثانیہ مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھتی تھی شاید لیٹر کا جواب مانگتی تھی میں ہلکا سا مسکرایا اور آنکھوں سے اشارہ کیا تو وہ سمجھ گئی میرے دل کو بھی قدرے سکون مل گیا تھا خیر رات ہو گئی اور صبح ہو گئی میں سویرے سویرے اٹھا نہا کر اپنے بیڈ روم میں چلا گیا حالانکہ میں چائے باہر بیٹھ کر بھی پی سکتا تھا لیکن نا جانے کیوں دل میں ایک انجانی سی تمنا تھی ایک آرزو تھی یا پھر غلط فہمی تھی کہ آج پھر شاید ثانیہ چائے دینے آ جائے پھر قدرت نے بھی شاید میرے دل کی آہ سن لی تھی جیسے ہی باجی نے میری چھوٹی بہن کو کہا کہ جاؤ جاوید کو چائے دے کر آؤ ثانیہ فوراً بولی باجی میں چائے دے کر آتی ہوں باجی نے ایک نظر ثانیہ کو دیکھا شاید شک میں پڑ چکی تھی کہ کوئی چکر ہے لیکن خاموش رہی ثانیہ چائے کا کپ اٹھائے رکھے رکھے میرے کمرے میں آ گھسی میری نظر جب ثانیہ پر پڑی تو میں تو نظریں ہٹانا ہی بھول گیا تھا دل نے کہا ثانیہ کتنی خوبصورت لگ رہی ہے اور پھر یہی الفاظ منہ سے بھی نکل گئے کہ ثانیہ آج بہت خوبصورت لگ رہی ہو جواب میں ثانیہ ذرہ مغروری سے بولی کیوں جی میں اتنی حسین تو نہیں جتنی آپ تعریف کر رہے ہو میں ایک شعر بولا۔

پھول تو بہت ہیں مگر گلاب جیسا کوئی نہیں
حسین تو بہت ہیں مگر آپ جیسا کوئی نہیں

میرے شعر بولنے پر وہ اس انداز سے مسکرائی کہ میرا دل ہی چیر کر رکھ گئی تو چائے دیکر چلی گئی لیکن میں اس کی سوچوں میں ابھی تک مگن تھا ہائے ربا یہ پیار نہ ہی ہوتا تو اچھا تھا نا جانے میں کتنی دیر تک ثانیہ کی یادوں میں گم رہا مجھے تو اس وقت پتہ چلا جب میرے والد صاحب نے برآمد میں آواز کی جاوید بیٹا کہاں ہو میں یکدم چونکا فوراً بولا جی...... جی ابو والد صاحب بولے بیٹا اس طرح کرنا میں ذرا کہیں کام جا رہا ہوں اور ٹربائن چلا کر مکئی کی فصل کو پانی لگا دینا میں نے کہا ٹھیک ہے ابو جی والد صاحب چلے گئے اور میں گھر سے نکلا کھیتوں میں گیا لائٹ دیکھی تو کھڑی تھی میں نے ٹربائن چلا دی پانی چلتا رہا صبح آٹھ

سے بارہ بج گئے میں نے سوچا ٹربائن بند کر کے گھر جاتا ہوں اور کھانا کھا کر پھر آ کر چلا لوں گا گھر آیا تو عجیب سماں تھا ثانیہ کپڑے سمیٹ رہی تھی ثانیہ کی امی کہہ رہی تھی ثانیہ بیٹا جلدی کرو تیاری کرو میرا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا میں نے جب یہ الفاظ سنے تو سیدھا اپنے بیڈ روم میں گیا اور اوندھے منہ بیڈ پر گر گیا نا جانے پانچ دس منٹ ہوئے تھے کہ ثانیہ میرے کمرے میں داخل ہوئی سلام کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی ثانیہ نے ٹوٹے سے منہ سے بکھرے سے الفاظ میں کہا جاوید ایسا حال کیوں بنایا ہے میں نے بہت ہی دکھی انداز میں یہ شعر ثانیہ کو سنایا۔

کھلتے ہیں جو پھول انہیں گرنا بھی ہوتا ہے
نہ تھا معلوم کہ قسمت میں بچھڑنا بھی ہوتا ہے

ثانیہ تم بھول تو نہ جاؤ گی کبھی کسی اور کو تو زندگی میں نہیں لاؤ گی ثانیہ دیکھنا کچھ میری محبت کا بھرم رکھنا کہیں میری محبت کو تماشہ نہ بنا دینا ثانیہ میری بات غور سے سنو میں اٹھ کر بیٹھ گیا ثانیہ بھی چونک کر سنجیدہ ہو کر بیٹھ گئی میں نے بات کا آغاز کیا کہ ثانیہ تم بہت خوبصورت ہو حد سے بھی زیادہ خوبصورت ہو یہ میں ہی صرف نہیں کہہ رہا بلکہ میرے سب دوست بھی کہتے ہیں کہ جو آپ کی کزن مہمان آئی ہے حد سے بھی زیادہ خوبصورت ہے اور میری نظروں میں تو تم پرستان کی پری ہو ثانیہ اپنی عزت کا خیال رکھنا لوگ آپ کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہیں کیسا کھلتا گلاب ابھرتا شباب ہے لوگوں کی تشنہ نگاہیں آپ کا طواف کرتی ہیں اور ثانیہ جب تم اپنے شہر میں جاؤ تمہارے گھر میں مہمان آئیں گے آپ نے نظریں نیچی رکھنی ہیں جب بازار جانا تب بھی کسی کو نظریں ملا کر نہ دیکھنا ورنہ وہ شخص پیچھا کرنے سے باز نہیں آئے گا ثانیہ یہ دنیا اب مطلب پرست ہے مطلب نکال کر چلتے بنتے ہیں ثانیہ میں آپ سے سچا پیار کرتا ہوں اگر میرے دل میں ذرہ بھی کھوٹ ہوتی تو میں آپ کی عزت سے کب کا کھیل چکا ہوتا نہیں ثانیہ میں تمہیں اپنانا چاہتا ہوں تمہیں ڈولی میں بٹھا کر لانا چاہتا ہوں ثانیہ میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں میں اتنا پرزور بول رہا تھا کہ ثانیہ کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیا جس پر مجھے بعد میں شرمندگی ہوئی لیکن پیار برابر کا ہو تو محبوب چھوٹی چھوٹی باتوں کا نوٹس نہیں لیتے ثانیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر رکھتے ہوئے کہا جاوید ثانیہ کو اپنے سر کی قسم ثانیہ مر تو سکتی ہے لیکن اپنا پھولوں سا شباب جاوید کے سوا کسی اور پہ فدا نہیں کر سکتی ثانیہ نے جب میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پہ رکھا تھا تو یقین مانیئے خوشبو کا ایک جھونکا سا میرے نتھنوں سے ٹکرایا تھا میں اس قدر بے قرار ہو گیا تھا کہ سانول بھائی کیا بتاؤں مجھ سے برداشت نہ ہوا میں نے بے اختیار ثانیہ کا ہاتھ چوم لیا جس پر ثانیہ مچل سی گئی تھی ثانیہ بے اختیار میری جھولی میں لٹک گئی اس سے پہلے کہ سینے سے سینہ ٹکراتا یکدم ثانیہ کی امی کی آواز آئی ثانیہ بیٹا کہاں ہو ثانیہ نا چاہتے ہوئے بھی مجھ سے الگ ہو گئی سانول بھائی کیا بتاؤں اس وقت ثانیہ کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور سانس اس قدر تیز ہو گئی تھی کہ کچھ بھی ہو سکتا تھا ثانیہ اٹھ کر باہر چلی گئی اور میں ایک بھر پھر اداسیوں کی وادیوں میں گم ہوتا چلا گیا یکدم ثانیہ کی امی میرے کمرے کے دروازے پر آئی اور کہا جاوید بیٹا ذرا ہمیں سٹاپ تک تو چھوڑ آؤ میں نا چاہتے ہوئے بھی اٹھ پڑا بائیک نکالی ایک نظر اپنے محبوب کو دیکھا جس کی نظروں میں ہزاروں سوال تھے پھر ثانیہ اور اس کا بھائی اور امی کو میں بائیک پر بٹھایا اور شہر لے آیا ان کو گاڑی میں بٹھایا اور کنڈیکٹر کو کرایہ بھی میں نے ادا کیا اور نیچے اتر آیا ثانیہ کھڑکی والی سیٹ پر تھی میں نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا جی بھر کر اپنے محبوب کو دیکھا تقریباً پانچ منٹ بعد گاڑی روانہ ہو گئی میں روکھے سے مزاج کے ساتھ بائیک اسٹارٹ کی اور گھر آ گیا سانول بھائی ثانیہ سے ملاقات کیے اب ایک ماہ ہو چکا تھا حالات نے پلٹا کھایا اور ہمارا اپنے چچا سے جھگڑا ہو گیا زرعی زمین کا کوئی مسئلہ تھا جس پر بات کافی بڑھ گئی ہم لوگ ادھر کیس میں الجھ گئے ثانیہ سے ملاقات نہ ہو سکی نہ کوئی کال نہ کوئی پیغام حتی کہ چھ ماہ گزر گئے ایک دن خالہ کی میرے نمبر پر کال آئی اور کہا کہ امی سے بات کراؤ میں نے امی سے بات کروائی تو خالہ نے سلام دعا کے بعد کہا کہ آپ لوگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فلاں تاریخ کو آ جانا ثانیہ کی شادی رکھی ہوئی ہے جب میں نے یہ سنا تو میرے تو چودہ طبق روشن ہو گئے میں تو ابھی کیس سے جان چھڑائی تھی اب یہ نیا مسئلہ گلے پڑ گیا تھا خیر وہ تاریخ آ گئی جب ثانیہ کی شادی تھی میں بھی امی کے ساتھ چلا گیا کہ ثانیہ سے پوچھوں گا کہ مجھ میں کیا کمی تھی مجھے تھوڑا سا وقت ملا ثانیہ سے بات کرنے کا تو ثانیہ بدلی بدلی سی لگ رہی تھی بات کا جواب بھی درست طریقے سے نہیں دے پا رہی تھی ثانیہ کہہ رہی تھی کہ میرے والدین نے ہاں کی ہے میرا کیا قصور ہے میں مجبور ہوں میں یہ وہ کہہ کر ثانیہ جان چھڑا کر چلی گئی لیکن مجھے پتہ چل گیا ثانیہ اپنی مرضی سے شادی کروا رہی ہے پہلے اس لڑکے سے عشق لڑاتی رہی ہے اور اب شادی کر رہی ہے میرا دل ٹوٹ سا گیا میں نے جیسے تیسے کر کے وقت پاس کیا اور دوسرے دن واپس آ گیا امی کو لیکر میرے دل کی نگری اجڑ چکی تھی کسی شاعر نے کیا خوب لکھا۔

ان حسین ناگنون سے بچ کر رہنا سانول
ان کے ڈسے مسکرا کر جی نہیں سکتے

اور یہی حال میرا تھا نہ کسی سے بات کرتا نہ کبھی مسکراتا گھر والے پوچھتے تو ٹال جاتا لیکن بڑی باجی کو سب علم تھا اس نے میرے والدین کو اکسایا کہ اب جاوید کی شادی کر دینی چاہیے گھر والے مان گئے اور میری شادی کی باتیں ہونے لگیں میری شادی میرے ماموں کے ہاں طے پا گئی میری کزن کا نام آسیہ تھا جو کہ میری بیوی بن رہی تھی آسیہ حسین تو بہت تھی پر اس سے بڑھ کر بدتمیز غصے والی اور مغرور ٹائپ کی تھی خیر میرے والدین کی پسند تھی میری پسند نے تو مجھے جو جھٹکا لگانا تھا لگا دیا خیر اب خود کو والدین کی پسند پر چھوڑ دیا خیر تیاری کے دن مقرر ہو گئے اور پندرہ دن بعد شادی ہو گئی سہاگ رات کو جب مسہری پر گیا تو آسیہ فون پر کسی سے باتیں کر رہی تھی مجھے دیکھ کر کال ڈراپ کر دی اور موبائل مسہری پر رکھ دیا میں جب آسیہ کے ساتھ پیار محبت کی باتیں کرتا تو آ سی غصہ کرتی کہتی مجھے ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں حالانکہ آپ بتاؤ سانول بھائی سہاگ رات کی خواہش بھلا کس لڑکی کو نہیں ہوتی خیر جیسے تیسے بدمزہ سی سہاگ رات گزر گئی آسیہ کی مغروری میں کوئی فرق نہ آیا دن گزرتے رہے سانول بھائی میں جب بھی آسیہ کو حقوق زوجیت کیلئے بلاتا آسیہ غصے سے مجھے نا جانے کیا کچھ کہتی حالانکہ اس معاملے میں عورت کی جرات کہ وہ اپنے میاں کو ایسی باتیں کہے آسیہ کہتی میں آپ کیلئے تھوڑی بنی ہوں کہیں اور جا کر سر مار لیا کرو مجھے کیوں ڈسٹرب کرتے ہو سانول بھائی مجھے اتنا غصہ آتا کہ آسیہ کا سر پھاڑ دوں لیکن اپنے ماموں کا چہرہ سامنے آ جاتا کہ ماموں کیا کہے گا میں نے آسیہ کو موبائل یوز کرنے سے منع کیا تو آستہ مجھ سے جھگڑ پڑی میں خاموش ہو گیا ایک دن میں صبح کو کھیتوں میں گیا اور جلد واپس آ گیا گھر آ کر کیا دیکھتا ہوں کہ آسیہ موبائل پر کسی سے مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھی میں باہر کمرے کے دروازے کی آڑ میں کھڑا سنتا رہا آسیہ کہہ رہی تھی جانوں میں تیری ہوں اور تیری رہوں گی جاوید کو تو میں گھاس بھی نہیں ڈالتی نا جانے وہ کیا کیا میرے بارے میں کہتی رہی جب مجھ سے برداشت نہ ہوا تو میں اندر داخل ہو گیا جاتے ہی آسیہ کو بالوں سے پکڑ لیا موبائل چھین کر دیوار سے دے مارا اور توڑ دیا اور آسیہ کو اتنا مارا اتنا مارا کہ وہ چل نہیں سکتی تھی خیر آسیہ نے اپنے کپڑے اٹھائے اور میکے چلی گئی ایک سال ہو گیا ہے نہ وہ آنا چاہتی ہے نہ میں لانا چاہتا ہوں یہ تھی سانول بھائی میری داستان حیات جو آپ کے گوش گزار کر دی اور آؤ ٹائم بھی بہت ہو گیا ہم لوگ اٹھے اور گھر آ گئے تو قارئین اب آصف سانول آپ سے مخاطب ہوں کہ صبح کو شادی تھی شادی سے فراغت ہوتے ہی میں نے اعظم انکل سے اجازت لی اور واپس گھر آ گیا اب دو ماہ بعد یہ سٹوری لکھ رہا ہوں یہ جاوید کی آپ بیتی بالکل سچی ہے تو قارئین میں اس کہانی کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں رائے ضرور دیجئے گا اگر کوئی قاری مجھ سے رابطہ کرنا چاہے تو جواب عرض کسی بھی نامور رائیٹر سے میرا نمبر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

❁❁❁

”ہیلو کون؟“

☑……تحریر: محمد شعیب مجبور، کورم ایجنسی، پارہ چنار

جب عاشق حسین وعدہ کر کے رخصت ہو رہا تھا تو اچانک شہناز کا بھائی قیصر کمرے میں گھس ایا اور عاشق حسین کو دیکھ کر اگ بگولہ ہو گیا اس دوران شور مچانے پر والد بھی کمرے یمں ا گیا دونوں نے عاشق کو پکڑنے کی کوشش کی تو عاشق حسین نے جیب سے چاقو نکال کر شہناز کے بھائی کو زخمی کر دیا والد اور بھائی عاشق حسین کو پکڑ نہیں سکتے تھے کیونکہ اس کے پاس چاقو تھا شہناز نے والد اور بھائی کو بتایا کہ عاشق حسین کسی غلط نیت سے اس کے کمرے میں نہیں ایا بلکہ دونوں ایک دوسرے سے شادی کرنا چاھتے ھیں جس پر بھائی نے اسے بتایا کہ ہم عاشق حسین کو کچھ نہیں کھتے تم اسے کھو کہ وہ چاقو تمھارے حوالے کر دے۔ شہناز نے عاشق حسین کو چاقو حوالے کرنے کو کھا تو عاشق حسین نے چاقو کو گلدستے کی صورت میں اس کو پیش کیا۔

(ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

کیسا ہوگا عاشق حسین کیسے ہوں گی اس کی عادتیں کیسا ہو گا اس کے گھر کا ماحول یہ احساسات گلبرگ کی جواں سال رہائشی شہناز کے دل میں اس وقت پیدا ہوئے جب بات بہت آگے بڑھ گئی اور دونوں پہلی ملاقات کیلئے بے تاب ہو گئے۔

شہناز گاؤں میں رہتی ہے اور گاؤں میں شہناز کی بہت سی فرینڈز بھی تھیں تاہم دوستوں کے معاملے میں شہناز کا اپنا اصول تھا کہ میں ان ہی لڑکیوں سے دوستی کرتی ہوں جو لڑکوں میں دلچسپی نہیں لیتیں شہناز کی دوستوں میں سے اگر کوئی کسی لڑکے سے محبت وغیرہ کی پینگیں بڑھاتی ہے تو شہناز اس سے دوستی توڑ دیتی شہناز اکثر کہتی تھی کہ ضروری تو نہیں محبت کی لڑکے سے ہی کی جائے…… محبت کیلئے ماں، باپ، بہن بھائی ہی کافی ہیں کسی نامحرم سے محبت کرنا اپنے ماں باپ کو دھوکہ دینے جیسا ہے شہناز کی بات پر اکثر کوئی دوست جواباً کہتی کہ اپنی ذات سے نکل کر دیکھو دنیا کتنی حسین ہے شہناز دیکھنا تم کو بھی محبت ہوگی اور ایک دن تم خود بتاؤ گی کیونکہ محبت چھپ نہیں سکتی چھپانے سے میں تمہاری طرح پاگل نہیں پہلی محبت نہیں کروں گی دوسری بات اگر ہو گئی تو تمہاری طرح نہ ملوں گی نہ گفٹ لوں گی یہ میرا وعدہ ہے اور تم سب جانتی ہو میں وعدہ نبھانا جانتی ہوں دیکھنا میری محبت صرف روح کی محبت ہوگی۔

شہناز کی باتوں پر فرینڈز مسکرا کر رہ جاتی تھیں شہناز کی جو فرینڈ موبائل استعمال کرتی تھیں وہ جب اپنے بوائے فرینڈز سے موبائل پر ہونے والی گفتگو کا احوال بتاتیں تو شہناز شرم سے پانی پانی ہو جاتی تھی اور شہناز غصے سے انہیں جھڑکتے ہوئے کہتی تھی تمہیں شرم نہیں آتی فون پر کسی غیر مرد سے اس قسم کی بے ہودہ باتیں کرتے ہوئے؟ موبائل میں بھی استعمال کرتی ہوں مگر آج تک کوئی رانگ نمبر نہیں لگا جب شہناز کی کوئی فرینڈز شہناز سے ملنے آتی تو اپنا فون بند کر دیتی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

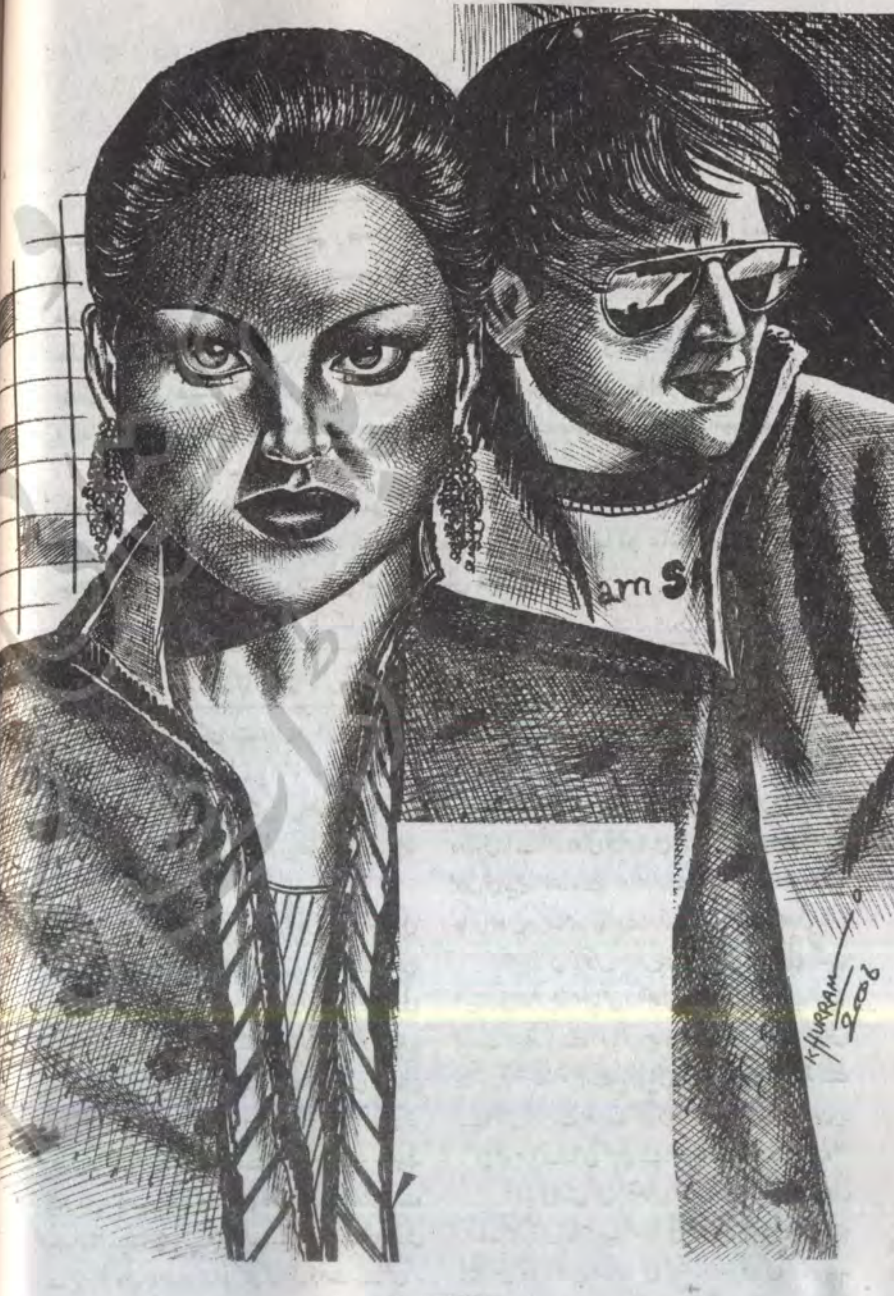

باہر بیٹھ کر اگر موبائل پہ کسی لڑکے کا فون آیا تو شہناز اسے ٹھیک ٹھاک سناؤں گی ایک دن شہناز کی کزن عاصمہ نے شہناز کے فون سے اپنے کسی بوائے فرینڈ کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے نمبر غلط ملا دیا عاصمہ اکثر میرے ہی نمبر سے مس کرتی تھی۔

عاصمہ آنکھیں کھول کر نمبر ڈائل کیا کرو۔

شہناز نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا اس نے دوبارہ پھر ایسا ہی کیا غلط نمبر پر مس کال کر دی۔

عاصمہ پلیز میرا نمبر غلط استعمال مت کیا کرو کتنی شرمندگی ہو گی جب بھائی یا باپ کو پتہ چلا کہ شہناز کے نمبر پہ بھی رانگ نمبر آتے ہیں مجھے ان چیزوں سے بہت ڈر لگتا تھا سب گھر والوں کا مجھ پہ بہت اعتماد تھا اور میں ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانا نہیں چاہتی تھی شہناز کی کزن اپنے بوائے فرینڈز کا نمبر بھول گئی اور بار بار کسی اجنبی نمبر پہ مس کال کرتی رہی شہناز نے کہا کہ مس کال کی بجائے کال کر کے معلوم کر لو کال کرنے پر پتہ چلا کہ یہ وہ نہیں جبکہ کوئی عاشق نامی لڑکا ہے۔

کچھ دن بعد ہوا یوں کہ شہناز گھر میں اکیلی تھی کہ اس کے موبائل فون پر ایک کال آئی کال ریسیو کرنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ وہ رانگ کال تھی چنانچہ اس نے کال کاٹ دی۔

پھر کچھ دنوں کے بعد عاصمہ نے اپنے بوائے فرینڈ سے بات کرنے کیلئے شہناز کا موبائل لیا غلطی سے پھر اسی نمبر پر مس کال دی شہناز نے غصے سے موبائل عاصمہ سے لے لیا جواب میں اسی اجنبی کی کال آ گئی آپ نے مس کال کی تھی؟

شہناز نے اپنی کزن کی طرف سے سوری کرتے ہوئے کہا پلیز کسی کو یہ نمبر نہ دینا پلیز آئندہ آپ کو مس کال نہیں آئے گی پلیز آپ یہ نمبر کسی اور کو مت دینا پلیز۔

آپ نے پلیز کا لفظ اتنی بار بولا ہے کہ میرا بھی دل کرتا ہے آپ سے کہوں پلیز مجھے اپنا نام بتائیں؟

سوری میں آپ کو اپنا نام نہیں بتا سکتی بس پلیز یہ نمبر اپنے سیل سے ختم کر دیجئے۔

آپ بے فکر رہیں میں کسی کو نمبر نہیں دوں گا پلیز

ہیلو کون؟

ایک شرط پر کہ میں آپ کو ضرور مس کال کروں گا۔

تاہم شہناز کال کاٹ دی اگلے روز اسی نمبر سے دوبارہ کال آئی تو فون کرنے والے نے اپنا نام عاشق حسین ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ اسے اس کی آواز پیاری لگی ہے اس لیے فون کیا تاہم شہناز نے عاشق حسین کی کال کاٹ دی اس روز کے بعد پھر عاشق حسین کا فون آیا عاشق حسین نے پھر کہا کہ آپ کی آواز نیند ہے اس لیے دوبارہ فون کیا پھر شہناز نے عاشق حسین کو ڈانٹا اور آئندہ فون مت کرنا ورنہ بہت برا ہو گا شہناز بہت گھبراہٹ میں تھی اس لیے کہ شہناز نے کبھی کسی لڑکے سے بات نہیں کی تھی تین دن کے بعد شہناز کی کزن عاصمہ نے پھر اسی نمبر پر مس کال دے دی دوسری طرف سے فون آ گیا شہناز نے کاٹ دیا لیکن کال دوبارہ آ گئی اس بار نمبر دوسرا تھا شہناز نے او کے کیا۔

میں عاشق حسین بول رہا ہوں۔

جی کیا بات ہے؟ شہناز نے قدرے اکھڑے لہجے میں پوچھا۔

آپ نے مس کال کی تھی؟ اس کی بات پر شہناز فوراً سمجھ گئی کہ یہ عاصمہ کا ہی کام ہے شہناز کو بری طرح شرمندگی محسوس ہو رہی تھی کہ یہ شخص سوچے گا خود ہی مس کال کرتی ہے اور خود ہی سوری کرتی ہے۔

وہ ہیلو ہیلو کر رہا تھا جبکہ شہناز کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا کہ جیسے باہر نکل آئے گا شہناز کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سے کیا بات کروں؟ شہناز کا تنفس بے ترتیب ہو گیا تھا ایسے معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا شہناز کی بالکل آس پاس ہی کہیں کھڑا ہے جانے اس کی آواز میں کیا جادو تھا جسے سنتے ہی شہناز مدہوش ہو گئی تھی پھر شہناز نے اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے کہا جی آئی ایم سوری میں آپ سے معذرت کرتی ہوں آئندہ آپ کو کبھی ڈسٹرب نہیں کیا جائے گا یہ آخری غلطی معاف کر دیں پلیز شہناز بری طرح گھبرا گئی تھی۔

معافی کی کوئی گنجائش نہیں عاشق حسین نے سپاٹ لہجے میں کہا شہناز ڈر گئی کہیں کوئی جاننے والا نہ ہو میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باپ یا بھائی کو کچھ بتا نہ دے طرح طرح کے اندیشے سر ابھار رہے تھے۔ ہیلو آپ خاموش کیوں ہیں؟ پلیز کچھ تو بولیے عاشق حسین مسلسل شہناز سے ہم کلام تھا لہجے میں ایک خاص لگاوٹ تھی شہناز نہیں چاہتی تھی اس سے زیادہ باتیں کروں کیونکہ عاشق حسین کی باتیں سیدھی شہناز کے دل پر اثر کر رہی تھیں۔

آپ گھبرا کیوں رہی ہیں؟ کچھ تو بولیں عاشق حسین آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔

نہیں میں آپ سے بات نہیں کر سکتی شہناز نے خاصی ہمت جمع کر کے کہا آپ کی مہربانی ہو گی پلیز فون مت کاٹیے گا عاشق حسین التجائیہ انداز میں بول رہا تھا شہناز کو ڈر تھا کہیں بھائی نہ آ جائے اس لیے شہناز نے یہ عجلت کہا۔ جو کچھ کہنا ہے رات 9 بجے کال کر کے کہیے گا اور پھر شہناز نے فون کاٹ دیا فون بند کرنے کے بعد وہ اجنبی شہناز کے حواس پہ چھایا رہا رہ رہ کر شہناز کو عاشق حسین کی باتیں یاد آتیں نہ کھانے کو جی چاہتا نہ کسی سے بات کرنے کو سارا دن ایک نہ معلوم سی بے چینی میں گزرا۔ خدا خدا کر کے رات آئی ابھی رات کے آٹھ ہی بجے تھے کہ شہناز نے دادی جان کے کمرے سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی شہناز کے سارے افراد رات 9 بجے تک دادی جانے کے کمرے میں رہتے پھر اپنے اپنے کمروں میں جاتے لیکن آج شہناز نے پہلے ہی سر درد کا بہانہ کر کے اٹھ آئی تھی شہناز کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیوں اتنی شدت اور بے چینی سے عاشق حسین کے فون کا انتظار کر رہی تھی؟ شہناز کو ڈر لگنے لگا کہ کہیں میں دل نہ ہار جاؤں کہیں میری فرینڈ کی یہ باتیں سچ نہ ہو جائیں کہ ایک دن شہناز بھی محبت کے جال میں پھنس جائے گی شہناز محسوس کر رہی تھی جیسے اس اجنبی کی آواز مجھے اپنی طرف بلا رہی ہے ابھی شہناز ان ہی سوچوں میں گم تھی کہ عاشق حسین کی کال آئی۔

ہیلو کال ریسیو کرتے ہی دوسری طرف سے آواز آئی۔

جی؟ شہناز نے اپنی اکھڑی ہوئی سانسیں بحال کرتے ہوئے بمشکل کہا۔ عاشق حسین نے اپنا تعارف شروع کیا میرا نام عاشق حسین ہے میں پارہ چنار میں رہتا ہوں یہاں تعلیم حاصل کرنے کیلئے پشاور آیا ہوں ہم دو بھائی ہیں ایک مجھ سے چھوٹا ہے اور 2 بہنیں بھی ہیں وہ بھی مجھ سے چھوٹی ہیں ہمارے پاس دولت کی کوئی کمی نہیں ہے عاشق مسلسل بول رہا تھا میں نے تو اپنا تعارف کرا دیا تھا آپ نے اپنا نام نہیں بتایا؟

جی مجھے ضرورت نہیں کہ کسی اجنبی کو اپنا نام بتاتی پھروں؟ آپ مجھے اجنبی کہہ رہی ہو جبکہ میں آپ کو اپنا سمجھ بیٹھا ہوں۔

عاشق کی اس بات نے جانے شہناز پر کیا جادو کر دیا کہ شہناز مدہوش سی ہو گئی اور دونوں باتوں کا سلسلہ چل نکلا بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں لیکن شہناز نے اپنا نام نہیں بتایا ایک گھنٹے کی گفتگو میں اس بات کا اندازہ شہناز کو ہو گیا کہ عاشق حسین بہت اچھا انسان ہے کیونکہ عاشق حسین نے اپنی گفتگو میں زیادہ تر دین و مذہب کے بارے میں باتیں کیں اور ایسے لوگ شہناز کے دوستوں میں شامل ہوتی تھیں کال تو بند ہو گئی مگر شہناز کے دل پر عاشق حسین کا اثر چھوڑ گئی باقی رات اسی کے خیالوں میں گزری اب تو ہر روز رات 9 بجے شہناز اور عاشق حسین کی بات ہوتی عاشق حسین ہمیشہ اچھی اچھی باتیں کرتا جیسے وہ جانتا ہو شہناز کی پسند کو بالکل ایسی ہی گفتگو کرتا جو شہناز کو اچھی لگتی پیار محبت کی باتیں شہناز کو پسند نہ تھیں اور عاشق حسین کو بھی ایسی باتیں پسند نہ تھیں پھر ان ہی باتوں باتوں میں جانے وہ وقت کب آ گیا کیسے شہناز اپنا اصول بھول گئی اور شہناز کو پتہ بھی نہ چلا کہ میں عاشق حسین سے محبت کرنے لگی ہوں۔

ایک دن عاشق حسین نے اپنا نام بتانے پر اتنا اصرار کیا کہ آخر ڈرتے ڈرتے شہناز اپنا نام بتا ہی دیا اسی دن دونوں طرف سے محبت کا اظہار بھی ہو گا جینے مرنے کی قسمیں کھائی گئیں۔

عاشق حسین نے بہت ہی لگاوٹ سے شہناز کو یقین دلاتے ہوئے کہا تھا شہناز بے فکر ہو کے سب کچھ مجھ سے کہہ دیا کرو میرے دل میں تمہاری ہر بات راز رہے گی۔

عاشق حسین میں بھی وعدہ کرتی ہوں یہ راز کسی پہ ظاہر نہیں کروں گی کہ میں کسی اجنبی سے محبت کر بیٹھی ہوں یوں دونوں ایک دوسرے کو دیکھے بنا محبت کے رشتے دل میں بندھ گئے۔

لوگوں کی محبت آنکھوں کے راستے دل میں جگہ بناتی ہے عاشق حسین اور شہناز کی محبت سب سے الگ تھی جس نے کانوں کے راست دل میں اتر کر اپنا مقام بنایا شہناز کو سوچ بھی نہ تھی کہ اتنی شدت سے مجھے محبت ہو گئی شہناز بلا ناغہ روز ہی بات کرتے تھے اگر کسی وجہ سے فون پہ بات نہ ہوتی تو دونوں ایک بے کلی سی رہتی عاشق حسین کی آواز میں شہناز روح بس گئی تھی جب تک عاشق حسین کی آواز نہ سنتا تو شہناز کے جسم میں جان نہیں آتی تھی یہ سلسلہ دو ماہ تک جاری رہنے کے بعد دونوں نے ہمیشہ ایک ساتھ رہنے کا وعدہ اس شرط پر کیا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے اگر ایک دوسرے کو پسند آ گئے تو عاشق حسین شہناز کا رشتہ مانگنے اپنے والدین کو اس کے گھر بھجوائے گا بصورت دیگر وہ تعلق توڑ دیں گے۔

ایک مہینہ گزرنے کے بعد 28 دسمبر 2010ء کو عاشق حسین نے اسے بتایا کہ وہ یونیورسٹی ٹاؤن میں واقع ہاسٹل میں دوستوں کے ساتھ رہائش پذیر ہے جب عاشق حسین نے ملاقات کا اظہار کیا تا کہ تعلق کو رشتے میں بدل دیا جائے تو عاشق حسین کو جواب ملا کہ وہ گھریلو لڑکی ہے ملاقات کے لیے باہر نہیں آ سکتی۔

قارئین میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں شہناز اور اس کے چچازاد کا رشتہ خاندان کے بزرگوں نے بچپن ہی میں طے کیا تھا لیکن اس کے چچازاد نے اپنی پسند سے کسی دوسری جگہ شادی کی یہ باتیں شہناز نے دوران تفتیش بتائیں اس کا کہنا ہے کہ جب چچازاد کی شادی ہوئی تو ایک ضد کی وجہ سے شہناز کی بھی خواہش پیدا ہو گئی کہ اب جلد سے جلد اس کی بھی شادی ہو اس دوران اسے ایک نیک سیرت اور ذہین دوست جو عاشق حسین کی صورت میں مل گیا اور اس کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی بہرحال دونوں نے مناسب سمجھا کہ جب شہناز کے گھر والے اپنے اپنے کمروں میں سو جائیں گے تو وہ موبائل پر رنگ کرنے کے بعد عاشق حسین کیلئے دروازہ کھول دے گی۔

29 دسمبر کو شام کے وقت عاشق نے فون کیا وہ رات کو 9 بجے آئے گا شہناز نے اسے انتظار کرنے کو کہا رات دس بجے کے قریب خبرنامہ سننے کے بعد والد صاحب اپنے کمرے میں جبکہ بڑا بھائی قیصر علی اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ شہناز اپنے چھوٹے بھائی اور بہن کے ساتھ اپنے کمرے میں آ گئی جب اسے تسلی ہو گئی کہ والدین اور بھائی اپنے اپنے کمروں میں سو گئے ہیں تو اس نے عاشق حسین کو فون کر کے گھر بلایا پانچ منٹ بعد موبائل فون پر رابطہ کے بعد اس نے عاشق حسین کیلئے مین دروازہ کھولا اور سیدھا اسے اپنے کمرے میں لے گئی عاشق حسین کو دیکھ کر شہناز کو بے حد خوشی ہوئی لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ صرف پانچ منٹ کی خوشی ہو گئی خوشی اور حیرانگی کی ملی جلی کیفیت میں وہ دروازہ لاک کرنا بھول گئی انہوں نے ساری زندگی ایک ساتھ گزارنے کا وعدہ کیا اس دوران عاشق حسین نے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسے سونے کی انگوٹھی پہنائی اور اسے کہا کہ اب تم میری ہو چکی ہو 2 دن میں میرے والدین تمہارا رشتہ مانگنے آئیں گے جب عاشق حسین وعدہ کر کے رخصت ہو رہا تھا تو اچانک شہناز کا بھائی قیصر کمرے میں گھس آیا اور عاشق حسین کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا اس دوران شور مچانے پر والد بھی کمرے میں آ گیا دونوں نے عاشق کو پکڑنے کی کوشش کی تو عاشق حسین نے جیب سے چاقو نکال کر شہناز کے بھائی کو زخمی کر دیا والد اور بھائی عاشق حسین کو پکڑ نہیں سکتے تھے کیونکہ اس کے پاس چاقو تھا شہناز نے والد اور بھائی کو بتایا کہ عاشق حسین کسی غلط نیت سے اس کے کمرے میں نہیں آیا بلکہ دونوں ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں جس پر بھائی نے اسے بتایا کہ ہم عاشق حسین کو کچھ نہیں کہتے تم اسے کہو کہ وہ چاقو تمہارے حوالے کر دے۔ شہناز نے عاشق حسین کو چاقو حوالے کرنے کو کہا تو عاشق حسین نے چاقو کو گلدستے کی صورت میں اس کو پیش کیا۔

پھر شہناز کے والد اور بھائی نے عاشق حسین کو پکڑ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا شہناز کو کمرے میں بند کر کے عاشق حسین کو دوسرے کمرے میں لے جایا گیا اس دوران شہناز چلا چلا کر کہا کہ عاشق حسین اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے اسے کچھ نہ کہا جائے تو انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ عاشق حسین کو کچھ نہیں کہیں گے رات بھر شہناز نے کمرے سے باہر جانے کیلئے گھر والوں کو پکارا لیکن کسی نے اس کی نہیں سنی صبح اس کو والد اور بھائی نے شہناز کو بتایا کہ انہوں نے عاشق حسین کو چھوڑ دیا ہے وہ چند روز میں تمہارا رشتہ مانگنے والدین کو بھیجے گا۔

شہناز کو یقین ہو گیا اور عاشق حسین کے انتظار میں بیٹھ گئی کہ عاشق حسین کے والدین اس کا رشتہ مانگنے آئیں گے دن گزرتے گئے لیکن عاشق حسین کا کچھ پتہ نہیں چلا اس نے بار بار عاشق حسین کا موبائل فون ملانے کی کوشش کی لیکن وہ بند آ رہا تھا ایک ماہ تک جب عاشق حسین سے رابطہ نہیں ہوا تو شہناز کو شک گزرا کہ ضرور کوئی بات ہے۔

بعد میں پتہ چلا کہ عاشق حسین کو والد اور بھائی نے قتل کر کے لاش کو ویرانے میں پھینک دیا ہے۔

شہناز کے بارے میں لوگوں نے بتایا کہ شہناز ذہنی مریضہ بن گئی ہے ہر وقت عاشق حسین کی تصویر سینے سے لگائے روتے رہنا اس کا معمول بن گیا ہے لوگوں کا کہنا ہے کہ شہناز نے بتایا کہ اس نے عاشق حسین کے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیا تھے اب اس کے زندہ رہنے کا کوئی مقصد نہیں رہا شہناز نے خدا پر قسم کھا کر بتایا کہ وہ خودکشی کر لیے گئی یا پھر اس کو زہر کا انجکشن لگا دیا جائے آج شہناز اپنا قسم پورا کیا شہناز نیسب گھر والوں کے سامنے عاشق حسین کی تصویر سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

میری جان میرے جگر عاشق حسین یہ دنیا بڑی ظالم ہے اس دنیا میں دو پیار کرنے والے کبھی ایک دوسرے کو دینے نہیں دیا کرتے۔ عاشق حسین تم ہی تو میری دنیا تھے تم ہی میری منزل تھے تجھ میں ہی میری روح تھی آج تم نہیں تو میری روح بھی نہیں تم ہی تو میری زندگی تھے۔ عاشق حسین مجھے معاف کر دینا تیرے ساتھ میرے گھر والوں نے ظلم کیا عاشق حسین اس دنیا میں آپ نہیں رہے تو میں اس دنیا میں کیا کروں گی میں بھی تیری طرف آ رہی ہوں۔

پھر شہناز نے پستول اپنے دل پر رکھ کر گولی چلائی اور شہناز زمین پر گر پڑی سب گھر والوں نے شور مچایا مگر اس شور کا کیا فائدہ کیونکہ شہناز اب اس دنیا میں نہیں رہی وہ اپنے عاشق حسین کے پاس چلی گئی شہناز کی ماں کا کہنا تھا کہ شہناز نے آخری سانس میں عاشق حسین کا نام لیا تھا اے اللہ شہناز اور عاشق حسین دوسرے جنم میں ضرور ملیں گے۔

قارئین موبائل فون کا بے تحاشہ استعمال اور اس کے ذریعے بننے والی دوستوں پر اندھا اعتماد اکثر اوقات ایسے واقعات کو جنم دیتا ہے جس میں دونوں اطراف کے افراد اور ان کے خاندانوں کیلئے سوائے بدنامی کے کچھ باقی نہیں رہتا مجھے افسوس ہے کہ موبائل کمپنیوں کی جانب سے لیٹ نائٹ پیکجز اور مفت گھنٹوں کالز نے ہزاروں لڑکوں اور لڑکیوں کو ایسی لت میں ڈال دیا ہے جن کا انجام اکثر اوقات غیر اخلاقی تعلقات اور جرائم کی صورت میں سامنے آتا ہے حیرت اس بات پر ہے کہ اس قسم کے پیکجز کے خلاف نہ تو حکومت اور دیگر اداروں نے کوئی کارروائی کی ہے نہ ہی مذہبی اور سیاسی قوتوں نے اس پر ردعمل کا اظہار کیا ہے گزشتہ چند سالوں کے دوران موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعے دوستوں کا اکثر المناک انجام سامنے آیا ہے۔

آج جہاں موبائل فون ایک ضرورت ہے وہاں اس کے بہت سے نقصانات بھی ہیں سکول اور کالج کی طالبات کے ساتھ موبائل فون کی موجودگی کے حوالے سے میرا خیال ہے کہ آج کل کے والدین بچوں کی ہر ضرورت پورا کرتے ہیں جب بچے ان سے موبائل فون مانگتے ہیں تو بلا سوچے سمجھے وہ بھی لا کر دیتے ہیں جو ہرگز اچھی بات نہیں نوجوان بچوں اور خاص کر سکول اور کالج کی طالبات اور موبائل فون ہرگز نہیں دینا چاہیے کیونکہ ان کا ذہن پختہ نہیں ہوتا اور وہ ہر بات میں جذبات سے کام لیتی ہیں اور پھر جب موبائل مل جاتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ دوستوں کے بھائیوں اور اس طرح کے دوسرے رشتہ داروں سے تعلقات بنانا شروع کر دیتی ہیں یہ سوچ بغیر کہ اس کی اس حرکت سے اس کے خاندان اور خود اس کی بدنامی ہو گی جو والدین بچوں کو موبائل دیتے بھی ہیں وہ ان کی تربیت اس طریقے سے کریں کہ ان کو اپنے اچھے برے کا پتہ ہو ورنہ اس موبائل کے ہاتھوں بات قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے موبائل فون کے استعمال کی وجہ سے طلباء و طالبات کی پڑھائی بھی متاثر ہوتی ہے وہ ہر وقت موبائل کے ساتھ کھیلتے رہتے ہیں اسی وجہ سے بھی ان کا مستقبل تاریخ ہو جاتا ہے اس وقت تک طلبہ و طالبات کو موبائل فون نہیں دینا چاہتے جب تک وہ موبائل کا صحیح استعمال نہ سکیں لیں اس کے ساتھ ساتھ والدین کو بھی اپنے بچوں کو سمجھانا چاہیے۔

قارئین کی آراء کا انتظار رہے گا۔ والسلام

غزل

سحر دوپہر سب سے چھپ کر آمب پر چڑھیا کرتے تھے
میں تج بھڑولا ہوتا تھا جب ڈینبو لڑیا کرتے تھے
وہ پنڈ کے چھپڑ کنڈے ہم کو ملنے آیا کرتی تھی
اور طیفا گاما ماجا مفت میں سڑیا کرتے تھے
وہ پانی لینے کنویں پر جایا کرتی تھی
ہم رستے میں ڈولے ماہیے گایا کرتے تھے
وہ ہر اک بات میں آگے تھی ہم ہر اک کام پھاڈی تھے
وہ سبق مکا کر بہ جاتی ہم پنسل گھڑیا کرتے تھے
میری بے بے رشتہ لے کر اس کے گھ جب پہنچی تھی
وہ کالج جایا کرتی تھی ہم درس میں پڑھیا کرتے تھے
جب وہ کالج جایا کرتی تھی ہم بکریاں چرایا کرتے تھے
وہ جب کالج سے واپس آتی تھی ہم ہل چلایا کرتے تھے
آپ کر بھی اے پاس گئی ہم عشق میں بھی فیل ہوئے
او تے پڑھا کوسی اسیں عشق داستانہ پڑھیا کرتے تھے
وہ تحفے لے کر میرے گھر کے چکر لگایا کرتی تھی
ہم دل کو تھاما کرتے تھے اور جگر کو پھڑیا کرتے تھے
اب تو تیری ہر ادا ہر بات پہ پیار آتا ہے
جاناں یاں کرو جب دیکھ کر تمہیں ناک چڑھایا کرتے تھے
ماں میری دھوپ میں جانے سے ڈانٹا کرتی تھی
ہم چھپ چھپا کر ننگے پاؤں جایا کرتے تھے
جب ساون کی بارش میں بجلی گرجا کرتی تھی
ہم ڈر کے مارے ماں سے لپٹ جایا کرتے تھے
پنڈ دے کھیتاں وچوں خوشبو گلاباں جیسی آتی تھی
سب لوکاں اندر پیار سی پیار کی باتیں کیا کرتے تھے
وہ عیدیں بھی کیا عیدیں تھیں اے ہم دم
جب سب دوست مل کے گھر گھر جایا کرتے تھے
یہ آج کی بات نہیں ان دنوں کی بات ہے یارو
جب پنڈ والے دھان کماد لگایا کرتے تھے
کیف تو کیوں اپنے آپ کو شہری بابو کہتا نہیں
سوچ ذرا جب پنڈ والے پینٹ کوٹ کی باتیں کیا کرتے تھے
(شہزاد سلطان کیف، الکویت)

ایک بار سنو

اک بار سنو کچھ ایسا ہوا
وہ مجھ کو ملی میں اس کو ملا
وہ چاہنے لگی میں چاہنے لگا
اسے پیار بہت ۔ مجھے پیار بہت
پھر کچھ یوں ہوا وہ چھوڑ گئی
میں ٹوٹ گیا پھر کچھ یوں ملے
وہ اکیلی تھی میں تنہا تھا
بس ہم دو تھے اور کوئی نہ تھا
وہ رونے لگی اور میں بے بس تھا
ہم دونوں میں فرق صرف اتنا سا رہا
وہ مٹی کے اوپر روتی رہی
میں مٹی کے اندر سوتا رہا
ایک بار سنو کچھ ، ایسا ہوا
(شاکر حسین شاہ بخاری، کنگن پور)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ایک محبت اور سہی"

☑......تحریر: آمنہ، راولپنڈی

علی نے مجھے ھاتھ سے پکڑ کر ایک بہت بڑے بیڈ روم میں لے آیا علی نے اندر سے دروازہ بند کر دیا میں بہت پریشان ہو گئی کہ علی تم یہ کیا کر رہے ہو اس نے کہا میرے سارے خاندان والے ملک سے باھر ھیں میں توصرف اور صرف چند دنوں کے لیے یہاں ھوں ایک دن تمھیں پانی لینے جاتے ہوئے دیکھا تھا دل تجھ پہ فدا سا ہو گیا دل میں ھلچل مچ سی گئی اور میں نے اس دن سے یہ ٹھان لی تھی کہ میں تمھیں حاصل کر کے رھوں گا ھر قیمت پہ اور میں نے تم سے جھوٹ بولا کہ میں اکیلا ھوں میرے والدین ایک حادثے کا شکار ہو گئے تھے میں نے غصے سے علی کی طرف دیکھا علی یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو میں نے تم سے محبت کی ھے اور دل و جان سے کی ھے پھر اھستہ اھستہ علی میرے قریب انے لگا اور اتنا قریب ہو گیا ایک دوسرے کی سانسیں سنائی دینے لگیں میرے لاکھ انکار، لڑنے جھگڑنے کے باوجود علی نے مجھے اپنی ھوس کا نشانہ بنا ڈالا علی نے میری عزت کو تار تار کر دیا میری عزت کو خاک میں ملا دیا مجھے کھیں منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا میں اپنا سب کچھ اپنی عزت، اپنا دامن محبت علی کی ھوس کی نظر کر کے لڑکھڑاتی ہوئی نہ جانے کون سی منزل کی طرف گامزن واپس لوٹی۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

سو بھی جاؤں ہر اک خواب برا ہی دیکھوں
میں کون سی آنکھوں سے دل کی بیتابی دیکھوں
دل بیچا ہے کہ پلٹ جاؤں خود اپنے گھر کو
جب بھی منزل سے بھٹکتے ہوئے راہی دیکھوں
تو سحر ہے افق سے لوئی سورج بھی نکال
میں کہاں تک تیرے ماتھے کی سیاہی دیکھوں

یہ تو ساری دنیا کہتی ہے کہ محبت انسان کو صرف ایک بار ہوتی ہے اور محبت ہو جانے کے لیے کسی رنگ کسی نسل امیری غریبی یا کسی خوبصورتی بدصورتی یا کسی موسم کی ضرورت نہیں ہوتی محبت تو وہ سچا جذبہ ہے جو اپنے آپ ہی دل میں ابھرتا ہے یہ وہ پھول ہے جو دل کی دنیا میں دل کے آنگن میں کھلتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ اپنی خوشبو سے پورے دل کو معطر کر دیتا ہے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محبت صرف ایک بار ہوتی ہے بار بار نہیں ہوتی اگر ایسا ہے تو میں تمام قارئین سے سوال کرتی ہوں پوچھتی ہوں کہ وہ لوگ جو ایک محبت کے بعد دوسری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ لوگ کہاں کے سچے ہیں کتنے سچے ہیں ان کی محبت کی باتوں میں کہاں تک سچائی پائی جاتی ہے جو نا جانے کتنی محبتوں کے چراغ روشن کرتے ہیں اور ہر محبت کے بعد یہ کہتے ہیں کہ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو اگر انسان کو دوسری بار محبت نہیں ہوتی تو کیا وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں کیا ان لوگوں کی باتوں میں کوئی سچائی نہیں ہوتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا وہ جھوٹی باتیں کرتے ہیں کیا وہ لوگ جھوٹے دعوے کرتے ہیں کیا وہ جو ہمدردی کرتے ہیں وہ بھی ہمدردی ہوتی ہے یا پھر جھوٹ ہوتا ہے یا پھر ہوس کی محبت ہوتی ہے کیونکہ محبت تو انسان کو صرف ایک بار ہوتی ہے اور مقدر والوں کو ملتی ہے مگر ہوس بار بار ہوتی رہتی ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ محبت ایک بار ہوتی ہے یا ایک سے زیادہ بار ہوتی ہے کیونکہ سچے جذبات احساسات ایک بار سر بازار نیلام ہو جائے تو پھر شاید کبھی بھی محبت کو تھپکیں محبت کی تتلیاں انسان کے دل میں کبھی بھی نہ پھلتی ہیں نہ مسکراتی ہیں مگر محبت صرف محبت ہوتی ہے میرے نزدیک سچے جذبوں کی خوبصورتی اور چاہتوں کا نام محبت ہے آج میں جو آپ کی خدمت میں سٹوری لے کر حاضر ہوئی ہوں امید ہے آپ مجھے اس کے بارے میں ضرور بتائیں گے محبت ایک بار ہوتی ہے یا بار بار اور اگر بار بار ہوتی ہے تو اس محبت کو کیا کہتے ہیں اس محبت کا کیا نام ہوگا یہ سٹوری ایک ایسی مجبور بے بس اور اندر سے ٹوٹتی پھوٹتی اور لڑکھڑاتی زیست کو سنبھالنے والی ایک ایسی دوشیزہ کی داستانِ غم ہے جس کو سن کر آپ اشکوں کے سمندر میں ڈوب جائیں گے بات صرف محسوس کرنے کی ہے آئیے میرے ساتھ اکٹھے سفر کرتے ہیں۔

توڑ دیئے ہیں میں نے گھر کے سبھی آئینے آمنہ
پیار میں ہارے ہوئے لوگ مجھ سے دیکھے نہیں جاتے

وہ سردیوں کی ایک بہت خوبصورت دوپہر تھی جب میں اپنے پاپا کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی گاڑی کے بلیک شیشے نیچے کر کے باہر پہاڑوں کے خوبصورت نظاروں کو دیکھ رہی تھی ہماری گاڑی کے ساتھ بھاگتے ہوئے درختوں کی قطار میں اور دور سے بھاگتے ہوئے پہاڑوں کی چٹانیں بہت سندر سا منظر پیش کر رہی تھیں میں سوچ میں ڈوبی یہ سب منظر دیکھ رہی تھی گھر سے نکلتے وقت موسم کچھ ابر آلود تھا مگر رستے میں بارش شروع ہوگئی اور آہستہ آہستہ بارش ایک طوفان کی شکل اختیار کرنے لگی پاپا نے گاڑی چلانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ سارا رستہ تو پہاڑی تھا اس لیے سفر بہت ہی خطرناک ثابت ہوسکتا تھا ہم نے قریبی گاؤں میں گاڑی کھڑی کی اور بھاگ کر بارش سے بچنے کے لیے ایک گھر میں داخل ہوئے تب تک بارش اور طوفان زوروں سے شروع ہو چکا تھا جب ہم گھر کے اندر داخل ہوئے تو میری حیرانی اور پریشانی کی انتہا ہوگئی کیونکہ وہ گھر تو میری بچپن کی دوست الماس کا تھا میں اور الماس ایک ہی کلاس میں پڑتی تھیں وہ بھی راولپنڈی رہتی تھی اس کے پاپا آرمی میں تھے ان کا ٹرانسفر کسی اور جگہ ہو گیا اور یوں ہم دونوں فرینڈ بچھڑ گئیں۔

الماس بہت خوبصورت ہوا کرتی تھی ساری کلاس میں سب سے خوبصورت ترین لڑکی تھی لوگ اس کے حسن کی مثالیں دیا کرتے تھے اور بہت سے دل جلے اس کے لیے راہوں میں پھولوں کے گلدستے لیے کھڑے ہوتے تھے مگر آج وہ حسن کی دیوی ایک ڈھانچہ سی لگ رہی تھی وہ صدیوں کی بیمار ہو جیسے بہت ہی کمزور تھی اور اتنی غم زدہ تھی کہ اس کی آنکھیں اور چہرہ غم کی تصویر بنے ہوئے تھے پھر اس کے گھر والوں سے تعارف ہوا بارش کی وجہ سے رستے بلاک ہو گئے تھے اس لیے ہم نے رات وہیں پر گزاری اور پھر رات کو میں نے الماس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے تم ایسی کیوں ہو تمہاری صحت کو کیا ہوا ہے تمہاری آنکھوں کے گرد حلقے کیوں پڑے ہیں آخر ایسا کون سا صدمہ پیش آیا ہے کہ تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے الماس نے ایک لمبی اور ٹھنڈی آہ بھری اور اس کی آنکھوں سے نہ جانے کتنے انمول موتی اس کے رخسار سے ہوتے ہوئے اس کے دامن میں جذب ہو گئے اور اس نے ایک جملہ کہا (میں چلی تھی ایک اور محبت کرنے) آمنہ جب میں سکول پڑھتی تھی سکول سے واپسی پر گھر کے چھوٹے موٹے کام مجھے کرنے پڑتے تھے کیونکہ گھر میں میں ہی بڑی تھی اور ایک مجھ سے چھوٹی بہن تھی امی جان اکثر بیمار رہتی تھیں اس لیے گھر کے سارے کام کاج مجھے ہی کرنے پڑتے تھے میں سکول سے آتے ہی بہت مصروف ہو جاتی ہمارے گاؤں میں پینے کا پانی نہیں تھا ہمارے گاؤں سے کافی دور ایک بہت بلند چوٹی پر پانی کا ایک چشمہ تھا ساتھ والے تمام گاؤں کے لوگ اور ہمارے گاؤں کے تمام لوگ اسی چشمے

سے پانی لاتے تھے پانی لانے والا کام میں ہی سرانجام دیتی تھی میں جب پانی لینے جاتی تو گاؤں کی اور بھی لڑکیاں اپنے برتن لے کر ہنستے مسکراتے اٹھکیلیاں کرتے پانی لینے جاتیں اور وہاں سے پانی بھر کر واپس آجاتیں زندگی بہت خوبصورت گزر رہی تھی کوئی فکر کوئی پریشان نہیں تھی آہستہ آہستہ میں جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھنے لگی میرے اندر کے احساسات اور جذبات جنم لینے لگے ہمارے گاؤں کی صرف لڑکیاں ہی پانی لینے جاتی تھیں مگر ہمارے ساتھ والے گاؤں سے ایک لڑکا بھی پانی لینے جاتا تھا کبھی کبھی میں اور میری دوست ہم اس سے بات چیت کر لیتی تھیں وہ بہت ہی خوبصورت اور دلکش نوجوان تھا ایک دن چشمے پہ بیٹھے ہم نے اسے پوچھ لیا کہ تم پانی کیوں لینے آتے ہو کیا تمہارے گھر میں کوئی لڑکی مطلب کوئی آپ کی بہن اور ماں نہیں ہے اس نے جواب دیا نہیں ہمارے گھر میں کوئی بھی نہیں ہے صرف میں اکیلا دیتا ہوں امی ابو بہن بھائی کوئی نہیں ہے اصل میں امی ابو ایک حادثے میں اس دنیا فانی سے رخصت ہو چکے ہیں ہمیں یہ سن کر بہت افسوس ہوا۔

ایک دن میں اکیلی چشمے پہ پانی لینے چلی گئی وہ لڑکا بھی وہیں پر موجود تھا ہماری سلام دعا سے بات شروع ہوئی اور دل کی دنیا میں پہنچ گئی وہ مجھے پہلے دن سے ہی اچھا لگتا تھا مگر کبھی میں نے ایسا سوچا نہ تھا کہ مجھے اس سے محبت ہو جائے گی اور اس نے بھی اظہار کر دیا کہ مجھے تم بہت اچھی لگتی ہو میں صرف اور صرف تمہاری ایک جھلک دیکھنے کے لیے پانی لینے آتا ہوں ورنہ مجھے یہاں پہ کوئی کام نہیں ہے وقت گزرتا گیا اور میں سکول سے کالج پہنچ گئی اس وقت مجھ پہ بھرپور جوانی آ چکی تھی میں علی سے محبت کرنے لگی تھی اور ہماری محبت اس قدر بڑھ چکی تھی کہ ہماری روز ملاقات ہوتی کبھی کالج جاتے ہوئے کبھی پانی لینے کے بہانے کبھی کبھی ہماری فون پہ بات ہو جاتی تھی پھر ایک دن علی نے مجھے پرپوز کر دیا اب ہم شادی کرنے کا سوچ رہے تھے علی نے کہا میں اپنے گھر والوں کو کسی چچا کو یا پھر تایا کو رشتے کے لیے بھیجتا ہوں میں یہ سب سن کر بہت خوش ہوئی پھر ایک دن علی نے کہا الماس تم ایک بار میرے گھر آؤ میں نے کہا کیوں اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم جس گھر میں دلہن بن کر آؤ گی اس کو اپنی آنکھوں سے ایک بار ضرور دیکھ لو میں نے لاکھ انکار کیا مگر علی نے ضد نہ چھوڑی اور پھر مجھے علی کی ضد کے آگے ہار ماننا پڑی اور یوں میں نے علی کے گھر جانے کا فیصلہ کر لیا علی سے مجھے بے حد محبت تھی میں علی کو کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتی تھی میں نے بہت خوبصورت کپڑے پہنے بہت سارا میک اپ کیا ہاتھوں پر مہندی کلائیوں پر چوڑیاں پہنیں اور آنکھوں میں کاجل لگایا اور زلفوں کو آوارہ چھوڑ دیا میں بہت خوشی محسوس کر رہی تھی کیونکہ مجھے آج اپنی محبت سے ملنا تھا اور وہ بھی اس کے گھر جہاں مجھے دلہن بن کر جانا تھا میں نے گھر بتا دیا کہ میری ایک دوست کی شادی ہے میں اس پہ جا رہی ہوں میں گھر سے نکلی اور سیدھی علی سے ملی اور علی مجھے گھر لے آیا جب میں گھر میں داخل ہوئی تو مجھے بہت حیرانی اور پریشانی ہوئی کیونکہ جیسا گھر علی نے بتایا تھا ویسا گھر نہیں تھا کیونکہ یہ گھر تو بہت خوبصورت اور بہت دیدہ زیب گھر تھا جب کہ علی نے مجھے بتایا تھا کہ اس کا گھر ایک عام سا گھر ہے اور پھر گھر کی حالت سے یہ بھی پتہ چلتا تھا کہ اس میں صرف ایک علی ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سارے لوگ رہتے ہیں مگر آج کوئی نظر نہیں آ رہا تھا اتنے بڑے سے گھر میں میں اور علی تھے علی نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ایک بہت بڑے بیڈ روم میں لے آیا علی نے اندر سے دروازہ بند کر دیا میں بہت پریشان ہوگئی کہ علی تم یہ کیا کر رہے ہو اس نے کہا میرے سارے خاندان والے ملک سے باہر ہیں میں تو صرف اور صرف چند دنوں کے لیے یہاں ہوں ایکدن تمہیں پانی لینے جاتے ہوئے دیکھا تھا دل تجھ پہ فدا سا ہو گیا دل میں ہلچل مچ سی گئی اور میں نے اس دن سے یہ ٹھان لی تھی کہ میں تمہیں حاصل کر کے رہوں گا ہر قیمت پہ اور میں نے تم سے جھوٹ بولا کہ میں اکیلا ہوں میرے والدین ایک حادثے کا شکار ہو گئے تھے میں نے غصے سے علی کی طرف دیکھا علی یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو میں نے تم سے محبت کی ہے اور دل و جان سے کی ہے پھر آہستہ آہستہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

علی میرے قریب آنے لگا اور اتنا قریب ہو گیا ایک دوسرے کی سانسیں سنائی دینے لگیں میرے لاکھ انکار لڑنے جھگڑنے کے باوجود علی نے مجھے اپنی ہوس کا نشانہ بنا ڈالا علی نے میری عزت کو تار تار کر دیا میری عزت کو خاک میں ملا دیا مجھے کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا میں اپنا سب کچھ اپنی عزت اپنا دامن محبت علی کی ہوس کی نظر کر کے لڑکھڑاتی ہوئی نہ جانے کون سی منزل کی طرف گامزن واپس لوٹی آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی تو مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی کہ الماس تمہاری محبت تمہاری چاہت اتنی کمزور اور ناپاک تھی کہ آج اس نے تمہیں تنہا کر دیا میں ڈگمگاتی قدموں کے ساتھ جب دوسرے دن علی کے گھر گئی صرف یہ پوچھنے کے لیے کہ تم نے میری محبت کو داغدار کیوں کیا تو وہ میرے جانے سے پہلے بیرون ملک جا چکا تھا میں اپنی ناکام محبت کا جنازہ اٹھاتے ہوئے بوجھل قدموں کے ساتھ واپس لوٹ آئی اور بہت ساری بدنامیاں رسوائیاں میرا مقدر بن گئی تھیں۔

دکھ تجھے ہو گا کہ میں بے حس ہوں پتھر کی طرح
میری تنہائی میں شامل اپنی تنہائی نہ کر
دیکھ خوشبو کی طرح اڑتے ہیں قصے شہر میں
اجنبی لوگوں سے مل کر محفل آرائی نہ کر

سچ ہی کہتے ہیں محبت اندھی ہوتی ہے محبت کے موسم میں کچھ دکھائی نہیں دیتا میں نے علی سے محبت کی اعتماد کیا بھروسہ کیا دن رات علی کی پوجا کی مگر اس نے میری محبت میری چاہت میرا بھروسہ سب کچھ ختم کر دیا اور میری عزت کو تار تار کر کے مجھے ہمیشہ کے لیے محبت سے نفرت کے دریا میں پھینک دیا مجھے محبت کے نام سے نفرت ہو گئی کوئی جب محبت کی بات کرتا تو میرا دل خون کے آنسو روتا اور ساتھ دل یہ سوچتا کہ محبت جھوٹ ہوتی ہے تو محبت ختم کیوں نہیں ہو جاتی لوگ کیوں بار بار اس محبت کے گیت گاتے ہیں مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا تھا زندگی برباد ہو کے رہ گئی تھی پھر اچانک میری زندگی میں میری برباد زندگی میں میری اجڑی ہوئی زندگی میں میری بکھرتی ہوئی زندگی میں ایک ایسا موڑ آیا میری زندگی پھر سے بہار میں لوٹ آئی پھر زندگی میں جینے کی امنگ پیدا ہو گئی پھر کچھ ادھوری خواہشوں نے زندگی میں کچھ یوں رنگ بھر دیے۔

رگوں میں لہو دل میں کدورتیں ہیں وہی
نئے رتوں میں بھی یادوں کی صورتیں ہیں وہی
انہیں رتوں میں اجڑتے ہیں قافلے دل کے
وہی ہیں چشم چراغاں اور صورتیں ہیں وہی
ہزار بار زمین غرق ہو گئی آمنہ
سمندروں نے ابھی تک ضرورتیں ہیں وہی

میں خودکشی کرنا چاہتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس حرام موت سے بچا لیا وہ کہتے ہیں نہ کہ وقت بہت بڑا مرہم ہوتا ہے میں نے بھی اس حادثے کو اپنا مقدر جان کر قبول کر لیا گھر والوں کو میری محبت کے بارے میں کچھ علم نہ تھا پھر میرے بہت سارے رشتے آنے لگے مگر مجھے کوئی بھی اچھا نہ لگتا تھا کیونکہ لوگوں سے اعتبار ہی اٹھ چکا تھا اعتماد ہی ٹوٹ چکا تھا مجھے سارے لوگ علی کی طرح ہی لگتے تھے مگر زندگی نئی بہاروں کے ساتھ کچھ اس طرح سے لوٹ کر آ گئی تھی کہ کسی پہ اعتبار کرنے کو دل کرتا تھا پھر سے کسی کے ساتھ محبت کے گیت گانے کو دل کرتا تھا کسی کے ساتھ عہد و پیمان باندھنے کا دل کرتا تھا کسی کے ساتھ بندھن میں بندھ جانے کو دل کرتا تھا کسی سے روٹھنے منانے کا شوق دل میں امڈ آیا تھا اس لیے کہ جب علی نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی اس کے کافی عرصے کے بعد میں نے خود کو سنبھالا پھر میں نے پرائیویٹ سکول میں جاب کر لی میں نے اپنے آپ کو کافی حد تک مصروف کر لیا میں جس سکول میں پڑھاتی تھی اس سکول کا مالک فرحان عباسی ایک بہت اچھے انسان تھے میری فرحان صاحب سے روز سکول کے آفس میں ملاقات ہوتی تھی وہ سچ کہتے ہیں کہ محبت ہو جانے کے لیے صدیاں درکار نہیں ہوتی بس ایک لمحے کی ضرورت ہوتی ہے اور شاید اس لیے فرحان کو مجھ سے محبت ہو گئی تھی کیونکہ وہ بہانے بہانے سے مجھے اپنے آفس بلاتا تھا وہ شخص مجھے بھی بہت اچھا لگتا تھا مگر اتنا اچھا نہیں لگتا تھا کہ میں اس سے محبت کرنے لگوں۔

کیا کہوں دل پہ قیامت سی گزر جاتی ہے
اتفاقاً جو کسی آنکھ میں آنسو چمکے
کتنی غزلوں کو تمہارے نام سے منسوب کیا
میری خواہش تھی بھرے شہر میں اک تو چمکے

مگر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ فرحان مجھ سے محبت کرنے لگا ہے فرحان کی باتیں اور رویہ مجھے بہت پریشان کرتا کیونکہ فرحان نے مجھ پہ عنایتیں ہی اتنی کر دی تھیں کہ میں اس کی محبتوں اور عنایتوں کے بوجھ تلے دبتی چلی جا رہی تھی وہ مجھے سب سے زیادہ تنخواہ بھی دیتا تھا جب بھی پیسوں کی ضرورت ہوتی دے دیتا مجھے کسی بھی قسم کی ضرورت ہوتی وہ میری ضرورت فوراً پوری کر دیتا ایک دفعہ فرحان نے مجھے اپنے آفس میں بلوایا اور کہا الماس میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں میں نے فرحان کی بات کاٹتے ہوئے کہا سر کچھ بھی کہنے سے پہلے آپ پہلے میری بات سن لیں کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ فرحان عباسی مجھ سے اظہار محبت کرنا چاہتے تھے اور اس سے پہلے وہ کچھ کہتے میں نے فرحان کو اپنی علی کے بارے میں ساری داستان سنا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اس نے کتنی چالاکی سے اور دھوکے سے میرے دامن کو داغدار کیا

اتنی خائف ہوں میں اس دور کے ہنگاموں سے
اب ہوا سانسیں بھی لیتی ہے تو ڈر جاتی ہوں

فرحان صاحب آپ ایک اچھے انسان ہیں آپ کے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے آپ کو زندگی میں ایک سے ایک بڑھ کر اچھی لڑکی مل سکتی ہے وہ لڑکی رشک کرے گی اپنی قسمت پہ جو آپ جیسے انسان کی ہمسفر ہو گی میں حالات کی ماری ہوئی ہوں میرے دامن میں رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے پلیز آپ اگر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں یا میں تمہیں چاہتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے میں آپ کی شخصیت کا اور آپ کی عزت کا احترام کرتی ہوں مگر مجھے آپ کی محبت پر ہی نہیں کسی کی بھی محبت پر یقین نہیں ہے کیونکہ

وہ اس انداز سے کھیلا تھا پیار کی بازی
میں جیت سمجھتی رہی مات ہونے تک

فرحان صاحب مجھے بہت نفرت ہے محبت کے جھوٹے دعوے کرنے والوں سے میں یہ سب کہتے کہتے رونے لگی میری آنکھوں سے ساون کی جھڑی سی لگ گئی مجھے روتا ہوا دیکھ کر فرحان صاحب اٹھے میرے آنسوؤں کو صاف کرنے کے لیے ٹشو نکالا اور میری آنکھوں سے بہتے ہوئے سارے آنسو صاف کر ڈالے میں نہ چاہتے ہوئے بھی نہ جانے کیوں انکار نہ کر سکی کیونکہ اس کی ہمدردی اور چاہت میں اتنی مٹھاس تھی کہ دل کرتا تھا کہ میں روتی رہوں اور وہ میرے آنسو صاف کرتے رہیں۔

تنہائیوں میں ستاتے ہیں بارش شام اداسی غم
مجھ کو بہت رلاتے ہیں بارش شام اداسی غم
ہجر کے موسم میں جو گزری اس دل ویراں پر
کیا تم کو بتلاتے ہیں بارش شام اداسی غم
مجھ سے بچھڑ کر جب بھی تم دور دیس میں جاتے ہو
کیا میری یاد دلاتے ہیں بارش شام اداسی غم
تیری آنکھیں تیرا چہرہ تیری باتیں تیرا لمس
کیا کچھ یاد دلا جاتے ہیں بارش شام اداسی غم
ملنا چاہیو مل نہ سکیوں دیکھنا چاہیوں دیکھ نہ پائیو
تو کتنے تڑپاتے ہیں بارش شام اداسی غم

الماس مجھے لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں ہے مجھے آج تک کوئی لڑکی پسند نہیں آئی تمہاری شخصیت اور معصومیت میں نہ جانے کون سی ایسی بات ہے دل تمہاری طرف کھینچا چلا آتا ہے میں تو سکول کبھی کبھی چکر لگاتا تھا مگر جب سے تم آئی ہو دل روز آنے کو کرتا ہے میں دل کے ہاتھوں بہت مجبور ہو کر چلا آتا ہوں الماس تمہارے ساتھ جو علی نے کیا وہ تمہاری قسمت تھی ایک حادثہ تھا تمہارا اس میں کیا قصور اور پھر زندگی خطاؤں سے بھری پڑی ہے غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہیں کیا ہوا جو تم سے غلطی ہو گئی میں تمہیں معاف کرتا ہوں مگر یہ سچ ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور جنون کی حد تک کرتا ہوں میں تمہیں وہ تمام خوشیاں دوں گا جو ادھوری رہ گئی تھیں مگر پلیز میرے پیار کو قبول کر لو دیکھو الماس دنیا میں ہر شخص علی کی طرح گھٹیا اور کم ظرف نہیں ہوتا ہر شخص ہوس کا پجاری نہیں ہوتا ہر شخص کی زندگی لالچ پر مبنی نہیں ہوتی کچھ لوگ مخلص بھی ہوتے ہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فرحان نے مجھ سے اتنے اچھے انداز سے اظہار محبت کیا میں ایک بار پھر محبت جیسی چیز سے جس سے مجھے نفرت تھی دل سے قبول کرلیا۔

ایک محبت اور سہی
چلو پھر سے اعتبار کرتے ہیں
چلو پھر سے پیار کرتے ہیں
چلو سے زخم خرید لاتے ہیں
کوئی [illegible] دل میں بسا لیتے ہیں
کسی دل فریب منظر کو
آنکھوں میں بسا لیتے ہیں
اک نئی محبت پہ غور کرتے ہیں
ایک محبت اور کرتے ہیں
چلو اے دل ناداں
ایک محبت اور سہی

میں نے فرحان کی محبت پر یقین کرلیا زندگی پھر سے خوبصورت سی ہونے لگی فرحان نے مجھے بہت محبت دی میری ساری ضرورتوں کو میری گھر کی ضرورتوں کو پورا کیا فرحان نے محبت پا کر مجھے احساس ہوا کہ نہیں محبت ابھی زندہ ہے ابھی محبت کا وجود باقی ہے زندگی کسی ایک شخص پہ ختم نہیں ہو جاتی میری زندگی بہت خوبصورت انداز سے گزرنے لگی تھی فرحان کی محبت نے مجھے اس قدر مضبوط اور پر اعتماد بنا دیا تھا کہ میں علی کی زیادتی کو بھول گئی فرحان کی محبت اس قدر پاکیزہ تھی کہ ہم اکثر تنہائی میں بھی اکٹھے ہو جاتے تھے مگر فرحان نے مجھے کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا مجھے کبھی چھوا تک نہیں تھا اور یہی بات اس کی محبت کے سچا ہونے کی دلیل تھی میرے دل میں اس بات کی خوشی تھی کہ مجھے ایک سچا اور کھرا انسان مل گیا ہے جس نے میری تمام ادھوری خواہشوں کو پورا کر دیا ہے میں اب صرف اس دن کی منتظر تھی جب فرحان مجھے یہ کہے گا الماس میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھ سے شادی کرو گی میں شرماتی ہوئی اسے کہہ دوں گی جی میں تم سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں یہ میرے دل کی باتیں تھیں میرے ذہن کی باتیں تھیں مگر میں جیسا سوچ رہی تھی ویسا کچھ بھی نہیں تھا میرے دل میں فرحان سے شادی کی خواہش بھی تھی اور ضرورت بھی مگر شاید میری قسمت ہی ایسی تھی مجھے ایک دن فرحان نے ایک ہوٹل میں شام کے کھانے پہ بلایا اور کہا الماس مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے میں نے اپنے ذہن میں سوچا ضرور آج فرحان شادی کی بات کرے گا اور میں ہاں کر دوں گی میرے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ میری زندگی میں ایک اور طوفان آنے والا ہے الماس اصل بات یہ ہے کہ میری ایک بچپن کی دوست میری کزن نائلہ جو کل لندن سے پاکستان آ رہی ہے وہ میری بچپن کی منگیتر ہے اور لندن سے ڈاکٹر بن کر لوٹ رہی ہے اور جلد ہی ہماری شادی ہو جائے گی میں ایک پتھر کی بت بن کر دیکھتی رہ گئی میں نے دل میں کیا کیا سپنے سجائے تھے وہ سارے کے سارے ٹوٹ گئے مجھے غم زدہ دیکھ کر فرحان نے کہا الماس میں تم سے محبت کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا میری محبت کبھی ختم نہیں ہو سکتی مگر یہ بات بھی سچ ہے کہ میں نے تم سے اظہار محبت ضرور کیا تھا اور آج بھی کرتا ہوں مگر میں نے تم سے کبھی یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں تم سے شادی کروں گا اس لیے اگر میری ایک اچھی دوست بن کر میری ہمراز بن کر میرے ساتھ ہمیشہ رہنا زندگی میں کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دوں گا میں فرحان کو کیسے بتاتی مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے مجھے صرف تمہارے پیار کی ضرورت تھی تمہاری بانہوں میں زندگی گزارنے کی آرزو تھی مگر تم نے جیتے جی مار دیا میں نے تو فرحان کے ساتھ اپنی زندگی کی سانسیں گزارنا چاہتی تھی مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ میں ایک بار پھر سے بکھر جاؤں گی فرحان اپنی جگہ درست تھا یہ بات سچ تھی کہ اس نے مجھے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ الماس میں تم سے شادی کروں گا اس نے میرا ساتھ ایسا دیا تھا کبھی کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی فرحان کی چاہتوں عنایتوں اور محبتوں کو دیکھ کر مجھے ایسا لگا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے مجھے اپنانے کا فیصلہ کرے گا اور پھر پرپوز کردے گا مگر......

زندگی اجڑ اجڑ کر سنورتی رہی
میں محبت میں روز جیتی روز مرتی رہی

حادثوں نے مجھے یوں برباد کر دیا
اپنے قدموں کی آہٹ سے بھی ڈرتی رہی
میرے مقدر میں کسی کی محبت نہ تھی شاید
میں تو ہر کسی سے محبت کرتی رہی

فرحان نے میری آنکھوں میں اپنی محبت کی جھلک دیکھی تھی فرحان نے میری آنکھوں سے جاری سمندر کو دیکھا اور کہا الماس شادی جیون ہمسفر مقدر کی بات ہے کاش میری منگنی نہ ہوئی ہوتی میں تم سے ضرور شادی کر لیتا مگر میں نے اپنے دل سے تمہیں کبھی دلہن کے روپ میں نہیں دیکھا بلکہ ایک دیوی کے روپ میں دیکھا ہے جس کی میں روز پوجا کرتا ہوں الماس تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم ایک دوست کی حیثیت سے تم میرے ساتھ رہو گی مجھے کبھی نہیں چھوڑو گی میری بہت جلدی شادی ہو جائے گی میں چاہتا ہوں کہ تم شادی میں شادی کی تیاریوں میں ہنسی خوشی میرے ساتھ چلو گی تو مجھے بہت خوشی ہو گی آنسوؤں بھری ڈوبی آواز میں میں نے کہا تمہیں تو خوشی ہو گی مگر کبھی یہ سوچا ہے میری زندگی میری محبت میرے دل پہ کیا بیتے گی فرحان میں سب کچھ برداشت کرلوں گی مگر......

کمال ضبط کو میں خود بھی آزماؤں گی
میں اس کی دلہن اپنے ہاتھوں سے سجاؤں گی
سپرد کر کے اسے چاندنی کے ہاتھوں
میں اپنے گھر کے اندھیروں میں لوٹ آؤں گی
جواز ڈھونڈ رہا تھا وہ نئی محبت کا
وہ مجھ سے کہہ رہا تھا میں اسے بھول جاؤں گی

پھر ایک دن وہ دن بھی آ گیا جب فرحان کی کزن نائلہ لندن سے واپس آ گئی شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی شادی کی تیاریاں ہونے لگیں اور میں اپنے دل پہ پتھر رکھ کر فرحان کے ساتھ شاپنگ وغیرہ کرنے جاتی فرحان جہاں جاتا مجھے اپنے ساتھ لے جاتا اور میری پسند سے تمام چیزیں خریدتے میں دل میں روتی تھی مگر آنکھوں سے مسکراتی تھی میں نے ضبط کے بندھن کو کبھی نہیں چھوڑا تھا میں فرحان کے ساتھ اس کی کسی فیملی ممبر کی طرح تھی میں ہر جگہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتی یہاں تک کہ تمام کپڑے ساری فیملی کے لیے دلہن کے لیے سب چیزوں میں فرحان نے میری پسند کو ترجیح دی تھی اور پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے فرحان کے عروسی کمرے کو سجایا کمرے کی تمام دیواروں پر گلاب کے پھولوں کی لڑیاں بڑے خوبصورت انداز سے لگائیں میں فرحان کی خوشیوں میں شریک بھی تھی اور اس کے سارے کام بھی کر رہی تھی مگر میں دل ہی دل میں رو بھی رہی تھی جن باتوں کو جن خواہشوں کو میں نے اپنے لیے سوچا تھا آج کسی اور کے لیے کر رہی ہوں میرے دل کے اندر آنسوؤں کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا میں نے دل سے فرحان کے کمرے کی ایسی سجاوٹ کی دیکھنے والے سب حیران رہ گئے خود فرحان بھی دیکھ کر حیران رہ گیا میں یہ سب بہت مشکل سے برداشت کر رہی تھی جو مجھ پہ سب سے بھاری لمحہ تھا وہ تو ایک قیامت کا لمحہ تھا وہ تھا فرحان کی بارات کا دن میں بارات کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی مگر فرحان نے کہا الماس یہ ساڑھی میں تمہارے لیے لایا ہوں جلدی سے تیار ہو جاؤ اور تیار ہو کر میری گاڑی میں بیٹھ جاؤ جب میں گاڑی میں بیٹھی تو مجھے خیال آیا کاش میں آج فرحان کی دلہن ہوتی میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا میں فرحان کی گاڑی میں بیٹھ گئی میں مر رہی تھی مگر کیا کرتی میں اپنی محبت دوستی کے لیے قربان کر رہی تھی پھر نائلہ کو تیار کر کے جب گاڑی میں بٹھایا گیا پھر بھی میں اس کے ساتھ تھی درمیان میں نائلہ ایک طرف فرحان کی امی اور ایک طرف میں وہ لمحہ میری زندگی کا سب سے اذیت ناک لمحہ تھا یوں میری محبت کسی اور کی محبت ہو گئی فرحان اور نائلہ ہمیشہ کے لیے ایک ہو گئے اور میں ہمیشہ کے لیے اکیلی اور تنہا رہ گئی ہم وفا کر کے بھی تنہا رہ گئے میں لڑکھڑاتی ہوئی روتی ہوئی مرتی ہوئی اپنے گھر کی اداسی دیواروں میں واپس لوٹ آئی۔

ہم اپنی ذات میں رہتے تو کتنا اچھا تھا
اندھیری رات میں رہتے تو کتنا اچھا تھا
تمہارے بعد دکھوں نے بانٹ لیا ہمیں
تمہارے ہاتھوں میں رہتے تو کتنا اچھا تھا

اس کے بعد فرحان نے کبھی پلٹ کر میری خبر نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لی شاید وہ مجبور ہو گیا تھا یا پھر نائلہ کی محبت نے اس کو میری دوستی کو بھلا دیا تھا اس کے بعد مجھے کوئی چیز اچھی نہ لگتی تھی میں نے کھانا پینا سب چھوڑ دیا مجھے اپنی زندگی سے نفرت ہو گئی تھی نا جانے وہ کون سا لمحہ ہو گا جب زندگی مجھ سے روٹھ جائے گی اور میں اس دنیا سے چلی جاؤں گی میں تو کہتی ہوں جلدی جلدی موت آ جائے اور میری اس دنیا سے جان چھوٹ جائے گی آمنہ میں مر جانا چاہتی ہوں اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی وہ میرے کندھے کے ساتھ سر رکھ کر ہچکیاں لینے لگی قارئین یہ تھی میری دوست الماس کی داستان الفت داستان غم جو آپ نے سنی مگر مجھے زمانے اور اس معاشرے سے محبت کے ڈرامے کرنے والوں سے ایک بات ضرور کرنی ہے عورت جب بھی محبت کرتی ہے دل و جان سے ٹوٹ کر کرتی ہے اپنا تن من دھن سب کچھ وار دیتی ہے قربان کر دیتی ہے بس یہی وجہ تھی کہ الماس نے پہلے علی سے محبت کی تو سچی محبت کی مگر علی کم ظرف انسان تھا اس نے الماس کو دھوکہ دیا اور اپنی ہوس کا نشانہ بنایا اس میں بے چاری الماس کا کیا قصور پھر الماس کی اجڑی ہوئی زندگی میں فرحان جیسے انسان کا آنا الماس کی ضرورت تھی مگر مگر آہستہ آہستہ یہ محبت کی شکل اختیار کر گئی الماس نے اپنے درد کو کم کرنے کے لیے اس معاشرے سے منہ چھپانے کے لیے فرحان سے ایک اور محبت کا خواب اپنے دل میں سجایا جو بہت دیر تک زندہ نہ رہ سکا ایک اور محبت کا سپنا بہت جلد ہی ریزہ ریزہ ہو گیا اگر فرحان سچی محبت کرتا تھا ضرور الماس سے شادی کرتا الماس کو اس طرح پیار کی سولی پہ لٹکا کر چھوڑ نہ دیتا اب تو محبت بہت ہی کم نظر آتی ہے لوگ اپنی ضرورتوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں میں آخر میں اپنی تمام بہنوں سے درخواست کرتی ہوں ہاتھ جوڑ کر منت کرتی ہوں اپنی عزت کا خیال کریں اپنے والدین کی عزت کا بھی احترام کریں اپنے جذبات احساسات پہ قابو پائیں کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے ایک بار ضرور سوچیں کیونکہ اس معاشرے میں ہر موڑ پہ درندے ہیں ہر موڑ پہ محبت کے روپ میں ہوس کے پجاری لوگ کھڑے ہیں الماس کی حالت اس قدر خراب ہے کہ اس کی زندگی کا چراغ کسی وقت بھی بجھ سکتا ہے یہ تھی میری دوست الماس کی کہانی امید کرتی ہوں کہ آپ تمام دوستوں کو پسند آئی ہو گی مجھے آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔

❁❁❁

ملاقات

دیکھو گے ہمیں روز مگر بات نہ ہو گی
اک شہر میں رہ کر بھی ملاقات نہ ہو گی
کہنا ہے جو کہنے دو ابھی وقت ہے باقی
کل ہم تو ہوں گے مگر شرط ولات نہ ہوں گے
جو پوچھنا ہے تم کو ابھی پوچھ لو ورنہ
کل شہر میں پھر رسم سوالات نہ ہو گی
دن اتنے ہوئے طویل ہجر کے لوگو
تڑپوں کہ سحر و شام مگر رات نہ ہو گی
یہ سوچ کے دل بھی تڑپ اٹھتا ہے
بچھڑیں گے اس طرح کہ ملاقات نہ ہو گی
(عبدالمجید ملک، بدین)

غزل

سنا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے
اسے کہنا سوتے ہم بھی نہیں
سنا ہے وہ چھپ چھپ کر روتا ہے
اسے کہنا ہنستے ہم بھی نہیں
سنا ہے وہ مجھے بہت یاد کرتا ہے
اسے کہنا بھولے ہم بھی نہیں
سنا ہے اس نے وفا کا دعویٰ کیا ہے
اسے کہنا بے وفا ہم بھی نہیں
(شاہزیب پرنس، چک نمبر 75/12L)

”چاہتیں ایسی بھی ہوتی ہیں“

☑......تحریر: شعیب اختر آسی، دنیور گلگت

افشاں میں آپ سے عمر میں بہت بڑا ہوں آپ میری بیٹی جیسی ہو افشاں نے میری بات کاٹی اور بولی میں یہ باتیں سننے کیلئے کمرے میں نہیں ائی ہوں بلکہ یہ بتانے ائی ہوں کہ مجھے اپ سے محبت ہوئی ہے اور میں اپ کے بن نہیں رہ سکتی اگر اپ نے میری محبت کو ٹھکرایا تو میں حود کشی کر لوں گی اود روز محشر اپ جواب دیں گے اور ہاں میں اپنی مرضی کی مالک ہوں۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

قارئین کرام کہتے ہیں کہ دل پہ کسی کا زور نہیں یہ حقیقت ہے یہ دل ایک ضدی بچے کی طرح ہے جو چیز اچھی لگے اسے حاصل کرنے کی ضد کرتا ہے۔ایک منفرد سی داستان محبت آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

انکل نفیس علاقے کا ایک معزز شہری ہے اس کی عمر تقریباً 55 سال ہے لو جی اس کی کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام نفیس احمد ہے ابتدائی تعلیم گلگت سے اور میٹرک کے بعد کراچی چلا گیا کراچی سے گریجویشن کے بعد واپس گلگت آیا میرے ابو اور بڑے بھائی نے میری شادی کر دی میری وائف شبانہ نفیس میری دور کی رشتہ دار تھی میری شادی کے وقت میری عمر 26 سال تھی میری وائف کی عمر 22 سال تھی ہماری شادی ہم دونوں کی رضا مندی سے ہوئی تھی میری وائف میرا بہت خیال رکھتی تھی وقت گزرتا گیا ہماری شادی ہوتے ہوئے آٹھ سال کا عرصہ گزر گیا ان آٹھ سالوں میں ہمارے بچے نہیں ہوئے کئی حکیم اور کی ڈاکٹروں سے علاج کے بعد آخر خدا نے ہمیں دیکھ لیا مجھے شروع سے ملازمت پسند نہیں تھی اس لیے بزنس کرنا شروع کیا جب میری وائف حاملہ تھی آٹھ ماہ کا عرصہ ہوا تھا میں نے اپنی وائف کو اسلام آباد لے گیا تا کہ اچھے ہسپتال میں ڈلیوری ہو سکے اسلام آباد جا کے میں نے اپنی وائف کا ٹیسٹ کرایا تو ڈاکٹروں نے کہا بغیر آپریشن کے ڈلیوری ناممکن ہے خدا خدا کر کے ڈلیوری کا دن بھی آ گیا جب میں اپنی وائف کو لیکر ہسپتال گیا تو ایک لیڈی ڈاکٹر نے آپریشن کیلئے لکھ دیا میری وائف کو دو نرسیں آپریشن تھیٹر لے گئیں میں دعائیں کرتا رہا دو گھنٹے بعد مجھے بہت بری خبر ملی میری وائف جسمانی طور پر کمزور تھی آپریشن ناکام ہو گیا آپریشن کے بعد میری وائف تو فوت ہوئی لیکن خدا کا کرنا میری بچی زندہ بچ گئی یہ دن میرے لیے قیامت سے کم نہ تھا اسلام آباد میں میرا کوئی جاننے والا نہیں تھا ایک طرف بیوی کی لاش دوسری طرف میری بچی خیر میں نے شام کو اسلام آباد سے گلگت کیلئے اسپیشل ہائی ایس ویگن بک کر لی بچی کیلئے بوتل میں دودھ کا انتظام کیا اتنا لمبا سفر روتے روتے کٹ گیا رات کو جب ویگن میرے گیٹ کے سامنے رکی تو سب محلے والے رشتہ دار اکٹھے ہوئے۔ گاڑی کے چھت پہ ڈیتھ باڈی دیکھ کر سب حیران ہوئے ایک ہی لمحے بعد قیامت صغریٰ برپا ہوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے جان پتھر بھی میری وائف کی موت پر رونے لگے کیونکہ میرے محلے میں تمام عورتیں میری وائف کو پسند کرتی تھیں میری وائف گورنمنٹ سکول میں پڑھاتی تھیں اور پارٹ ٹائم میں بچوں کو قرآن کی تعلیم بھی دیتی تھیں چالیس دن تک پورے محلے میں سوگ منایا گیا میری والدہ نے میری بیٹی کا نام رخسانہ رکھا تھا میرے بڑے بھائی منصور کی وائف میری بڑی بھابی نے رخسانہ کی اچھی پرورش کی پانچ سال بعد جب رخسانہ نے خوبصورت اور میٹھی میٹھی باتیں کرنا شروع کیں تو میں نے اسے سکول میں داخل کرایا گرلز سکول میں خواتین ٹیچروں نے میری بیٹی کا بہت خیال رکھا وقت کا پتہ ہی نہ چلا رخسانہ 5th کلاس میں آ گئی میری ماں نے دوسری شادی کرنے پر زور لگایا میں نے ہر بار انکار کیا میرے دل میں میری بیوی کی یادوں کا ایک طوفان تھا میری ماں کو کیا علم تھا میری شبانہ مجھے کتنا چاہتی تھی اور میں شبانہ کو کتنا چاہتا تھا ایک دن میری بیٹی رخسانہ نے مجھ سے پوچھا پاپا میری ماں کہاں ہے میں دل ہی دل میں رو دیا اور رخسانہ کو کیا جواب دیتا رخسانہ کے سوال کا میرے پاس جواب ہی نہیں تھا میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے رخسانہ سمجھ گئی کہ اس کی ماں اس دنیا میں نہیں ہے اس رات میری بیٹی خوب روئی اور مجھے بھی رلاتی رہی میری بیٹی کے سر پہ ماں کا سایہ نہیں تھا۔ یہ تو ان کو احساس ہوگا جن کے سر پہ ماں کا سایہ نہیں ہے اس رات ہم باپ بیٹی خوب روئے واہ جی واہ درد جدائی بھی کیا چیز ہے۔

کچھ اس طرح سے میں اپنی زندگی تمام کر دوں
وقت سحر تم کو دیکھوں اور شام کر دوں
خواب میں بھی کوئی تیرے سوا دکھائی نہ دے
عمر بھر کیلئے آنکھوں کو تیرا غلام کر دوں
تیرے پیار کی خوشبو سے مہکیں میری سانسیں
اور جتنی ہیں میری سانسیں تیرے نام کر دوں

آج صبح میری سرخ آنکھیں دیکھ کر میری ماں نے وجہ پوچھی تو رخسانہ پھر رونے لگی میری ماں نے پھر شادی کا ذکر کیا آپ شادی کر لو تا کہ رخسانہ کو ماں کی کمی نہ ہو میں نے کہا جب تک رخسانہ اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہوتی ماں میں شادی نہیں کروں گا یہ کہہ کر میں نے رخسانہ کو سکول کیلئے تیار کرایا اور گاڑی میں رخسانہ کو بٹھا کر سکول روانہ ہوا رخسانہ کو سکول ڈراپ کر کے واپس دکان آیا آج دکان میں بیٹھنے کو بھی دل نہیں کر رہا تھا میری وائف کو فوت ہوئے 12 سال گزر رہے تھے مگر مجھے ایسا لگتا تھا۔ شبانہ آج ہی فوت ہوئی ہو روزانہ روتے ہوئے دن گزر رہے تھے ان بارہ سالوں میں شبانہ کئی بار خواب میں آئی اور مجھے کہتی تھی نفیس تم شادی کر لو اپنی زندگی برباد مت کر لو۔ میں اسے کہا تھا آپ کی طرح چاہنے والی یا پیار کرنے والی عورت اس دنیا میں نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے میں رخسانہ کیلئے سوتیلی ماں لانا نہیں چاہتا آپ کی نشانی میرے پاس رخسانہ ہے میں رخسانہ اور رخسانہ کی محبت کھونا نہیں چاہتا وقت گزر گیا رخسانہ نے اچھے نمبروں سے میٹرک کیا۔ پھر میں نے سوچا رخسانہ نے اچھے سکول میں پڑھ کر میٹرک کر لی ہے رخسانہ کو کسی اچھی سی کالج میں داخل کرنا چاہیے پھر میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ رخسانہ کو اسلام آباد میں کسی اچھے کالج میں داخل کرا دوں کچھ ہی دنوں میں رخسانہ کو لیکر اسلام آباد گیا اور وہاں پر ایک گرلز ہاسٹل میں بات کیا کالج بھی نزدیک تھا ایک دو دن میں رخسانہ کا داخلہ بھی ہو گیا کچھ دن بعد میں واپس گلگت آیا رخسانہ مجھے روزانہ فون کرتی تھی پاپا بہت اچھا کالج ہے پڑھائی بھی اچھی ہے ہاسٹل میں میری سہیلیاں بھی بنی ہیں پاپا آپ پریشان نہ ہونا میری وجہ سے میں رخسانہ کو کہتا تھا میرا بیٹا جگر کا ٹکڑا اپنی ماں کی نشانی میرا اس دنیا میں آپ کے سوا کون ہے ہے میں بھی دو ماہ کبھی تین ماہ بعد رخسانہ سے ملنے اسلام آباد جاتا تھا ویسے بھی بزنس کے سلسلے میں مجھے پنڈی لاہور جانا ہوتا تھا اس دفعہ جب میں رخسانہ سے ملنے گیا تو رخسانہ نے مجھے اپنی سہیلیوں سے ملایا دو لڑکیاں افشاں اور شازی میری بیٹی کی رومیٹ تھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

افشاں اور شاذی نے میری بہت عزت کی میں نے تینوں کو پنڈی صدر لے گیا شام کا کھانا کھلایا دوسرے دن کالج ٹائم کے بعد تینوں کو شاپنگ کرائی کیونکہ وہ بھی میری بیٹی جیسی تھیں آتے وقت میں نے افشان اور شاذی کو بولا بیٹی رخسانہ کی ماں نہیں ہے میری بیٹی نے چھوٹی عمر سے بہت دکھ اٹھائے ہیں میری بیٹی کا خیال رکھنا۔ انہوں نے کہا انکل آپ بے فکر رہو رخسانہ ہماری بہن جیسی ہے آج میں ان سے رخصت ہو کر اسلام آباد سے گلگت روانہ ہوا دوسرے دن جب گلگت آیا تو رخسانہ کی فون آیا پاپا آپ خیریت سے پہنچ گئے ہیں میں نے کہا ہاں بیٹا میں بالکل خیریت سے پہنچ گیا ہوں اتنے میں شاذی نے رخسانہ سے موبائل اٹھایا انکل سلام آپ ٹھیک ہیں پھر افشاں نے میری خیریت دریافت کی میں نے دونوں کا شکریہ ادا کیا اور مجھے بہت خوشی بھی ہوئی۔

اس طرح اسلام آباد آتے جاتے تین سال کا عرصہ گزر گیا میں جب بھی جاتا تھا افشاں اور شاذی کو کبھی پیسے دیتا تھا کبھی شاپنگ کراتا تھا 2008ء کے اگست میں رخسانہ نے کال کی پاپا میری سہیلیاں گلگت آنا چاہتی ہیں گھومنے پھرنے کیلئے کیونکہ میں نے دعوت دی ہے میں نے کہا بیٹا آپ لوگ بائی ائیر آ جاؤ دو دن بعد آپ کو بائی ائیر ٹکٹیں مل جائیں گی میرا ایک دوست ارشد کو کال کیا وہ پی آئی اے آفس میں ہوتے تھے اس نے 3 ٹکٹیں گلگت کیلئے لا کر ہاسٹل میں رخسانہ کو دے دیں 4 اگست 2008 کو صبح میری بیٹی اپنی سہیلیوں کو لیکر گلگت آئی صبح ائیر پورٹ میں گاڑی لیکر گیا انہیں وہاں سے گھر لایا دوسرے دن ہنزہ پھر تیسرے دن سکردو چوتھے دن سکردو سے بائی ائیر انہیں اسلام آباد روانہ کر کے میں واپس گلگت آیا ان تین کے دن کے سفر میں افشاں بڑی گم سم تھی مجھے کیا پتہ کہ ایسا بھی ہوتا ہے آج رات میرے نمبر پر ایک نئے نمبر سے کوئی میسج آیا میسج غزل کی شکل میں آیا تھا میں نے دل میں سوچا اور خوب ہنسا یہ غزلیں سننے اور سنانے کی عمر تو نہیں ہے غزل کچھ اس طرح تھی۔

ہر عداوت پر محبت کو سجا کر ملنا
رسم دنیا ہے حقیقت کو چھپا کر ملنا
تم اسے پیار کا انداز سمجھتے ہو
اس کی عادت ہے نگاہوں کو جھکا کر ملنا

میں نے غزل کا جواب نہیں دیا البتہ کال کیا تو ایک لڑکی نے کال اٹینڈ کی میں نے کہا آپ کون آپ کا ایس ایم ایس آیا تھا وہ کہنے لگی میں افشاں ہوں مجھے آپ سے محبت ہو گی ہے میں جانتی ہوں میری یہ حرکت آپ کو بری لگی ہے پر میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں اور میں یہ بھی سمجھتی ہوں آپ میرے باپ کی عمر کے ہو میں آپ کی تمام مجبوریوں کو سمجھ چکی ہوں اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں آپ کے ساتھ شادی کروں یہ میرا آخری فیصلہ ہے اتنی ساری باتیں افشاں نے ایک دم بولیں اور میں نے کہا میرے دل میں آپ کے لیے بیٹی کے رشتے کی جگہ ہے آپ میری بیٹی جیسی ہو پلیز اس خیال کو دل سے نکال دو آگے سے افشاں بولی کل شام تک آپ کا جواب ہاں میں ہونا چاہیے ورنہ میں ہاسٹل کی بلڈنگ سے چھلانگ لگا لوں گی یہ کہہ کر افشاں نے فون بند کر دی اور میں بہت پریشان ہوا یہ بات اگر میری بیٹی کو پتہ چلے تو وہ مجھ سے نفرت کرے گی اس لیے میں نے رخسانہ کو کال کر کے صورتحال سے آگاہ کر دیا میری بیٹی رخسانہ ہنس پڑی پاپا ٹھیک ہے شادی کرنا آپ کا حق ہے پر اپنی عمر کے لحاظ سے میں نے کہا وہ آپ کی سہیلی ہے آپ اسے سمجھا دو دو گھنٹے بعد رخسانہ نے مجھے کال کی اور بولی پاپا افشاں حد سے آگے نکل چکی ہے وہ آپ کے بن نہیں رہ سکتی ہے وہ واقعی خودکشی کر لے گی بہتر ہے پاپا آپ اسلام آباد آ جاؤ اور اسے ملو کچھ دن بعد میں اسلام آباد گیا اور شام کو افشاں کو فون پہ بتایا آپ کوئی ایسی حرکت مت کرو میں خود اسلام آباد آپ سے ملنے آتا ہوں۔

میں صبح کی فرسٹ فلائٹ میں اسلام آباد روانہ ہوا اور میں ایر پورٹ سے نکل کر سیدھا ہاسٹل گیا آج چھٹی کا دن تھا رخسانہ سے ملاقات ہوئی رخسانہ بھی بڑی خوش تھی میں نے خوشی کی وجہ دریافت کی تو میری بیٹی بولی پاپا افشاں میری سہیلی ہے وہ میری سوتیلی ماں نہیں ہو گی بلکہ ایک سہیلی کی طرح گھر میں رہیں گے اتنے میں افشاں کمرے میں آئی اور رخسانہ کمرے سے باہر نکلی کچھ دیر ہم دونوں خاموش رہے آخر میں نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا افشاں میں آپ سے عمر میں بہت بڑا ہوں آپ میری بیٹی جیسی ہو افشاں نے میری بات کاٹی اور بولی میں یہ باتیں سننے کیلئے کمرے میں نہیں آئی ہوں بلکہ یہ بتانے آئی ہوں کہ مجھے آپ سے محبت ہوئی ہے اور میں آپ کے بن نہیں رہ سکتی اگر آپ نے میری محبت کو ٹھکرایا تو میں خودکشی کر لوں گی اور روز محشر آپ جواب دیں گے اور ہاں میں اپنی مرضی کی مالک ہوں آج سے پندرہ سال پہلے میرے والدین ایک کار ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گئے تھے اس وقت میری عمر 10 سال تھی میرے ماموں نے ان پندرہ سالوں میں مجھے سہارا دیا ہے اب میں اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتی ہوں اور صورتحال سے میں نے اپنے ماموں کو آگاہ کر دیا ہے اب آپ تیاری کر لو ہم دونوں شادی کرتے ہیں میں نے افشاں کی باتیں سنیں اور ایک بار پھر اسے پوچھا آپ واقعی سیریس ہو؟ تو اس نے آنسو بھری آنکھوں سے مجھے دیکھا اور بولی اگر آپ کو یقین نہیں آتا ہے تو اپنا دل چیر کر دکھاتی ہوں وہ رونے لگی میں نے اسے خاموش کرایا اور اس نے اپنے ماموں کو فون کیا افشاں کشمیر کی رہنے والی ہے اس کا ماموں دوسرے دن پنڈی آیا رات کو افشاں رخسانہ اور افشاں کا ماموں ہم لوگ اکٹھے ہو گئے اس کے ماموں سے میری اچھی گپ شپ ہوئی تیسرے دن ہم سب کشمیر گئے وہاں تین دن رہنے کے بعد بڑی سادگی سے ہماری شادی ہوئی ان دنوں افشاں کا کزن جو کہ اس کا ماموں کا بیٹا تھا زاہد نام ہے ہماری شادی کے تین ہفتے بعد ہم سب گلگت آئے ہماری دعوت پر وہ سب گھر والے ہمارے گھر آئے افشاں کے ماموں نے رخسانہ کا رشتہ زاہد کیلئے مانگا زاہد کا جرمنی میں کاروبار تھا شکل و صورت کا بھی ٹھیک تھا۔ رخسانہ کا رشتہ دے دیا کچھ مہینوں بعد میں نے اپنی بیٹی کی دھوم دھام سے شادی کی شادی کے دو ماہ بعد زاہد نے رخسانہ کو اپنے ساتھ جرمنی لے گیا میری بیٹی زاہد کے ساتھ خوش ہے افشاں اور مجھے خدا نے چاند سا بیٹا دیا ہے گھر میں ہر سو خوشیاں ہی خوشیاں ہی بیٹا شعیب یہ تھی میری کہانی تو قارئین کرام کہانی آپ نے سنی دیکھو چاہتیں ایسی بھی ہوتی ہیں قارئین کرام زندگی محبت کیلئے ہی کم ہے میں حیران ہوں لوگ نفرتوں کیلئے کہاں سے وقت نکالتے ہیں میری گزارش ہے تمام قارئین سے ہر جگہ محبتوں کے پیغام دو یہ زندگی ایک عارضی وقت کا نام ہے قارئین کی آراء کا منتظر۔

❁❁❁

یادوں کے زخم

تیری یادوں کے سنگ ہم جی رہے ہیں
زہر زندگی کا بڑی مشکل سے پی رہے ہیں
آ جاؤ جان من کہ تیرے بن دل لگتا نہیں
دیکھو تیری یادوں کے زخم ہم کیسے سی رہے ہیں
مر جائیں گے ہم جان میری اگر تیری یاد یونہی ستاتی رہی
میں تو ازلوں سے محبتوں پہ یوں آنسو بہاتی رہی
قسمت میں میری ہمیشہ درد اور غموں کا پہرہ رہا
ایک آنسو میری پلکوں پہ آ کے سدا ٹھہرا رہا
دکھ میں یوں نصیب میرے میں نے یہ جان لیا
دکھوں کو میں نے اپنا نصیب مان لیا
(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

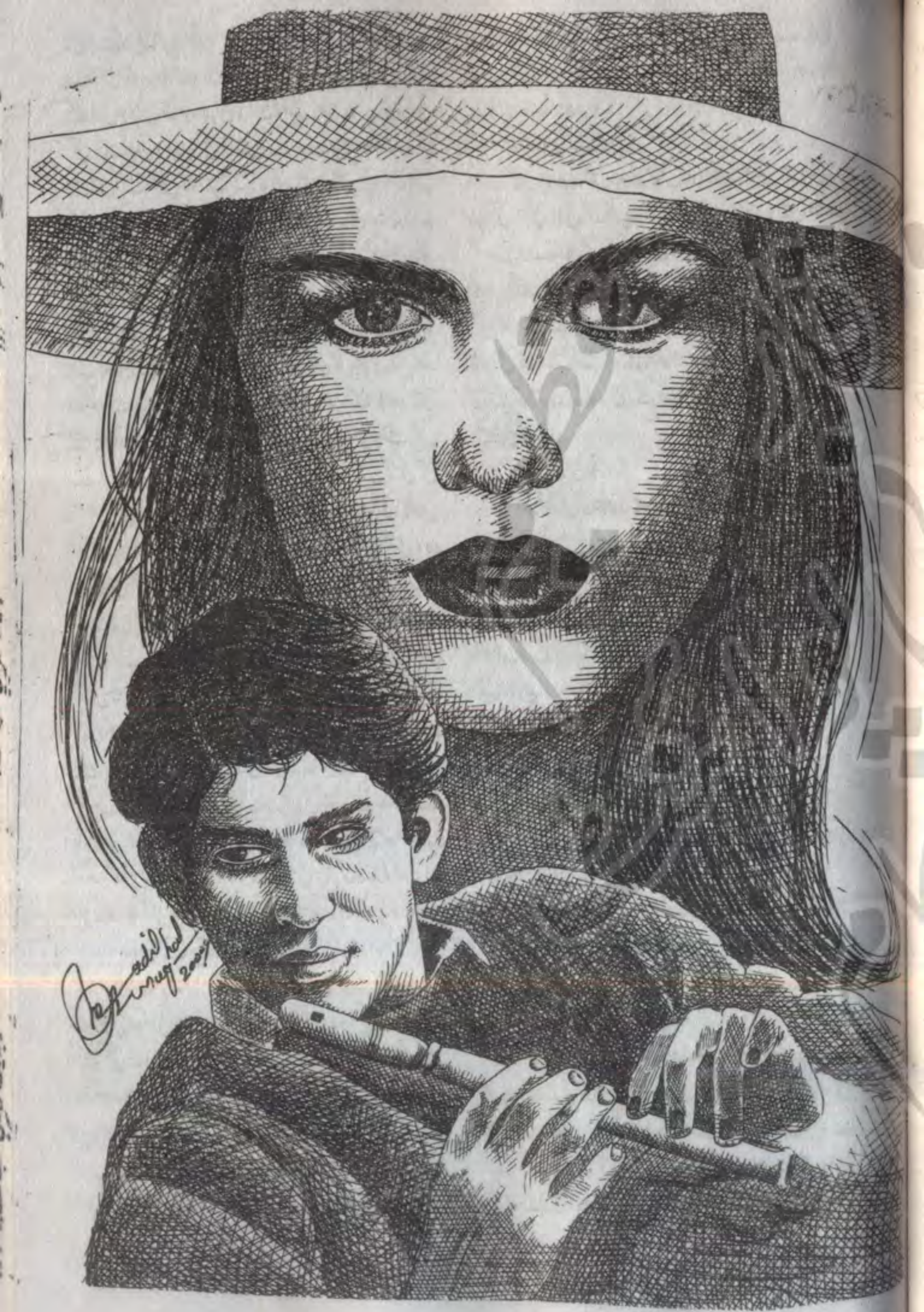

”کاش ہم جدا نہ ہوتے“

☑......تحریر: ذکاءاللہ گوندل، سرگودھا

اقراء آپ کے سب وعدے تو جھوٹے ہی تھے آپ تو کھتی تھیں کہ میرا وعدہ ہے کہ میری شادی آپ کے ساتھ ہو گی ورنہ میں زہر کھا کر مر جائوں گی اقراء اپ تو مجھ سے اتنا پیار کرتی تھی کہ اپ کھتی تھی کہ وقاص میرے بھائی کو زہر دے دو یہ ہمارے پیار میں رکاوٹ ہے اقراء اپ تو کھتی تھی کہ میری امی نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ھے کہ وہ میری شادی اپ کے ساتھ ہی کرائے گی اب مجھے اپکے وعدے یاد اتے ھیں اقراء اپ کے انتظار میں سات سال گزر گئے ھیں لیکن میرا انتظار بدلا نھیں ھے میری خواھش بدلی نھیں ھے اقراء اپ نے شاید میری محبت کو بھلا دیا ھو مگر میں تمام عمر اپ کی محبت کو نھیں بھلا سکوں گا۔

(ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کھانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ھیں

قارئین یہ کہانی میرے ایک دوست کی ہے جو میرا کلاس فیلو بھی تھا تو آیئے میرے دوست کی کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں:

میرا نام وقاص ہے ہم تین بھائی اور دو بہنیں ہیں میں سب سے چھوٹا ہوا گھر میں سبھی مجھے بہت پیار کرتے ہیں اپنے ہی گاؤں میں پرائمری پاس کرنے کے بعد گاؤں سے تین کلومیٹر دور شہر کے ہائی سکول میں داخل ہو گیا اسی طرح چھٹی پاس کرنے کے بعد اب میں ساتویں کلاس میں تھا قارئین آپ کو بتا تا چلوں کہ ہمارا گھر گاؤں میں ہے اور ہمارا ڈیرہ گاؤں سے ایک کلومیٹر دور ہے جہاں پر ہماری زمینیں اور مال مویشی ہیں جن کی دیکھ بھال میرے والد اور ایک بھائی کرتے ہیں اور میرے بڑے بھائی کا اپنا کاروبار ہے اور گاؤں میں ہمارا شمار بڑے زمینداروں میں ہوتا ہے۔

یہ 2003 کی بات ہے جب میری عمر 13 سال تھی تو قارئین اب میں ساتویں کلاس میں تھا گرمیوں کی چھٹیاں ہوئی تھیں میں فارغ ہی تھا میں روزانہ صبح اپنے ڈیرے پر چلا جاتا خوب سیر و تفریح کرتا اور ساتھ ہی ہوم ورک بھی کرتا ایک دن میں اپنے ڈیرے پر درخت کے نیچے چارپائی پر بیٹھ کر سکول کا کام کر رہا تھا کہ میری نظر سامنے والے ڈیرے پر پڑی وہ ڈیرہ ہمارے ڈیرے کے ساتھ ہی تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی اپنے دروازے سے نکل کر اپنی سبزی اور پودوں کی طرف آ رہی ہے وہ بظاہر تو ایک لڑکی تھی مگر اس کی چال ڈھال اس کے انداز، اس کی پیاری پیاری ادائیں کسی پری سے کم نہ تھیں، وہ بالکل کسی پری کی طرح تھی وہ اتنی خوبصورت اور پیاری تھی کہ شاید خدا نے اسے فرصت کے لمحات میں بڑی محنت کے ساتھ بنایا تھا میری نظر اس پر پڑی تو میں اسے دیکھتا ہی رہ گیا وہ تو کچھ دیر اپنی سبزی وغیرہ اور پودوں کو دیکھنے کے بعد اندر چلی گئی مگر میں کتنی ہی دیر تک اس کے خیالوں میں کھویا رہا اور سوچنے لگا کہ یہ لڑکی جس لڑکے کے ساتھ پیار کرے گی وہ تو بہت ہی خوش نصیب انسان ہو گا اب تو وہ روزانہ کئی بار باہر نکلتی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں اسے دیکھتا رہتا اور جس دن وہ باہر نہ نکلتی میرا دل بہت بے چین ہو جاتا شاید مجھے اس سے پیار ہو گیا تھا اب نہ تو مجھے دن کو چین تھا اور نہ ہی رات کو ٹھیک طرح سے نیند آتی تھی ایک دن وہ باہر نکلی تو میں نے اسے ہلکا سا اشارہ کیا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اندر چلی گئی پھر میں اکثر اسے اشارے کرتا مگر وہ مسکرا کر اندر چلی جاتی ایک دفعہ میں بازار کسی کام کے لیے گیا تو اس کے لیے بھی کچھ چیزیں خرید لیں اور ڈیرے پر آ کر سوچنے لگا کہ اب یہ چیزیں اسے کیسے دوں، سوچتے سوچتے اس نتیجہ پر پہنچا کہ اب وہ باہر نکلے گی تو میں اسے دے آؤں گا کچھ ہی دیر بعد وہ گھر سے باہر نکلی تو میرا دل بے اختیار دھڑکنے لگا اور میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب جا پہنچا اس وقت میں نے اسے قریب سے دیکھا تو وہ ایک مکمل حسین لڑکی تھی معصوم چہرہ، سرخ سفید گال، گلابی ہونٹ، سیاہ گھنی پلکوں والی سیاہ غزالی آنکھیں، زلفیں دراز سیاہ، ناگن جیسی، وہ بہت ہی خوبصورت تھی لہٰذا میں نے وہ چیزیں اس کے سامنے پھینک دیں اور میں واپس آ گیا اور سوچنے لگا کہ پتہ نہیں اب کیا ہو گا وہ میری چیزیں قبول کرے گی بھی یا نہیں میں اسی طرح کی سوچوں میں کھویا رہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹہ بعد وہ باہر نکلی اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا جب میں اس کے قریب گیا تو وہ میری طرف ایک کاغذ کا ٹکڑا پھینک کر چلی گئی میں نے جلدی سے وہ کاغذ اٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور سائیکل پر چڑھ کر اپنے گھر گاؤں میں آ گیا اور بیٹھک میں بیٹھ کر کاغذ کو کھولا اور پڑھنے لگا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

جان سے پیارے وقاص

السلام علیکم! کے بعد عرض یہ ہے کہ میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں اور میں صرف آپ کو دیکھنے کے لیے باہر نکلتی ہوں اور جب تک تمہیں دیکھ نہ لوں مجھے چین نہیں آتا، وقاص جس دن آپ مجھے نظر نہیں آتے تو میں بہت پریشان ہو جاتی ہوں پہلے میں کبھی کبھار باہر نکلتی تھی لیکن اب صرف تمہیں دیکھنے کے لیے روزانہ کئی بار باہر نکلتی ہوں اور آپ کا دیدار ہو جاتا ہے میں ساتویں کلاس میں پڑھتی ہوں اور تم کونسی کلاس میں پڑھتے ہو ضرور بتانا میرے لیٹر کا جواب آج ہی دینا اور لیٹر ہماری دیوار کے ساتھ رکھ دینا اور اوپر اینٹ رکھ دینا۔

والسلام آپ کی اقراء

لیٹر پڑھ کر میں بہت خوش ہوا مجھے زندگی میں پہلی بار اتنی خوشی ہوئی کہ اپنے آپ کو میں ہواؤں میں اڑتا محسوس کرنے لگا میں خود کو خوش قسمت انسان تصور کرنے لگا اور مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے پوری دنیا کا خزانہ مجھے مل گیا ہو، پھر کتنے ہی لمحے میں اس کے خیالوں میں کھویا رہا پھر امی کھانا لے کر آ گئی میں اٹھا ٹائم دیکھا تو دوپہر کا ایک بج رہا تھا میں نے جلدی سے کھانا کھایا اور پھر اقراء کو لیٹر لکھنے بیٹھ گیا۔

میری جان اقراء!

سدا خوش رہو اور پھولوں کی طرح کھلکھلاتی رہو۔ خوشیاں تمہارے قدم چومیں اور غم کبھی تمہارے قریب بھی نہ آئیں آپ کا محبت نامہ ملا پڑھ کر ناقابل بیان خوشی ہوئی میری جان میں بھی آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں اور صرف آپ کی خاطر روزانہ ہی ڈیرے پر آ جاتا ہوں اور تمہارا دیدار ہو جاتا ہے اقراء پلیز مجھے چھوڑ مت دینا میں تمہارے بغیر ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ اور میں بھی آپ کی طرح ساتویں کلاس میں پڑھتا ہوں!!

اسی طرح میں نے ایک لمبا سا لیٹر لکھا اور ڈیرے پر چلا گیا ابو اور بھائی کے لیے کھانا بھی لے کر گیا ان کو کھانا دیا اور کچھ دیر ان کے پاس بیٹھا رہا کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد ابو سو گئے اور میں اٹھا اقراء کے گھر کی دیوار کے پاس جا کر لیٹر رکھا اوپر اینٹ رکھ کر واپس آ گیا پھر تقریباً عصر کے وقت وہ باہر نکلی میں نے اسے ہاتھ کے اشارے سے لیٹر کا بتایا اور وہ لیٹر اٹھا کر گھر چلی گئی۔

تو قارئین یہاں سے ہماری پاکیزہ اور بے لوث محبت کی ابتداء ہوئی اور پھر ہماری خط و کتابت شروع ہو گئی پھر دوسرے دن شام آٹھ بجے ہماری ملاقات ہوئی ہم نے ایک دوسرے کو اپنی بے پناہ محبت کے بارے میں بتایا اقراء کہنے لگی کہ وقاص میں تو آپ کو بہت پہلے سے چاہتی

تھی جب تم اپنے سارے دوستوں کے ساتھ سائیکل پر سکول جاتے تھے اور میرا بھائی مجھے سکول چھوڑنے جاتا تھا تو میں اکثر آپ کو دیکھا کرتی تھی مگر آپ تو اپنے دوستوں کے ساتھ باتوں اور شرارتوں میں اتنے مصروف ہوتے تھے کہ آپ کو کبھی احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ کوئی پاس سے گزرتا ہے یا کوئی میری طرف دیکھتا ہے پھر ہم نے ایک دوسرے سے زندگی بھر ساتھ نبھانے کے وعدے کیے۔

اسی طرح دن گزرتے گئے لیٹر تو ہم ایک دوسرے کو روزانہ ہی لکھتے تھے اور کبھی کبھار ملاقات بھی ہو جاتی تھی ہم دن میں کئی بار ایک دوسرے کو دیکھتے تھے یونہی ہماری محبت دن بدن پروان چڑھتی گئی ہم ایک دوسرے کی محبت میں اتنا آگے نکل چکے تھے کہ اب واپسی ناممکن تھی کبھی جب اقراء مجھے نظر نہیں آتی تھی تو میں بہت بے چین ہو جاتا تھا میں سارا دن بہت اداس رہتا رات کو نیند بھی نہیں آتی تھی اور جس دن میں گھر میں کسی کام کی وجہ سے ڈیرے پر نہ جاتا تو اس کا حال بھی یہی ہوتا تھا دن گزرتے گئے اور ہماری چھٹیاں ختم ہو گئیں اور پھر ہم سکول جانے لگے اقراء کو بھی اس کا بڑا بھائی امجد سکول چھوڑنے جاتا تھا اس طرح روزانہ ہی صبح سکول جاتے وقت اپنے محبوب کا دیدار ہو جاتا تھا اب پڑھائی میں دل بالکل بھی نہیں لگتا تھا سارا دن اقراء کی یادوں میں گزر جاتا سکول میں جب کوئی پیریڈ خالی ہوتا تو میں اکیلے بیٹھ کر اقراء کو لیٹر لکھنا شروع کر دیتا تھا اور اب اقراء بھی سکول میں ہی فارغ وقت میں لیٹر لکھ لیا کرتی تھی ایک دن شام کے وقت ہم دونوں کی ملاقات ہوئی ہم بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ اوپر سے اقراء کی بڑی بہن نازیہ آ گئی اور ہماری طرف دیکھ کر واپس چلی گئی میں نے اقراء سے کہا کہ اب تم گھر چلی جاؤ نازیہ کہیں گھر والوں کو نہ بتا دے اقراء اٹھ کر چلی گئی پھر مجھے اس کا ایک لیٹر ملا جس کی تحریر کچھ یوں تھی!

جان سے پیارے وقاص

السلام علیکم کے بعد عرض یہ ہے کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت نیک چاہتی ہوں وقاص مجھے آپ کی یاد بہت آتی ہے میں آپ کے بغیر ایک منٹ نہیں رہ سکتی مجھے جب آپ کی یاد آتی ہے تو میں آپ کے لیٹر کو اپنے سینے پر رکھ کر بیٹھ جاتی ہوں جب آپ مجھے نظر نہیں آتے میں بہت پریشان ہوتی ہوں وقاص مجھے ابھی تک آپ سے بہت زیادہ شرم آتی ہے لیکن پھر بھی آپ مجھے جس موڑ پر کہتے ہو اس موڑ پر موجود ہوتی ہوں وقاص اس دن نازیہ نے ہمیں دیکھ لیا تھا میں جب گھر گئی تو اس نے مجھے بہت برا بھلا کہا اور کہنے لگی کہ وقاص مجھے زہر سے بھی برا لگتا ہے اور میں نے اسے کہا کہ تم مجھے زہر سے بری لگتی ہو وقاص میں کسی کی زبان سے بھی آپ کے خلاف کوئی لفظ نہیں سن سکتی چاہے وہ میرے ماں باپ یا بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں اور وقاص سکول میں میری دوست آپ کو دیکھنا چاہتی ہیں کبھی ہمارے سکول کے سامنے ضرور آنا اور ناراض مت ہونا۔

والسلام آپ کی اقراء

قارئین جس دن ہم نے شام آٹھ بجے ملنا ہوتا تھا اس دن وہ دیوار پر لال کپڑا ڈال دیتی تھی اور مجھے پتہ چل جاتا تھا کہ آج شام اقراء سے ملاقات ہو گی اور ہماری ملاقات صرف پانچ یا چھ منٹ ہوتی تھی لہٰذا آج بھی اقراء نے دیوار پر کپڑا رکھ دیا اور میں بڑی بے چینی کے ساتھ شام ہونے کا انتظار کرنے لگا پھر شام کو ہماری ملاقات ہوئی اقراء نے مجھے کہا کہ کل ساڑھے گیارہ بجے ہمارے سکول کے سامنے ضرور آنا میری سہیلیاں بہت اصرار کرتی ہیں کہ ہم نے وقاص کو دیکھنا ہے میں نے کہا جان آپ کہیں اور میں نہ آؤں یہ کیسے ہو سکتا ہے پھر وہ چلی گئی میں بھی اپنے گھر آ گیا اور کھانا کھا کر عشاء کی نماز پڑھنے مسجد چلا گیا نماز ادا کی پھر میں کتنی ہی دیر تک سر سجدے میں رکھ کر اپنے رب سے دعائیں مانگتا رہا کہ اے پروردگار ہمارے پیار کو کسی کی نظر نہ لگ جائے ہم دونوں اسی طرح ایک دوسرے کو ٹوٹ کر چاہتے رہے اور ہم دونوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک کر دے مجھے آج بھی یاد ہے کہ جب میں نے سجدے سے سر اٹھایا تھا تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل رہے تھے پھر میں اٹھ کر گھر آیا اور اقراء کی یادوں کو سینے سے لگائے نیند کی وادیوں میں چلا گیا صبح امی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے نماز کیلئے جگایا اور میں اٹھ کر مسجد گیا نماز ادا کی اور تلاوت کرنے کے بعد گھر آیا غسل وغیرہ کیا ناشتہ کر کے اپنے دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہوئے سکول چلا گیا اور راستے میں اقراء کا دیدار ہو گیا کیونکہ وہ بھی اپنے بھائی کے ساتھ سکول جا رہی تھی پھر سکول میں اپنے دوستوں اور پڑھائی میں وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا کہ ساڑھے گیارہ بج گئے اور ساتھ ہی تفریح کی گھنٹی بھی بجنے لگی میں لڑکیوں کے سکول کی طرف چلا گیا اور سکول کے سامنے ایک اونچی سی جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا جہاں سے سکول کا اندرونی حصہ واضح نظر آتا تھا کچھ دیر بعد اقراء اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ دیوار کے قریب آئی اقراء نے مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا جواباً میں نے بھی ہاتھ ہلا دیا وہ مجھے دیکھتی رہی اور ساتھ ہی کچھ باتیں بھی کر رہی تھی پھر میں خود ہی دو چار منٹ بعد واپس آ گیا۔

اقراء ہر وقت صاف ستھری رہتی تھی اور کوئی اچھی سی خوشبو لگائے رکھتی وہ خود نماز باقاعدگی سے پڑھتی اور مجھے بھی نماز کی تلقین کرتی قارئین میں آپ کو یہ بتانا بھول گیا کہ وہ قرآن پاک کی حافظہ تھی اقراء کی محبت پا لینے کے بعد مجھ میں بھی کافی تبدیلیاں آ گئی تھیں اب میں بھی صاف ستھرا رہتا تھا پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا گھر والوں کی ہر بات مانتا اکثر میرے دوست اور گھر والے کہتے تھے کہ وقاص بہت بدل گیا ہے اور واقعی میں کافی حد تک بدل گیا تھا اور محبت واقعہ ہی انسان کو انسان بنا دیتی ہے محبت انسان کو جینا سکھا دیتی ہے!

میں نہیں ہوں اپنے وجود میں مجھے نجانے کس نے چرا لیا
میرے ساتھ رہتا ہے اک شخص کوئی جادو اس نے چلا دیا
میری روح میں وہ سما گیا مجھے عشق کرنا سکھا گیا
میری زندگی وہ بن گیا مجھے جینا اس نے سکھا دیا
میں تو خود سے بھی تھا نا آشنا مجھے مجھ سے اس نے ملا دیا
میری زندگی کو بدل دیا مجھے خوش نصیب بنا دیا

پھر ہمارے پیپر شروع ہو گئے ہم دونوں نے خوب محنت کی اور ہمارے پیپر اچھے ہو گئے اسی دوران بھی لیٹروں کا تبادلہ ہوتا رہا اب ہم ایک مہینہ فارغ تھے میں کبھی کبھار ڈیرے پر جاتا اور عصر کے وپس اپنے دوستوں کے ساتھ کرکٹ کھیلتا ایک شام ہماری ملاقات ہوئی تو اقراء نے مجھے بتایا کہ امی کو پتہ چل گیا ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں یہ بات سن کر میں بہت پریشان ہوا مگر اقراء بالکل بھی پریشان نہ تھی اس نے کہا کہ میں نے اپنی امی کو مطمئن کر دیا ہے اور امی کہتی ہے کہ اگر وقاص تمہارے سارے لیٹر واپس کر دے گا تو میں تمہارا ساتھ ضرور دوں گی اقراء کہنے لگی کہ میں کل اپنی امی کو آپ کے پاس بھیجوں گی میرے سارے لیٹر امی کو دینا وہ خوش ہو جائے گی پھر وہ چلی گئی۔

میرا دل بالکل بھی نہیں کر رہا تھا کہ میں لیٹر واپس کروں مگر کیا کرتا مجبوری تھی دوسرے روز چند لیٹر لے کر ڈیرے پر گیا اس نے اپنی امی کو بھیجا اور میں نے لیٹر واپس کر دیئے پھر اقراء نے مجھے تنگ کرنا شروع کر دیا کہ آپ نے میرے سارے لیٹر واپس نہیں کیے اور اب میرے سارے لیٹر جلا دو پھر مجھے اس کا ایک لیٹر موصول ہوا جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

مائی ڈیئر فرینڈ وقاص

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت نیک چاہتی ہوں وقاص آپ تو کہتے تھے کہ آپ جیسا کہو گی میں ویسا ہی کروں گا اور وقاص اگر آپ مجھ سے جان بھی مانگیں تو میں دینے کیلئے تیار ہوں لیکن قرآن کا نام دے کر کہہ رہی ہوں کہ پہلے والے سب لیٹر جلا دو پھر آپ مجھے اگر مر جانے کا حکم بھی دو گے تو میں مر جاؤں گی پلیز میری یہ بات ضرور مانیں ہم دونوں کتنا پیار کرتے ہیں پھر بھی آپ لیٹر میرے کہنے پر نہیں جلا رہے ہو اور لیٹر جلانے کے بعد میں گھر والوں کو ضرور تنگ کروں گی پھر بھی انہوں نے میرا رشتہ آپ کو نہ دیا تو میں زہر لے لوں گی میں اپنی ضد کی بہت پکی ہوں پلیز وقاص لیٹر پڑھ کر جلا دو کچھ میرا ابھی ترس کھاؤ وقاص مجھ جیسا کوئی دوست آپ کو نہیں ملے گا اگر آپ نے لیٹر نہ جلائے تو میں یہ جگہ چھوڑ کر مدرسہ چلی جاؤں گی اور میری امی بہت خوش ہے اس نے سارے لیٹر واپس کر دیئے ہیں مگر آپ نے

صرف آٹھ لیٹر واپس کیے تھے میں اس وقت تک اپنی امی کو رشتے کے بارے میں نہیں کہو گی جب تک آپ نے مکمل لیٹر واپس نہ کیے اور میں ویسے بھی اپنی امی کی منتیں کر کر کے تھک گئی ہوں اگر آپ نے میرا اتنا کہنا بھی نہ مانا تو آگے آپ کی مرضی۔

والسلام اقراء وقاص

لیٹر پڑھ کر مجھے بہت دکھ ہوا کیونکہ میں لیٹر جلانا نہیں چاہتا تھا ایک لیٹر ہی تو ہماری پاکیزہ محبت کا ثبوت تھے میں دن میں کئی مرتبہ اقراء کے لیٹروں کو پڑھتا تھا پھر میں نے بہت سارے لیٹر جلا دیئے شام کو ہماری ملاقات ہوئی تو میں نے اسے بتایا کہ آپ کے سارے لیٹر میں نے جلا دیئے ہیں اس دن اس کی امی ساتھ آئی تھی اور کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی اور ہم دونوں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے اقراء کی امی ہم دونوں سے بہت خوش تھی کہ ہم ایک دوسرے سے سچا پیار کرتے ہیں پھر اقراء کو میں نے اپنے بھائی کا نمبر دیا کہ کبھی ضرورت پڑے تو فون کر لے آج جب میں ملاقات کر کے واپس آیا تو بھائی کو پتہ چل چکا تھا اس نے مجھ سے پوچھا پہلے تو میں انکار کرتا رہا پھر میں نے بھائی کو سب کچھ بتا دیا اور بھائی نے بھی مجھے دلاسہ دیا کہ تمہارا رشتہ اقراء کے ساتھ ہی ہو گا پھر بھائی اور میں گھر آ گئے بھائی نے مجھ سے اقراء کے لیٹر مانگے میں نے دے دیئے بھائی پڑھتا رہا پھر بھائی نے مجھے کہا کہ تم دونوں ایک دوسرے کو اتنا چاہتے ہو اور تم نے مجھ سے آج تک ذکر ہی نہیں کیا پھر بھائی نے مجھے بہت حوصلہ دیا اب اقراء اور میں آٹھویں کلاس میں تھے ہماری محبت دن بدن بڑھتی جا رہی تھی ہمارا ایک دوسرے سے جدا ہونے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا ہر روز ایک دوسرے کو لیٹر لکھا کرتے اور کبھی کبھی شام کو ملاقات بھی ہوتی رہتی کبھی اس کی امی بھی ساتھ آتی مگر میں بہت شرمندہ ہوتا تھا۔

آج جب میں سکول سے آیا تو کھانا کھا کر لیٹ گیا کچھ دیر آرام کرنے کے بعد میں نے اٹھ کر غسل کیا پھر سائیکل لے کر ڈیرے پر چلا گیا لیکن اقراء نظر نہیں آئی آج مجھے اقراء کی یاد بہت زیادہ آ رہی تھی اور میرا اقراء سے ملنے کو بہت دل کر رہا تھا اچانک ہی میری نظر ان کی دیوار پر پڑے لال رنگ کے کپڑے پر پڑی تو میرا دل بہت خوش ہوا کہ شام کو اقراء سے ملاقات ہو گی پھر آٹھ بجے ہماری ملاقات ہوئی اقراء نے مجھے ایک ڈائری گفٹ دی جو بہت ہی خوبصورت تھی ساتھ ہی ایک کاپی بھی دی اور کہا کہ اس کاپی پر اچھے اچھے اردو اور پنجابی شعر لکھ کر مجھے واپس کرنا پھر کہنے لگی کہ جب میں گھر پر اکیلی ہوا کروں گی تو تمہیں گھر بلاؤں گی میں نے کہا کہ گھر بلا کر مجھے مروانا تو نہیں چاہتی ہو؟ کہنے لگی کہ میرا دل اتنا بھی پتھر نہیں کہ میں آپ کو گھر بلوا کر مرواؤں نہ ہی مروانا چاہتی ہوں اور وقاص میری امی بہت سخت ہے پھر بھی اس نے مجھے کہا ہے کہ وقاص سے اپنے سارے لیٹر لے لو پھر میں تمہاری منگنی ضرور کرواؤں گی مگر میں نے اقراء سے جھوٹ بولا کہ سارے لیٹر جلا دیئے ہیں پھر ہم دونوں نہ چاہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

میں گھر آیا اقراء کی دی ہوئی ڈائری کھول کر دیکھنے لگا ڈائری میں سے بہت خوشبو آ رہی تھی پھر اس کی کاپی پر شعر لکھنے لگا اب میں روزانہ وہ کاپی سکول بھی لے جاتا اور اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اشعار لکھتا پھر اسی طرح تقریباً ایک ہفتے بعد میں نے اسے مکمل کر دیا پھر ایک دن اقراء نے لیٹر میں لکھا کہ اگر میری کاپی مکمل ہو گئی ہے تو مجھے کل واپس ضرور کرنا دوسرے دن میں کاپی لے کر ڈیرے پر گیا کچھ دیر بعد وہ باہر نکلی میں نے اسے کاپی دکھائی اس نے دیوار کے ساتھ رکھنے کا اشارہ کیا اور اندر چلی گئی پھر میں نے کاپی ان کی دیوار کے ساتھ رکھ دی اور واپس گھر آ گیا اب ہمارے آٹھویں کے پیپر نزدیک تھے ہم تیاری میں مصروف ہو گئے مگر ایک دوسرے کو لیٹر باقاعدگی کے ساتھ لکھتے تھے پھر ہمارے پیپر شروع ہو گئے میرے پیپر بہت اچھے ہوئے تھے اور اقراء نے بھی مجھے بتایا کہ میرے پیپر بھی بہت اچھے ہوئے ہیں لیکن نمبر زیادہ نہیں آئیں گے اور میرا اپنی سہیلیوں کے ساتھ مقابلہ تھا اور مجھے لگتا ہے کہ میں یہ مقابلہ ہار جاؤں گی میں نے کہا کہ میں آپ کے لیے دعا کروں گا کہ آپ کے نمبر اچھے آئیں دن بڑے حسین گزر رہے تھے اور ہماری محبت میں کمی بالکل بھی نہ آئی اور ہم دونوں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتے تھے کہ ابھی تک اقراء کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھائیوں کو ہماری محبت کا پتہ نہیں تھا حالانکہ ہماری محبت کو دو سال گزر چکے تھے۔

آج ہم دونوں بہت خوش تھے کہ ہمارا رزلٹ آ گیا تھا اقراء اور میں پاس ہو گئے ہم نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی میں نے اسے ایک خوبصورت ڈائری گفٹ دی اور اس نے مجھے ایک اچھا سا گفٹ دیا اب ہم پھر سے سکول جانے لگے ایک دفعہ ہماری ملاقات ہوئی اقراء نے مجھے بتایا کہ گھر میں میرے رشتے کے لیے بہت سے مہمان آتے ہیں اور ساتھ ہی روتے ہوئے کہنے لگی کہ وقاص پلیز مجھے چھوڑ نہ دینا ورنا میں مرجاؤں گی میں نے اسے بڑی مشکل سے چپ کروایا اور حوصلہ دیا کہ اگر اللہ نے چاہا تو ہماری شادی ضرور ہو گی پھر ہم آنکھوں میں آنسو لیے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے میں بہت پریشان رہنے لگا اور کوئی مناسب موقع دیکھ کر اپنے گھر والوں سے رشتے کی بات کرنا چاہتا تھا مگر اب میں جب بھی ڈیرے پر جاتا تو اقراء مجھے نظر نہیں آتی تھی میں بہت اداس رہنے لگا اور دل میں طرح طرح کے خیالات آتے کہ اقراء کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے شاید اس نے مجھے چھوڑ دیا ہو یا کہیں اپنے رشتہ داروں کے ہاں چلی گئی ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا میں دن بھر اقراء کے انتظار میں بیٹھا رہتا اسی طرح ایک ہفتہ گزر گیا کہ ایک دن اقراء باہر نکلی اس نے مجھے اشارہ کیا اور لیٹر دیوار کے ساتھ رکھ کر اندر چلی گئی میں نے جا کر وہ لیٹر اٹھایا اور اسے کھول کر پڑھنے لگا جس کی تحریر کچھ یوں تھی!

جان سے پیارے وقاص

السلام علیکم وقاص میں بہت پریشان ہوں کیونکہ میرے بھائی کو ہماری محبت کا پتہ چل گیا ہے پچھلے دنوں میں کمرے میں بیٹھ کر آپ کا لیٹر پڑھ رہی تھی اور مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ بھائی میرے اوپر آ کر کھڑا تھا اس نے مجھے بہت برا بھلا کہا ابو کو بھی پتہ چل چکا ہے اب سب گھر والے مجھ پر نظر رکھتے ہیں بھائی نے مجھ سے قسم اٹھوائی ہے کہ آج کے بعد میں آپ کو لیٹر نہ لکھوں وقاص میں بہت اداس ہوں میں تمہارے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتی اب میں ہر وقت روتی رہتی ہوں اور آپ مجھے لیٹر لکھتے رہنا میں بھی کوئی موقع دیکھ کر آپ کو لیٹر لکھوں گی اور ملاقات بھی کروں گی۔

والسلام، اقراء

لیٹر پڑھ کر میں بہت پریشان ہو گیا نجانے ہماری محبت کو کس کی نظر لگ گئی تھی میرا دل بہت ڈر رہا تھا اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اقراء مجھے چھوڑ جائے گی میں اب تنہا تنہا اور اداس رہنے لگا اقراء کی یاد مجھے بہت زیادہ آتی تھی میرا اقراء سے ملنے کو بہت دل چاہتا تھا اب نہ تو دن گزرتا تھا اور نہ ہی رات گزرتی رات سوتے وقت اقراء کی یاد جب مجھے تڑپاتی تھی تو میں بچوں کی طرح رونے لگ جاتا تھا اسی طرح پندرہ دن گزر گئے کہ ایک دن دوپہر کا وقت تھا اقراء باہر نکلی ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا میں بہت ہی خوش ہوا پھر اقراء نے مجھے اپنے پاس بلایا میں اقراء کے پاس گیا پھر ہم بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اقراء نے مجھے کہا کہ میرا بھائی مجھے باہر نہیں نکلنے دیتا ہے اور اس نے میرا سکول بھی چھڑوا دیا ہے اور بھائی کی نظر جب بھی مجھ پر پڑتی ہے میری طرف بڑی نفرت کے ساتھ دیکھتا ہے اور ساتھ ہی کہنے لگی کہ میرے بھائی کو کسی چیز میں زہر ملا کر دے دو یہ ہمارے پیار میں رکاوٹ بن رہا ہے پھر اس کی امی باہر نکلی تو اس نے اقراء کو بلایا اور اقراء چلی گئی میں بھی واپس آ گیا مجھے اقراء کی باتیں یاد آنے لگیں اور مجھے بہت افسوس ہو رہا تھا کہ اقراء کے بھائی نے اس کا سکول چھڑوا دیا تھا اقراء کو پڑھنے کا بہت زیادہ شوق تھا اور آج مجھے خود پر غصہ آنے لگا کہ میری وجہ سے آج اس کا سکول چھڑوایا گیا تھا اقراء کے بھائی نے اس کا سکول چھڑوا دیا تھا اقراء کو پڑھنے کا بہت زیادہ شوق تھا اور آج مجھے خود پر غصہ آنے لگا کہ میری وجہ سے آج اس کا سکول چھڑوایا گیا تھا اقراء کی امی نے اقراء کا بھرپور ساتھ دیا تھا اب کبھی کبھی اقراء کے لیٹر مجھے ملتے رہتے تھے اقراء کبھی دیوار کے ساتھ لیٹر رکھ دیتی تو کبھی اپنی امی کے ہاتھ بھجوا دیتی ایک دفعہ ہم دونوں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ اقراء کے بھائی نے ہمیں دیکھ لیا اور اقراء اٹھ کر گھر چلی گئی میں بھی گھر آ گیا اور اپنے دوست سے اپنی حفاظت کیلئے پستول لیا اور اسے

اپنے پاس رکھ لیا پھر میں تین چار روز کے بعد ڈیرے پر گیا تو اقراء کا بھائی امجد میری طرف آنے لگا اور آتے ہی مجھے گالیاں دینے لگا اس وقت ابو اور بھائی ڈیرے پر نہیں تھے کہ امجد نے میرے گریبان پر ہاتھ ڈالا مجھے بہت غصہ آیا پھر امجد مجھے دھمکی دینے لگا کہ آج کے بعد تم نے اگر اقرا سے ملنے کی کوشش کی تو اچھا نہیں ہو گا میں غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا میں نے تیزی سے اپنا گریبان چھڑوایا اور پستول نکالنے لگا امجد نے جب مجھے پستول نکالتے دیکھا تو وہ بھاگ گیا میں نے پیچھے سے لگاتار دو فائر کیے اتنے میں وہ گھر کے دروازے پر پہنچ چکا تھا پھر اس دن سے اقرا پر پابندی اور سخت کر دی گئی تھی پھر مجھے اقراء کا ایک خط ملا جس کی تحریر کچھ یوں تھی!

مائی ڈیئر وقاص

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت نیک چاہتی ہوں وقاص میرا آپ سے ملنے کو بہت دل کرتا ہے مگر کیا کروں ابو اور بھائی نے مجھے گھر سے نکلنے سے منع کیا ہوا ہے باجی نازیہ مجھے لیٹر نہیں لکھنے دیتی بار بار مجھے تنگ کرتی ہے اور مجھ سے لیٹر چھین لیتی ہے اب میرے گھر والے مجھے مدرسہ بھیجنا چاہتے ہیں مگر میرا آپ سے دور ہونے کو دل نہیں چاہتا ہے مگر کیا کیا کروں مجبوری ہے اور میرا اس گھر میں اب دل بھی نہیں لگتا ہے میں نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے کہ میں مدرسہ چلی جاؤں وہاں کا ماحول بہت اچھا ہوتا ہے آپ مجھے اجازت دیں آپ کے فائدے کا کام ہے چار سال کا میرا کورس ہے وہ مکمل کرنا ہے ضرور بر ضرور کرنا ہے اب پھر مجھے پڑھائی کا شوق آ رہا ہے ادھر جا کے میں نے نہم وہم کا امتحان دینا ہے اور ادھر سے میں ایک دو مہینے بعد آیا کروں گی آپ کے لیے ایک اچھا سا لیٹر تیار کر کے لایا کروں گی وقاص اب میرا اس گھر میں ایک منٹ بھی جینا مشکل ہے پھر میں وہاں جا کر کہوں گی کہ میرا رشتہ وقاص کو دیں تب میں نے گھر آنا ہے ورنہ میں نے یہاں ہی رہنا ہے میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میری شادی آپ کے ساتھ ہی ہو گی اور یہ نہ سمجھنا کہ اقراء اب مجھ کو چھوڑ دے گی ایسا کبھی بھی مت سوچنا کوئی بھی بات کسی کو نہ بتایا کرو میری شادی آپ کے علاوہ کہیں نہیں ہو گی میں تمہارے ساتھ ہوں آپ لیٹر لکھتے رہنا اب ہماری ملاقات بہت مشکل ہے کیونکہ سبھی گھر والے مجھ پر نگاہ رکھتے ہیں میں بہت مجبور ہو کر آپ کو لیٹر لکھ رہی ہوں اور وقاص پریشان مت ہونا میں اگر مدرسہ چلی گئی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

والسلام آپ کی اقراء

لیٹر پڑھ کر میں عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گیا، میں اقراء کو مدرسہ جانے کی اجازت کیسے دیتا مگر وہ بھی بہت مجبور تھی میں نے اقراء کو ایک لیٹر لکھا۔

میری جان اقراء!

صدا خوش رہو اور پھولوں کی طرح مسکراتی رہو آپ نے مجھے عجیب سی الجھن میں ڈال دیا ہے میں بھلا آپ کو مدرسہ جانے کی اجازت کیسے دوں میں تو آپ کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ پاؤں گا میرا جی چاہتا ہے کہ آپ ہر وقت میرے سامنے رہو اور میں آپ کو دیکھتا رہوں، اقراء میں جو کچھ ہوں آپ کی وجہ سے آپ کے بغیر میری زندگی ادھوری ہے نجانے مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ آپ مجھے چھوڑ جاؤ گی یا شاید یہ میرا وہم ہے مگر یہ وہم مجھے اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے اقراء پلیز مجھے چھوڑ نہ دینا آپ کے بغیر میں کبھی خوش نہیں رہ پاؤں گا میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہو مگر آپ تو مجھ سے دور جانے کی بات کرتی ہو آپ ہی تو میری زندگی کا مقصد ہو آپ بھی ساتھ چھوڑ جاؤ گی تو میں اکیلے زندگی کیسے گزار سکوں گا۔

فقط والسلام وقاص

لیٹر میں نے لکھ کر جیب میں رکھ لیا پھر ڈیرے پر جا کر اقراء کے گھر کی دیوار کے ساتھ رکھ دیا اور واپس ڈیرے پر آ کر اقراء کے انتظار میں بیٹھ گیا کہ شاید کسی وقت اقراء باہر نکلے اور میں اسے دیکھ لوں۔

اقراء کے گھر والے بہت ہی شریف اور معزز تھے اقرا اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتی رہتی تھی یہی وجہ تھی کہ اس کے سبھی گھر والے نماز کی بہت پابندی کرتے تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم دونوں کی ذات پات اور حیثیت میں کچھ فرق نہیں تھا پھر بھی انہوں نے نہ ہی مجھ سے کوئی لڑائی وغیرہ کی اور نہ ہی میرے گھر والوں کو میری شکایت کی حالانکہ وہ ایسا کر سکتے تھے کیونکہ میں نے امجد کو جان سے مارنے کی کوشش کی تھی پھر بھی انہوں نے بہت صبر کیا اس طرح اگر لڑکی کے گھر والوں کو پتہ چل جائے تو وہ لڑکی پر بہت ظلم ڈھاتے ہیں مگر اقراء کو اس کے گھر والے مارتے نہیں تھے مگر اب اس سے نفرت ضرور کرتے تھے اقراء کی اب گھر میں کوئی عزت نہیں تھی اس کے بھائی اور ابو اسے بالکل بھی نہیں بلاتے تھے شاید اسی لیے اقراء نے دوبارہ مدرسہ جانے کا فیصلہ کیا تھا اور مجھے اس کا یہ فیصلہ منظور نہیں تھا مگر وہ بہت مجبور تھی ادھر میں بھی بہت پریشان تھا کہ اب لیٹر آنا بالکل بند ہو گئے تھے اور نہ ہی اقراء اب گھر سے باہر نکلتی تھی مجھے بھی اقراء کے بچھڑنے کا خیال آتا تو میرا پورا جسم بے اختیار کانپنے لگ جاتا اب میں سکول سے سیدھا ڈیرے پر جاتا اور شام تک اقراء کے انتظار میں بیٹھ رہتا پھر شام کے وقت ان کی دیوار کے پاس بھی جاتا کہ شاید اس نے لیٹر رکھا ہو مگر نہ تو وہ خود نظر آتی تھی اور نہ ہی لیٹر لکھتی تھی میں روزانہ اقراء کا انتظار کرتا مگر اقراء نظر نہیں آتی تھی اب تو میں اور زیادہ پریشان رہنے لگا اب اکثر مجھے خیالات آتے کہ اقراء نے مجھے چھوڑ دیا ہے اب تو ایک ایک دن ایک سال کے برابر لگتا تھا اب میں انتظار کر کر کے تھک گیا تھا پھر مجھے خیال آیا کہ شاید گھر والوں نے اسے مدرسہ بھیج دیا ہو اب میں نے ڈیرے پر جانا ہی چھوڑ دیا صبح سکول جاتا تو اب دوستوں کے ساتھ بھی دل نہ لگتا پھر سکول سے میں سیدھا گھر آتا کھانا کھا کر بیٹھ میں بیٹھ کر اقراء کے لیٹر پڑھتا رہتا اور ساتھ ہی روتا رہتا اب تو میں اقراء کی طرف سے بالکل ناامید ہو چکا تھا کیونکہ اقراء سے بچھڑے مجھے چھ ماہ گزر چکے تھے کہ ایک دن میں ڈیرے پر گیا اور اقراء کو یاد کرتا رہا پھر تقریباً عصر کا وقت تھا جب میں گھر آیا تو مجھے بھائی نے بتایا کہ کچھ دیر پہلے اقراء کا فون آیا تھا مگر تم گھر پر نہیں تھے وہ تم سے بات کرنا چاہتی تھی پھر بھائی نے موبائل مجھے دیا اور کہا کہ وہ کچھ دیر بعد فون کرے گی اب میں پھر بہت خوش تھا کہ اقراء نے مجھے بھلایا نہیں تھا میں اب اقراء کے فون کا انتظار کرنے لگا پھر آدھے گھنٹے بعد موبائل پر بیل بجنے لگی کسی نیو نمبر سے فون آ رہا تھا میں سمجھ گیا کہ اقراء فون کر رہی ہے میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا میں نے کال ریس کر کے موبائل کان سے لگایا آگے سے السلام علیکم کی آواز آئی یہ آواز اقراء کی تھی اس کی آواز میں بہت مٹھاس تھی آج چھ ماہ بعد میں اقراء کی آواز سن کر بے حد خوش ہوا پھر میں نے وعلیکم السلام کہا اس نے بھی میری آواز پہچان لی پھر کتنی ہی دیر تک ہم ایک دوسرے سے گلے شکوے کرتے رہے پھر اقراء نے مجھے بتایا کہ میں بہت بیمار ہوں اور آپ نے کبھی میری خبر ہی نہیں لی میں نے سمجھا کہ وقاص مجھے بھول گیا ہے میں نے اقراء کو کہا کہ میں آپ کی خبر کیسے لیتا میں روزانہ ڈیرے پر بیٹھ کر آپ کے باہر نکلنے کا انتظار کرتا مگر تم نہیں آتی تھی تو میں سمجھا کہ شاید تم مدرسہ چلی گئی ہو میں نے پوچھا کہ تم اب کہاں ہو تو اس نے بتایا کہ میں اپنی خالہ کے ہاں آئی ہوں کل واپس گھر چلے جانا ہے پھر بہت دیر تک ہم ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے اقراء نے خدا حافظ کہہ کر فون بند کر دیا مجھے آج چھ مہینے بعد اقراء سے بات کر کے بے حد خوشی ہوئی تھی میں صبح ڈیرے پر چلا گیا اور اقراء کے گھر کی طرف دیکھتا رہا مگر اقراء نظر نہیں آئی اور شام کو مجھے مایوس لوٹنا پڑا میں روزانہ اپنے ڈیرے پر جاتا مگر وہ نظر نہ آئی اب مجھے پکا یقین ہو گیا تھا کہ وہ مدرسہ چلی گئی ہے اسی طرح پانچ ماہ گزر گئے مگر اقراء کو میں نے نہیں دیکھا اور نہ ہی یہ پتہ چل سکا کہ وہ کس شہر میں ہے ہمارے گاؤں کے ہی ایک لڑکے کے ساتھ اقراء کی منگنی ہو گئی اس کی منگنی کے بعد ایک مرتبہ میں نے اسے دیکھا مگر جونہی اس کی نظر مجھ پر پڑی اس نے منہ دوسری طرف کر لیا مجھے بہت دکھ ہوا میں سارا دن روتا رہا آج مجھے اقراء کی باتیں یاد آ رہی تھیں۔

میں آج بھی اقراء کو بہت یاد کرتا ہوں اس سے بہت محبت کرتا ہوں مجھے جب بھی اقراء کی یاد آتی ہے تو میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگتے ہیں ہم نے ایک دوسرے سے تین سال تک محبت کی ان تین سالوں میں کئی مرتبہ ہماری ملاقات ہوئی مگر ہم نے کوئی بھی غلط حرکت نہیں کی ہم نے لیٹروں میں آج تک ایک دوسرے کے ساتھ مذاق نہیں کیا اور ہم جب بھی ملتے تھے بالکل سیریس ہو کر ایک دوسرے سے باتیں کرتے تھے اقراء نے مجھے 2005ء میں چھوڑا تھا اور ابھی 2012ء ہے اقراء کی منگنی بھی ٹوٹ گئی ہے اور اب اقراء سے بچھڑے مجھے سات سال گزر چکے ہیں اور یہ سات سال میں نے کیسے گزارے ہیں یہ صرف میں اور میرا خدا ہی جانتا ہے اب صرف اللہ پر بھروسہ ہے اور اسی سے میری تمام تر توقعات وابستہ ہیں سات سال کا عرصہ بہت طویل ہوتا ہے انتظار کے لیے اور اتنے عرصے تک کسی فرد پر یقین برقرار رکھنا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے میں تو یہ بھی نہیں جانتا ہوں کہ وہ کس جگہ کس مدرسے میں پڑھ رہی ہے اور کس حال میں ہے ان پانچ سالوں کے دوران میں نے چار پانچ دفعہ اقراء کو دیکھا مگر اس نے مجھے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا مجھے اس کی یادیں اب بھی بہت تکلیف دیتی ہیں ہم دونوں ایک دوسرے کو ٹوٹ کر چاہتے تھے ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک دن اس طرح بچھڑیں گے کہ دوبارہ ایکدوسرے کو دیکھ بھی نہ سکیں گے اقراء میرے اندر کسی نشہ آور زہر کی طرح پھیلی ہوئی ہے مجھے کسی اور کا ہونے ہی نہیں دیتی مجھے کچھ نظر آنے ہی نہیں دیتی میری زندگی کے راستوں پر غبار بن کر چھائی ہوئی ہے میری آنکھوں میں دھند بن کر پھیلی ہوئی ہے مجھے لگتا ہے کہ میں اس کے بغیر اندھا ہو گیا ہوں کاش! اے کاش اقراء تجھے ملی نہ ہوتی کاش میں نے اسے دیکھا نہ ہوتا کاش میں نے اس کے ساتھ پیار نہ کیا ہوتا میرے پچھتاوے مجھے سکون نہیں لینے دیتے بہت ظالم ہے وہ کسی چیز سے اس کی یاد نہیں بہلتی میں اقراء کو کبھی بھی بھول نہیں سکتا میں جب بھی اسے سوچتا ہوں تو گزرے ہوئے لمحے کسی خواب کی طرح سرسرانے لگتے ہیں میں اسے بھول پاتا ہی نہیں وہ مجھے جینے نہیں دیتی اس سے کہو مجھے جینے دے میں کھل کر سانس لینا چاہتا ہوں میں زندگی کو محسوس کرنا چاہتا ہوں اور جب بھی میں ایسی کوئی کوشش کرتا ہوں تو وہ میری ہر کوشش کو ناکام بنا دیتی ہے مجھے پتہ ہے اس کی یادیں ساری عمر مجھے پریشان کیے رکھیں گی کیا چیز ہے محبت! انسان کو انسان نہیں رہنے دیتی وجود کو بے معنی کر دیتی ہے مجھے لگتا ہے کہ میں برسوں سے کسی گرداب میں ہوں ایک سفر لاحاصل ہے جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا مجھے اب بھی اقراء سے بہت پیار ہے میں اب بھی اقراء کو بہت زیادہ یاد کرتا ہوں اقراء آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا میں نے آپ کا بہت زیادہ انتظار کیا ہے مگر آپ تو مجھے بھول گئی ہو اور جس دن سے آپ نے بولنا چھوڑا ہے اس دن سے میری زندگی کا ایک لمحہ بھی سکون سے نہیں گزرا میں تو آپ پر بے حد یقین رکھتا تھا اور آپ کی ہر بات مانتا تھا مگر آپ نے مجھے رونے کے سوا اور کچھ نہیں دیا میں تو یہ سوچتا تھا کہ اقراء مجھے زندگی بھر نہیں چھوڑے گی مگر اقراء آپ نے اتنا بڑا درد اتنی چھوٹی سی عمر میں دیا جس نے میری زندگی برباد کر دی اور میری زندگی کا چین اور سکون چھین لیا اقراء آپ میرے جسم اور روح کا حصہ بن چکی ہو وہ دن کتنے خوشگوار تھے جب ہم دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے۔

وہ خواب تھا بکھر گیا خیال تھا ملا نہیں
مگر دل کو کیا ہوا یہ کیوں بجھا پتہ نہیں
ہر ایک دن اداس دن تمام شب اداسیاں
کسی سے کیا بچھڑ گئے کہ جیسے کچھ بچا نہیں

اقراء آپ کے سب وعدے تو جھوٹے ہی تھے آپ تو کہتی تھیں کہ میرا وعدہ ہے کہ میری شادی آپ کے ساتھ ہو گی ورنہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی اقراء آپ تو مجھ سے اتنا پیار کرتی تھی کہ آپ کہتی تھی کہ وقاص میرے بھائی کو زہر دے دو یہ ہمارے پیار میں رکاوٹ ہے اقراء آپ تو کہتی تھی کہ میری امی نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ میری شادی آپ کے ساتھ ہی کرائے گی اب مجھے آپکے وعدے یاد آتے ہیں اقراء آپ کے انتظار میں سات سال گزر گئے ہیں لیکن میرا انتظار بدلا نہیں ہے میری خواہش بدلی نہیں ہے اقراء آپ نے شاید میری محبت کو بھلا دیا ہو مگر میں تمام عمر آپ کی محبت کو نہیں بھلا سکوں گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہمیں کہیں نہ کہیں تو بچھڑ ہی جانا تھا
یہ حادثہ بھی میری زندگی میں آنا تھا
وہ ایک شخص مجھے ساری عمر ترسے گا
نصیب اس کے کہ اس نے مجھے گنوانا تھا

قارئین یہ تھی میرے دوست وقاص کی کہانی جو آج بھی اقراء سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے دنیا میں ابھی سچا پیار زندہ ہے مگر لوگ سچے پیار کی قدر نہیں کرتے اقراء جی اگر یہ کہانی آپ کی نظروں سے گزرے تو پلیز خدا کیلئے وقاص سے ضرور رابطہ کرو قارئین مجھے امید ہے کہ آپ کو یہ کہانی ضرور پسند آئی ہوگی مجھے آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

یاد

زخم تنہائی میں، خوشبوئے حنا کس کی تھی
سایہ دیوار پر میرا تھا صدا کس کی تھی
اس کی رفتار سے لپٹی رہی آنکھیں میری
اس نے موڑ کر بھی نہ دیکھا کہ وفا کس کی تھی
آنسوؤں سے ہی بھر گیا دامن میرا
ہاتھ تو میں نے اٹھائے تھے دعا کس کی تھی
میری آنکھوں کی زبان کوئی سمجھتا کیسے
زندگی اتنی دکھی میرے سوا کس کی تھی
آگ سے دوستی اس کی تھی جلا گھر میرا ابرار
دی گئی کس کو سزا اور خطا کس کی تھی
(عبدالوحید ابرار بلوچ، آواران بلوچستان)

شعر

میں نے اس سے بس اتنا ہی پوچھا تھا کہ، اک
پل میں کسی کی جان کیسے نکل جاتی ہے، اس
نے چلتے چلتے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھوڑ لیا
(عبدالوحید ابرار بلوچ، آوارن بلوچستان)

غزل

دل ڈھونڈ رہا ہے اس کو جو پاس نہیں ہے
ملنے کی اس برس بھی کوئی آس نہیں ہے
اک بوند کو ترسا ہوں میں اپنی زمین پر
اب بیچ سمندر میں مجھے پیاس نہیں ہے
پھر کس لیے سمجھوتۂ محبت کروں میں
جب کسی کو میری شدتِ محبت کا احساس نہیں ہے
میرے بارے میں اس کو یہ کہتے تو سنا ہو گا
اچھا تو بہت ہے مگر خاص نہیں ہے
دل توڑنے والے نے یہ محسوس کیا تھا
نازک تو بہت ہے مگر حساس نہیں ہے
(عبدالوحید ابرار بلوچ، آواران بلوچستان)

غزل

دریائے عشق میں کنارے نہیں ملتے
درد کے ماروں کو سہارے نہیں ملتے
دشمن ہی ملتے ہیں مجھے ہر موڑ پر
راہ محبت میں مجھے پیارے نہیں ملتے
دل ان بے وفاؤں سے مل جاتا ہے
جن سے مقدر کے ستارے نہیں ملتے
(اے ڈی ناز، ساہیوال)

غزل

بھلا کر تم جو سکون پاؤ گے مجھ کو تو بھلا دو
میرے بعد تم جو خوش رہ پاؤ گے مجھ کو تو بھلا دو
میری طرح ٹوٹ کے تم کو جو چاہے کوئی
اسے تم جو خوشیاں دے پاؤ گے مجھ کو تو بھلا دو
میری دعائیں ہوں گی تیرے لیے تا قیامت
میرے جانے کے بعد تم جو نہ خوش رہ پاؤ گے مجھے تو بھلا دو
مجھے بنایا ہے تیرے لیے اس خدا نے
تم جو نہ میرے ہو پاؤ گے مجھ کو تو بھلا دو
میری ہر سانس پہ لکھا ہے نام تیرا اے چاند
میری سانسوں کو اپنا نہ پاؤ گے مجھ کو تو بھلا دو
(انعم نذیر، وہاڑی)

غزل

دھوکہ

☑......تحریر: آمنہ، راولپنڈی

آج کل کے زمانے میں پیار کم اور دھوکہ زیادہ ہے اگر میری اس کہانی سے ایک لڑکی بھی راہ راست پہ آگئی تو میں سمجھوں گی میری کہانی لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا لڑکیوں کو چاہیے کہ اپنے والدین کی عزت کا خیال کریں ان کی ایک چھوٹی سی غلطی سے ان کی ساری زندگی برباد ہو سکتی ہے محبت ایک ایسی بری چیز ہے جو کبھی نہیں مٹتی ہمیشہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں۔

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

امید نہ رکھنا کسی سے سچے پیار کی آمنہ بڑے پیار سے دھوکہ دیتے ہیں شدت سے چاہنے والے پیار ومحبت ایک خوبصورت جذبہ ہے لیکن آج کل کے زمانے میں لوگ اس جذبے کو بدنام کر رہے ہیں ٹائم پاس کرنا آج کل کے لڑکے اور لڑکیاں اسی کو محبت کہتے ہیں وہ مذاق میں پیار ومحبت کا کھیل کھیلتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ ان کو اس کھیل سے کسی کی زندگی بھی جا سکتی ہے اور کوئی عمر بھر کے لیے بدنام ہو سکتا ہے ان کے اس مذاق سے کوئی ذلت کی زندگی بھی جی سکتا ہے خدا کے لیے ایسا مت کریں اگر کسی سے پیار کرو تو سچے دل سے کرو ٹائم پاس نہ کرو۔ آج میں جو کہانی لکھ رہی ہوں وہ میری دوست کی ہے آیئے اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام ایمن ہے مجھ سے چھوٹا ایک بھائی ہے میرے ابو بیرون ملک ہوتے ہیں اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے میں امی اور ابو کی بہت ہی لاڈلی بیٹی ہوں یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں میٹرک کی طالبہ تھی ایک دن میں جواب عرض پڑھ رہی تھی میری نظر ایک مختصر اشتہار پر پڑی دوستی کے لیے لکھا گیا تھا میرے ذہن میں خیال آیا کیوں نہ دوستی کر لی جائے ٹائم اچھا گزر جائے گا میں نے ایک لیٹر لکھا اور اس میں اپنا فون نمبر لکھ دیا اور لیٹر پوسٹ کر دیا

اس واقعے کو پانچ دن ہو گئے اور میں اس بات کو بھول گئی شام کو پانچ کا ٹائم تھا میں ٹی وی دیکھ رہی تھی میرے موبائل کی ٹون بجی ایک انجانہ سا نمبر تھا میں نے کال ریسیو کی آگے سے آواز آئی السلام علیکم جی وعلیکم السلام آواز کافی گھبرائی ہوئی تھی آپ ایمن بات کر رہی ہیں جی میں ایمن ہوں آپ کون میں آصف بات کر رہا ہوں آپ نے میرے نام لیٹر لکھا تھا دوستی کے لیے اچھا آپ ہیں آصف کیا حال ہے آپ کا جی میں ٹھیک ہوں میں اپنے دوست کے موبائل سے کال کر رہا ہوں دو دن کے بعد اپنا موبائل لے لوں گا پھر آپ سے رابطہ کروں گا ٹھیک ہے میں آپ کی کال کا ویٹ کروں گی او کے بائے فون بند ہو گیا۔

آصف نے دو دن کے بعد مجھ سے رابطہ کیا ہیلو ایمن کیسی ہیں آپ میں ٹھیک ہوں آپ سناؤ میں بھی ٹھیک ہوں آپ نے اپنا موبائل لے لیا ہے جی لے لیا ہے صرف آپ کی وجہ سے آصف نے کہا ایمن آپ کہہ کر مخاطب نہ کیا کرو تم ٹھیک ہے او کے جیسے تمہاری مرضی میں نے جواب دیا ایمن تم کیا کرتی ہو میں میٹرک کی سٹوڈنٹ ہوں اور بس پڑھائی ہی پڑھائی ہو رہی ہے آج کل اور تم کیا کرتے ہو میں بی اے کا سٹوڈنٹ ہوں ہاں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں تمہیں۔ میرا نام آصف ہے لیکن گھر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں مجھے عدنان کے نام سے پکارا جاتا ہے ٹھیک ہے میں تمہیں عدنان کے نام سے مخاطب کروں گی ہماری اس دن بہت سی باتیں ہوئیں اس نے اپنی فیملی کے بارے میں بتایا اور میں نے بھی سب کچھ سچ سچ بتا دیا پھر ایسا ہونے لگا کہ ہم دونوں ساری ساری رات باتیں کرتے رہتے ٹائم کا احساس ہی نہیں ہوتا رات سے صبح ہو جاتی وقت گزرتا چلا گیا ایک دن عدنان نے مجھے کہا ایمن میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں تم اپنی تصویریں میرے ایڈریس پر بھیج دو میں نے کوئی جواب نہیں دیا ایمن میری بات بری لگی ہے نہیں ایسا کچھ نہیں ہے مجھ پہ اعتبار نہیں ہے کیا تم بالکل پاگلوں جیسی باتیں کرتے ہو اگر اعتبار نہ ہوتا تو بات ہی نہ کرتی تم اپنا ایڈریس SMS کر دو میں تصویریں بھیج دوں گی میں صبح پوسٹ کر دوں گی ایمن مجھے بہت شدت سے انتظار رہے گا تمہاری تصویروں کا اتنی بے چینی اچھی نہیں ہے عدنان کیا کروں پتہ نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے ایمن میں سوچتا ہوں جب تمہاری آواز اتنی خوبصورت ہے تم کتنی خوبصورت ہو گی اگر میں خوبصورت نہ ہوئی کیا تم مجھ سے دوستی ختم کر دو گے نہیں ایمن ایسا ہو نہیں سکتا میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں رات کو بات ہو گی او کے بائے۔

رات کو جب عدنان کی کال آئی تو میں نے کہا عدنان کچھ دن میری اور تمہاری بات نہیں ہو گی کیوں؟ اُس نے پریشانی سے کہا کیوں کہ ایک ہفتے کے بعد میرا پیپر ہے اور تیاری کچھ بھی نہیں ہے کیا تم ایسا چاہو گے کہ میں فیل ہو جاؤں ایمن میں ایسا تو نہیں چاہتا لیکن میں اتنے دن کیسے رہوں گا جب تک تم سے بات نہ کروں مجھے سکون نہیں ملتا حال تو میرا ابھی بالکل ویسا ہی ہے جیسا تمہارا ہے پیار بھری بہت سی باتیں ہوئیں اور پھر فون بند ہو گیا میں نے اپنی تصویریں عدنان کو پوسٹ کر دیں میں نے عدنان کو SMS لکھا ڈیئر میں نے تصویریں پوسٹ کر دی ہیں جب مل جائیں SMS کر دینا میں نے SMS عدنان کو Send کر دیا اس نے ری پلائی کیا شکریہ جب تصویریں مجھے مل جائیں گی میں تمہیں بتا دوں گا دن دو کا ٹائم تھا جب عدنان کی کال آئی ایمن کیسی ہو ٹھیک ہوں کیا کر رہی ہو۔ پیپر کی تیاری ہو رہی ہے کیا بات ہے بہت خوش لگ رہے ہو مجھے تمہاری تصویریں مل گئی ہیں تم بہت خوبصورت ہو میری سوچ سے بھی زیادہ خوبصورت بس کرو اتنی تعریفیں اچھی نہیں ہوتیں میں آج تمہیں اپنے دل کی بات کہنا چاہتا ہوں ہاں بولو آئی لو یو ایمن۔

کتنا آسان ہے کسی کو اپنا کہنا
جب تقدیر فیصلے سنائی ہے تو رویا بھی نہیں جاتا

دیکھو عدنان کہہ دینا بہت آسان ہوتا ہے لیکن اس رشتے کو نبھانا بہت مشکل ہے میں وعدہ کرتا ہوں میں تمہارا ساتھ ہمیشہ دوں گا تم اپنے دل سے پوچھو کہ یہ عدنان کو چاہتا ہے کہ نہیں میں تمہارے جواب کا انتظار کر رہا ہوں۔

بولو ایمن میں بھی تم سے بہت پیار کرتی ہوں دوستی کا رشتہ پیار میں کب بدلا پتہ ہی نہیں چلا مجھے پیار کی راہوں میں کبھی چھوڑ مت دینا ایمن صرف تمہاری ہے جان میں ہمیشہ تمہارا ساتھ دوں گا میں وعدہ کر چکا ہوں میں اپنی تصویریں تمہیں بھیج دوں گا جانو تم ایڈریس اپنے گھر کا SMS کر دینا ٹھیک ہے میں ایڈریس SMS کر دوں گا جانو اب میری اور تمہاری اس دن بات ہو جب تمہارے پیپر ختم ہو جائیں گے۔

میں جانتا ہوں ایسا کرنا بہت مشکل ہے لیکن مجبوری ہے میں چاہتا ہوں میری ایمن کے بہت اچھے مارکس آئیں انشاء اللہ میں نے جواب دیا۔ اپنا خیال رکھنا بات پھر ہو گی تم اپنی ساری توجہ پڑھائی پر دو بائے۔

میں نے عدنان کو ایڈریس SMS کر دیا دو دن کے بعد مجھے عدنان کی تصویریں مل گئیں عدنان مجھے بہت پسند آیا جب میں نے عدنان کا نمبر ڈائل کیا تو وہ بند تھا میں اسے بتانا چاہتی تھی کہ مجھے تمہاری تصویریں مل گئی ہیں اُس نے نمبر کیوں آف کیا میں سمجھ گئی تھی اسے میری عادت کا پتہ تھا میں بار بار کال کروں گی اور وہ چاہتا تھا کہ میں اپنی ساری توجہ پڑھائی پر دوں آخر وہ دن بھی آ گیا جب میں آخری پیپر دے کر گھر آئی میں نے جیسے ہی عدنان کو کال کی اُس نے فوراً ریسیو کی اور کہا جانو میں تمہارا ہی انتظار کر

رہا تھا تمہارے پیپے کیسے ہوئے ہیں سارے پیپر بہت اچھے ہوئے تمہارا نمبر کیوں آف تھا جانو میں نے نمبر اس لیے آف کیا تھا جب تمہارا SMS آئے گا میں نہیں رہ سکوں گا بہت مشکل سے وقت گزارہ ہے تمہیں بہت مس کیا جان میں بھی تمہیں بہت مس کرتی تھی مجھے تمہاری تصویریں مل گئی تھیں تم بہت اچھے ہو لیکن تم سے زیادہ نہیں جانو۔ ایمن میں تم سے ملنا چاہتا ہوں کیا ایسا ہوسکتا ہے عدنان میرا گھر سے نکلنا بہت مشکل ہے ایمن تم میرے لیے اتنا بھی نہیں کرسکتی کوئی نہ کوئی بہانہ کر لینا اچھا اس بارے میں سوچتی ہوں رات کو بتاؤں گی ٹھیک ہے ابھی میں کچھ کھالوں بہت بھوک لگ رہی ہے ٹھیک ہے رات کو بات ہوگی اپنا خیال رکھنا جانو تم بھی اپنا خیال رکھنا عدنان اوکے بائے۔

محبت میں نہیں ہے شرط ملنے یا بچھڑنے کی
یہ ان خود غرض لفظوں سے بہت آگے کی دنیا ہے

رات کو عدنان کی کال آئی تو میں نے کہا ٹھیک ہے میں آجاؤں گی بولو تم کب آرہے ہو جان سچ وہ خوشی سے بولا ہاں سچ میں نے جواب دیا میں کل آجاؤں گا اور اپنے دوست کے پاس رہ لوں گا اور تم دس بجے میرے پاس آجانا میں آجاؤں گی میں نے جواب دیا اس طرح پیار بھری باتیں ہوتی رہیں پھر فون بند ہوگیا۔

عدنان کا رات کو مجھے SMS ملا جان میں راولپنڈی آگیا ہوں تمہارے شہر تم کل دس بجے آجانا میں نے ری پلائی کیا میں آجاؤں گی جان میں نے رات کو آمنہ کو کال کی اور اسے ساری بات بتائی اور کہا پلیز میری مدد کرو ایمن میں کیا کرسکتی ہوں تمہارے لیے تم میری امی سے بات کرنا اور کہنا ہم دونوں شاپنگ کے لیے جائیں گی اچھا میں تمہاری امی سے بات کرلوں گی سوچ لو ایمن کہیں کچھ غلط نہ ہوجائے کچھ نہیں ہوگا اوکے میں صبح تمہاری امی سے بات کرلوں گی اوکے اللہ حافظ۔

ہم دونوں ملیں گے کتنا حسین وہ پل ہوگا اس طرح کی باتیں سوچتے سوچتے میری رات گزر گئی میں ایک پل کے لیے بھی نہ سوسکی میں صبح اٹھی ناشتے کے بعد آمنہ کو کال کی اور کہا امی سے بات کروں امی آمنہ آپ سے بات کرنا چاہتی ہے کوئی کام ہے اُسے اس طرح آمنہ کی مدد سے مجھے اجازت مل گئی گھر سے باہر نکلنے کی اگر میں سکول جاتی ہوتی میرے لیے مسئلہ نہ تھا لیکن اب پیپرز ختم ہوچکے تھے آمنہ کی مدد سے میرا مسئلہ حل ہوگیا خیر میں دس بجے عدنان کے پاس پہنچ گئی عدنان بہت خوبصورت لگ رہا تھا ہم نے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے میں شام کو واپس گھر آگئی عدنان سے ملنے کے بعد میں بہت خوش تھی اس طرح دن گزرتے چلے گئے اور میرا میٹرک کا رزلٹ آگیا میں نے بہت اچھے نمبروں سے میٹرک پاس کیا میں نے عدنان کو کال کر کے بتایا میرا بہت اچھا رزلٹ آیا ہے اُس نے مجھے مبارکباد دی آگے میں نے کالج میں داخلہ لے لیا اس طرح میری اور عدنان کی ملاقاتیں ہوتی رہیں میری بربادی کے دن اب شروع ہوگئے تھے شام کو عدنان کی کال آئی اُس نے کہا ایمن میں تمہارے شہر آیا ہوں ہوں۔ اس طرح اچانک خیر تو ہے راولپنڈی میرا دوست رہتا ہے میں نے تمہیں اس کے بارے میں بتایا بھی تھا اس کی شادی ہے آج رات مہندی ہے ایمن کیا ہم دونوں مل سکتے ہیں آج رات کو میں تمہارے گھر آجاؤں عدنان گھر پہ ٹھیک نہیں ہے کچھ نہیں ہوگا تم ایسے ہی ڈر رہی ہو میں رات کو بارہ بجے آؤں گا اوکے پھر بات ہوگی لیکن میری بات تو سنو عدنان نے کہا میں نے کچھ نہیں سننا یہ کہہ کر اس نے فون بند کردیا میرا دل بہت گھبرا رہا تھا اور ڈر بھی بہت لگ رہا تھا بارہ بجے عدنان میرے روم میں آگیا جب وہ میرے روم میں داخل ہوا اسے کسی نے دیکھ لیا اس کو میرے پاس آئے ہوئے پندرہ منٹ ہی گزرے ہوں گے دروازے پہ زور زور سے دستک ہوئی ہم دونوں گھبرا گئے عدنان اب کیا ہوگا میں نے گلی کی کھڑکی کھولی باہر بھی لوگ تھے میں اور گھبرا گئی میں نے جیسے ہی دروازہ کھولا امی کمرے میں داخل ہوئیں اور مجھے زور سے تھپڑ مارنے لگی اور کہا بے غیرت تو نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا عدنان کو بھی مارا گیا میری اتنی بدنامی ہوئی کہ میرے والدین اور میرے بھائی کا گھر سے نکلنا مشکل ہوگیا صرف میری وجہ

سے اور مجھے جو طعنے ملے وہ تو برداشت سے باہر تھے اتنے زیادہ طعنے دیئے جاتے امی نے مجھے بہت مارا اور کہا اب اُس کو کال کرو جس کی وجہ سے تم نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا اب اسے بولو وہ تمہیں لے جائے اچھا ہی ہوتا تم پیدا ہوتے ہی مرجاتی آج ذلت تو نہ اٹھانی پڑتی جب میں نے عدنان کو کال کی اس کا موبائل ہی آف تھا میں روز ہی نمبر ڈائل کرتی لیکن وہ آف ہی ملتا پندرہ دنوں کے بعد میرا اس سے رابطہ ہوا میں نے کال کی تو عدنان سے کہا پلیز آجاؤ اور مجھے لے جاؤ میں طعنے سن سن کر مرجاؤں گی آپ کون بات کررہی ہیں سوری میڈم آپ نے غلط نمبر ڈائل کیا ہے یہ کہہ کر اس نے فون بند کردیا میں بہت روئی جس کی وجہ سے بے عزت ہوئی آج وہ ایمن تجھے پہچاننے سے انکار کررہا ہے میں نے پھر اسے کال کی اور اُس کو واسطے دیئے پلیز میرے ساتھ ایسا مت کرو اس نے ایک ہی بات کی میں آپ کو نہیں جانتا اس نے فون بند کردیا جب انسان پہ مشکل وقت آتا ہے تو تب پتہ چلتا ہے کون اپنا ہے اور کون غیر مشکل وقت میں اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا طعنے سننے کے لیے ایمن تمہیں جینا نہیں چاہیے مرجانا چاہیے جس انسان کی وجہ سے تم نے اتنی ذلت اٹھائی اس نے ہی مشکل میں تمہیں چھوڑ دیا میں نے بہت زیادہ مقدار میں نیند کی گولیاں کھالیں لیکن میری بدقسمتی میں بچ گئی اس واقعے کے بعد کوئی مجھے کچھ نہ کہتا اور میری زندگی ایک کمرے تک محدود رہ گئی میں نے پڑھائی چھوڑ دی اس کے لیے سب کچھ کیا لیکن اس نے مجھے چھوڑ دیا صرف اس کی وجہ سے میرا مستقبل تباہ ہوگیا۔

مانا کہ جدائی کا زخم ہے بہت گہرا لیکن
لگاؤ بھی تو ہمیں اُن سے انتہا کا تھا

جب اس بات کو دو ماہ گزر گئے ایک دن میرے موبائل پہ کال آئی نمبر انجانہ سا تھا السلام علیکم جی وعلیکم السلام میں آصف بات کررہا ہوں میری ایمن سے بات ہوسکتی ہے جی ایمن بات کررہی ہوں فرمایئے ایمن میں وہی آصف ہوں جسے آپ نے لیٹر لکھا تھا لیکن وہ لیٹر عدنان نے رسیو کیا تھا ہم گھر چھوڑ کر لاہور چلے گئے تھے آپ نے میرے ایڈریس پہ خط لکھا عدنان آصف بن گیا ایمن وہ میرا کزن ہے وہ ہر کسی کے ساتھ دھوکہ ہی کرتا ہے ایسا کرنا اس کی عادت ہے اس کا دوست فیصل ہے اس نے مجھے سب کچھ آپ کے بارے میں بتایا ہے آپ کا کیا رشتہ ہے اس کے ساتھ میں کزن ہوں اس کا ایمن میری وجہ سے آپ کی زندگی چھوڑیے آص غلطی اس کی نہیں میری ہے جو میں اعتبار کرتی رہی وہ میری چاہت کو مذاق سمجھتا رہا اس نے مجھے دھوکہ دیا میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی میں نے فون بند کردیا میں نے عدنان کو SMS لکھا مجھے آصف کے ذریعے سب کچھ پتہ چل گیا تم نے رشتے کی بنیاد جھوٹ پہ رکھی تم ایک جھوٹے انسان ہو میں نے SMS اس کے نمبر پہ Send کردیا اس نے ری پلائی کیا میں مانتا ہوں میں نے غلط طریقے سے تم سے دوستی کی تم سے جھوٹ بولے لیکن ایک سچ ہے اور یہ کہ میں صرف تم سے پیار کرتا ہوں میں نے SMS لکھا یہ کیسا پیار تھا جب میں مشکل میں تھی تم نے مجھے چھوڑ دیا میں نے SMS Send کردیا ایمن مجھے بھول جاؤ میں نے SMS کیا عدنان میری کال رسیو کرنا میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں اس نے ری پلائی کیا اوکے میں نے اس سے کال کی اور کہا عدنان تم نے کتنی آسانی سے کہہ دیا مجھے بھول جاؤ ایمن میں مجبور ہوں تمہاری مجبوریاں اس ٹائم کہاں تھیں جب تم نے مجھ سے پیار کے وعدے کیے تھے بولو ایمن میری ہاں سے میرے گھر والے بہت خوش ہیں میرے گھر والے مجھ پہ کتنا اعتبار کرتے تھے تمہاری وجہ سے سب ختم ہوگیا میں مانتا ہوں میری وجہ سے تمہاری زندگی خراب ہوئی ہے میں مجبور ہوں میں نے غصے میں کہا تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے اگر تم مجھے دل سے پیار کرتے ہوتے میرے لیے بہت کچھ کرسکتے تھے میں نیروتے ہوئے فون بند کردیا آج میں ٹوٹ گئی میرے ساتھ دھوکہ ہوا میں نے موبائل استعمال کرنا چھوڑ دیا آمنہ میں ایک ایسے انسان سے پیار کرتی رہی جس نے مجھے کبھی چاہا ہی نہیں دھوکہ دیتا رہا وہ مجھے آمنہ تم ہی بتاؤ ایک بدنام لڑکی سے کون شادی کرے گا وہ یہ کہہ کر رو پڑی مجھے اپنی دوست

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی یہ حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوتا ہے اس نے خلوص دس سے اسے چاہا تھا اسے کیا ملا وہ دل سے وفا کرتی رہی آخر کیا ہوا وہ تنہا رہ گئی آخر میں ایک ہی بات میں لڑکوں سے کہنا چاہتی ہوں اگر آپ کسی لڑکی کو پیار کرتے ہو اس رشتے کو نبھاؤ آدھے راستے میں اس کا ساتھ نہ چھوڑو پتہ نہیں کتنی ایمن ہوں گی جن کی زندگیاں اس طرح برباد ہوئی ہوں گی۔

آج کل کے زمانے میں پیار کم اور دھوکہ زیادہ ہے اگر میری اس کہانی سے ایک لڑکی بھی راہ راست پہ آگئی تو میں سمجھوں گی میری کہانی لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا لڑکیوں کو چاہیے کہ اپنے والدین کی عزت کا خیال کریں ان کی ایک چھوٹی سی غلطی سے ان کی ساری زندگی برباد ہو سکتی ہے محبت ایک ایسی بری چیز ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتی ہمیشہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں قارئین میری کہانی کیسی نکلی آپ کو اپنی آراء سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔

اخلاق

اخلاق انسان کو انسانیت کی معراج تک لے جاتا ہے۔
قیامت کے دن خوش اخلاقی سب سے وزنی ہو گی۔
خوش اخلاقی پر کچھ خرچ نہیں ہوتا لیکن یہ آپ کا وقار بڑھا دیتی ہے۔
اخلاق کی دولت حاصل کرنے والا کبھی مفلس نہیں ہوتا۔
ایک آدمی اپنے اخلاق سے وہی درجہ حاصل کر سکتا ہے جو ایک عابد پوری رات عبادت سے حاصل کر سکتا ہے۔
اخلاق جسمانی حسن کی کمی پوری کر دیتا ہے۔
جس شخص کا علم دنیا میں اس کے اخلاق کی اصلاح نہیں کرتا۔ وہ آخرت میں بھی سعادت حاصل نہیں کر سکتا۔
اخلاق وہ تلوار ہے جس سے بدترین دشمن بھی زیر ہو سکتا ہے۔
اپنے اخلاق کو سنوارو کیونکہ دوست اخلاق سے بنتے ہیں۔
کسی کی بد اخلاقی سے دل برداشتہ ہو کر اپنے اخلاق کو نہیں گرانا چاہئے کیونکہ یہ بزدلی اور کم ظرفی کی علامت ہے۔
کسی کے اخلاق پر اس وقت تک اعتماد نہ کرو جب تک اسے غصے کی حالت میں نہ دیکھ لو۔

کاشف علی جھمٹ۔ دانا آباد

دوست کی تلاش

میرے دوستو! آداب...... میں ایک عرصے سے مختلف میگزین میں سندیسے دے رہا ہوں کیونکہ میں اپنی دوست کی تلاش میں ہوں۔ شاید میری محنت رنگ لائے اور ایک دن میری دوست مجھے مل جائے۔ میری دوست یاسمین اختر (یمی) زیرو پوائنٹ اسلام آباد والی نجانے کہاں کھو گئی ہیں آج جب میں تمہاری ضرورت بہت زیادہ محسوس کر رہا ہوں تو تم نجانے کہاں ہو......؟

یمی! دیکھو میں آج بھی تمہارا منتظر ہوں۔ اب تو دنیا والے بھی میرے سندیسے دیکھ کر باتیں بنانے لگے ہیں پلیز مجھ سے رابطہ کریں۔

(ایس امتیاز احمد۔ کراچی)

اچھی اچھی باتیں

تم خود نیکی کرو مگر دشمن سے نیکی کی امید نہ رکھو۔
دوسروں کو اکثر معاف کر دیا کرو مگر خود کو نہیں۔
دوست ہزار بھی کم ہو یں اور دشمن ایک بھی زیادہ۔
گناہ کسی نہ کسی طرح دل کو بے چین رکھتا ہے۔
کافر ہمسائے کا حق بھی تم پر ہے۔
دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔

احمد رضا۔ منڈی بہاؤالدین

اہم معلومات

پاکستان آرمی کے تین شعبے ہیں۔
تمام افواج کا سربراہ چیف آف سٹاف ہوتا ہے۔
دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام پاکستان میں ہے۔
منگلہ ڈیم کی بلند 387 فٹ ہے۔
مسجدوں کا شہر ڈھاکہ ہے۔
آسٹریلیا میں کوئی گلہری نہیں پائی جاتی۔

احمد رضا۔ منڈی بہاؤالدین

وہ مجبور تھا شاید

.....قیصر فاروق۔ فیصل آباد

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں۔

آخر کچھ تو مجبوریاں رہی ہوں گی
یونہی تو کوئی بے وفا نہیں ہوتا

دوستو! یہ کہانی میری اس نازک اور بے بس موڑ کی داستاں ہے، وہ میری زندگی تھی۔ دوستو! میں یہ نہیں کہتا کہ زندگی میں پیار نہیں کرنا چاہئے، پیار تو ہوتا ہے۔ وہ پیار زندگی میں یا خوشیاں ہی خوشیاں لاتا ہے یا تو غموں نفرتوں کے گہرے دلدل میں پھینک دیتا ہے۔ میری زندگی میں پیار ہی میری محبت تھی اور مجھے اس سے کوئی شکوہ، شکایت نہیں اور میں نے اس شخص کا نام زندگی رکھا تھا۔ جس سے میرے دل کو چاہت تھی اور اس کے علاوہ میں اپنی زندگی میں کسی دوسرے انسان کو لانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس نے اگر ایک بار میری دل داستان پڑھ لی تو میرے لکھنے کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ میں بھی انسان ہوں مجھے بھی محبت کرنے اور خوش رہنے کا حق ہے۔ میری زندگی میں وہ لمحہ بہت خوبصورت اور حسین تھا جب میرے والد اور والدہ نے اس کو دیکھا اور اس کو میرے لئے پسند کیا۔ میرے گھر والوں کو بھی وہ بہت اچھی لگی خاص طور پر میرے والد کو۔ میرے والد نے میری والدہ سے مشورہ کیا اور ہماری منگنی کے بارے میں کہا۔ میں تو گھر میں سب سے چھوٹا تھا، میں کیا کہہ سکتا تھا۔ میرے بڑے بھائی نے اپنے پیسوں سے ایک انگوٹھی بنوائی جو منگنی میں ہماری طرف سے اس لڑکی کو پہنانی تھی۔ مجھے بھی بڑی بے صبری سے اس دن کا انتظار تھا کہ جب ہماری منگنی ہو اور اس کی میں تصویر تو دیکھوں میں نے ابھی اس کو دیکھا ہی نہیں تھا کہ اس کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی تھی۔ صرف گھر والوں کی باتیں میرے دل میں گھر کر رہی تھیں کہ وہ ایسی ہے، کتنی گم صم، ماں کی لاڈلی اور بھائیوں کے دل کا چین۔ جیسے ہی وہ دن قریب آیا تب میرے والد کی طبیعت خراب ہو گئی سب گھر والوں نے کہا کہ ابھی ہم منگنی رہنے دیتے ہیں جب آپ ٹھیک ہو جاؤ گے تب چلے جائیں گے لیکن میرے والد نے کہا کہ نہیں میں نہیں روک سکتا منگنی سے اور وہ بھی اس کی جو میرے جگر کا ٹوٹا ہے۔ اس کے لئے تو میں دنیا کی ساری خوشیاں لاؤں گا چاہے ان خوشیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو چھتے چھتے میری زندگی کی شام ہی کیوں نہ ہو جائے۔ میرے والد محترم اٹھے اور میری والدہ کے ساتھ منگنی کے لئے چل دیئے۔ تمام گھر والوں نے ان کو روکا اور کہا کہ آپ رہنے دیں ہم سب چلے جاتے ہیں، آپ گھر میں آرام کریں مگر میرے والد نے کہا نہیں میں اپنے بیٹے کی خوشیوں میں کیوں نہ شرکت کروں۔ جیسے ہی ہم ان کے گھر پہنچے ان کے گھر والوں میں تو جیسے شادی کا اہتمام تھا۔ ہر طرف لائٹنگ ہی لائٹنگ اتنا اچھا انتظام ہماری سوچ سے بھی زیادہ تھا۔ جیسے ہی منگنی کی رسومات شروع ہونے کو آئیں میرا دل گھبرانے لگا۔ سب خیریت سے ہو میرے والد کو کچھ نہ ہو ان کی صحت ٹھیک رہے اور جیسے ہی میں نے ان کے ایک کمرے کی طرف دیکھا تو شاید کوئی حور یا شاید حور بھی اس کے سامنے کچھ نہ ہو۔ اتنی خوبصورت اور اتنی دلکش، وہ تو چاند کو بھی مات دے گئی۔ زندگی میں میں نے ایسا روپ کبھی دیکھا نہ تھا۔ سچ کہوں کہ میں تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ میں بہت ہی نروس تھا ان کے سب گھر والے مجھے چھیڑنے لگے اور میں ایسے تھا کہ مجھ سا شاید دنیا میں کوئی شریف ہی نہ ہو۔ میری نظر تو بس اس پر ہی ٹکی ہوئی تھی کہ شاید یہ میری زندگی کا سب سے حسین دن ہو۔ ان کے گھر والوں نے اس کو میرے ساتھ بٹھا دیا اور انگوٹھی کی رسم شروع کرنے لگے۔ پہلے ہمارے گھر والوں نے انگوٹھی پہنانے کا کہا تو وہ گھر والے کہنے لگے کہ ہم پہلے پہنائیں گے ہمارے گھر والے کہنے لگے نہیں ہم اور میں بے چارہ بیٹھا دیکھتا رہا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے کہ پہلے کس کو انگوٹھی پہنانی چاہئے تو میرے دل نے ایک دم یہ ہی سوچا نہیں یار پہلے ہم کو پہنانی چاہئے۔ میں نے اک پل میں کہہ ڈالا کہ مجھے، سب ہنسنے لگے۔ اس نے کہا کہ کیوں میں پتہ نہیں لیکن ہاں بس مجھے ہی پہنانی چاہئے تو اس نے کہا جی ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ اس نے انگوٹھی پہننے کے لئے جیسے ہی ہاتھ اٹھایا میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور کچھ اس کی سہیلیاں شور مچا رہی تھیں کہ ارے اس کو ہاتھ نہ دینا ہمارے گھر والے کہہ رہے تھے

کہ جلدی اس کا ہاتھ پکڑو اور انگوٹھی پہنا دو اور وہ بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ مل گئی اور ہاتھ ادھر ادھر گھمانے لگی میں شرمندہ ہونے لگا میرا بھائی کہنے لگا یار جلدی کر انگوٹھی پہنا ورنہ مجھے کہیں غصہ آ گیا تو یہ نہ ہو کہ انگوٹھی اس کو میں ہی پہنا دوں۔ میرے بھائی کی اس بات پر سب ہنسنے لگے اور وہ بھی مسکرائی جیسے ہی وہ مسکرائی مجھے ایسے لگا کہ اللہ نے میرے سامنے ایک مہکتا ہوا آب کوثر کا جام رکھا ہوا کہ جسے میں چھو لوں تو امر ہو جاؤں۔ اس نے کہا چلو اب انگوٹھی پہنا دو میں تمہیں اور نہیں نروس کر سکتی تم تو کچھ بولتے بھی نہیں ہو۔ ایسے لگتا کہ جیسے میری شادی کسی بت سے کرنے لگی ہو جو نہ تو بولتا ہے اور نہ ہی کچھ سنتا ہے بس دیکھ ہی سکتا ہے۔ جیسے ہی اس کی بات ختم ہوئی تو مجھے پہلے سے بھی زیادہ شرم اپنے آپ پر آنے لگی کہ یار اگر کوئی اتنے پیار سے کہے تو یار تو کیوں اس کو اتنا بے قرار کرے۔ میں نے آنکھ جھپکنے سے پہلے اس کو انگوٹھی پہنا دی۔ پھر اس کی باری آئی انگوٹھی پہنانے کی تو اس نے انگوٹھی اٹھائی اور پہنانے کے لئے مجھے ہاتھ اٹھانے کو کہا تو میرے دل کے ساتھ ساتھ میرے ہاتھ بھی میرا ساتھ چھوڑ گئے وہ تو مجھ سے بھی زیادہ نروس تھے۔ میرے ہاتھ کانپنے لگے اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے کہ ساحل کی تیز ہواؤں نے آ کر میرے دل کو چھوا کہ جیسے چاند کی کرنوں نے مجھے اندھیرے سے نکالا۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اک دم انگوٹھی پہناتے ہوئے رک گئی اور اس نے ہونٹوں سے جو آواز نکلی وہ مجھے بہت اچھی لگی اس نے کہا کہ پلیز اپنی آنکھیں تو کھولو ہر انسان کی دل کی ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی کے حسین پل اپنی آنکھوں میں سمائے اور تم اپنی آنکھیں بند کر رہے ہو۔ میں نے اس بات پر اپنی آنکھیں کھولیں اور اس نے مجھے انگوٹھی پہنا دی۔ میرے لئے وہ دن زندگی کا سب سے حسین اور خوشیوں سے بھرا دن تھا۔ وہ بھی اس منگنی سے بہت خوش تھی۔ اس کی خوشی اس کے چہرے سے صاف دکھائی دے رہی تھی۔ میرا تو اس کے پاس سے اٹھنے کو دل ہی نہیں کر رہا تھا لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے گھر والوں نے ایک ہی بات پر زور دیا ہوا تھا کہ ارے اب اس کے قریب سے اٹھ جا اور کھانا کھا لے اور اس کو بھی کھانا کھانے دو۔ پھر اللہ کا شکر تھا کہ میں سب گھر والوں کو بہت اچھا لگا۔ خاص طور پر اس انسان کو جو میرے دل میں بن دیکھے ہی پارا لگتا تھا۔

جب ہم گھر کو واپس آنے لگے تو میں دل میں بہت ہی مایوس ہو گیا۔ میرا دل مجھے کہنے لگا کہ یار کچھ پل تو ٹھہر جاؤ اس گلشن گلاب کو دیکھ لو اس کی تصویر اپنی آنکھوں میں سما لو۔ میرے لئے وہ لمحے بہت ہی اچھے تھے لیکن کیا کرتا میں گھر والوں کے ہاتھوں مجبور تھا وہ کہہ رہے تھے اب چلو ہمیں گھر بھی پہنچنا ہے اور شام کے سائے ہمارے سر کو چھو رہے ہیں میرا بھائی جو میرے دل کی آواز اس وقت سن سکتا تھا اس نے کہا۔ ابے ٹھہرو تو سہی اس کو کسی کی پکچر اپنی آنکھوں میں بسا تو لینے دو اس کی اس بات پر مجھے شرم آئی اور میں نے اپنے دبے ہونٹوں سے کہا چلو چلئے گھر۔ جیسے ہی ہم نے وہاں سے بس پکڑی تو میرا دل کہہ رہا تھا۔ یار کیوں جا رہا ہے واپس اپنی زندگی کو چھوڑ کر۔ پھر میں نے اپنے دل کو سمجھایا کہ ارے پہلے میری آنکھوں میں تو دیکھ وہ میری آنکھوں میں ہے۔ وہ مجھے ساری راہ تڑپاتی رہی اور مسکراتی رہی۔ مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ وہ میرے سامنے ہے اور مجھ سے بات کرنے کے لئے بے قرار ہے۔ ہم سب گھر والے جیسے ہی گھر پہنچے تو میری والدہ نے اپنی خیریت کی خبر دینے کے لئے ان کے گھر فون کیا تو جیسے وہ موبائل کے قریب ہی ہو اور ہمارے فون کا ہی انتظار کر رہی ہو۔ ایک ہی بیل پر اس نے فون کو جیسے ہی اٹھایا تو میرا دل مجھے مجبور کرنے لگا اس سے بات کرنے کو۔ میں نے تو کئی بار بات کرنے کے لئے ہاتھ بھی آگے بڑھایا لیکن گھر والے جو جیسے میرے دشمن تھے۔ انہوں نے مجھے بات کرنے کے لئے موبائل ہی نہیں دیا۔ خیر کچھ دن بیت گئے۔ ایک دن میں کام پر تھا کہ اچانک میرے موبائل پر مس کالیں آنے لگیں لیکن میں نے ان کالوں کا جواب نہیں دیا اور جب میں گھر آیا تو میں نے اپنے بھائی کو ان کالوں کے بارے میں بتایا تو اس نے کہا کہ یار تم نے اس نمبر پر فون کیوں نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ مجھے کیا پتہ یہ نمبر کس کا ہے تو اس نے کہا کہ یہ نمبر تمہاری ہم سفر کا ہے۔ تو اس نے کہا کہ ابھی میرے سامنے اس کو فون کر تو میں نے شرماتے ہوئے کہا نہیں یار ابھی نہیں کیا خبر اب اس کے پاس موبائل ہو یا نہ ہو یا شاید یہ نمبر اس کے بھائی کا ہو۔ تو میرے بھائی نے کہا نہیں یار اس کے بھائی کا نمبر تو یہ نہیں ہے۔ ہاں مجھے یاد آیا یہ نمبر تو اس کی بہن کا ہے۔ میرے بھائی نے مجھ پر ایک تنقید کی کہ تب تک اس کو کال نہ کرنا جب تک وہ تم کو مس کال نہ کرے۔ اسی دن شام کو جب سب پرندے اپنے اپنے گھروں کو واپس جا رہے تھے اور میں مایوس چہرے کو دیکھ کر ایک ہی دعا کر رہے تھے کہ یا رب اس کا بھی مایوس چہرہ روشن کر دے۔ پھر اچانک جیسے ہوا کا جھونکا میرے دل کو چھوا کہ اس کی مس کال آئی تو مجھے بڑی خوشی ہوئی میرا دل کر رہا تھا اس سے بات کرنے کو لیکن اندر ہی اندر یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کون سی بات کروں گا اس سے۔ اس کی مس کال پہ مس کال آ رہی تھی۔ جیسے ہی میں نے بات کرنے کے لئے کال ملائی تو اس کی آواز نے ایک دم مجھے سانسوں کی ٹھنڈک سے نوازا اور اس نے لبوں سے کہا السلام علیکم۔ میں نے جواب میں کہا وعلیکم السلام۔ کہنے کے بعد ہم دونوں کچھ سیکنڈ کے لئے خاموش ہو گئے۔ نہ مجھ میں ہمت تھی کہ میں اس سے کچھ پوچھوں اور نہ ہی وہ اپنے جذبات کہنے کو تیار ہو رہی تھی۔ پھر میں نے اس سے بات کرنے کے لئے ایک فقرہ دہرایا کہ کیا ہم دوست بن سکتے ہیں اور وہ ہونٹوں ہی ہونٹوں میں مسکرائی اور کہا۔ ایسا کیوں کہا آپ نے۔ تو میں نے کہا کہ دوستی ہی پیار کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے تو ہماری باتیں شروع ہونے لگیں۔ کچھ الفاظ وہ پوچھے ان کے جواب میں دوں اور جو سوال میں کروں تو وہ ان کا جواب دینے لگی۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا ہم دونوں ہر روز ایک دوسرے سے باتیں کر سکتے ہیں تو میرے ان الفاظ پر اس نے کہا کہ میرے گھر والے اور رشتے دار اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے

کہ کوئی بھی لڑکی شادی سے پہلے اپنے ہمسفر سے بات کرے میں اسے کر سکتی کہ آپ سے ہفتے میں ایک بار بات کر لیا کروں گی۔ تو میں نے کہا کہ کون سے دن تو اس نے کہا کہ آپ کوئی سا بھی دن مقرر کر لیں تو میں نے اتوار کا کہا تو اس نے کہا کہ آپ شام کو سات بجے کے بعد میرے بھائی کے نمبر پر کال کر لیا کریں۔ یہ نمبر میری بہن کا ہے اور میں اس سے چھپ کر بات کر رہی ہوں کیوں کہ وہ مجھ سے بڑی ہے اور مجھ سے زیادہ سمجھدار بھی۔

خیر میں اس دن کا بے صبری سے انتظار کرنے لگا کہ کب اتوار کا دن آئے اور میری اس انسان سے بات ہو کہ جس سے میں اپنی زندگی کی ہر بات، پریشانی، خوشیاں اور آنے والے حالات کی ڈسکس کر سکوں۔ جیسے ہی وہ دن آیا کہ جس کا مجھے انتظار تھا اس دن کے آنے کا جو دل میں ارمان تھا وہ اور بھی بڑھ گیا کہ یہ صبح جو سورج کی کرنوں سے شروع ہوئی تھی وہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ یہ جو ہمارے بیچ چند گھنٹوں کا فاصلہ تھا وہ اچانک منٹوں کی صورت اختیار کرنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سورج اپنے اختتام کو پہنچا اور مغرب کی اذان ہونے لگی تو میں نے سوچا کہ اب کیا خبر وہ کہاں ہے میں ادھر مر رہا ہوں اس سے بات کرنے کے لئے اور وہ نہ جانے بے خبر کہاں ہے۔ میرے ذہن میں اچانک اک بات آئی میں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ آپ نے کافی دن ہو گئے ہیں ان کے گھر والوں سے بات نہیں کی۔ یہ لیں موبائل اور ان کے گھر والوں سے بات کریں۔ تو میری امی نے کہا کہ اس کے بھائی کا نمبر ملا کر دو تو میں نے اس کے بھائی کا نمبر ملا دیا میری امی نے سب گھر والوں سے بات کی۔ میں ادھر اس کی آواز سننے کو ترس رہا تھا۔ کیا خبر وہ بھی ایسے ہی حالات سے دوچار ہو۔ میں نے جس کے لئے فون کروایا تھا تو میری والدہ نے کہا کہ تم بھی بات کر لو اس لڑکی سے جس کے لئے تم نے مجھے کہا تھا کہ ان کے گھر فون کر لوں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ مائیں دل کا بھید جانتی ہیں۔ پھر میں نے فون پکڑا باہر چلا گیا کیونکہ میں دل کا اظہار کچھ لفظوں کے ذریعے بیان کرتا تھا۔ جو شاید میں اپنے گھر والوں کے سامنے نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ میرے گھر کب آؤ گے تو اس نے کہا کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ آؤں گی۔ تو اس فقرے کے بعد میں نے کہا کہ کب تو اس نے کہا کہ تین ماہ بعد۔ میں نے کہا کہ کیوں اتنا انتظار کیوں تو اس نے کہا کہ میرے بھائی نے کہا تھا کہ ہم تین ماہ بعد قیصر کے گھر جائیں گے۔ تو میں نے اس سے کچھ اور باتیں کیں کچھ دل کی سنائی اور کچھ سنی اور ایسے ہی کچھ دن گزرتے رہے اور ہماری باتیں ہوتی رہیں میں نے ہر بار اس سے ایک ہی سوال لازمی پوچھا کہ کیا تم اس رشتے سے خوش ہو تو ہر بار اس کا مسکرا کر ایک ہی جواب ہوتا کہ سچ میں جناب میں بہت ہی خوش ہوں اس رشتے سے۔ میں ایک بار اس سے سوال کیا کہ کیا تم میری ہو تو وہ اچانک کچھ پل خاموش رہتی اور کوئی اور بات کرنے لگتی۔ ایسے ہی کچھ دن بعد میں نے پھر اس سے یہی بات پوچھی کہ کیا تم میری ہو تو اس نے ایک فقرہ تین بار دہرایا کہ ہاں میں صرف تمہاری ہوں صرف تمہاری۔ اس رات میں خوشی کے مارے سو نہ پایا۔ پھر اس کے آنے سے ایک ہفتہ پہلے میں نے اس کی پسندیدہ ڈش کے بارے میں کہا تو اس نے کہا کہ میں تین چیزیں بہت پسند ہیں بریانی، سموسے اور گول گپے بہت اچھے لگتے ہیں تو میں نے اس سے وعدہ کیا جب آپ آؤ گی تو میں آپ کو یہ چیزیں ضرور کھلاؤں گا۔

وہ تین ماہ کا عرصہ بھی اپنی تکمیل کو پہنچا لیکن وہ انسان نہیں آیا جس کو دیکھنے کی حسرت میرے دل کو بے بس کر رہی تھی۔ پھر میں نے اپنی والدہ کے ذریعے ان کے بھائی کو فون کروایا تو اس کے بھائی نے جواب دیا کہ میں کچھ کام کے سلسلے میں اسلام آباد آیا ہوں۔ تو پھر میں نے اپنی والدہ کو اس کی بہن کا نمبر ڈائل کر کے دیا اور اس سے بات کرنے کو کہا تو اس نے کہا کہ میں نہ آ سکی کیوں کہ میرے بھائی کو کسی کام کے سلسلے میں اسلام آباد جانا پڑا اور مجھے بہت افسوس ہے کہ میں آپ سے کیا ہوا وعدہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پورا نہیں کر سکی۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تم نہیں آ سکتی تو تم اپنا ہی موبائل لے لو یا میں تم کو موبائل بھیج دیتا ہوں جس سے ہم دونوں کو آپس میں بات کرنے میں دشواری نہ ہو۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ میں اپنے گھر والوں سے پوچھ کر بتاؤں گی تو میں نے اس سے کہا کہ میں تمہارے فیصلے کا انتظار کروں گا۔ ایک ہفتہ گزرنے کے بعد میں نے فون کیا تو اس نے کہا کہ میرے گھر والے نہیں مانے کہ میں اپنے پاس موبائل رکھوں تو میں نے اس سے کہا کہ ٹھیک ہے تو یہ میری آخری کال ہے اس کے بعد میں نہ کبھی آپ کو کال کروں گا اور نہ ہی آپ مجھے کس کال کرنا گڈ بائے۔ یہ کہنے کے بات میں نے کال کاٹ دی اور اس کو کچھ کہنے کا موقعہ نہیں دیا۔ مجھے اپنے ان الفاظ پر بہت غصہ آ رہا تھا کہ میں نے اس سے ایسے کیوں بات کی اس کا دل کیوں توڑا۔ مجھے اسی رات نیند نہیں آئی میں ہر پہلو میں یہی سوچ رہا تھا کہ میں نے اس سے ایسے الفاظ کیوں کہے کہ جس کو میں اپنی زندگی مانتا ہوں۔ اس کے جذبات کو کیوں ٹھیس پہنچائی۔ اگلے دن میں نے اس کی بہن کے نمبر پر فون کروایا اور اس سے بات کرنے کے لئے کہا تو میں نے اس سے معافی مانگی تو اس کے ان الفاظ نے میرے دل میں اور زیادہ جگہ بنا لی کہ میں زندگی میں پہلی بار کسی کے لئے روئی ہوں تو میں نے کہا پلیز مجھے معاف کر دو۔ تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔ آپ کیوں نہیں آ جاتے ہمارے گھر۔

کچھ دنوں کے بعد میرے کزن کی شادی تھی۔ ان کے گھر کے قریب تو میں نے گھر والوں سے کہا کہ کوئی جائے یا نہ جائے میں تو ضرور جاؤں گا شادی میں۔ تو میری والدہ نے کہا کہ ٹھیک ہے تم بھی ہمارے ساتھ چلے جانا تو میں نے ساری تیاری شروع کر دی۔ وہ وقت بھی آ گیا کہ ہم روانہ ہو گئے شادی پر۔ جب ہم اس کے شہر پہنچے تو میں نے اس کے لئے گفٹ خریدا اور اس میں دل کی داستان اور دوریوں کے وہ احساسات ایک خط کے ذریعے گفٹ میں ڈال دے۔ میری والدہ نے اپنے ہاتھوں سے اس کو گفٹ دیا۔ مجھ میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ میں اس کو یہ گفٹ کرو۔ شادی پر ہماری ملاقات نہ ہو گی میں تو تڑپ رہا تھا اس کی ایک جھلک کو دیکھنے کو شاید اس کے بعد تاثرات ایسے ہی ہوں۔ بالآخر وہ میرے سامنے آئی اور اس نے مجھ سے آتے ہی ایک جملہ بولا۔ جو میں نے اس خط میں لکھا تھا اس نے کہا کہ آپ نے یہ کیا بات کیوں اس میں لکھی کہ میں آپ کو پسند ہوں کیا مجھے لگتا ہے کہ میں شاید آپ کے قابل نہیں ہوں زندگی میں نے اس کو ساتھ ہی یہ ایک بات کہی کہ میں آپ کو کچھ کہنا چاہتا ہوں اور مجھ میں اس بات کو کہلانے کا حوصلہ نہیں ہے۔ اس نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں سنوں گی آپ کی ہر بات لیکن میرا دل میرا ساتھ دینے سے ڈرتا تھا۔ اچانک میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا میں نے موبائل کے رائیٹ میسج میں جا کر یہ لکھا کہ (کیا تم میری زندگی ہو) اور اس کے نام کے سپیلنگ پوچھے حالانکہ مجھے اس کے نام کے سپیلنگ آتے تھے۔ میں نے اس کا نام لکھا اور اس کے سامنے کر دیا اور کہا کہ اس کو پڑھوں تو اس نے موبائل پکڑا اور یوں ہی اس نے میرا لکھا ہوا جملہ پڑا تو اس نے اپنے ہونٹوں کو جیسے تالا لگا لیا اور میری طرف ترسی نگاہوں سے دیکھتی رہی اور میں تو اس سے آنکھ بھی نہیں ملا رہا تھا اور وہ کہ جیسے مٹی کا پتلا بن گئی ہو اور دیکھنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکتی ہو۔ پھر کہ جیسے مجھ پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو ان کے گھر دستک ہوئی اور وہ دروازہ کھولنے گئی۔ جیسے ہی دروازہ کھولا تو اس کی آگے خالہ کھڑی تھی۔ اس نے دروازہ کھولتے ہی اندر کمرے کا رخ کیا اور میں بے چارہ اپنے سوال کا جواب سننے کے لئے بے تاب ویسے ہی کھڑا رہا۔ اس نے میری طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھا۔ میں بہت مایوس ہوا اور میں نے اگلے دن گھر آنے کا ارادہ کیا میں نے ان کے سب گھر والوں سے اجازت لی اور کہا کہ میں واپس گھر جا رہا ہوں۔ سب گھر والوں نے کہا کہ بیٹا ایک اور دن ٹھہر جاؤ کل چلے جانا۔ میں نے کہا کہ اگر زندگی نے وفا کی میں واپس پھر آؤں گا۔ میرے اس فقرے پر وہ تھوڑا سا

مسکرائی کیونکہ اس کو پتہ تھا کہ اس نے میرا نام ہی زندگی رکھا ہے لیکن ان کے گھر والے سمجھے کہ شاید زندہ رہا تو پھر آؤں گا۔ مجھے بہت ہی اپنی بے چارگی پر افسوس ہوا کہ اس نے مجھے ایک بار بھی نہیں کہا کہ مت جاؤ اور نہ ہی میری طرف مڑ کر اپنے چہرے کا دیدار کرنے کی مہلت دی۔ وہ وہاں سے چل دیا تو میری آنکھوں میں آنسو تھے۔ شاید اس سے بچھڑنے کے میں سارے راستے روتا ہی گیا۔ میں گھر پہنچا تو مجھے بہت دکھ تھا کہ یار میں شادی پر کیوں گیا۔ میں نے ایک سوال کا جواب ہی مانگا تھا کون سا کوئی جرم کیا تھا۔ میری والدہ ابھی ان کے گھر ہی تھی۔ میں نے اپنی والدہ کو فون کیا اور کہا ہم سب خیریت سے گھر پہنچ گئے ہیں تو امی نے کہا کہ تم تو کل جانے والے تھے پھر اچانک ایسا فیصلہ کیوں لیا گھر جانے کا۔ میں نے اپنی والدہ سے جھوٹ بولا کہ مجھے کام سے کال آئی تھی اس لئے واپس آنا پڑا۔ میری والدہ نے مجھے کہا کہ تمہارا دیا ہوا گفٹ اس نے سامنے الماری میں لگا دیا ہے۔ امی کی بات سنتے ہی میرے چہرے پر خوشی آ گئی اور میرے سارے گلے شکوے دور ہو گئے۔ میں نے امی سے کہا کہ اس سے میری بات کرا دو تو امی نے کہا کہ بیٹا وہ ابھی تم سے بات نہیں کر سکتی کیونکہ وہ کھانا پکا رہی ہے۔ پھر میں نے امی سے کہا کہ ٹھیک ہے چلیں پھر اللہ حافظ۔

دن گزرتے گئے میں ساری ساری رات اس کے جواب کا ہی انتظار کرتا رہتا تھا کہ وہ اس سوال کا جواب کس انداز میں دے گی مسکرا کر یا گھبرا کر۔ اگر مسکرا کر دے گی تو اس کے چہرے کے تاثرات کیا ہوں گے لیکن اس کا تو کوئی فون ہی نہیں آیا۔ میں نے ہی خود ارادہ کیا بات کرنے کا تو میں نے موبائل اٹھایا اور کال ملائی اپنی والدہ کو کہا کہ امی میں نے اس سے بات کرنی ہے امی نے کہا بیٹا میں تمہاری اس سے بات نہیں کرا سکتی میں نے کہا کیوں۔ امی نے کہا کہ میں کل گھر واپس آ رہی ہوں وہاں آ کر ساری بات بتاؤں گی۔ میں امی کے ان الفاظ پر بڑا گھبرا گیا اور امی کے گھر واپس لوٹنے کا انتظار کرنے لگا۔ دوسرے دن جیسے ہی امی گھر پہنچی تو میں نے امی سے کہا کہ کون سی بات تھی جو آپ نے کہا تھا کہ میں گھر آ کر بتاؤں گی۔ تو امی نے کہا کہ اس نے اس رشتے سے انکار کر دیا ہے۔ امی نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا پتہ نہیں پر میں بس اس سے شادی نہیں کر سکتی۔ یہ سنتے ہی مجھ پر جیسے قیامت برپا ہو گئی ہو میں اداس رہنے لگا نہ کچھ کھانا پینا اور نہ ہی کسی سے بات کرنا بس اپنے کمرے میں گم صم پڑا رہنا۔ گھر والوں نے میری حالت دیکھ کر ایک بار پھر اس کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔ میری امی نے تیاری کی اور اس کے گھر پہنچی تو جاتے ہی سامنے الماری پر نظر پڑی جہاں پر میرا پہلے گفٹ پڑا تھا لیکن اب ایسا نہیں تھا۔ وہاں سے میرا دیا ہوا وہ خوبصورت گفٹ موجود نہ تھا۔ میری والدہ نے اس سے بات کی اور اس کو میری ساری داستان سنائی لیکن بس جو بھی ہے میں اس سے شادی نہیں کر سکتی۔ میری امی نے اس کو بہت پیار سے سمجھایا لیکن وہ نہ مانی اس کا ایک ہی جملہ تھا کہ میں نے اس سے شادی نہیں کرنی۔ میری امی واپس گھر آ گئی۔ میری امی نے مجھ سے کہا کہ بیٹا وہ تمہاری قسمت میں ہو گی تو وہ تمہیں ضرور ملے گی۔ انگوٹھی اب بھی اس کے پاس ہے۔ کچھ دن بعد میرے کزن کا مجھے فون آیا اور اس نے مجھے کہا کہ تمہاری منگیتر ہمارے گھر میں آئی ہوئی ہے تو میں نے اس سے کہا کہ پلیز اس کو ایک بار فون تو دو میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں تو اس کے بہت اصرار پر اس نے مجھ سے بات کی جو نہی بات شروع ہوئی تو میں نے ایک ہی سوال اس سے کیا کہ آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ اس نے صرف اتنا کہا کہ میرے پاس تمہارے کسی سوال کا کوئی جواب نہیں اور فون کاٹ دیا۔ وہ دن اور آج کا دن مجھے نہیں پتہ وہ کیسی ہے۔

اس کا تو پتہ نہیں لیکن میری نیندیں حرام کر گئی۔ میری محبت اب بھی اسی کے لئے اتنی ہی ہے جتنی پہلے تھی۔ آج بھی میں اسی کے انتظار میں ہوں کہ وہ کب کہے کہ میں ہاں اب بھی تمہاری اور صرف تمہاری زندگی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوں۔ میں نے تم سے جو وعدے کیئے تھے میں وہ سارے وعدے نبھانا چاہتا ہوں اور میں اس انسان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس نے رشتہ میری طرف سے یا میرے گھر والوں کی کسی بات کی وجہ سے توڑا ہے تو اس وجہ پر میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔ ہو سکے تو پلیز مجھے معاف کر دینا اور میں اپنے رب سے دعا گو ہوں یارب ہمارے وہ پہلے ہنستے اور مسکراتے دن واپس آ جائیں اور آخر میں جاتے جاتے چند اشعار کا نذرانہ آپ کی نذر کرتا چلوں۔

وہ ایک خط جو تو نے کبھی لکھا ہی نہیں
میں روز بیٹھ کر اس کا جواب لکھتا ہوں
میری زندگی مجھے یہ بتا
مجھے چھوڑ کر تجھے کیا ملا
میری حسرتوں کا حساب دے
دل توڑ کر تجھے کیا ملا
تیرے چار دن کے پیار سے
مجھے عمر بھر کا غم ملا
میں ٹوٹ کر بکھر گیا
مجھے توڑ کر تجھے کیا ملا
میری زندگی مجھے یہ بتا
مجھے چھوڑ کر تجھے کیا ملا

◇❖◇

خواہش

خواہش پوری ہو نیپر یہ ہمارا حق بن جاتا ہے لیکن پوری نہ ہونے پر ناسور۔

جو شخص اپنے خوابوں میں رنگ نہ بھر سکے اپنی خواہشوں کی تکمیل کے لئے کسی سے نہ لڑ سکے ت اس کا چپ رہنا بہتر ہے۔

انسان ہمیشہ سے خواہشوں کے تاج محل کے نیچے دبا رہا ہے۔

ضروری تو نہیں کہ ہماری ہر خواہش تکمیل کے سنگھاسن پر بیٹھے۔

خواہشات کبھی ختم نہیں ہوتی انسان ختم ہو جاتا ہے۔

خواہشات ہمیشہ سایہ بن کر آدمی کا ساتھ دیتی ہیں۔

تنہا سفر کرنے کا خواہش مند آج ہی سفر شروع کر سکتا ہے مگر ساتھی کے متمنی کو ساتھی کے تیار ہونے تک انتظار کرنا ہوگا۔

اپنی خواہش کو ختم کر ڈالو ایسا نہ ہو کہ تمہارا دل اس میں ڈوب جائے۔

عظیم انسان وہ ہے جس کے عزائم جلیل ہوں مگر خواہش قلیل ہوں۔

اہل ہمت کے پاس مقاصد ہتے ہیں اور عام آدمی کے پاس صرف خواہشات۔

ہر انسان خواہشات کا لبادہ اوڑھے رکھتا ہے۔

کاشف علی حشمت۔ دانا آباد

قیمت 1200 روپے | الست اللہ علی الکاذبین ترجمہ جھوٹوں پر اللہ تعالی کی لعنت | قیمت 1200 روپے
چہرا انسان کی پروقار اور جاذب نظر شخصیت کا آئینہ دار ہے
حسن ازل سے انسان کی فطری ضرورت رہا ہے۔ اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو جنت حسین نہ ہوتی
نسخہ آرائش صحت
جسمانی کمزوری کا جوہرات میں تلنے والا تجربہ شدہ علاج، اس سے مریل سوکھے سڑے بدن،
شگفتہ و تر و تازہ، دھنسے ہوئے زرد چہرے سیب کی طرح گول ومثل بہار اور پچکے ہوئے گال حسن کا ملی اتار ہو جاتے ہیں
دار الآرائش نسخہ آرائش صحت بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے 24 گھنٹے ہیلپ لائن 0345-2366562

''مداوا کون کریگا''

☑......تحریر: شبانہ شریف، لالہ موسیٰ

پہلے نرگس کے ساتھ ریپ کیا گیا اور اس کے بعد اسے زہر دیا گیا اور جب اس کی سانسیں بند نہ ہوئیں تو پھر اس کے منہ پر سرہانہ رکھ کر اس کی سانسوں کو بند کیا گیا

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

آج پورے محلے میں کہرام مچ چکا تھا کہ نرگس فوت ہو گئی ہے۔ مرنا تو برحق ہے لیکن اس طرح اچانک موت سے لوگوں کے ذہنوں پر ہزاروں سوالات گردش کر رہے تھے۔

ماں تو جیسے بت سی بن گئی تھی کیونکہ اس کی بیس سالہ بیٹی اپنے دو بچوں کو چھوڑ کر اس دنیا سے جا چکی تھی۔

آج سے چار سال پہلے نرگس کی شادی اپنے تایا زاد سے ہوئی تھی محسن ایک خوش شکل نوجوان تھا اور کافی عرصہ سے دوبئی میں سیٹل تھا شادی کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے نرگس کو چاند سا بیٹا دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹی دی۔ نرگس ایک خوبصورت اور پڑھی لکھی لڑکی تھی نرگس اپنی ماں کے انتہائی قریب تھی کیونکہ وہ ماں کی پلوٹھی کی تھی اور نرگس کے والد اس کے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اس لیے اس کی ماں نے اس کے تایا زاد کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی تاکہ اس کی بڑی بیٹی اس کی آنکھوں کے سامنے ہی رہے لیکن قسمت میں کچھ اور ہی لکھا تھا۔

نرگس نے اپنے سسرال والوں سے تھوڑا ہٹ کر مکان بنایا ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کی دیورانیاں جٹھانیاں جلتی تھیں اور طرح طرح کی خود ساختہ باتیں کرتی تھیں اور دیور جیٹھ طرح طرح کی باتیں کرتے تھے اور اس کے کریکٹر پر شک کرتے تھے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی نرگس ایک جذبات کی مالک تھی اور اپنے تایا ابو جو کہ اس کے سسر بھی تھے اپنے پاس سلاتی تھی۔

آج شام بھی وہ اپنے سسرال گئی اور وہاں ہی کھانا وغیرہ پکایا اور رات آٹھ بجے تک وہاں ہی باتیں کرتی رہی اور پھر اپنے تایا ابو کے ساتھ اپنے گھر میں آ گئی اور بیٹا جس کی عمر ابھی چھ سال تھی وہ اپنے دادا ابو کے ساتھ ان کے بیڈ روم میں سوتا تھا اور بیٹی جس کی عمر ابھی ایک سال تھی وہ نرگس کے پاس ہی سوتی تھی نرگس نے اپنی بیٹی نیلم کو ساتھ لیا اور اپنے بیڈ روم میں چلی گئی نرگس ایک بہادر لڑکی تھی لیکن رات کے اندھیرے اور سنسان گلیوں نے نرگس کا ساتھ نہ دیا۔

صبح جب اذان کے بعد اندر آ کے دیکھا گیا تو وہ منظر دیکھ کر ہر طرف کہرام مچ گیا نرگس بیڈ کے نیچے گری ہوئی تھی اور اس کے منہ کے اوپر سرہانہ رکھا ہوا تھا اور پورا کمرہ بو بودار الٹیوں سے بھرا ہوا تھا ساری شہادتوں سے صاف ظاہر تھا کہ پہلے نرگس کے ساتھ ریپ کیا گیا اور اس کے بعد اسے زہر دیا گیا اور جب اس کی سانسیں بند نہ ہوئیں تو پھر اس کے منہ پر سرہانہ رکھ کر اس کی سانسوں کو بند کیا گیا اور پھر قاتل مین اس کی چھوٹی سی بچی کی سسکیاں جو اپنی ماں کے اوپر گر کر رو رہی تھی۔

قارئین نرگس کی ماں کے بار بار کہنے پر بھی نرگس کا پوسٹ مارٹم نہ کرایا گیا [illegible] یہ کوئی ذہن سے نکلی ہوئی سرگزشت نہیں بلکہ یہ ایک دکھ بھری سچی تحریر ہے۔ کون سہارا ہوگا نرگس کے بچوں کا کون دلاسہ دے گا اس کی ماں کو اور کون کرے گا مداوا نرگس کی موت کا اس کے دیور جیٹھ یا ان کی بیویاں قیامت تک لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال ابھرتے رہیں گے۔

❁❁❁

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''دکھیاری زندگی''

تحریر: مجید احمد جائی، ملتان

صبح حسب معمول بابر کام پر گیا اور واپس زندہ نہ لوٹ سکا مجھے اس بات کا غم بار بار ستاتا ھے اس دن بابر کام پر نہیں جانا چاھتا تھا لیکن میرے بے حد اصرار پر چلا گیا اور واپس اس کی سفید کپڑوں میں لپٹی لاش ائی مجھے علم ھوتا تو کبھی بھی بابر کو جانے نہ دیتی میرا سہاگ مجھ سے چھین لیا گیا تھا بابر کی لاش کفن میں لپٹی دیکھ کر میرے پائوں سے زمین نکل گئی مجھے کچھ ھوش نہ رھا جب ھوش ایا تو بابر کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی تھی بابر کا اخری دیدار میں نے کیا اور پھر چند لوگوں کے سھارا بابر کو منوں مٹی تلے دفن کر دیا گیا میں اج بھی بابر کی مجرم تصور کرتی ھوں کاش اس دن بابر کی بات مان لیتی بابر اج میرے سامنے ھوتے لیکن ھوتا وھی ھے جو رب کو منظور ھوتا ھے اس کے کاموں میں انسان دخل اندازی نہیں کر سکتا اس دن سے لیکر اج تک بابر کی یادیں میرے ساتھ ھیں بابر کی پیار کی نشانی کو سینے سے لگائے ھوئے ھوں جب اس کی یاد حد سے زیادہ ستاتی ھے تو اپنے بیٹے کو چوم لیتی ھوں

(ایک درد بھری سچی کہانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

موسم گرما آدھا بیت چکا تھا۔ آج خلاف معمول ہلکی ہلکی ہوائیں چل رہی تھیں میں شہر سے گاؤں کی طرف محو سفر تھا۔ ابھی آدھا سفر باقی تھا۔ کہ اچانک بادلوں نے سورج کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہر طرف سیاہ بادل دن کی روشنی کو تاریکی میں بدل رہے تھے۔ سورج اور بادلوں کی جنگ جاری تھی، ہوائیں بادلوں کو اسلحہ فراہم کر رہی تھیں، بادل جنگی طیارے کی طرح سورج کو گھیرے ہوئے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ بادل سورج پر حاوی ہو گئے اور جیت ان کی ہو گئی، اور زمین جو عرصے سے پیاسی تڑپ رہی تھی، بارش نے اسے سیراب کر دیا، پہلے پہل ہلکی بارش نے زمین کا طواف کیا اور موسم کو چار چاند لگا دیئے، پھر آہستہ آہستہ بارش تیز ہوتی گئی، مجھے بائیک چلانے میں دشواری ہو رہی تھی، کوئی سائبان نہیں مل رہا تھا۔ جہاں میں اپنے آپ کو بارش کے حملے سے محفوظ کر سکتا، کچھ ہی دوری پر مین روڈ کے پاس مجھے ایک خستہ حال دو کمروں پر مشتمل گھر نظر آیا، میری جان میں جان سی آ گئی، میں نے وہاں رکنا مناسب سمجھا، یا یوں کہہ لیجئے، یہ میری مجبوری تھی، مجبوریاں انسان کو ناکوں چنے چبوا دیتی ہیں۔ بارش نے مجھے آگے بڑھنے سے روک لیا تھا، میرے کپڑے مکمل طور پر بھیگ گئے تھے، میں نے اپنی فائل سلو کر لی تھی، ان مکان کے قریب پہنچتے ہی میں نے دروازے کو کھٹکایا، اندر سے نسوانی آواز نے میرا استقبال کیا، کون اس کے سوال کے جواب میں فوراً

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں بولا۔ مسافر ہوں، بارش بہت ہو رہی ہے مجھے کچھ دیر یہاں رکنا ہے، بارش ختم ہوتے ہیں میں اپنے سفر پر روانہ ہو جاؤں گا، میری مجبوری کو محسوس کرتے ہوئے اس نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ اور یہ کہتی ہوئی روانہ ہو گئی، کہ اندر آ جائیں، بھائی صاحب مجھے اس کا بھائی کہہ کر بولانا بہت ہی خوشگوار گزرا، میں تو اتنے عرصے سے بہن کے پیار کو ترس رہا تھا، میرا جی بھر آیا دل کے اندر سے شور سا برپا ہو گیا، آج حقیقی بہن کا پیار یاد آنے لگا تھا۔ خیر۔

میں نے اپنی بائیک ڈرائنگ روم جسے گاؤں میں بیٹھک کا نام دیتے ہیں۔ اس کے سامنے کھڑی کر دی، اور خود اندر داخل ہو گیا، باہر سے خستہ اور ویران سا نظر آنے والا کمرہ اندر سے خوبصورتی کی عمدہ مثال کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ دیواروں پر لگے پھولوں کے خوبصورت وحسین مناظر والے پوسٹر اور ننھے منے بچوں کے جناروں کے بچوں کے ساتھ بنے پوسٹر آویزاں تھے، جو دل کو بھا گئے میں اندر داخل ہوا اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ماموں جان یہ کپڑے امی نے تمہارے لیے دیئے ہیں۔ بارش میں گیلے ہونے والے کپڑے اتار کر یہ پہن لیجئے۔ میں معصوم سے بچے کی پیاری سے آواز سن کر چونک اٹھا، دل میں سوچنے لگا، کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں، جن کے اندر ہمدردی، خلوص ومحبت کے لاوے بھرے ہوئے ہیں۔ بچے نے کپڑے میری طرف بڑھا دیئے، میں انکار نہ کر سکا، ننھا سا بچہ حکم صادر کرتے ہوئے باہر روانہ ہو گیا، جاتے جاتے کہہ گیا کہ آپ کپڑے تبدیل کر لیجئے، میں چائے لے کر آتا ہوں، میں اس کی تربیت اور مہمان نوازی سے خوش ہو رہا تھا، میرے چہرے پر پھول کھل اٹھے، اداسی میں ڈوبا ہوا چہرہ پھولوں کی طرح مہک اٹھا، اس عمر میں تو بچے سلجھی ہوئی گفتگو نہیں کرتے، یہ انوکھا بچہ تھا جس نے مجھے متاثر کر دیا تھا۔

میں نے کپڑے تبدیل کیے ہی تھے کہ ذیشان چائے کے ساتھ اندر داخل ہوا، ساتھ میں اس کی امی اس کی نگرانی اور راہنمائی کر رہی تھی، اندر آتے ہی اس نے امی نے مجھے مخاطب کیا، مجید بھائی چائے لیجئے، مجھے حیرت کا شدید جھٹکا سا لگا، میں حیرانی کی شدت میں ڈوبا ہوا تھا کہ انجانی سی صورت میرا نام کیسے جانتی ہے، میری کیفیت کو جانچتے ہوئے بولی، مجید بھائی خیر تو ہے حیران سے ہو گئے ہو میں نے سکوت کو توڑتے ہوئے جواب دیا۔ آپ میرا نام کیسے جانتی ہیں، مجید بھائی چھوڑیں ایسی باتوں کو چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے، نوش فرما لیجئے، غریب لوگ ہیں ایسے موسم میں کوئی اور بندوبست نہیں کر سکے۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں، میں بھی کوئی امیر زادہ نہیں ہوں، اگر آپ میرا نام جانتی ہیں تو میرے رہن سہن خیالات سے بھی واقف ہوں گی۔ اس نے ترنم سے آواز میں جواب دیا ہاں بھیا۔ لیکن آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہے حالانکہ میں تو آپ کو جانتا تک نہیں، میں نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا۔ آپ تسلی سے چائے پی لیجئے، بعد میں سب کچھ تمہیں بتا دوں گی، آج عرصے بعد خوشیاں ہماری دہلیز پر آئی ہیں تو کچھ لمحے ان کا استقبال کرنے دیجئے۔ اس کے اس جواب نے مجھے پریشان کر دیا۔ خوشیاں اور کافی عرصے بعد میں کچھ سمجھ نہ پایا۔

چائے پیتے پیتے بہت سے سوالات میرے ذہن میں گردش کر رہے تھے، ذیشان کا والد نظر نہیں آ رہا، گھر میں کوئی اور افراد بھی نہیں ہے، اسی قسم کے کئی سوالات میرے ذہن کی پردہ سکرین پر دوڑ رہے تھے میری پریشانی کو بھانپتے ہوئے کنول مجھ سے مخاطب ہوئی، بھائی کافی پریشان نظر آتے ہیں، کوئی مسئلہ ہے، کیا میں آپ کی پریشانی کی وجہ پوچھ سکتی ہوں، میں نے جواب دیا، کوئی خاص وجہ نہیں ہے پہلے تو آپ مجھے یہ بتایئے کہ میرا نام کیسے جانتی ہیں، باقی بعد میں حال احوال ہوتے رہے گے، بھائی جان میں جواب عرض کی شیدائی ہوں اور آپ کی کئی اسٹوریاں پڑھ چکی ہوں جن میں خوشی کی تلاش اپنوں کے دکھ، کامیاب محبت، ارمانوں کی بارات، سچ اک کڑوا کریلا، دکھ سکھ، بھولی بھالی لڑکی، اور ماں کے بارے میں جو تھی، آپ کے اندر لوگوں کے لئے محبت اور درد چھپا ہوتا ہے، میں نے آپ کی بڑے سائز کی تصویر جو اکتوبر 2006ء میں چھپی تھی، میں نے دیکھی آج اس لیے مجھے

آپ کو پہچانتے ہوئے دیر نہیں ہوئی میں تو ایک حقیر سا انسان ہوں آپ مجھے اتنا اونچا مقام مت دیں، کیا آپ کے شوہر کام پر گئے ہوئے ہیں، میں نے یہ سوال ذیشان کو دیکھتے ہوئے کہا، میرے اس سوال پر کنول چونک سی گئی، جیسے اسے بجلی کے جھٹکے لگے ہوں، اس کے چہرے پر کئی موسم آتے اور کئی جاتے آنسو اس کی موٹی موٹی جھیل سی آنکھوں میں ٹمٹاتے ہوئے نظر آئے، مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا، مجھے ایسا سوال نہیں کرنا چاہئے تھا، میں نے معافی طلب کرتے ہوئے کہا، کنول بہن مجھے معاف کر دو، شاید لاعلمی میں، آپ کو میں نے دکھ میں مبتلا کر دیا ہے۔ میں بھائی ایسی کوئی بات نہیں مجھ دکھوں کے ساتھ تو پرانا رشتہ ہے، بس پرانی یادیں تازہ ہوں تو زخم بھی ہرے ہرے سے ہو جاتے ہیں۔ آپ سے کوئی شکوہ نہیں، آپ تو لوگوں کے دکھوں کو شیئر کرتے ہیں آپ بھلا دکھ کیا دیں گے، ایسے سوالات ہر ملنا والا ضرور پوچھتا ہے، پرانی یادیں میرے لیے ایک سوالیہ نشان تھا۔ میں سوچنے لگا کہ کنول کو ضرور کوئی صدمہ پہنچا ہے جو اسے غموں کی وادیوں میں سیر کرواتا ہے، جسے یاد کرتے ہی آنسو آنکھوں سے جدا ہونے لگتے ہیں کنول ماحول کو خوشگوار کرنے کے لئے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے بات کو دوری طرف ٹال گئی بھائی جان، آپ اتنی دکھ داستان کیوں لکھتے ہیں، میں نے جواب دیا، میں اپنی طرف سے تھوڑی لکھتا ہوں۔ میرے چاہنے والے اپنی بیتاں لکھ کر بھیجتے ہیں اور میں جواب عرض کو ارسال کر دیتا ہوں۔ آگے بھی دکھوں کے مداوا کرنے والے عالمگیر صاحب بیٹھے ہیں وہ ہمارے دکھ جواب عرض میں شائع کر کے دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ یوں زندگی کا سفر کٹتا جا رہا ہے۔ کیا میری کہانی بھی جواب عرض کے لئے لکھو گے۔ جو سوال میں کرنا چاہتا تھا کنول نے کر دیا۔ اندھے کو کیا چاہیے، دو آنکھیں میں نے فوراً ہاں کر دی پھر کنول یوں مخاطب ہوئی۔

میرا نام کنول ہے۔ ہمارا خاندان آٹھ افراد پر مشتمل ہے چار بھائی دو بہنیں اور امی، ابو، بچپن شرارتیں کرتے اور کھیلتے کودتے میں گزر گیا۔ چھوٹی چھوٹی خواہشات کو منوانا ہمارے بڑیں ہاتھ کا کام تھا۔ پہلے پہل امی نے ہمیں مدرسے میں داخل کروایا، جہاں ہم پاک کلام کی تعلیم حاصل کرنے لگی، دو سال کے اندر اندر میں نے قرآن مجید پڑھ لیا، پھر بھائیوں کے ساتھ دنیاوی تعلیم کے سلسلے میں اپنے قریبی اسکول میں داخل ہو گئی، سکول کی لائف بڑی خوبصورت تھی، سہیلیوں کے ساتھ کھیل کود شرارتیں کرنا بڑا مزہ آتا تھا، یوں وقت بے لگام گھوڑے کی طرح گزرتا چلا گیا، دن مہینوں میں مہینے سالوں پر محیط ہوتے گئے میں نے میٹرک کا امتحان دے دیا بھائی کالج منتقل ہو چکے تھے، میٹرک کے پیپرز دینے کے بعد میں نے سلائی کڑھائی کا کام شروع کر دیا، چونکہ امی بھی یہی کام کرتی تھی، اور عورتوں کا کمانے کا ذریعہ بھی یہی کام ہوتا ہے، گھر بیٹھے معقول آمدنی ہو جاتی تھی، تین چار مہینے فارغ ہونے باعث سوچا کچھ رقم کما لوں پھر کالج میں داخلہ لے لوں گی، کبھی کبھار اپنی سہیلیوں کو ملنے چلی جاتی، یوں زندگی کا پہیہ گھوم رہا تھا، تین ماہ گزر گئے معلوم بھی نہ ہوا میٹرک کا رزلٹ آؤٹ ہو گیا، میں میٹرک کلیئر کر چکی تھی، میرے، بہن بھائی اور والدین بھی بہت خوش تھے، یوں ہنسی خوشی مجھے کالج ایڈمیشن مل گیا، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں رقص کرتی تھیں غم ہمارے کوسوں دور تھے، ہر وقت چہرے پر پھول بکھرے رہتے، سہیلیاں رشک کھاتی تھیں کہتی بڑی خوش رکھتی ہو کنول کہیں کسی کی نظر نہ لگ جائے، یوں زندگی کا پرندہ محو پرواز رہا اتنے میں بڑی کے رشتے گھر آنے لگے، ایک نہ ایک دن لڑکیوں کو والدین کا گھر چھوڑنا پڑتا ہے، عورت کا کوئی گھر نہیں ہوتا، پہلے ماں باپ کے گھر پھر شوہر کے گھر پھر زندگی ختم اور موت کے گھر کو سدھارتی ہیں۔

آخر کار میرے والدین نے ایک جگہ رشتہ دینے کے لئے رضامندی ظاہر کر دی، وہ اچھے کھاتے پیتے لوگ تھے، ان کی رہائش گاؤں میں تھی، اور پھر گاؤں کے نظارے میری کمزوری تھے، ہر طرف لہلہاتے سرسبز کھیت، خوبصورت آسمان سے باتیں کرتے درخت درختوں کی اوٹ میں بہتی ندی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتی نظر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آتی، وہاں کے سادگی پسند لوگ بہت مہمان نواز ہوتے ہیں پرندوں کے گیت جانوروں کی مختلف بولیاں ماحول کو معطر معطر کیسے رکھتی وہ دن بھی قریب آ گئے جب بڑی بہن عائشہ اپنے پیا گھر جانے والی تھی، پورے گھر کو چراغاں کیا گیا تھا، مہمانوں کی آمد آمد تھی، ہر چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا گھر کا صحب مختلف رنگوں سے سجا ہوا تھا، رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس تتلیاں ماحول کو چار چاند لگا رہی تھیں، جیسے کسی گلشن میں پھول کھلے ہوں، صبح بارات آنی تھی، مکمل تیاریاں ہو چکیں تھی، رات کو خوب ہنگامہ کیا گیا، میری سہلیاں بھی آ چکی تھی، رات کو خوب گپ شپ ہوتی رہی، گانے بجانے کا دور چلتا رہا ہم نے خوب دل کی بھڑاس نکالی، شعروشاعری کا مقابلہ ہوا، رات گئے محفل برخاست ہوئی اور ہر کوئی نیند کی حسین وادیوں میں غوطہ زن ہو گیا، صبح جب امی نے جگایا تو سورج اپنی کرنوں سے ماحول کو روشن کر چکا تھا، رات کی تاریکی کہیں کھو گئی تھی بچوں کو شرارتیں عروج پر تھیں میں فریش ہو کر کام میں مصروف ہو گئی، مصروفیات اتنی بڑھی کہ وقت کا پتہ بھی نہ چلا، تب معلوم ہوا جب بارات آ گئی، سبھی سہلیاں بارات کو دیکھنے کے لئے گلی میں چلی گئیں، ہم بھی بارات کا استقبال کرنے کے لئے دروازے پر پہنچ گئے، دیہاتی لوگوں کا رقص دل پر چھریاں چلانے کے مترادف تھا، رقص کرنے والوں کے درمیان ایک ہینڈسم خوبصورت جسامت کا مالک حسین و جمیل شہزادہ بھی تھا، کلین شیو موٹی موٹی نیلی آنکھوں والا خوبصورت سنہری کپڑے کا لباس زیب تن کیے ہوئے تھا، اس کی ڈانس سبھی سے مختلف تھی، سبھی لوگ اس کی طرف متوجہ تھے، میں بھی پہلی نظر میں اس کی دیوانی ہو چکی تھی، اپنا دل اس پر نچھاور کر بیٹھی، اسی کے خواب دیکھنے لگی، اسے اپنا دیوتا ماننے لگی، کب رقص ختم ہوا کچھ علم نہیں تھا، میں تو اس وقت اس کی شخصیت میں محسور ہو چکی تھی، اپنی دل اس پر نچھاور کر بیٹھی اسی کے خواب دیکھنے لگی، اسے اپنا دیوتا ماننے لگی کب رقص ختم ہوا کچھ علم نہیں تھا، میں تو اس وقت اس کی شخصیت میں محسور ہو چکی تھی سبھی لوگ کھانے کی میزوں پر جا چکے تھے، میں اس وقت اس کے خیالات سے نکلی جب میری قریب سہیلی فرزانہ نے متوجہ کیا، کہاں گم ہو جن کی شہزادی تمہاری امی تمہیں ڈھونڈ رہی ہے اس نے نجانے کیسا جادو کیا تھا کہ مجھے اپنا آپ گم ہوتا محسوس ہوا، کہاں ہو کنول مہمان انتظار کر رہے ہیں لڑکے والوں کا پیغام آ گیا ہے کہہ رہے ہیں جلدی رخصتی کرو، امی نے دور سے آواز دی، پھر میں امی کی طرف لپک گئی۔

رخصتی کا وقت سر پر آ چکا تھا، شام کے سائے بھی ڈھلنے لگے تھے تاروں کی چھاؤں میں دعاوں کے چھر منٹ میں ہم نے عائشہ کو رخصت کیا بارات جا چکی تھی خاص مہمانوں کے علاوہ باقی سبھی اپنے اپنے گھوں کو جا چکے تھے، بارات کیا گئی میری خوشیاں بھی ساتھ لے گئی، دل کے ییپ بجھ سے گئے، خوشیاں پل بھر میں اداسی میں بدل گئیں کوئی چیز ابھی نہیں لگتی تھی، دل کا موسم بھی بڑا عجیب ہوتا ہے، پل میں بہار، بل میں خزاں، اس کا کوئی دین ایمان نہیں ہوتا، امی ابو کے چہرے اترے ہوئے تھے، لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ بہن کی جدائی میں اداس ہے، ان کی بات بھی درست تھی بچپن سے جوانی تک سفر میں اکٹھی رہنے والی مجھ سے جدا ہو چکی تھی، اس کی جدائی کا غم تو تھا ہی لیکن میٹھا میٹھا سا درد اور بھی تھا جو چند لمحے پہلے خوشیوؤں بھری زندگی میں زہر گھول گیا تھا۔

میرے ذہن کی اسکرین پر سوالات کی بوچھاڑ تھی، میں اپنے حسن کے شہزادے کو کہاں ڈھونڈو گی نجانے کس دیس کا مکین ہے، میں بھی کتنی پاگل تھی۔ اجنبی کو دل دے بیٹھی تھی، جس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں تھا، کون ہے کس وادی سے آیا ہے کیا کرتا ہے کون بتائے گا؟ میں تو رات دن اسی کے سپنے دیکھنے لگ میری طبیعت روز بروز خراب ہوتی گئی کبھی بخار تو کبھی سر درد رہتا، عجیب سے کیفیت تھی اندر اندر لکڑی کی طرح ختم ہو رہی تھی، جسے دیکھ کھا جاتی ہے مجھے اجنبی کا پیار اندر اندر کھوکھلا کیے جا رہا تھا، میری حالت کو دیکھتے ہوئے میرے گھر والوں نے کئی دنوں کے لئے بہن کے گھر بھیج دیا، ان کا خیال تھا کہ ایک جگہ رہنے سے بوری ہو گئی ہے، بہن سے مل کر آئے گی تو ٹھیک ہو جائے گی وہاں کا ماحول اسے ویسے ہی پسند ہے

اس کی بہن عائشہ کی جب سے شادی ہوئی ہے صرف ایک دفعہ ملنے آئی ہے۔

دوسری صبح بھائی مجھے عائشہ بہن کے گھر چھوڑ آیا بہن کو مل کر بڑی خوشی ہوئی ان کے گھر کا ماحول بڑا اچھا تھا، سبھی لوگ ملنسار تھے گاؤں میں پرندوں کی صبح سویرے حمد و ثنا بہت اچھی لگتی تھی بہن کے گھر رہتے ہوئے مجھے چار دن ہو گئے تھے ابھی تک میرے خوابوں کا مرکز مجھے نظر نہیں آیا تھا، میں تو اس کا نام بھی نہیں جانتی تھی، کیا معلوم کون تھا کس سے پوچھوں کیا پوچھوں غم تھا کہ مجھے جینے نہیں دیتا تھا کبھی کبھی غمگین سونگ سن لیتی اکیلے میں آنسو بہا لیتی، پھر دل کو تھوڑا سکون ملتا، اسی طرح دن دن عائشہ بہن کے گھر گزار کر اپنے گھر نا امید لوٹ آئی، بہنوئی مجھے چھوڑنے آیا تھا میں بہن کی خوشیوؤں بھری زندگی دیکھ کر دعائیں کرتی تھی، کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ صدقے اسی طرح ہمیشہ خوش وخرم رکھے خوشیاں ان کے آنگن میں چمکتی رہیں، غم ان کے گھر کا دروازہ نہ چھو سکیں، دل میں ایک امید لے کر گئی تھی وہ بھی بجھ گئی، ھونڈ نے سے خدا بھی مل جاتا ہے مجھے ایک شخص کو ڈھونڈنا مشکل ہو گیا تھا اسی چہرہ بار بار آنکھوں کے سامنے آ جاتا وہ سین میری آنکھوں میں بار بار گھوم جاتے مختلف انداز سے اس کا ڈانس کرنا نجانے کہاں سے سکھا تھا، اوپر سے یہ الجھن تھی کہ وہ کسی اور کو دل نہ دے بیٹھا ہو اس کی سوچوں کا مرکز کوئی اور نہ بن جائے وہ کسی اور کا دیوانا ہو اور میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں کہاں خوش وخرم زندگی بسر کرنے والی کنول اور کہاں مرجھائی ہوئی پھول کی کلی طرح کنول، شاید لوگ صحیح تو کہتے ہیں محبت انسان کو برباد کر دیتی ہے، تاج محل سے نکال کر ریگستان کی ریت چھاننے پر مجبور کر دیتی ہے کانٹوں کو سینے سے لگواتی ہے جسے محبت مل جائے اس جیسا خوش نصیب دنیا میں کوئی نہیں ہے اور جو صرف محبت کی راہوں میں اکیلا تن تنہا بھٹکتا ہے تنہائیاں رسوائیاں اس کا مقدر بن جائیں ایسے لوگوں کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے اپنے پرائے ہو جاتے ہیں دوست دشمن بن جاتے ہیں، محبت انسان کو پاگل بنا دیتی ہے اسے اپنا کچھ علم نہیں ہوتا محبوب کے بارے میں سوچتا رہتا ہے، ایک امید تھی کہ سچی محبت ہو تو منزل ضرور قدم چومتی ہے اسی بات کے سہارے میں انتظار کے کرب سے گزر رہی تھی انتظار کتنا برا ہوتا ہے اس کو کیا کوئی مر جائے کوئی بدل جائے کسی کی زندگی اجڑ جائے کوئی جدا ہو جائے یہ تو اپنی رفتار میں رہتا ہے انتظار کے لمحے بڑے اذیت ناک ہوتے ہیں اور اس صورت میں کسی انجانے کا انتظار آگ پر تیل چھڑکنے کے مترادف ہے اسی انتظار کے کرب میں ایک سال کا عرصہ بیت گیا، عائشہ بہن کو اللہ تعالیٰ نے چاند سے بیٹے سے نوازا تھا اس کی ڈلیوری کے ایام قریب تھے تو ماں نے مجھے اس کے ہاں بھیج دیا تا کہ اس کا خیال رکھ سکوں مجھے وہاں دورا دن تھا ان کے گھر کچھ مہمان آئے میرے لیے تو اجنبی تھے لیکن بہنوئی کے قریبی عزیز تھے، دوسرے کمرے میں کافی ہنسے ہنسانے کی آوازیں آ رہی تھیں میں بہن کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کچھ دیر بعد دو عورتیں اندر داخل ہوئیں وہ منے کو دیکھنے آئی تھیں ان میں ایک اڈھیر عمر کی عورت تھی دوسری میری ہم عمر خوبصورت لڑکی تھی، پہلی ہی ملاقات میں میری اس سے دوستی ہو گئی مہجبیں بہت ہنس مکھ اور منہ پھٹ لڑکی تھی، میں اسے دیکھ کر سوچتی اسے کوئی غم نہیں اور ایک میں ہوں کسی کے انتظار میں زندگی برباد کیے بیٹھی ہوں مہ جبین کی دوستی نے مجھے جینے کا سہارا دیا تھا میرے غموں میں کچھ کمی ہوئی تھی اس کی دوستی کی بدولت اک دن مجھے میری منزل مل گئی جس کی میں برسوں سے خواہش مند تھی

ہوائیوں باتوں ہی باتوں میں مہ جبین سے پوچھ بیٹھی کہ بارات والے دن تو مجھے نظر نہیں آئی تھی جو اس نے حقیقت بیان کی میرے طوطے اڑ گئے کہنے لگی کنول صاحبہ ہم اصل میں لاہور رہتے تھے آپ کا بہنوئی میرا کزن ہے رشتے دار ہونے کے علاوہ ان سے ہمارے اچھے خاصے تعلقات ہیں شادی کے دنوں ہم لاہور سے یہاں آئے تھے اور بارات کے ساتھ بھی گئے لیکن تمہارے ساتھ علیک سلیک نہیں تھی اسی لیے ملاقات نہ ہو سکی اور پھر میرے بھائی کو چھٹیاں کم ملی تھی اس لیے واپس جلدی جانا تھا اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیے اسی دن بارات کی واپسی کے دوران ہم لاہور چلے گئے اب مستقل یہاں مقیم ہو گئے ہیں پرسوں ہی ہمارے سبھی گھر والے آئے ہیں اور پہلی فرصت میں ہم عائشہ کو ملنے آ گئے تمہارے بھائی کا کیا نام ہے تم کیوں پوچھ رہی ہوالٹا اس نے مجھ سے سوال کر دیا ویسے ہی نہیں کوئی بات تو ہے جو تم اصرار کر رہی ہو تم نام تو بتاؤ اس کا نام بابر ہے میں جو بے چین سی ہو رہی تھی ایسا محسوس ہوا جسے میرا احسن کا شہزادہ مل گیا ہو اپنے آپ کو معطر معطر محسوس کرنے لگی پھر تو تذکرے شروع ہو گے میں نے اسے کہا مہ جبین اپنے بھائی سے نہیں ملواؤ گی تمہاری امی کو تو میں نے دیکھ لیا تھا ذرا تیرے بھائی کا تو دیدار کرو میں بھی تو دیکھو تمہارا بھائی کیسا ہے جو تم ہر روز اس کے گن گاتی رہتی ہو اگلے دن ملوانے کا وعدہ کر کے مہ جبین اپنے گھر چلی گئی اور میری دنیا میں ہلچل سی مچ گئی شام ہو رہی تھی سبھی گھر والے اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لئے جا چکے تھے لیکن مجھے نیند نہیں آ رہی تھی میں اپنی دنیا میں کھو گئی جہاں میں اور میرا شہزادہ تھا اپنے اجنبی ساتھی کے خواب آنکھوں میں اٹد آئے اس کی ایک ایک ادا مجھے تنگ کر رہی تھی یہ رات میں نے کروٹ پر کروٹ بدل کر گزاری، صبح ہوئی تو ایک عجیب سی میری کیفیت تھی، فضائیں کسی کے آنے کے انتظار میں تھیں میری نظریں بار بار مرکزی درعازے پر جا رکتی، وقت تھا کہ گزرنے کا نام نہیں لے رہا تھا وقعی وقت بڑا بے رحم ہوتا ہے کسی سے کسی کا محبوب چھین لیتا ہے تو کسی کو خوشیوؤں سے نکال کر غموں کی وادیوں میں دھکیل دیتا ہے وقت ہی ہے جو سب سے جیت جاتا ہے۔

آخر انتظار کی گھڑیاں رخصت پذیر ہوئی دوپہر کے وقت مہ جبیں حاضر ہو گئی آتے ہی کہنے لگی لگتا ہے آج کسی کا خاص انتظار ہو رہا ہے جو تمہاری آنکھیں موتی برسا رہی ہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں تم خوش فہمی میں مبتلا مت ہو مجھی میں نے اپنی اصلیت چھپاتے ہوئے جواب دیا بات تو اس کی بھی ٹھیک تھی کسی کی یادوں نے رات بھر سونے نہیں دیا تھا خیر باتوں باتوں میں نے بابر کے بارے میں پوچھا کہنے لگی پگلی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے ابھی آنے والے ہوں گے پرسوں جب امی اور میں آئی تھیں بھیا بھی تو آئے تھے تم اس وقت دیکھ لیتی مجھے تم نے بتایا تھوڑی تھا جو میرے پاس چراغ تھا کہ مجھے علم ہو جاتا کہ مہ جبین کا بھائی تشریف فرما ہے ابھی ہم بابر کی باتوں میں مشغول تھیں کہ دروازے سے کوئی اندر داخل ہوا میری نظریں جوں ہی دروازے کی طرف اٹھی، تو میں نظریں جھکانا بھول سی گئی سامنے میرے خوابوں کا شہزادہ میری زندگی کا مالک میرا ہم سفر جس نے میری نیندیں چرائی تھیں میری خوشیاں چھین کر فرار ہو گیا تھا آج اچانک یوں سامنے آ گیا اس کی نظروں میں جادو تھا چند لمحوں کے لئے میں اپنا کچھ بھول گئی دل کرتا تھا کہ ابھی اس کو گلے لگا لوں اور سارے گلے شکوے مٹا دوں اسے کہتی کہ میں نے تیرا کتنا انتظار کیا ہے مجھے تڑپانے والے کہاں گم ہو گیا تھا میری دنیا میں اندھیرا کر کے خون کے آنسو دے کر خود غفلت کی دنیا میں کھو گئے لیکن وقت کے تقاضے مجھے روک رہے تھے بابر نے ترنم سے آواز سے سلام کیا اس کی شخصیت کی طرح اس کی آواز میں بھی جادو تھا میں تو اس کے سحر میں ڈوبتی چلی گئی وہ ہمارے پاس کتنی دیر بیٹھا کچھ معلوم نہیں جب اس نے اجازت طلب کی تو احساس ہوا کہ میں اکیلی نہیں بہت سے لوگ میرے درمیان بیٹھے ہوئے تھے ان کے باہر جاتے ہی میرا سکون و چین کھو سا گیا بے قراری بڑھ گئی ان کے جانے کے بعد میں بار بار کمرے سے باہر جاتی اور چوری چوری اپنے محبوب کا دیدار کر کے واپس آ جاتی شاہد میری اس کیفیت بابر نے بھی نوٹ کر لی تھی جو بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا میں اندر کمرے میں مہ جبین کے پاس چلی گئی مہ جبین بھی میری بے قراری بھانپ چکی تھی وہ میری راز دار بھی تھی سو اس نے خط لکھنے کو کہا میں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہر کر بابر کے نام ایک خط لکھ خط کے چند الفاظ یوں تھے

مزاج گرامی:

بعد از سلام حسن کے شہزادے پھولوں کے بادشاہ میرے دل کے آقا جب سے آپ کو دیکھا دل ہار بیٹھی ہوں اور آپ ھی کتنے بے رحم ہیں کسی کو اذیت دے کر خوش

ہوتے ہو ایک سال کا عرصہ بیت گیا ہے تیرے دیدار کرنے کو اور تجھے خبر بھی نہیں میری سوچ کے محور میری آنکھوں کی ٹھنڈک روح کا سکوں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر قلم اور کاغذ کا سہارا لے رہی ہوں میں آپ کی محبت میں کھو چکی ہوں مجھے مزید اذیت سے ہمکنار نہ کرنا محبت کا جواب محبت سے دینا میرے دل کا مان رکھنا اور انتظار کی گھڑیوں کا تسلسل ختم کر دو اور مجھے اپنا ساتھی مان لو، میں آپ کی غلامی زندگی بسر کرنا چاہتی ہوں میری لاج رکھنا مجھے مزید مت تڑپانا محبت نامہ کا واپسی جواب ضرور دینا انتظار سے مجھے نفرت ہے امید ہے انتظار کے اذیت ناک لمحے میسر نہیں آئیں گے۔ والسلام

فقط آپ کی دیوانی کنول

خط لکھ کر میں نے فولڈ کیا اور مہ جبین کو دے دیا خط پہنچانا اس کا کام تھا وہ ہمارے رابطے کا واحد پوسٹ مین تھا، اگلی صبح مجھے میرے محبت نامہ کا جواب محبت سے مل گیا میں اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتی ہوئی محسوس کرتی دنیا کے نظارے مجھے جیسے مبارک باد دے رہے تھے ہر طرف خوشبو ہی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اپنا پیار پا کر خود کو دنیا کی خوش نصیب لوگوں میں تصور کرنے لگی دل کا موسم تبدیل ہو چکا تھا خزاں کے بادل جھڑ چکے تھے بہاروں کے خوشبودار پھول کھل اٹھے تھے اداسی والا چہارہ ایک دفعہ پھر کھل اٹھا تھا، چہرے پر رونق سی آ گئی تھی خود کو بنا سنوار کر آئینے کے آگے بیٹھ جاتی، اور اپنی تعریف خود کرنے لگتی اب مجھے فخر تھا کہ مجھے بھی کوئی چاہنے والا ہے کوئی میرے لیے جیتا ہے کوئی میرا انتظار کرتا ہے پھر تو پیار کی برساتیں شروع ہو خزاں رسیدہ ماحول برسات کا سندیس لایا تھا بابر کا پیار پا کر میں کھل کھلا اٹھی مہ جبین بھی بابر کے نام سے چھیڑنے لگی اور ایک دوسرے سے لیٹرز کے ذریعے تبادلے ہوتے رہے ایک دوسرے حال احوال پوچھے گئے محبت چیز ہی ایسی ہے یہ کائنات کتنی بے رنگ سی ہوتی اگر اس میں محبت نہ ہوتی یہ زمین کس قدر بنجر دکھائی دیتی اگر اس پر پیار کے تذکرے نہ ہوتے

آکاش کا سورج نہ چمکتا چاند میں نور نہ ہوتا اگر فلک تک عشق کے تذکرے نہ پھیلے ہوتے انسان تو در کنار پہاڑ دریا سمندر گم صم سے ہوتے اگر ان کی نشانیوں پر وفا کی کہانیاں ثبت نہ ہوتی سر سبز و شاداب وادیاں کہاں ہوتیں؟ یہ چاند، تارے، پھول، شبنم، پر باغوں میں کلیاں کلیوں میں خوشبو کا بسیرا نہ ہوتا، اگر چاہت کے پھول نہ کھلتے، محبت میں زندگی کی آمیزش نہیں بلکہ محبت زندگی ہے ایسی زندگی جس کے بعد موت کا کہیں نام و نشان نہیں بچتا۔ محبت ایک ہلچل کا نام ہے جس میں بے تابیاں تو ہیں مگر ان بے تابیوں میں مزہ بہت ہے اداسیاں تو ہیں مگر اداسیوں میں رونقیں بہت ہیں ذرا سی جدائی تو ہے مگر ان جدائیوں میں تشنگی بہت ہے محبت ایک قافلے کا نام ہے جس میں وقتی دشواریاں تو ہیں مگر سکون کے عجات طویل بہت ہیں ذرا سی رکاوٹیں تو ہیں مگر ان رکاوٹوں کی بندش کچے دھاگے سے کم تر ہے صحراؤں کا سفر تو ہے مگر شوق سفر بھی بہت ہے محبت ایک حقیقت کا نام ہے کہ جس سے نابینا بھی انکار نہیں کر سکتا محبت ایک عبادت کا نام ہے جس میں دو دلوں کی شراکت کے سوا باقی سب شرک تصور کیا جاتا ہے۔

مختصر یوں کہا یک دفعہ جدائی کا موسم ہمارے درمیان دیوار بن گیا مجھے گھر واپس لوٹنا تھا، چھوٹا بھائی مجھے لینے آیا تھا ساتھ میں عائشہ بہن نے بھی جانا تھا اس کی اطلاع میں نے بابر کو کر دی پہلے تو وہ اداس بسا ہو گیا پھر اس نے لکھا کہ جانے والے کو کون روک سکتا ہے اسی میں ہماری بھلائی ہو گی سو اداسیوں کے چہرے لیے میں وہاں سے رخصت ہو گئی، مہ جبین رخصت کے وقت ہمارے پاس تھی اسی نے مجھے بابر کے بارے میں بتایا کہ راستے میں تیرا دیوانہ تیرے دیدار کے لئے کھڑا ہو گا، جب گاؤں سے شہر کی طرف روانہ ہوئے تو ایک کلو میٹر کے فاصلے پر بابر سڑک کنارے گم سم کھڑا تھا شاید مجھے الوداع کرنا چاہتا تھا مجھی کی موجودگی میں اس نے کچھ نہ کہا لیکن آنکھوں کی زبان میں سمجھ چکی تھی ویسے بھی دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ایک دوسرے کو موبائل نمبرز دے چکے تھے تا کہ محبت کے سفر میں رکاوٹ نہ آئے محبت کی گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنا پا کر بہت خوش تھی، محبت میں جدائی نہ ہو تو محبت بے رنگ سی ہو جاتی ہے مضبت میں تڑپ اور بے قراری اس میں اور رنگ بھر دیتی ہے محبوب کو محبوب کا انتظار محبت کی تڑپ میں اضافہ کرتا ہے، ہم بھی ہزروں عہد و پیان کر کے ایک دوسرے کو دوبارہ ملنے کی یقین دہانی کرا کے جدا ہوئے تھے گھر پہنچ کر دوسرے دن مہ جبین کا فون آ گیا کہنے لگی بڑی ناک چڑھی ہے گھر جا کر بھول گئی ہو تمہارے دیوانے کا برا حال ہے اڑا، اڑا سا چہرے تمہارے محبت کی محسوس کرتا نظر آتا ہے، کھانے پینے کا ہوش نہیں ہنسی مذاق ختم ہو گیا ہے ہر وقت اپنے کمرے میں پڑا رہتا ہے مہربانی فرما کر اسے فرن کر کے اپیل کرو کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے جو اتنی بڑی سزا دے رہا ہے آخر ہمارا بھی حق ہے رس پر۔

مہ جبین سے رابطہ منقطع ہوتے ہی میں نے بابر کا نمبر ڈائل کر دیا پہلے تو کافی دا یر بل بجتی رہی دوسری دفعہ ڈائل کرنے اس نے کال ریسو کی مرجھائی ہوئی دور جنگل سے آتی ہوئی آواز نے میرا استقبال کیا۔ اس کی تڑپ ھی میری جان تڑپ اٹھی مجھے ایسا لگا جیسے چند لمحے پہلے میر جان آنسوؤں کے سمندر میں غوطہ زن تھا میرے پوچھنے پر ٹال مٹول کر گیا، اور موضوع تبدیل کر دیا، میں نے اسے اپنے پیار کا واسطہ دیتے ہوئے کہا پلیز کچھ دنوں کی دوریاں ہیں صبر کا دامن پکڑو، گھر والوں کو بے تاب نہ کرو انہیں محبت چاہیے تمہارے سوا ان کا کون ہے جو ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرے، تمہارے اداسی انہیں برباد کر دے گی تمہیں میری محبت کی قسم انہیں پیار دو کسی کو ہ:ری محبت کا علم ہو گیا تو قیامت برپا ہو جائے گی، با:۔ نے مجھ سے وعدہ کیا کہ آئندہ مجھے سے کو شکایت نہیں ہو گی کافی دیر گپ شپ کرنے کے بعد موبائل نے معافی مانگ لی کیونکہ اس کی بینک نے ساتھ چھوڑ دیا تھ محبت کے دیوانوں کے آگے بڑے بڑے سر خم کر دیتے ہیں یہ تو موبائل تھا جو لوگوں کے اشاروں پر ناچتا ہے خط و کتابت کا سلسلہ منقطع تھا موبائل سے دلبر دلبر کی ترنم سے آواز کے

ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی ہو جاتی ہم نے ساتھ جینے مرنے کے ہزاروں عہد و پیاں کیے زمانے کے ستموں سے مقابلہ کرنے کے پلان ہوتے رہے بے رحم دنیا کے تیروں کا سامنا لوہے کی دیوار بن کر کریں گے جئے گے اکھٹے مریں گے بھی تو اکٹھے گھنٹوں موبائل پر باتیں ہوتی رہتی جب کبھی نی ورک والے تنگ آتے تو سگنل غائب کر دیتے اسی طرح ہمارا رابطہ منقطع ہو جاتا محبت کے دو دیوانے محبت کے دریا میں کو ڈیڑے تھے محبت کی گاڑی منزل کی طرف محو سفر تھی

کبھی کبھار بابر ہمارے گھر آ جاتا اور ترسی آنکھوں کی پیاس بجھ جاتی گھر والوں سے کافی تعلقات ہو چکے تھے جس دن بابر ہمارے گھر آتا ہماری عید ہو جاتی موسم میں تازگی آ جاتی بابر کا گھر آنا جانا میرے لیے باعث مسرت تھا، خوشیاں میرے آس پاس بکھری پڑی تھیں ایک دوسرے کا دیدار ہو جاتا ایک دن عائشہ بہن کا پیغام لے کر بابر ہمارے گھر آیا گھر میں امی جان اور میرے علاہ کوئی بھی موجود نہ تھا رسمی سلام دعا کے بعد بابر سو گیا امی نے کہا گھر میں کچھ بھی نہیں ہے تیرے بھائی بھی کام پر گئے ہوئے ہیں بازار سے کچھ منگوا لیتے بابر کیا کہے گا چاہے پانی نہیں پوچھا میں نے امی کو کہا امی جان میں جاؤں کہنے لگی نہیں بیٹی بیٹیاں گھر سے باہر نہیں نکلتی امنے کی نظر میں بہت بری ہیں باہر سوار رہا ہے تم کڑھائی سلائی کرو میں جا کر لے آتی ہوں امی نے رقم سنبھالی اور بازار چلی گئی امی کا دروازہ کراس کانا تھا کہ بابر اچانک اٹھ بیٹھا جسے اسے معلوم تھا کہ ایسا ہو گا میں بابر کی اس حرکت سے خوف زدہ ہو گئی بابر کسی نے دیکھ لیا تو قیامت آ جائے گی ہمارا جینے پر پابندی لگ جائے گی گھبراؤ نہیں میں نے تم سے باتیں کرنے کے لئے یہ سب ڈرامہ کیا تھا کتنے دن ہو گئے ملاقات کیے ہوئے کان ترس گئے تھے ہماری باتیں سننے کو ہم نے خوب پیار بھری باتیں کرتے رہے ایک دوسرے گلے شکوے بھی کیے آگے کے پلان بھی ہوتے رہے ایک ساتھ جینے مرنے کے صوبے بنتے رہے اتنے میں باہر کا

دروازہ کھلا ہمیں معلوم ہو گیا کہ گھر میں کوئی داخل ہوا ہے باہر فوراً کپڑا تان کر سو گیا مین اپنے کام میں مصروف ہو گئی چند لمحوں میں امی جان فردت اور دوسرے لوازمات لیے اندر داخل ہوئی بابر ابھی تک سو رہا ہے جی امی لگتا کافی تھکا ہوا تھا چلو یہ لو فروٹ بنالو میں نے فروٹ لے کر تیار کرنے شروع کر دیئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی بابر نیند سے بیدار ہو گیا جو منصوعی نیند سو رہا تھا امی اسے کہنے لگی لگتا ہے بابر تھکے ہوئے تھے جو آتے ہی سو گئے جی ہاں امی جان چلو کوئی بات نہیں تمہارا اپنا گھر ہے چلو اب فریش ہو جاؤ بابر فریش ہو کر آ گیا میں نے فروٹ پیش کیے پھر ادھر ادھر کی باتیں شروع ہو گئیں امی نے گھر والوں اور بہن اور بہنوئی کے بارے میں پوچھا تھوڑی دیر گزرنے کے بعد باہر جانے کے کھڑا ہو گیا میں نے اشاروں سے بیٹھنے کا کہا میں نے اس کے لئے گفٹ لے رکھا تھا ایک شاپر میں رکھ کر کپڑوں کے بہانے بابر کے ہاتھ تھما دیئے اور ساتھ تاکید کی جاتے ہی مہہ جبین کو دے دینا امی کو معلوم تھا کہ مہ جبین اس کی گہری دوست ہے اسی لیے دے رہی ہے کوئی بات نہ ہوئی پھر بابر رخصت لے کر روانہ ہو گیا جاتے ہوئے امی نے عائشہ بہن کے لئے کچھ سامان وغیرہ دیا اپنی یادوں کے دیپ جلا کر باہر چلا گیا اور میں اس کے خیالوں میں کھو گئی۔

محبت کا سفر یونہی چلتا رہا وقت کا گھوڑا بھاگتا رہا اور تین سال کا عرصہ بیت گیا عائشہ بہن کے ہاں کیوٹ سی بیٹی نے جنم لیا تھا میں کئی دفعہ گاؤں جا چکی تھی بہن سے ملنے کے بہانے مہ جبین اور بابر سے ملاقات ہو جاتی بابر ایجوکیشن مکمل کرنے کے بعد جاب کرنے لگا تھا میں سہانے سپنے سجاتی رہی اس دوران مہ جبین ہم کو روتا ہو اا کیلا چھوڑ کر اس دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر گئی۔ ہوا یوں کہ بابر کی امی اور مہ جبین رشتے داروں کو ملنے جا رہی تھیں راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ مہ جبین ہسپتال لے جاتے ہوئے دم توڑ گئی اور جبکہ بابر کی امی موقع پر ہی خالق حقیقی سے جا ملی، بابر کے گھر قیامت کا سماں تھا دونوں کی نماز جنازہ اکٹھی ادا کی گئی بابر کی جنت روٹھ گئی تھیں پیار کرنے

والی بہن نے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ماں بہن کی موت نے بابر کو زندہ لاش بنا دیا خدا تعالیٰ اور میرے سوا اسے سہارا دینے والا کوئی بھی نہ تھا باپ تو بچپن میں فوت ہو چکا تھا۔

کہتے ہیں وقت سب سے بڑا مرہم ہوتا ہے وقت گزرتا گیا بابر کے غموں میں کمی وقعی ہوتی گئی میں نے بابر کو تسلیاں دی تھیں بابر جانے والے لوٹ کر نہیں آتے صبر کرو۔ مرنے والوں کے ساتھ کوئی مر تو نہیں سکتا میرا ساتھ اسے ان غموں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا تھا بابر کہتا تھا کنول تو میری زندگی میں نہ ہوتی تو میں بھی اس دنیا سے جا چکا ہوتا، میں اس کے منہ پر ہاتھ دیتی خدا نہ کرے ایسا وقت بھی آئے مایوسی والی باتیں نہیں کرتے ابھی ان صدمات سے نکل نہیں پاتے تھے ظالم زمانے نے پیار کے ساتھ ظلم کرنا شروع کر دیا زندگی کی ریل گاڑی پہاڑوں سمندروں کو کراس کرتی ہوئی منزل کی طرف گامزن تھی کہ ہمارے پیار کو کسی بدنظر کی نظر لگ گئی زندگی ہمیں ریگستان میں لا کر کھڑا کیا۔

قیامت سے پہلے قیامت ٹوٹ پڑی، ہماری رز روز کی ملاقوں کی خبر امی اور بھائیوں کو مل چکی تھی پھر کیا تھا بابر کا آنا جانا بند ہو گیا مجھ پر پابندیاں لگ گئی موبائل مجھ سے چھین لیا گیا ایک وہی واحد سہارا تھا اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھی زندگی دکھوں کی وادیوں میں جا ٹھہری، بھائی مجھے کھانے جانے والی نظروں سے دیکھتے تھے ان کی نظروں میں میں مجرم تھی خوشیوؤں سے اچانک خزاں آ پڑی کہتے ہیں محبت میں جدائی نہ ہو تو محبت مزہ نہیں دیتی بات یہاں ختم نہیں ہوئی چھوٹے بھائی مجھے جان سے ختم کرنے کی سوچ لی دوسرے کمرے میں بیٹھے بھائی آپس میں پلان بنا رہے تھے میں دروازے کی اوٹ کھڑی سن رہی تھی ان کی آواز مجھ تک صاف آ رہی تھی چھوٹا بھائی کہنے لگا میں بازار سے بجلی کی تاریں لے کر آتا ہوں اور کنول کو کرنٹ لگا کر موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں اس نے ہماری عزت خاک میں ملا دی ہے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا برادری میں ہماری ناک کٹ گئی ہے لوگوں کو کہیں گے کہ استری کر رہی تھی کہ اچانک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنٹ لگ گیا مجھے بھائیوں سے یہ امید نہ تھی میں نے پیار کیا تھا کوئی گناہ نہیں میں یہ بھول گئی تھی کہ زمانہ ازل سے پیار کرنے والوں کا دشمن رہا ہے پیار کرنے والوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے گئے انہیں اذیتیں دی گئی لیکن انہوں پھر بھی پیار کا دامن نہ چھوڑا اپنے پیار کو امر کر گئے۔ اس سے پہلے کہ بھائی مجھے موت کے حوالے کر دیتے میں نے فیصلہ کر لیا تھا ایسا فیصلہ جس پر دنیا والے لعنت بھیجتے ہیں لیکن انہیں کیا پتہ کہ جان بچانے کے لئے ہر کام جائز ہے، میں نے اپنے قدم گھر کی دہلیز سے باہر رکھنے کی ٹھان لی، مجھے کمرے میں بند کر کے باہر سے لاک کر دیا گیا تھا ماں نے مداخلت کی تو اسے بھی جان سے مارنے کی دھمکی دے دی خون سفید ہو چکا تھا میں نے آخری لمحے نا امید کی بجائے اپنے حوصلے بلند کیے اور چارپائی کھڑی کر کے چھت پر جا پہنچی، چھت سے ایک اینٹ نکلنے کی دیر تھی راستہ بنتا گیا اور میں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئی زندگی انسان کو کتنی پیاری ہوتی ہے انسان مرنا کیوں نہیں چاہتا اب سوچتی ہوں اس وقت راہ فرار اختیار نہ کوئی آج زندگی کے یہ دن نہ دیکھنے پڑتے زندگی مجھے اتنے دھوکے فریب بھی دے گی کبھی خوابوں میں بھی ہیں سوچا تھا بحر حال میں وہاں سے نکل کر گلیوں سے ہوتی ہوتی اپنی سہیلی کے گھر جا پہنچی، اس نے میرے اترے ہوئے چہرے کی وجہ پوچھی تو میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا اس نے مجھے پناہ دی بلکہ میرا ساتھ دیا شام کے سائے ڈھلنے لگے تھے رات کی تاریکی دن کی روشنی پر حاوی ہو چکی تھی ساری صورت حال سے نمٹنے کے لئے میں نے سہیلی کے نمبر سے بابر کو اطلاع کر دی تھی جو کہ کام کے سلسلے میں دوسرے شہر گیا ہوا تھا اس نے مجھے حوصلہ رکھنے کو کہا اور یہ کہتے ہوئے کہ میں دوبارہ فون کرتا ہوں کال منقطع کر دی اس وقت میرا واحد سہارا بابر ہی تھا کیونکہ میں نے جو قدم اٹھایا تھا اس میں صرف اور صرف کانٹے ہی کانٹے تھے سبھی رشتے داروں کو چھوڑ کر میں نے صرف ایک انسان کو چنا تھا جو میری زندگی کا محافظ تھا رات گئے میرے بھائی میری سہیلی کے گھر پہنچ گئے اور اس سے میرے بارے میں پوچھا میں ڈر کے مارے سہمی ہوئی تھی میرے سانس آنے بند ہو گئے تھے نجانے اب کیا ہو گا انہوں نے میرے بارے پوچھا لیکن میری سہیلی نے قربانی دیتے ہوئے کہا کہ یہاں تو نہیں آئی اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا خیر تو ہے ہم نے کافی انتظار کیا نجانے کدھر چلی گئی ہے خدانخواستہ کہیں ایکسیڈنٹ نہ ہو گیا ہو۔ امی گھر میں بہت پریشان ہے اس نے ہمیں جہاں بھیجا ہے یہاں تو نہیں آئی اگر آئی تو اطلاع کر دوں گی میری سہیلی نے جواب دیا انہوں نے میرے فرار ہونے کو اور رنگ دینا چاہا تھا آپ جا کر امی کو تسلی دو خدا خیر کرے گا میرے پاس آئی تو گھر آ جائے گی بھائی مایوس ہو کر واپس لوٹ گئے ان کے جانے کے بعد میری سانسیں بحال ہوئیں میں نے خدا کا شکر ادا کیا اتنے میں بابر کا فون آ گیا بابر نے کہا اپنا ایڈریس دو تم اس وقت کہاں ہو میرے ساتھی تمہیں وہاں سے لے کر محفوظ مقام پر لے جائیں گے میں راستے میں ہوں تھوڑی دیر ہو جائے گی تم وقت ضائع مت کرنا اور ان کے ساتھ چلی جانا تم فکر مت کرو پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں سبھی میرے اعتبار والے ساتھی ہیں تمہیں کچھ نہیں ہو گا میرے سوال پر بابر نے جواب دیا میرے حواس اڑ گئے ہر طرف موت ہی موت نظر آ رہی تھی کیا کروں کدھر جاؤں آگے موت پیچھے موت، میرا دماغ ماؤف ہو گیا ایک خیال آیا کہ خودکشی کر لوں پھر خدا کے فیصلے پر خود کو چھوڑ دیا رات کے بارہ بجے دروازے پر دستک ہوئی ہم ڈر گئیں کہتے ہیں سانپ کا ڈارا رسی سے بھی ڈرتا ہے ہمارے پسینے چھوٹ گئے ناچاہتے ہوئے بھی میری سہیلی نے اندر سے جواب دیا کون تو جواب ملا بابر نے بھیجا ہے کنول یہاں ہے اسے لینے آئے ہیں میری سہیلی نے دروازہ کھول دیا وہ چار آدمی تھے ان میں ایک عورت بھی تھی اس نے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور بولی تم فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا میں ڈرتے ڈرتے ان کے ساتھ روانہ ہو گئی میری سہیلی ن حوصلہ دیتے ہوئے کہا فکر کرنے کی

ضرورت نہیں کوئی مسئلہ ہو تو مجھے کال کر دینا میں خود سنبھال لوں گی اس نے اپنا موبائل میرے حوالے کر دیا ہے یہ کیا ہے کنول رکھ لو تمہارے کام آئے گا میرے پاس دوسرا سیٹ موجود ہے تم پریشان مت ہو خدا بہتر کرے گا وقت ضائع مت کرو کہیں تمہارے بھائی دوبارہ نہ آ جائیں جلدی کرو نا چاہتے ہوئے بھی میں نے سہیلی سے اجازت طلب کی اور ان لوگوں کے ہمراہ روانہ ہو گئی میری سوچیں مجھے جینے نہیں دے رہی تھیں کہیں یہ لوگ مجھے دھوکہ نہ دیں یہاں سے لے جا کر آگے فروخت نہ کر دیں کہیں گڑبڑ نہ ہو جائے خیر خیالات کچھنگ جاری تھی ان لوگوں میں ایک عورت شامل تھی جو مجھے تسلیاں دے رہی تھی تھوڑی مسافت کے بعد ہم ایک عمارت میں داخل ہو گئے مجھے علیحدہ کمرے دے دیا گیا وہ عورت میرے لیے کھانا لے آئی اور کہا بیٹی کنول تم ہماری امانت ہو بابر ہمارا ہی بیٹا ہے جب وہ آ جائے گا تمہیں لے جائے گا اس وقت تک تم ہماری پناہ میں ہو تم ہماری مہمان ہو تمہیں کچھ نہیں ہو گا جی شکریہ میں نے جواب دیا بابر آتا ہی ہو گا اس عورت نے کہا مجھے الوداع کہہ کر عورت چلی گئی اور مجھے کہہ کہ تم سو جاؤ رات کافی ہو گئی ہے نیند نے کہاں آنا تھا وسوسوں کی جنگ جاری تھی رات کے پچھلے پہر آنکھ لگ گئی جب آنکھ کھلی تو صبح کی روشنی پھیل چکی تھی یہ رات میری زندگی کی اذیت ناک رات تھی کتنی بے قراری تھی کس بے چینی میں یہ وقت گزرا مجھے علم ہے صبح جب میں کمرے سے باہر آئی بابر صحن میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا میں دیوانگی کے عالم میں اسے جا کر لپٹ گئی آنسوؤں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا کتنی دیر آنسوؤں کی بارش ہوتی رہی جب تھوڑا غبار ہلکا ہوا تو بابر نے کہا یہ حالت بنائی ہوئی ہے تمہاری آنکھیں انگارے برسا رہی ہیں بال بکھرے ہوئے تھے بابر خوف نے میری آدھی زندگی چھین لی ہے تمہیں سامنے پا کر میری جان میں جان آ گئی ہے اب مجھے موت بھی آ جائے تو کوئی پرواہ نہیں میں تمہاری بانہوں میں مرنا چاہتی ہوں کاش میری یہ خواہش پوری ہو جائے مایوسی نہیں کرتے تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا کیا بنے گا تمہارے بغیر کیا میں زندہ رہ سکوں گا تمہاری طرح میرا بھی اس دنیا میں کوئی نہیں رہا فرق صرف اتنا ہے میرے اپنے مجھ سے بچھڑ کر ابدی نیند سو رہے ہیں اور تیرے اپنوں نے تمہاری زندگی میں زہر گھول دیا ہے تم فکر مت کرو میرے ہوتے ہوئے تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ بابر مجھے تسلیاں دیتا رہا اور میں اس کے کندھوں پر سر رکھ کر روتی رہی بابر نے مجھے جینے کا حوصلہ دیا ناشتہ کرنے کے بعد ہم نے کورٹ کی طرف رجوع کیا اس سلسلے میں بابر پہلے سے ہی انتظام کر چکا تھا جاتے ہی ہمارا نکاح ہو گیا اور ہم ایک دوسرے کے ہمسفر بن گئے یہ کیسی شادی تھی جس میں نہ کوئی رشتہ دار ماں باپ سہیلیاں کوئی بھی تو نہ تھا نہ ڈھول کی تال پر رقص کرنے والے نوجوان نہ گیت گاتی لڑکیاں۔ کوئی بھی ہنگامہ نہ تھا خاموشی سے میں بابر کے بندھن میں بندھ گئی چند لوگوں کی موجودگی میں ہمارا نکاح پڑھایا گیا اور ہم ایک نئی زندگی کی طرف گامزن ہو گئے جہاں خوشی کے لڈو پھوٹ رہے تھے وہاں غم کی شہنائیاں بج رہی تھیں ماں باپ کی جدائی کرب میں مبتلا کر رہی تھی ماں کیسی ہو گی بار بار ماں کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا آنسوؤں کی ندیاں بہتی چلی گئیں میں سارے غم والم بھول کر اس بات پر خوش تھی کہ میں نے ایک چاہنے والے کو حاصل کر لیا تھا کیا ہوا اگر ماں باپ کے سائے میسر نہیں آئے بھائیوں کا پیار نہیں ملا کورٹ سے نکلتے ہی ہم بابر کے دوست کے ہاں مہمان جا ٹھہرے بابر مجھے اپنے گھر اس لیے نہیں لے جانا چاہتا تھا کہ کہیں میرے گھر والے وہاں نہ پہنچ جائیں اور مجھے نقصان نہ پہنچا دیں ویسے بھی میرے گھر سے فرار ہونے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی تھی بابر پر شک کیا جا رہا تھا لیکن بابر اپنی چالاکی اور ہوشیاری سے سبھی کو مات دے رہا تھا حالانکہ میری بہن عائشہ کو بھی خبر نہ ہونے دی۔

ادھر بابر کا دوست بے وفا نکلا ان کے ذہن پر شیطانیت طاری تھی بابر کی غیر موجودگی میں مجھے بے آبرو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنا چاہتا تھا میری عزت سے منہ کالا کرنا چاہتا تھا آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا والی بات تھی ایک مصیبت سے آزاد ہوئی تو دوسری مصیبت میرا استقبال کرنے کو تھی بابر ڈیوٹی پر تھا بابر کے دوست کے شیطانی ارادے میں بھانپ گئی تھی اس نے شراب منگوائی ہوئی تھی اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ گپ شپ میں مشغول تھا ان کی آوازیں میرے کانوں تک صاف آ رہی تھیں یہی وجہ تھی میں اپنی عزت بچانے میں کامیاب ہو گئی اپنی عزت خاک آلودہ ہونے سے بچا پائی تھی میں نے وہاں سے خاموشی کے ساتھ پچھلی طرف سے فرار ہو گئی باہر نکلتے ہی میں نے بابر کو فون کر دیا وہ جیسے آگ بگولہ ہو گیا میں ایک اجڑی بے سہارا لڑکی کی طرح سڑکوں کی خاک چھان رہی تھی میرے ایڈریس بتانے پر تھوڑی دیر کے بعد بابر وہاں آن پہنچا۔

ادھر میرے بھائیوں نے بابر کے گھر پر دھاوا بول دیا یہ تو رب تعالیٰ کا شکر ہے کہ بابر اس وقت وہاں موجود نہیں تھا بابر کو نہ پا کر سبھی نا امید واپس لوٹ گئے ادھر بابر نے مکان فروخت کر دیا اور مین روڈ کے قریب ہم نے نیا مکان خرید لیا اور ہم مستقل طور پر مقیم ہو گئے دنیا کی رونقوں سے بے خبر ہم اپنی زندگی گزار رہے تھے کسی کو کچھ نہیں معلوم تھا کہ ہم کہاں ہیں زندگی کا سفر محو پرواز رہا ہماری شادی کو ڈیڑھ سال کا عرصہ بیت گیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے چاند سا بیٹا عطا کیا بیٹے کی پیدائش پر بابر بہت خوش تھا ہماری خوشیوں میں اضافہ ہو گیا تھا بہاریں لوٹ آئی تھیں ایک زبردست محفل کا اہتمام کیا گیا بابر کے قریبی دوست شریک تھے خوشیوں کی محفلیں تھیں میں بہت خوش تھی میرے آنگن میں روٹھی ہوئی رونقیں لوٹ چکی تھیں بابر نے مجھے کبھی تنہا محسوس نہ ہونے دیا صبح سویرے ہنستا مسکراتا جاتا اور شام کو خوشیوں سے واپس لوٹ آتا کبھی بھی شام کو خالی نہیں لوٹتے تھے کچھ نہ کچھ ان کے ہاتھ میں ضرور ہوتا میں بڑی خوش تھی اپنے کسی رشتے دار کو شامل محفل نہ پا کر بھی خوش تھی مجھے بابر کی خوشیاں عزیز تھیں بابر کے جن دوستوں نے مجھ پر قیامت برپا کرنے کی سوچی تھی خدا نے انہیں خوب سزا دی تھی اسی خوشیوں کے جھرمٹ میں رہتے ہوئے تین سال کا عرصہ پر لگا کر بیت گیا۔

اچانک نجانے کس بدبخت کی نظر کھا گئی میرے خوشیوں بھرے آنگن میں غموں نے ڈیرے ڈال لیے میری دنیا لٹ گئی میں تن تنہا رہ گئی اس سے آکاش تلے کوئی میرا ہمنوا نہ رہا ہوا یوں کہ ایک صبح حسب معمول بابر کام پر گیا اور واپس زندہ نہ لوٹ سکا مجھے اس بات کا غم بار بار ستاتا ہے اس دن بابر کام پر نہیں جانا چاہتا تھا لیکن میرے بے حد اصرار پر چلا گیا اور واپس اس کی سفید کپڑوں میں لپٹی لاش آئی مجھے علم ہوتا تو کبھی بھی بابر کو جانے نہ دیتی میرا سہاگ مجھ سے چھین لیا گیا تھا بابر کی لاش کفن میں لپٹی دیکھ کر میرے پاؤں سے زمین نکل گئی مجھے کچھ ہوش نہ رہا جب ہوش آیا تو بابر کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی تھی بابر کا آخری دیدار میں نے کیا اور پھر چند لوگوں کے سہارا بابر کو منوں مٹی تلے دفن کر دیا گیا میں آج بھی بابر کی مجرم تصور کرتی ہوں کاش اس دن بابر کی بات مان لیتی بابر آج میرے سامنے ہوتے لیکن ہوتا وہی ہے جو رب کو منظور ہوتا ہے اس کے کاموں میں انسان دخل اندازی نہیں کر سکتا اس دن سے لیکر آج تک بابر کی یادیں میرے ساتھ ہیں بابر کی پیار کی نشانی کو سینے سے لگائے ہوئے ہوں جب اس کی یاد حد سے زیادہ ستاتی ہے تو اپنے بیٹے کو چوم لیتی ہوں بیٹے کو بابر کی طرح ہنستا مسکراتا مجھے بہت اچھا لگتا ہے اب میری دنیا صرف اور صرف ذیشان ہی ہے یہ سارا قصہ بیان کرتے ہوئے کنول کی آنکھیں چھم چھم برس رہی تھیں معصوم ذیشان کہہ رہا تھا امی کیوں رو رہی ہو چپ ہو جاؤ ورنہ میں بھی پاپا کے پاس چلا جاؤں گا ذیشان کا عجیب باتیں سن کر کنول کو چپ کے قفل لگ گئے کنول نے ذیشان کو سینے سے لگا لیا اور دیوانگی کے عالم میں چومتی رہی میرے آنکھیں بھی برس پڑی کافی دیر کے بعد کنول نے اپنے آپ کو سنبھالا اور مجھ سے دوبارہ گو ہوئی بھائی جان اس دن سے لیکر آج تک کسی نے میری خبر نہیں لی۔ لیتے بھی کیسے ہم نے کوئی براغ ہی نہیں چھوڑا تھا اب میں ہوں اور میرے ساتھ

اب زندگی کے دن بسر ہو رہے ہیں اب اس دن لیکر آج تک ذیشان کو سینے سے لگائے زندگی کے بقایا دنوں کا انتظار ہے نجانے کس دن بابر سے جا ملوں گی اور جدائیوں کا موسم ختم ہو گا بس بابر کو ملنا چاہتی ہوں اور وہاں تو ہمیں کوئی جدا نہیں کر سکے گا یہ کہتی ہوئی کنول بے اختیار رو دی ماحول میں ایک دفعہ پھر اداسی چھا گئی۔

بارش تھم چکی تھی زمین جو کافی عرصے سے پیاس سے نڈھال تھی اس کی جان میں جان آ گئی تھی درختوں نے خوشحالی کی سند دے دی تھی ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے اجازت طلب کی میرے دل پر غموں کی بارش شروع تھی جو مجھے اندر ہی اندر کھا رہی تھی جاتے ہوئے کنول مجھ سے مخاطب ہوئی مجید بھائی کافی عرصے سے اس ویران اجڑے گھر میں کوئی نہیں آیا آج میرا بھائی آیا تو مجھے بابر کی یادیں ستانے لگی ہیں ایک بھائی کے ملنے کی خوشی مناؤں یا بابر کی جدائی کے آنسو بہاؤں میں نے اسے حوصلہ دیا کنول تسلی رکھو اب تمہارا بھائی ہے ناں تمہیں رونے نہیں دے گا رب تعالیٰ جو کرتا ہے اس میں بھلائی ہے اس کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا وہ وحدہ لاشریک ہے ہمارے حق میں جو بہتر ہوتا ہے وہی عطا کرتا ہے کسی کو زندہ کریں یا کسی کو موت دے دے اپنے رب سے رابطہ قائم رکھو زندگی آسان ہو جائے گی میں دعائیں دیتا وہاں سے روانہ ہوا کئی دنوں کے بعد میں کنول کے ہاں گیا اور ہم ذیشان کو لے کر بابر کے آخری گھر گئے جہاں وہ ابدی نیند سو رہا تھا ہم نے فاتحہ خوانی کی تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد واپسی کی راہ لی کچھ سکون سا محسوس ہونے لگا میں نے ذیشان اور کنول کو گھر چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا اب کبھی کبھی کنول بہن کے ہاں چکر لگا لیتا ہوں دل کو کچھ سکون مل جاتا ہے اور کنول بھی خوش ہو جاتی ہے۔

قارئین یہ تھی کنول کی داستان جو میں نے آپ کی دوستوں کی نذر کی کبھی کبھی زندگی انسان کو بڑے کٹھن راستوں پر گامزن کر دیتی ہے جیتا وہی ہے جو ہمت اور جرات سے مقابلہ کرتا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بابر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور کنول کو بقایا زندگی مسرتوں کے جھرمٹ میں گزارنے کی توفیق عطا کریں۔ امید ہے میری کاوش آپ لوگوں کو پسند آئے گی اپنی تنقیدی اور تعریفی آراء سے ضرور نوازنا زندگی نے وفا کی تو جلد کسی اور موضوع پر داستان لے کر حاضر خدمت ہوں گا اسی وقت تک اجازت طلب ہوں اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر اور جواب عرض کو ترقیوں کی مزید منزلیں عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁

تنہائی

بکھرتی ریت پر کس نقش کو آباد رکھے گا
وہ مجھ کو یاد رکھے بھی تو کتنا یاد رکھے گا
اس نے نہ بنیاد رکھی ہے ابھی دل میں محبت کی
مگر یہ پتھر وہ سینے پر میرے آباد رکھے گا
پلٹ کر تجھے نہیں دیکھنا تیری یہ بے رخی ہم نے ضیافت
بھلا دیں گے تجھے ایسا کہ تو بھی یاد رکھے گا
(ضیافت علی، آزاد کشمیر)

غزل

جانے لگے تیرے شہر سے تو تجھے الوداع بھی نہ کہہ سکے
تیری سادگی اتنی حسین تھی کہ تجھے بیوفا بھی نہ کہہ سکے
تیرے ساتھ جو گزرے پل وہ کتنے خوبصورت تھے
تیرے دیئے ہوئے درد کی وجہ سے تجھے دلربا بھی نہ کہہ سکا
میرا دل تیری یاد میں خون کے آنسو روتا رہا
مگر تم اتنے معصوم تھے کہ ہم تجھے کوئی سزا بھی نہ کہہ سکے
تو ہماری زندگی کا سکون تھا قرار تھا
ہمیں معاف کرنا تجھے ہم شفا بھی نہ کہہ سکے
(رئیس ارشد، شہر خان بیلہ)

اشعار

اور تو کچھ نہیں چاہیے مجھے تجھ سے اے زندگی
بس وہ اک شخص لوٹا دے جو مجھے تجھ سے بھی پیارا ہے
چلے جائیں عنقریب تجھے تیرے حال پر چھوڑ کر دوست
قدر کیا ہوتی ہے یہ تجھے وقت سکھا دے گا
(مہر النساء، وہاڑی گرین ٹاؤن)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

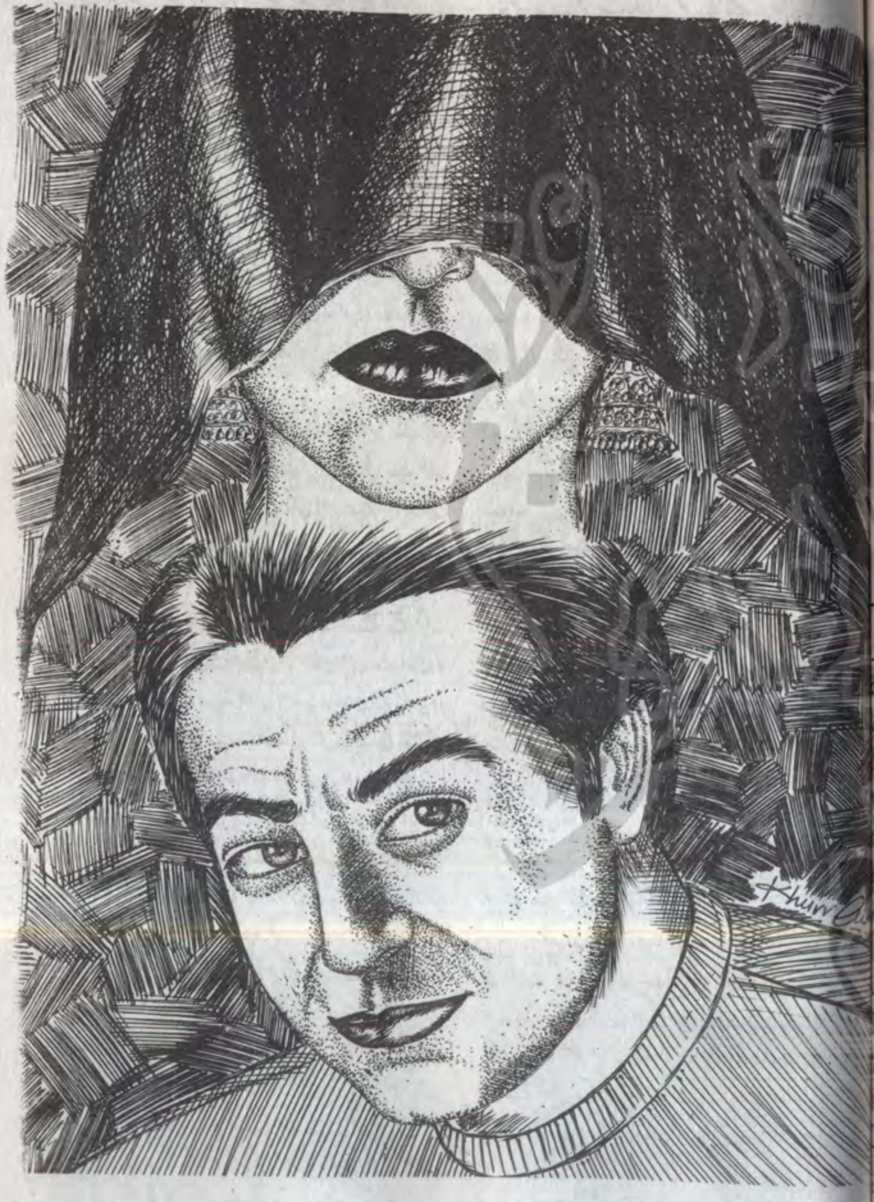

"بے گناہ لڑکی"

☑ ......تحریر: امداد علی عرف ندیم عباس تنہا، میر پور خاص

عامر کے ھاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں زھر تھا عامر یہ بوتل شھر سے لے کر آیا تھا اس نے کنول سے آخری بار کھا کہ کنول مجھ سے شادی کرو گی یا نھیں کنول نے کھا عامر تم میرے بھائی ھو اور قیامت تک میں تمھاری بھن ھی رھوں گی میں تم سے شادی نھیں کروں گی مجھے تم سے نفرت ھے عامر چلے جائو ورنہ میں ابو کو آواز دوں تو عامر نیزور سے ھنستے ھوئے کھا کہ وہ دونوں گھر پر نھیں ھیں میں نے خود ان کوزمینوں پر دیکھا ھے 5منٹ پھلے ھی میں بھی ان کو دیکھ کر آیا ھوں کنول تم اگر میری نہ بن سکتی تو کسی کی بھی نھیں ھونے دوں گا اور عامر نے کنول کو اس کے کمرے میں ھی بند کر کے اس کو زھر دے دیا کنول تڑپتی رھی اور عامر اس کو تڑپتا دیکھ کر خوش ھونے لگا اور زور سے ھنسنے لگا کنول جب زمین پر بے ھوش ھو گئی تو عامر نے دیوار کراس کی اور بھاگ گیا

(ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

محبت کی رنگین دنیا میں قدم رکھتے ہی اس کو موت نے اپنی آغوش میں لے لیا محبت کرنے کی اور کسی پر اعتبار کرنے کی اتنی بڑی سزا ملی بے گناہ ہونے کے باوجود بھی اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا ایک ایسی آپ بیتی جو ہمارے ہی ماحول میں جنم لینے والی کہانی اپنے اردگرد میں اگر ہم غور کریں تو یہ ہمیں اپنی ہی کہانی محسوس ہو گی۔ اب کنول اور عامر کی داستان محبت اسی کی دوست ماریہ کی زبانی سنئے

کنول کی فیملی میں 2 بھائی اور ایک بہن اور اس کے امی ابو تھے کنول اپنی فیملی میں سب سے بڑی اور لاڈلی تھی کنول اور عامر کا رشتہ بہت ہی قریبی تھا دونوں کزن تھے کنول نے 6th کلاس تک تعلیم حاصل کی عامر کنول کا کنزل ہونے کے ساتھ مدد علی کا بہت ہی پیارا دوست بھی تھا کنول کی منگنی بچپن میں ہی اس کے خالہ زاد سے ہوئی تھی جو کہ بچپن سے کنول کا دیوانہ تھا اس کا نام عباس شاہ تھا۔

سید فیملی سے تعلق رکھنے والی کنول اپنے
عباس شاہ کو پسند کرتی تھی ایک دوسرے کے گھر آ
بھی تھا مدد علی کنول کا اکلوتا اور گرم مزاج کا مالک تھا
اور عامر کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا
نے کنول کو کئی بار کہا کہ وہ اس سے بہت پیار کرتا
کنول اس کی عزت کرتی تھی ایک تو وہ اس کا کزن
دوسرا عمر میں بھی کنول سے 4 سال بڑا تھا اور بچپن
دونوں بہت زیادہ پیار کرتے تھے عباس اور کنول
زندگی وقت کے ساتھ چلتے چلتے اچانک ہی بدل گئی
ان کے درمیان عامر آیا عامر نے کنول کی زندگی میں
رکھتے ہی دونو کی زندگیاں ہی برباد کر دیں عامر اور
دونوں بہت ہی اچھے دوست تھے ایکدن مدد علی کسی
سے ڈیرہ غازی خان گیا تو عامر ان کے گھر گیا کنول
ابو ایک بہت ہی امیر اور بہت بڑے زمیندار تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹائم وہ گھر سے باہر رہتے تھے وہ مصروف رہنے کی وجہ سے اکثر گھر سے باہر ہی رہتے تھے کنول چھوٹی بہن کی شازیہ اور چھوٹا بھائی قربان علی اسکول گئے ہوئے تھے گھر میں کنول کو تنہا دیکھا تو عامر نے کنول سے کہا کہ کنول مجھے تم سے محبت ہے میں کافی عرصے سے کوشش کر رہا تھا کہ تم مجھے اکیلی ملو تو اپنے پیار کا اظہار کروں اور آج مجھے موقع مل ہی گیا ہے آئی لو یو کنول۔

اس نے کنول کو اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے معصوم کنول کو اپنی مکاری سی چال میں پھنسا لیا کنول جو صرف 17 سال کی معصوم سی سیدھی سی لڑکی تھی عامر کی مکاری کے جال میں آ گئی عامر کی نظر اس کے ابو کی زمین اور جائیداد پر تھی کنول جب عامر کے جال میں پھنس گئی تو اس نے اپنے منگیتر کی بچپن کی محبت کو بھی نظر انداز کر دیا کہتے ہیں کہ عشق اندھا ہوتا ہے اور عامر نے اپنی مکاری سے کنول کو مکمل طور پر اپنی محبت کے جال میں اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور کنول جو ابھی دنیا کی مکاری سے ناواقف تھی اس کی باتوں میں آ گئی عامر اور کنول کی ہر روز موبائل پر گھنٹوں آپس میں باتیں کرتے رہتے تھے ایک دن جب عامر اور کنول کی محبت کی داستان اس کے بھائی کو خبر ہوئی تو کنول نے اپنے بھائی کو سب کچھ سچ ہی بتا دیا وہ اپنے بھائی کے مزاج سے واقف تھی اس لیے سچ بتانا ہی بہتر سمجھا اور اب عامر جو مدد علی کا اتنا پیارا دوست تھا اس نے اپنے دوست کی بہن پر بری نظر ڈالی یہ جانتے ہوئے کہ اس کی منگنی اس کے کزن سے بچپن میں ہو گئی تھی پھر بھی عامر نے اس طرح کیوں کیا مدد علی اپنے آپ پر بڑی مشکل سے قابو پایا اور جب وہ کنول سے عامر کے بارے میں مکمل طور پر سوچ رہا تھا تو عامر بھی ان کے گھر آیا وہ آیا کنول سے ملنے تھا مگر اس نے مدد علی کو دیکھ کر ڈرامہ کرنے کی ناکام کوشش کی کیونکہ مدد علی نے عامر کے آتے ہی اس سے کہا کہ تم شاید غلط ٹائم پر آ گئے ہو تمہیں شاید یہ معلوم نہیں تھا کہ میں گھر پر ہوں تو عامر نے جواب دیا تم یہ آج کیسی باتیں کر رہے ہو میں تو تم سے ہی ملنے آیا تھا مدد علی پہلے ہی بہت گرم مزاج کا انسان تھا اس نے عامر سے کہا کہ تم کنول سے پیار کرتے ہو میں نے تم کو اپنا بھائی اپنا دوست اپنا سب سے قریب رکھا اور تم نے مجھے یہ صلہ دیا میری ہی بہن سے پیار کا ڈرامہ کیا تو عامر کے پاؤں تلے سے زمین ہی نکل گئی اس نے کیا سوچ کر اس کو اپنا سب کچھ مانا مدد علی کے سوالوں کی بارش چل رہی تھی تو کنول بھی عامر کے جواب کی منتظر رہی اور عامر کو اپنی دوستی اور پیار اور وہ دولت جائیداد سب کچھ ہاتھوں سے نکلتا ہوا نظر آنے لگا اور عامر کے پاس مدد علی کے سوالوں کا جواب نہیں تھا تو اس نے پھر اپنی مکاری اور چالاکی سے نیا ڈرامہ کیا اور کنول کے سامنے کہا کہ مدد علی یار ہم دونوں دوست ہیں ہم دونوں بھائی ہیں مجھے قسم ہے پنجتن پاک کی کہ کنول میری بہن ہے یار آپکو اپنے دوست پر اعتبار نہیں یہ سب سن کر کنول کا تو دماغ ہی گھوم گیا کہ عامر یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو کیا تم مجھ سے پیار نہیں کرتے میرے بھائی سے ڈر گئے ہو تم وہ پیار کے وعدے اور وہ قسمیں سب بھول گئے تو عامر نے کنول کو کہا تم پاگل ہو گئی ہو میں تم سے پیار نہیں کرتا کنول روتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی اور مدد علی نے عامر کو کہا کہ آج کے بعد ہمارے گھر مت آنا تیری میری دوستی ختم چلے جاؤ یہاں سے اور دوبارہ مجھے اپنی شکل بھی مت دکھانا تم ایک خود غرض اور لالچی قسم کے انسان ہو چلے جاؤ یہاں سے عامر اسی وقت تو چلا گیا مگر چلتے چلتے عامر نے مدد علی سے یہ کہا کہ ہم دوست ہیں یار شام کو ضرور ملنا میں تمہارا انتظار کروں گا۔

محبتیں جب شمار کرنا تو سازشیں بھی شمار کرنا
جو میرے حصے میں آئی وہ اذیتیں بھی شمار کرنا

کنول کی معصوم سی صورت جو ایک خوبصورت پری کی طرح تھی عامر کی بے وفائی سے خزاں میں ٹوٹے ہوئے گلاب کی طرح ہو گئی وہ کافی دن بیمار رہی اور جب کنول کے منگیتر عباس شاہ کو پتہ چلا کہ وہ بہت بیمار ہے تو اس نے کنول کے گھر جا کر کنول کو تسلی دی اور کہا کہ عامر ایک خود غرض اور گھٹیا انسان ہے تم اس کو بھول جاؤ کنول عباس کل بھی تمہارا تھا اور آج بھی تمہارا ہے کنول تم میری محبت ہو خدا نے مجھے میری محبت لوٹا دی کنول آئی لو یو کنول

بھی رو کر عباس شاہ سے معافی مانگنے گی اور پھر دونوں کو اپنی بچپن کی باتیں یاد آئیں عباس شاہ ہر روز کنول کے گھر جاتا اور اس طرح ایک ہفتے میں ہی کنول مکمل طور پر اپنی معمول پر آ گئی کنول اور عباس اب عامر کے لیے دشمن بن گئے وہ اب کیسے برداشت کرتا کہ کنول کسی اور کی ہو جائے وہ کنول ان کو بارے میں سوچتا رہا کہ کیا کرنا چاہیے عامر کو کنول اور مدد علی کی دوستی دونوں سے ہاتھ دھونا پڑا عامر اپنی سوچوں میں گم صم نئے نئے پلان کرنے میں مصروف تھا تو یہاں عباس اور کنول اپنی جدائی کے بعد ملنے سے اتنے خوش تھے کہ ان کی خوشی قابل دید تھی۔

ایک شاعر نے کیا خوب لکھا ہے عباس شاہ نے کنول شعر سنتے ہوئے کہا۔

غزل لکھوں کہ اظہار لکھوں یہی تیرا انداز ہے
پیار لکھوں اگر اپنی قسمت لکھنے کا ذرا اختیار ہو
مجھے تو اپنے نام کے ساتھ تجھے بار بار لکھوں کنول

اس کے بعد کنول جو اتنی زیادہ تعلیم یافتہ نہیں تھی پھر بھی عباس شاہ کو شعر کا جواب کچھ اس طرح دیا۔

رشتہ نہیں ٹوٹا تیری یاد کا میرے دل سے اے عباس
گفتگو جس سے بھی ہو خیال تیرا ہی رہتا ہے

عباس شاہ کچھ باتیں کرنے کے بعد چلا گیا اب دونوں کی زندگی میں کوئی بھی غم نہیں تھا اب وہ ایک دوسرے سے ہر روز ملتے موبائل پر بھی کئی کئی گھنٹے باتیں ہوتی رہتیں ادھر عامر جو کنول سے پیار کا دعوی کرنے کے بعد کنول کو بہن کہہ کر بہت ہی پریشان رہتا تھا وہ اب کنول کو کسی بھی طرح حاصل کرنا چاہتا تھا یہاں پر ارشد ملک کی غزل جو اس نے پڑھی کنول کی جدائی اور اپنی بے وفائی کے بعد کچھ اس طرح سے کہی۔

کاش

زندگی رخ بدل گئی ہوتی کاش تو مجھ کو مل گئی ہوتی
زندگی کو گلے لگا لیتا ہر تمنا نکل گئی ہوتی
کاش تو مجھ کو مل گئی ہوتی
خواب پلکوں پر میں سجا لیتا تجھ کو سینے سے میں لگا لیتا
میری قسمت بدل گئی ہوتی
کاش تو مجھ کو مل گئی ہوتی
آہ نکلے گی ہونٹ سی لوں گا جس طرح ہو سکے گا جی لوں گا
غم کی ہر دھوپ ڈھل گئی ہوتی
کاش تو مجھ کو مل گئی ہوتی
اب تیرے غم کو دل میں پا لوں گا
ہاں جدائی کا زخم کھا لوں گا
موت کو بھی گلے لگا لوں گا
موت آ کے ٹل گئی ہوتی
کاش تو مجھ کو مل گئی ہوتی

عامر اب کسی طرح بھی کنول کو حاصل کرنا چاہتا تھا یہ عامر کی ضد تھی اس کو کنول کی دولت سے بھی پیار تھا اور خود اپنی زبان سے کنول کو بہن بنا کر دوبارہ کنول کے دل میں اپنی جگہ کس طرح بنا لے یہ ہی اس کا مشن تھا اور اب عامر رات کے وقت کنول کی حویلی میں چوروں کی طرح جا کر کنول کے کمرے میں گیا اور کنول جو بڑے سکون سے سو رہی تھی اس کو جگایا اور کہا دیکھو کنول جو ہونا تھا وہ ہو گیا مجھے معاف کر دو میں پوری دنیا کے سامنے اب اپنی محبت کا اظہار کروں گا مجھے ایک بار معاف کر دو پلیز کنول میں آج بھی تم سے پیار کرتا ہوں کنول نے عامر سے کہا کہ تم نے پنجتن پاک کی قسم اٹھا کر میرے بھائی کے سامنے مجھے اپنی بہن بنا لیا ہے اب میں تمہاری نہیں ہوں تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں شور مچا دوں گی عامر نے واپس جانا ہی مناسب سمجھا اور گھر چلا گیا اب عامر نے سوچا کہ کچھ اور طریقہ اپنانا چاہیے صبح ہوتے ہی کنول کے ابو حاجی کریم بخش جو اپنی زمین میں فصل کا جائزہ لے رہا تھا جا کر کہا کہ حاجی صاحب میں کنول [illegible] کرتا ہوں اگر کنول مجھے نہ ملی تو میں کنول کو کسی اور کا بھی نہیں ہونے دوں گا حاجی صاحب بہت ہی شریف اور عزت دار شخص تھے اس نے عامر کی باتوں پر غور کیا اور عامر سے کہا کہ بیٹے گھر جا کر اپنے والدین کو ہمارے گھر بھیجو رشتے اس طرح نہیں ہوتے اور تم جانتے ہو کہ کنول کی منگنی عباس شاہ سے بچپن میں ہی ہو گئی تھی اس لیے تم گھر جاؤ اور اپنے گھر والوں کو جا کر کہو عامر نے حاجی صاحب سے بہت بری طرح سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بات کی مگر حاجی صاحب نے اس کو اپنے بچوں کی طرح آرام سے سمجھا کر گھر جانے کو کہا اب عامر کو یہ بھی پتہ تھا کہ اس کے گھر والے کبھی بھی حاجی کریم بخش کے گھر رشتہ نہیں لے کر جائیں گے کیونکہ وہ بھی جانتے ہیں کہ کنول کسی اور کی امانت ہے اب عامر کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح کنول کو حاصل کرنے کے لیے کچھ اور پلاننگ کر رہا تھا کہاب میں کیا کروں۔

یہاں کنول جو کبھی عامر سے محبت کرتی تھی اب اتنی ہی نفرت تھی اس کے دل میں کنول اور عباس شاہ کی شادی کی بات ہونے لگی ابھی کوئی تاریخ فائنل نہیں ہوئی تھی کہ عامر نے کنول کو مارنے کا پروگرام بنالیا کنول جو عباس شاہ کی زندگی بننے جارہی تھی عامر کو یہ برداشت نہیں ہو پا رہا تھا کنول عباس شاہ کو میسج کرنے میں مصروف تھی کنول کا آخری میسج جو اس نے اپنے ہاتھوں سے عباس شاہ کو سینڈ کیا۔

انتظار رہتا ہے ہر شام تیرا
راتیں کٹتی ہیں لے کر نام تیرا
کب سے بیٹھے ہیں یہ آس لے کر
کب آئے گا کوئی پیغام تیرا

عباس شاہ نے بھی کنول کو میسج کا جواب کچھ اس طرح سے دیا۔

رات ہم سے رہی نیند خفا دیر تک
یاد آتی رہی وہ مست ادا دیر تک
دشت تنہائی میں اشکوں کا سہارا لے کر
کنول ہم نے مانگی تیرے ملنے کی دعا دیر تک

عباس شاہ کا یہ میسج پڑھتے ہوئے وہ پھر اس کو جواب دینے لگی کہا چانک عامر اس کے گھر میں دیوار پھلانگ کر اس کے کمرے تک آگیا اس کی چھوٹی بہن شازیہ اپنے سکول کا کام کرنے میں مصروف تھی اس کا بھائی اور ابو دونوں زمینوں پر گئے ہوئے تھے عامر کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں زہر تھا عامر یہ بوتل شہر سے لے کر آیا تھا اس نے کنول سے آخری بار کہا کہ کنول مجھ سے شادی کرو گی یا نہیں کنول نے کہا عامر تم میرے بھائی ہو اور قیامت تک میں تمہاری بہن ہی رہوں گی میں تم سے شادی نہیں کروں گی مجھے تم سے نفرت ہے عامر چلے جاؤ ورنہ میں ابو کو آواز دوں تو عامر نیز زور سے ہنستے ہوئے کہا کہ وہ دونوں گھر پر نہیں ہیں میں نے خود ان کو زمینوں پر دیکھا ہے 5 منٹ پہلے ہی میں بھی ان کو دیکھ کر آیا ہوں کنول تم اگر میری نہ بن سکتی تو کسی کی بھی نہیں ہونے دوں گا اور عامر نے کنول کو اس کے کمرے میں ہی بند کر کے اس کو زہر دے دیا کنول تڑپتی رہی اور عامر اس کو تڑپتا دیکھ کر خوش ہونے لگا اور زور سے ہنسنے لگا کنول جب زمین پر بے ہوش ہوگئی تو عامر نے دیوار کر اس کی اور بھاگ گیا کنول کی چھوٹی بہن شازیہ نے یہ سب دیکھا تو وہ دوڑ کر اپنے ابو اور بھائی کو لے آئی مگر ان کے آتے آتے عامر اپنا کام کر چکا تھا حاجی کریم بخش اور مدد علی نے جلدی سے کنول کو ہسپتال لے جانے کے لیے گاڑی میں ڈالا اور ہسپتال لے گئے جب ڈاکٹر نے چیک کیا تو کنول مر چکی تھی عامر بھاگ چکا تھا اور عباس شاہ کی زندگی میں بھی اب کچھ نہیں بچا تھا جب کنول کی موت کی خبر پورے گاؤں میں ہوئی تو کہرام مچ گیا عامر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا کنول کی اچانک موت نے کنول کی پوری فیملی کی زندگیوں میں اندھیرا کر دیا یہ تھی عامر اور کنول کی کہانی اب قصور کس کا تھا گنہگار کون ہے وہ معصوم سی لڑکی جو ابھی زندگی کی رنگینیوں میں گم تھی وہ جینا چاہتی تھی اس کو اتنی بڑی سزا کیوں ملی عباس شاہ جو آج بھی عامر کا انتظار کر رہا ہے عامر کو دو سال ہو گئے ہیں غائب ہوئے مگر ایسے لگتا ہے کہ کنول کی موت کل کی بات ہے کنول کی موت نے عباس شاہ کی زندگی بھی برباد کر دی اب قارئین سے گزارش ہے کہ آپ لوگ کنول کے لیے دعا مغفرت کریں اور عباس شاہ کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے کہ وہ بھی اپنی محبت کا بھلا بھول کر نئی زندگی کا سفر پھر سے شروع کرے آخر میں جواب عرض قارئین کی رائے کا منتظر آپ سے گزارش ہے کہ مجھے اپنی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔

❁❁❁

”لٹی ہے میری دنیا“

☑.....تحریر: شیخ اللہ دتہ، پنڈی بھٹیاں

جو گھر ایک گھنٹہ پہلے خوشیوں کا سماں تھا اب وہ ماتم کی شکل میں تھا ادھر طاہرہ کے گھر والوں کو بھی اطلاع کر دی گئی وہ بھی آگئے جب صبح ہوئی تو رحموں بابا نے کہا کہ میں اپنی بیٹی کی میت اپنے گائوں لے جانا چاھتا ہوں دونوں طرف کی رضا مندی سے رحموں بابا اپنی بیٹی کی میت اپنے گائوں لے ایا رحموں بابا کے گائوں کی بھی ہر ایک انکھ اشک بار تھی اور غم میں مبتلا تھی دن کے دو بجے طاہرہ کو اسی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

(ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

اس دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے جس کو محبت کی چوٹ نہ لگی ہو محبت نے تو کئی گھر ویران کیے اور کئی گھر بسا ڈالے میں تو کہتا ہوں کہ محبت پانے کا نام نہیں بلکہ محبت کھو دینے کا نام ہے اگر محبت کو پالیا تو دل کی حسرت ختم ہو گئی اگر محبت کھو دی تو اس کی تڑپ ہی کچھ اور ہوتی ہے کسی کو محبت مل گئی کسی کو نہ ملی یہ تو تقدیر کے کھیل ہوتے ہیں کچھ لوگوں کو محبت ملتی ہے مگر پھر وہی محبت عمر بھر کا روگ بن جاتی ہے اور دل ہر وقت تڑپتا رہتا ہے بعض لوگوں کی محبت بچھڑ بھی جاتی ہے جس کی بعد میں عاشق ناامید ہوتی ہے اس کے ملنے کی، خدا کسی کا محبوب نہ وچھوڑے زندگی کے لیے جن کے محبوب اس دنیا سے چلے جاتے ہیں وہ تو ہمیشہ پتوں کی طرح بکھرے رہتے ہیں جن کی منزل کا کوئی نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔

جی قارئین اب آتے ہیں کہانی کی طرف میں اپنے پیارے دوست عمران کو ملنے پشاور کے ساتھ اک گاؤں میں گیا عمران کے لیے ان لوگوں نے کارڈ بھیجا تھا شادی پر آنے کیلئے عمران کے ماں باپ نے کہا بیٹا شیخ اللہ دتہ بھی ہمارا ہی بیٹا ہے اس کو بھی شادی والے گھر لے جاؤ تو اس نے کہا ٹھیک ہے اب شام ہو رہی ہے کچھ دیر کے بعد ہم دونوں چلے جائیں گے باتوں ہی باتوں میں میں شام ہو گی اور اندھیرا پھیلنے لگا پھر ہم دونوں شادی والے گھر چلے گئے جب پہنچے تو ہر طرف خوشی کا سماں تھا ڈھولک بج رہا تھا ہر کوئی اک دوسرے کے گلے مل رہا تھا رنگ برنگی دنیا اس شادی میں موجود تھی ہم بھی ادھر ادھر پھرنے لگے پھر کھانا کھانے کا آرڈر ہوا سب کھانا کھانے لگے ہم بھی کھا رہے تھے دوسری طرف عورتوں کو کھانا کھلایا جا رہا تھا کھانا کھانے کے دوران ہی شور مچ گیا عورتوں کی طرف سے آوازیں آنے لگیں نکالو نکالو اس پاگل کو باہر جب ہم بھی گئے تو دیکھا اک نوجوان خوبصورت چھ فٹ قد شیو بڑھی ہوئی تھی پاؤں میں جوتی نہیں تھی کپڑے پھٹے ہوئے تھے سر کے بال بڑے بڑے تھے کچھ لوگ اس کو مار مار کر گھر سے باہر نکال رہے تھے میں نے کہا یار عمران اس بچارے کو کیوں مار رہے ہیں اس نے کہا بھائی شیخ صاحب اس کی اک بہت بڑی لمبی داستان ہے یہ بھی کبھی ہماری طرح تھا خدا کسی کو محبت کا روگ نہ لگائے ہر کوئی اس سے نفرت کرتا ہے یہ بڑے امیر گھر کا بیٹا ہے اس کی کہانی شادی ختم ہونے کے بعد میں آپ کو سناؤں گا کیونکہ آپ اک رائٹر بھی ہو جواب عرض کے آپ کو تو کہانی چاہیے میں نے کہا عمران بھائی میں اس کی دکھ بھری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

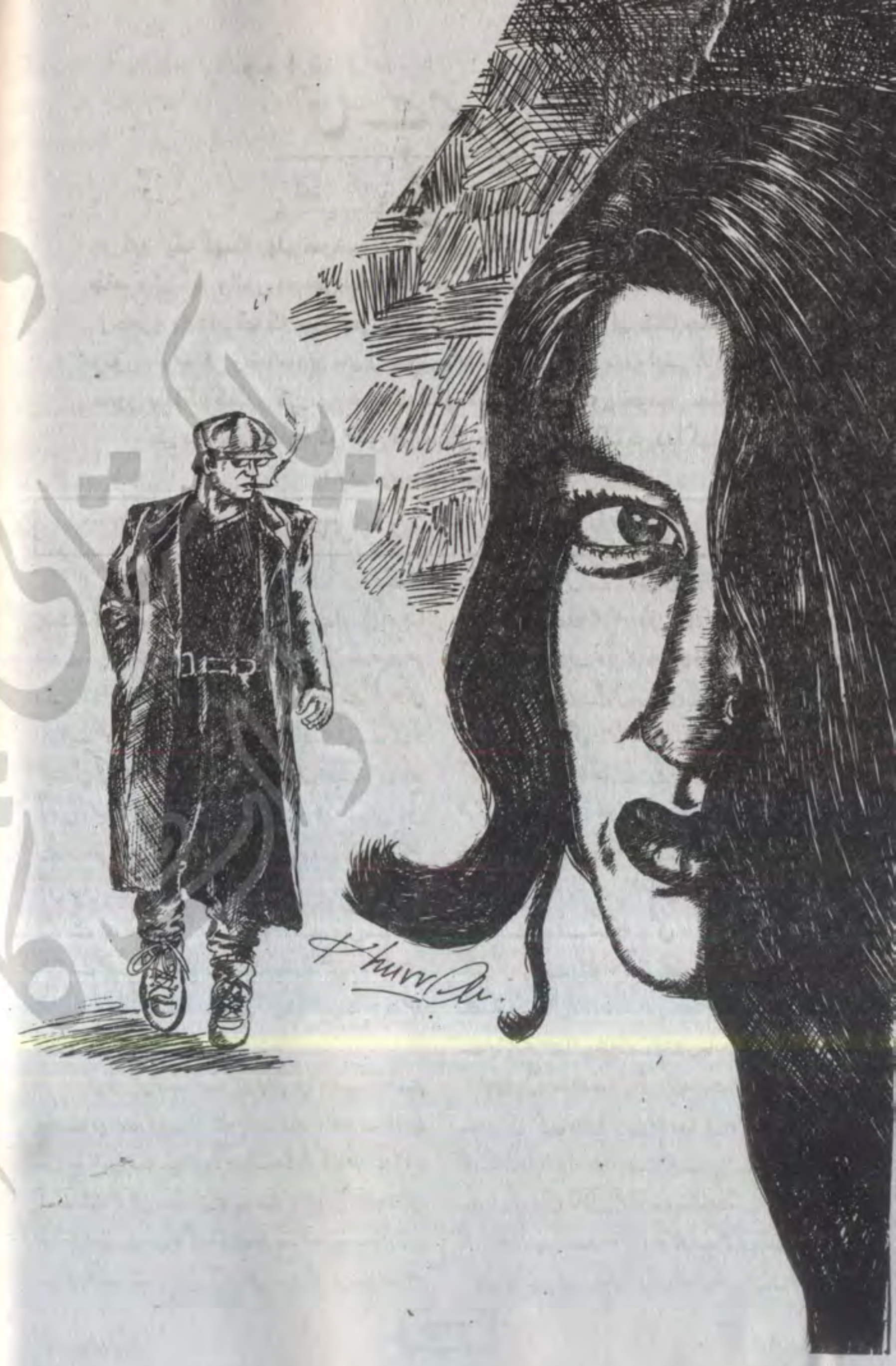

داستان ضرور جواب عرض میں شائع کراؤں گا۔

ایک گھنٹہ کے بعد قریباً نو بجے مجھے عمران گاؤں کے باہر لے گیا وہاں قبرستان تھا پھر وہ مجھے وہاں لے گیا جہاں اکمل ایک قبر پر لیٹ کے رو رہا تھا میں نے کہا عمران یہ تو وہی شخص پاگل ہے جو شادی والے گھر تھا اس نے کہا ہاں یہ وہی ہے اور جس قبر پر لیٹ کر یہ رو رہا ہے یہ قبر اس کی محبوبہ کی ہے جس کا نام رضیہ تھا اب یہاں سے چلیں باقی تفصیل کل سناؤں گا اب وقت ہو گیا ہے گھر جانے کا پھر ہم دونوں گھر چلے آئے اور سو گئے صبح میں اٹھا اور پھر سیدھا قبرستان گیا کیا دیکھا وہی اکمل قبر کے اوپر لیٹ کر کہہ رہا تھا دنیا کو کیا پتہ کہ لٹی تو ہے میری دنیا ہے کسی کا کیا نقصان ہوا ہے اور اس کی آنکھوں سے موتیوں جیسے آنسو ٹپک ٹپک کر نیچے زمین میں جذب ہو رہے تھے مجھ سے یہ نہ دیکھا گیا میں پھر واپس گھر عمران کے پاس آ گیا۔

عمران نے کہا شیخ صاحب آپ صبح سویرے کہاں گئے تھے میں نے کہا اکمل کو دیکھنے قبرستان گیا تھا پھر ہم نے مل کر کھانا کھایا دن کے دو بجے عمران اور میں ایک علیحدہ کمرے میں بیٹھ گئے پھر عمران نے کچھ اس طرح کہانی سنائی جی قارئین آپ بھی سنئے عمران کی زبانی۔

ہمارے گاؤں کا یہ واقعہ ہے اور اس گاؤں میں ہی علی اکبر چوہدری رہتا ہے اور علی اکبر کا اک ہی بیٹا تھا جس کا نام اکمل ہے اکمل ایف اے کر کے تعلیم سے فارغ ہوا پھر گھر پر ہی رہنے لگا علی اکبر کچھ دنوں کے بعد اپنے دوستوں کے ساتھ شکار پر چلا گیا گھر پر اب اکمل ہی تھا وہ دوستوں کے ساتھ آوارہ گردی کرنے لگا اک دن اکمل کو اپنی ہی گلی میں ایک لڑکی نظر آئی جس کا نام طاہرہ تھا طاہرہ کو خدا نے حسن روپ سے نکھارہ ہوا تھا وہ لاکھوں میں سے ایک تھی اس کا ہر کوئی لڑکا دیوانہ تھا مگر وہ کسی کو گھاس تک نہیں ڈالتی تھی اکمل طاہرہ کو دیکھتے ہی اپنا دل اس کو دے بیٹھا تھا اسی طرح وقت گزرتا رہا اور اکمل طاہرہ کو ملنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کرتا رہا آخر کار ایک دن طاہرہ اکمل کے گھر آئی اور اکمل کی ماں کے پاس بیٹھ گئی اکمل کی ماں کہنے لگی بیٹی کیسی ہو طاہرہ نے کہا ٹھیک ہوں میں نے کہا بہت دن ہو گئے تھے آج میں نے سوچا وڈی اماں کی خیریت دریافت کر لوں اس لیے چلی آئی ادھر اکمل طاہرہ کو چور نگاہوں سے دیکھتا رہا طاہرہ بھی دیکھتی رہی پھر طاہرہ کچھ دیر کے بعد چلی گئی اور اکمل کی جان پر بجلی گرا گئی اکمل نے اپنی امی سے پوچھا امی جان یہ لڑکی کس کی بیٹی ہے ماں نے کہا اکمل بیٹا یہ اپنے رحموں بابا کی بیٹی ہے جو مالی ہے باغوں کا اکمل نے اک دن کسی عورت کے ذریعے طاہرہ کو بلایا اور اپنی محبت کا اظہار کیا تو طاہرہ نے بھی کہا جب سے میں نے اکمل آپ کو دیکھا ہے تیری دیوانی ہو گئی ہوں نہ دن کو سکون ہے نہ رات کو اکمل نے کہا اب ہمارے بارے میں کیا خیال ہے طاہرہ نے کہا اکمل یہ زمانے والے ہم دونوں کو ملنے نہیں دیں گے اور تمہارے گھر والے مجھ سے تمہاری شادی بھی نہیں ہونے دیں گے کیوں کہ ہم غریب لوگ ہیں اور آپ امیر لوگ اکمل نے کہا محبت پیار امیری غریبی نہیں دیکھتی تم وعدہ کرو کہ مرتے دم تک تم میرا ساتھ دو گی طاہرہ نے کہا یہ میرا وعدہ ہے جیوں گی بھی تیری مری بھی تیری تیرے نام کی مہندی لگاؤں گی تیری ہی دلہن بنوں گی تم مجھے دل کے گل دان میں رکھو گے تا ہم چھوٹی سی اپنی دنیا بسائیں گے اکمل نے کہا اگر زمانہ نے دیوار بننے کی کوشش کی تو میں ہر دیوار گرا دوں گا اور تجھے حاصل کر لوں گا پھر طاہرہ اور اکمل اپنے اپنے گھر چلے گئے آگ دونوں طرف بھڑک اٹھی پیار کی مگر کہتے ہیں کہ پیار کبھی چھپ نہیں سکتا اسی طرح اکمل اور طاہرہ کو محبت کرتے ہوئے دو سال ہو گئے اک دن پھر طاہرہ اور اکمل پیار و محبت کی باتیں کر رہے تھے کہ کوئی عورت قریب سے گزری تو اس نے ساری باتیں سن کر اکمل کے باپ علی اکبر کو بتا دیں کہ آپ چوہدری لوگ ہیں اپنی عزت کا خیال کرو وہ اک غریب رحموں کی بیٹی اس حویلی میں آئے گی تمہاری تو ناک کٹ جائے گی برادری میں آپ لوگ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گے وہ عورت علی اکبر کو آگ لگا کر چلی گئی علی اکبر نے چپ رہنے میں بہتری سمجھی جب اکمل گھر آیا تو علی اکبر نے کہا بیٹا میں نے سوچا ہے کہ تم پڑھے لکھے آدمی ہو اس لیے تم پانچ سال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یا دو سال کے لیے دوبئی چلے جاؤ جب تم واپس گھر آئے تو ہم لوگ تمہاری پسند کی شادی کر دیں گے اکمل اس بات پر خوش بھی تھا اور غمگین بھی تھا یہ خبر اکمل نے طاہرہ کو سنائی طاہرہ تم میرا پیار ہو میری محبت ہو میرے دل کی دھڑکن ہو اگر میں دوبئی نہ گیا تو میرا باپ تیرے ساتھ شادی نہیں کرے گا اگر چلا گیا تو اس کا وعدہ ہے کہ تیری پسند کی شادی ہوگی دو سال ہی کی تو بات ہے میں جلد لوٹ آؤں گا تم گھبرانا نہیں علی اکبر نے دن رات کر کے اکمل کا پاس پورٹ بنوایا جاتے وقت اکمل آخری بار طاہرہ کو ملا اور حوصلہ نہ ہارنے کی تاکید کی اکمل دوبئی چلا گیا اب طاہرہ کے لیے گاؤں کی گلیاں کھانے کو دوڑتی جہاں اکمل اپنے قدم جما جما کر چلتا تھا اب وہ گلیاں طاہرہ کو ویران نظر آتیں طاہرہ ہر روز اکمل کی یاد میں روتی اس کا دکھ درد سننے والا کوئی نہیں تھا، تھا تو اکمل تھا وہ تو اب اس ملک میں ہی نہیں تھا طاہرہ کالی راتیں جاگ کر کاٹتی نیلے آکاش کی طرف گھور گھور کر دیکھتی ادھر علی اکبر نے رحموں بابا کو اپنی حویلی بلایا اور اسے کہا رحموں بابا ہم گاؤں کے چوہدری ہیں اس لیے ہر غریب کی عزت کا خیال کرنا ہمارا فرض ہے تمہاری بیٹی جوان ہے اس کو بیاہ ڈالو سامان سارا اور خرچے کے لیے پیسے میں دوں گا فکر نہ کرو رحموں بابا بہت خوش ہوا اور گھر آ کر اپنی بیوی رضیہ سے علی اکبر کی بات کی تو رضیہ بھی خوش ہوئی رحموں بابا نے دو مہینے کے بعد اک گھر پسند کیا اور طاہرہ کا رشتہ ان لوگوں کو دے دیا۔

طاہرہ نہ نہ کرتی رہی علی اکبر نے بھی آ کر سمجھایا طاہرہ بیٹی بیٹیاں دھن پرایا ہوتی ہیں اس لیے ان کو گھر تو رکھا نہیں جا سکتا اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال کرو طاہرہ روتی رہی اس کی فریاد کسی نے بھی نہ سنی دو یا چار دن کی تاریخ تھی علی اکبر نے آپ ساتھ ہو کر طاہرہ کا نکاح کرایا اور ڈولی میں بٹھائی طاہرہ نے شادی ہونے سے پہلے تین دن کسی کے ہاتھوں زہر والی گولیاں یا زہر والی شیشی منگوالی تھی طاہرہ کو لے کر جب وہ گھر پہنچے طاہرہ کو اندر کمرے میں بٹھایا گیا طاہرہ نے اپنی اکیلی ہونے کو غنیمت جانتے ہوئے زہر والی شیشی پی لی جب دلہا اندر آیا نو بجے رات کے تو دلہن کو پلنگ سے نیچے گرے ہوئے دیکھا تو عامر کی آنکھوں میں اندھیرا چھانے لگا وہ طاہرہ کے قریب گیا تو طاہرہ کو ہلایا وہ تو کب کی مر چکی تھی عامر کی چیخوں سے پورے کمرے میں گونج آئی باہر کے لوگ عامر کے چیخنے کی آواز سن کر فوراً کمرے میں آئے عامر زارو قطار رو رہا تھا اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا عامر کے ماں باپ بہن بھائی بھی طاہرہ کی میت کو دیکھ کر رونے لگے لوگ طرح طرح کی باتیں کرنے لگے کہ اس گھر کو کسی کی نظر لگ گئی ہے کتنی خوشیوں سے یہ لوگ دلہن کو بیاہ کر لائے تھے اب اک پل میں کیا ہو گیا ہے۔ جو بھی طاہرہ کی میت کو دیکھتا طاہرہ کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی ایسے معلوم ہوتا کہ جیسے کسی نے اس کو زہر کھلایا ہے۔

جو گھر ایک گھنٹہ پہلے خوشیوں کا سماں تھا اب وہ ماتم کی شکل میں تھا ادھر طاہرہ کے گھر والوں کو بھی اطلاع کر دی گئی وہ بھی آ گئے جب صبح ہوئی تو رحموں بابا نے کہا کہ میں اپنی بیٹی کی میت اپنے گاؤں لے جانا چاہتا ہوں دونوں طرف کی رضامندی سے رحموں بابا اپنی بیٹی کی میت اپنے گاؤں لے آیا رحموں بابا کے گاؤں کی بھی ہر ایک آنکھ اشک بار تھی اور غم میں مبتلا تھی دن کے دو بجے طاہرہ کو اسی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا کچھ دنوں کے بعد اکمل کے کسی دوست نے اکمل کو دبئی میں فون کیا کہ جلدی آ جاؤ تمہاری محبت کرنے والی محبوبہ اب اس دنیا میں نہیں رہی پھر فون بند کر دیا اکمل نے جلدی سے جہاز پر پاکستان آ گیا آتے ہی سب لوگوں نے سب ماجرا سنایا تو وہ دوڑتا ہوا طاہرہ کی قبر پر لیٹ کر رونے لگا اس کے بعد اکمل مکمل دیوانہ ہو گیا اس کا ہر روز کا معمول بن گیا وہ نہ کچھ کھاتا نہ پیتا بس طاہرہ کی وفا کرنے پر راضی تھا کہ ہر عورت ایسی نہیں ہوتی جو وفا کرنے موسم بدلتے ہی ہر کوئی بدل جاتے ہیں نہیں بالا تو طاہرہ کا پیار جس نے اپنی جسم کو داغ لگنے سے بھی پاک رکھا اور طاہرہ کی ہمیشہ کے لیے محبت امر ہو گئی اکمل کا باپ بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر بہت روتا کہتا تھا کاش مجھے ایسا پتہ ہوتا میں ہرگز ایسا نہ کرتا میں پوچھتا ہوں ان امیروں کو کیا ملا دو زندگیوں کو برباد کر کے علی اکبر کی

جائیداد اب کہاں جائے گی اور اس کی حویلی پیسہ کس کام کا میں پوچھتا ہوں ان امیر لوگوں سے کیا ملتا ہے پیار کرنے والوں کو جدا کر کے علی اکبر ایسا نہ کرتا شاید اس کے زندگی کے باقی دن اچھے گزرتے مگر افسوس ان کی محبت لوگوں کے لیے اک عبرت ناک پیغام بن گئی یہ تھی اک دکھی اکمل کی کہانی جو آج بھی طاہرہ کی قبر پر روتا رہتا ہے اب اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ حافظ

غزل

ہر وقت تیرے خیالوں میں رہنا اچھا سا لگتا ہے
تجھے ہی دیکھنا تجھے سوچنا اچھا لگتا ہے
کبھی ہنسنا، کبھی رونا، کبھی جاگنا، کبھی سونا
تیرے پیار میں مدہوش رہنا اچھا سا لگتا ہے
تیرا نام سن کر آنکھیں یوں بھیگ جاتی ہیں
تیری ہی یاد میں آنکھیں بھگونا اچھا سا لگتا ہے
توڑ دوں قسمیں سبھی ظالم زمانے کی
تیرے ہی پیار میں حد سے گزرنا اچھا سا لگتا ہے
تیرے ہی پیار میں ہجر کی راتیں بہت ستاتی ہیں
وصال یار کا انتظار کرنا اچھا سا لگتا ہے
تجھے کھونا نہیں مجھ کو تجھے پانا ہے میرے چاند
تجھے پانا ہی اب مجھ کو اچھا سا لگتا ہے
(انعم نذیر، وہاڑی)

غزل

یونہی تنہائی میں اب دل کو سزا دیتے ہیں
نام لکھتے ہیں لکھ کے مٹا دیتے ہیں
جب بھی ناکام محبت کا کوئی ذکر کرے
لوگ ہنستے ہیں میرا نام بتا دیتے ہیں
اب خوشی کی کوئی ترکیب نہ سوجھے
اب یہ عالم ہے کہ غم ہی مزا دیت ہیں
کیا ضرورت ہے کہ دیتے ہو خود کو یہ زحمت
لاؤ ہم خود ہی نشیمن کو جلا دیتے ہیں
اب تسلی نہیں دی جاتی مریض غم کو
دیکھنے والے بھی مرنے کی دعا دیتے ہیں
(رئیس ارشد، شہر خان بیلہ)

غزل

بن اس کے زندگی درد تنہائی ہے
میری آنکھوں میں کیوں موت سمٹ آئی ہے
کہتے ہیں لوگ عشق کو عبادت یارو
عبادت میں پھر کیوں اتنی رسوائی ہے
محفل میں رہ کر بھی تنہا رہنا
یہ ادا اس کی محبت نے سکھائی ہے
اس سے تعلق ہے کچھ ایسا دل کا
جب بھی سوچا اس کو آنکھ بھر آئی ہے
رئیس ارشد، شہر خان بیلہ)

غزل

جب میں دنیا چھوڑ جاؤں گا
اے بے وفا تجھے یاد بہت آؤں گا
کرے گا نہ کوئی اعتبار تجھ پر
تیری بے وفائی کا زخم سب کو دکھاؤں گا
کبھی جیے گی مرے گی بعد میرے
تیرے خط تیرے سامنے جلا جاؤں گا
دیئے ہیں جو رقیبوں سے مشورے تجھے
تعویز بنا کر تیرے گلے میں ڈال جاؤں گا
خون رسے گا کفن سے بعد نماز جنازہ
جاتے جاتے نشان وفا چھوڑ جاؤں گا
کبھی جو آئی لحد پر میری سوری کہنے
اس وقت نہ کوئی تیری بات سن پاؤں گا
بہت ناز تھا مجھے اپنی وفا پر دوستو
یہ داغ ساتھ قبر پہ لے جاؤں گا
آؤں گا نہ کبھی پلٹ کر اس جہاں میں
ایسا خورج نہایا لگوا کر جاؤں گا
کیسے ڈھونڈے گی تجھے وہ اے سچا
جب منوں مٹی تلے منہ چھپا جاؤں گا
(ایم وائی سچا، جدہ)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”پتھر دل زمانہ“

میں دل کھول کر رو رہا تھا اور ساتھ ساتھ شکوے بھی کر رہا تھا میری آواز سن کر سب صحن میں آگئے سب لوگوں کو اپنے پاس یوں دیکھ کر عائشہ گھبرا گئی میں خالہ کے پائوں میں گر گیا اور اپنے پیار کی بھیک مانگنے لگا سب ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے اور میری طرف حیران ہو کر دیکھ رہے تھے میں تو پاگل ہو گیا تھا میں صدا دیتا رہا لیکن کسی نے میری بات نہ سنی اور مجھے بری طرح مار پڑ گئی ماموں نے مجھے رات کے وقت گھر سے باھر نکال دیا وہ منظر یاد کرتے ہوئے مجھے بہت افسوس ہو رہا تھا پیار ھی تو میں نے کیا تھا کوئی جرم تو نہیں کیا تھا پیار کی یہ سزا مل رہی تھی میری صدا پرکسی نے ھاں نہ ملائی محبت برباد کرتی ھے

(ایک درد بھری سچی کھانی)

اس کہانی میں شامل تمام کرداروں اور مقامات کے نام فرضی ہیں

ندیم کہاں جا رہے ہو تم سکول جا رہا ہوں یار خیریت تو ہے کیا ہوا ہے میں نے گھبراہٹ میں اپنے دوست کلیم سے پوچھا۔ خیریت ہے یار آج تم سکول سے چھٹی کرو اور میرے ساتھ شہر چلو وہ میرا بھائی ہسپتال میں ہے بھائی ہسپتال میں کیوں بھائی کو کیا ہوا ہے۔ وہ بعد میں آپ کو بتاتا ہوں چلو موٹر سائیکل لے کر آؤ میں نے کہا کہ تم گھر چلو میں یونیفارم تبدیل کر کے آتا ہوں موٹر سائیکل لے کر وہ گھر چلا گیا میں نے یونیفارم تبدیل کی اور موٹر سائیکل پر بیٹھ کر اپنے جگری دوست کے گھر گیا تو وہ میرے ہی انتظار میں بیٹھا ہوا تھا پھر ہم دونوں شہر چلے گئے میں نے پوچھا بتاؤ تو سہی کہ آپ کے بھائی کا کیا ہوا ہے میں نے راستے میں جاتے ہوئے کلیم سے پوچھا تو کلیم نے پریشانی کے عالم میں کہا کہ یار پتہ نہیں بھائی کے نمبر سے کال آئی ہے کہ وہ بے ہوش ہے ہسپتال میں ہے میں نے جلدی سے پوچھا کہ ہسپتال کیسا گیا وہ یار پتہ نہیں کیسے گیا وہ موٹر سائیکل پر صبح کالج گیا تھا ادھر گھر کلیم کی ماں بہت پریشان تھی بار بار ان کے گھر سے فون آ رہا تھا ہسپتال میں داخل ہو کر ہم نے فون کیا اور بتایا کہ ہم ہسپتال پہنچ گئے ہیں آپ لوگ کہاں ہو۔ پھر اس نے مین گیٹ پر رکنے کا کہا کچھ دیر ہم ادھر ادھر دیکھتے رہے کہ کب آئے گا وہ لڑکا انتظار کرنا مشکل ہو رہا تھا کلیم کا پریشانی کی وجہ سے برا حال ہو رہا تھا بار بار ہماری نظر ہسپتال کی طرف آنے والوں پر تھی کہ وہ کب آئے گا آخر انتظار ختم ہوا اور ایک لڑکا ہمارے پاس آ کر بولا کہ کلیم ہو آپ، کیونکہ کلیم نے اپنا نام بتا دیا تھا کلیم نے بے بسی کی حالت میں کہا کہ جی میں کلیم ہی ہوں پر میرا بھائی کہاں ہے آؤ آپ کے بھائی کے پاس لے جاؤں آپ کو اس نے ہاتھ سے چلنے کا اشارہ کیا کلیم چلتے چلتے اس لڑکے سے سوال پوچھ رہا تھا کہ میرا بھائی کیسا ہے اور کیا ہوا ہے اس نے کہا کہ اب وہ ٹھیک ہے اور اس کی کالج کے لڑکوں کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے وہ اپنی باتوں میں ایک دوسرے سے سوال و جواب کر رہے تھے جبکہ میں ہسپتال کے ماحول کو دیکھ رہا تھا جسے دیکھ کر مجھے افسوس ہو رہا تھا۔ نرسیں اور ڈاکٹر حضرات موبائل فون پر باتیں کرنے میں مصروف تھے ایک بہت ہی بوڑھی عورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پتہ نہیں کتنی بار ان کو آواز دے چکی تھی لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا بوڑھی عورت سے بولا نہیں جا رہا تھا آگے ہو کر ماں سے پوچھا کہ اماں جان کیا بات ہے وہ میری طرف متوجہ ہو کر بولی بیٹا میرا بیٹا داخل ہے اس وارڈ میں دوسری طرف اشارہ کرتے ہوئے اماں جی نے بتایا اور اس کی اچانک آنکھیں بند ہو گئی ہیں اور سانس بڑے بڑے لے رہا ہے اور میں پتہ نہیں کتنی دفعہ اس جالی سے اس میڈم کو آواز دے چکی ہوں لیکن وہ تو سن ہی نہیں رہی ہے میں نے اماں جی کو کہا کہ آپ اپنے بیٹے کے پاس جاؤ میں اس کو لے کر آتا ہوں نہیں تو ڈاکٹر کے پاس جاتا ہوں تم اپنے بیٹے کا خیال رکھو اماں وارڈ کی طرف چلی گئی میں نے جالی سے اندر دیکھا تو نرس صاحبہ نہیں بیٹھی تھی شاید وہ دوسرے دروازے سے باہر چلی گئی تھی میں خود پریشان ہو گیا تھا کہ اب کیا کروں میری نظر بار بار وارڈ کی طرف اٹھ رہی تھی دوسری طرف اماں جی بھی دروازے پر نظریں جمائے ہوئے تھیں میرا دوست کلیم باتوں باتوں میں پتہ نہیں کہاں چلا گیا تھا اس کے بار بار میسج آ رہے تھے کہ تم کہاں رہ گئے ہو میں نے کوئی جواب نہ دیا اور ڈاکٹر کے پاس چلا گیا اور اسے ساری صورتحال بتائی ڈاکٹر میرے ساتھ وارڈ میں آئے لیکن افسوس کہ وہ بچہ تب تک اس دنیا کو چھوڑ کر جا چکا تھا اف اللہ یہ کیا ہو گیا۔ اس کی ماں کی درد بھری آواز پورے حال کو رونے پر مجبور کر رہی تھی بچے کی ماں ڈاکٹر سے کہتی کہ آپ جھوٹ بول رہے ہو میرا منا مجھے چھوڑ کر کبھی نہیں جا سکتا ڈاکٹر نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی کیا لگتی ہے میں نے کہا کہ میری ماں ہے ڈاکٹر نے کہا کہ پلیز ان کو کنٹرول کرو ورنہ پاگل ہونے کا خطرہ بھی ہے۔

اف اللہ ڈاکٹر کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میری روح تک کانپ گئی اتنے میں بچے کے والد اور عزیز رشتے دار بھی آ گئے بچے کے والد بھی بڑے عمر کے تھے بچے کی عمر 15 سال تھی وہ سب ایک دوسرے سے گلے لگ رہے تھے ہر کوئی آنکھ سے آنسو بہا رہا تھا یہ سب منظر مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا میں نے دوست کو میسج کیا تو اس نے کہا کہ مین گیٹ پر آ جاؤ پھر میں وہاں سے باہر آ گیا اور آ کر سب صورتحال دوست کو بتائی شاید ان لوگوں کا اندر انسان مر گیا ہوتا ہے ہم وہاں سے کلیم کے بھائی کو لے کر گھر آ گئے۔

سارے سفر اس ماں کی وہ درد بھری آواز میرے کانوں میں گونجتی رہی بہت دردناک وہ منظر تھا جب رو رو کر ماں اپنے رب سے شکوے کر رہی تھی میری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی ماں سے اس کی اولاد کا کوئی دکھ نہ دے۔ ہائے اللہ ایک دن پہلے وہ اپنے بیٹے سے کیسے باتیں کرتی تھی آج سویا ہوا پا کر وہ منظر میری آنکھوں میں بار بار آ رہا تھا میرا دل کر رہا تھا کہ ابھی بھاگ کر جاؤں اور اس ماں کو کہوں کہ تیرا بیٹا مرا نہیں ہے وہ زندہ ہے پر افسوس کہ یہ بس دل کو تسلی کیلئے کہہ رہا تھا۔

دوسرے دن ہم نے کلیم کے بھائی کا چیک اپ کروانا تھا میرا ابھی دل کر رہا تھا کہ ان کے ساتھ چلوں تا کہ اس ماں کی حالت بھی دیکھ آؤں گا پھر سوچا کہ وہ تو چلے گئے ہوں گے خیر میں فیصلہ نہ کر پایا اور اپنے دوست کے مجبور کرنے پر اس کے ساتھ چل پڑا جب ہم ہسپتال میں داخل ہوئے تو سامنے والا منظر دیکھ کر میرے ہوش ہو حواس ہی اڑ گئے سامنے اس ماں کی میت کو باہر لے کر آ رہے تھے اف اللہ یہ کیا ہوا؟ میں نے سوچا بھی ن ہیں تھا کہ ایسا ہو گا ماں تیری عظمت کو سلام۔ وہ ماں اپنے بیٹے کی جدائی برداشت نہ کرتے ہوئے خود اس کے پیچھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس مطلبی اور خودغرض زمانہ کو چھوڑ کر چلی گئی تھی چلو جلدی کرو میت کو لے جائیں اف اللہ ڈاکٹر کی آواز سن کر میری روح تک کانپ گئی کیا ہم نے نہیں مرنا ایک دن آج ہم جس دولت کے لیے اپنوں کے خون کر رہے ہیں اس کو آخر ایک دن چھوڑ دینا ہے پھر بھی اس سے کیوں محبت کرتے ہیں؟

اے انسان ذرا سوچ آخر ہم نے اس دنیا سے کیا لے جانا ہے ایک کفن بھی تھوڑا سا کپڑا تو پھر اس دنیا میں رہتے ہوئے اور یہ سب جان کر بھی اس دولت سے محبت کیوں کرتے ہیں کیوں دوسرں کا احساس نہیں کرتے

کیوں خود سے پیار محبت کرتے ہیں دوسروں کو نفرت کیوں دیتے ہیں بدلنا ہے ہم نے اپنے آپ کو انسان کوشش کرے تو کیا نہیں ہوتا بہت نظام خراب ہے اس دنیا کا ہم کو دوسروں کیلئے دل میں احساس پیدا کرنا ہو گا ان سے محبت کرنے والا جذبہ دل میں پیدا کرنا ہو گا۔

قارئین انسان کو جتنا بھی ایسے چاہے کہ مرنے کے بعد لوگ اچھے لفظوں میں یاد کریں۔ دوسروں کی خدمت کرو اور خدا کے لیے کسی کو کوئی دکھ نہ دو کسی کو دھوکہ مت دو دو دن کی زندگی ہے اس نے ایک دن ختم ہو ہی جانا ہے چاہے اس کو برے کاموں سے گزار دو یا اچھے یہ آپ پر ہے یہ مت بھولو کہ تم نے مرنا نہیں اے انسان زندگی نے ایک دن ختم ہونا ہی ہے جو مرضی ہو جائے کچھ بہت جلدی چلے جاتے ہیں تو کچھ ذرا دیر سے ایک نہ ایک دن موت کا وقت آنا لازمی ہے یہ سب ہم جتنے بھی ہیں پھر کیوں اس حقیقت سے منہ موڑ کر جی رہے ہیں ابھی وقت ہے ہم اپنے آپ کو ٹھیک کر سکتے ہیں کل کو پھر یہ وقت ہاتھ نہیں آئے گا شاید آپ لوگ بور ہو رہے ہوں گے بس آج کل جو ہو رہا ہے یہ سب دیکھ کر دل مجبور ہو جاتا ہے لکھنے کے لیے خیر دوستو پھر میت کو وہ لوگ مین گیٹ سے باہر چار پائی پر لے جا رہے تھے شاید نزدیک ہی گھر تھا وہ سب منظر میری آنکھوں میں بار بار آ رہا تھا میری عادت ہے جو بات دکھ والی دیکھ لوں پھر اس پر سوچتا رہتا ہوں پھر ہم نے دوست کا چیک اپ کروایا اور واپس آ گئے شام کو سوتے ہوئے نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور جا چکی تھی دن والے منظر بار بار میری آنکھوں کے سامنے آ رہے تھے ہمارے ملک کا نظام بہت خراب ہو رہا ہے۔ نرس حضرات ڈیوٹی ٹائم موبائل استعمال کرتی ہیں اور بھی پتہ نہیں کونسے ادارے ہیں جہاں اس طرح ہوتا ہے کاش کہ ہر کوئی اپنے فرض کو فرض سمجھنے لگ پڑے خیر کیا کہا جا سکتا ہے رات ساری خیالوں میں گزار دی صبح سکول گیا تو اپنے سارے دوست کلیم کا منہ دیکھ کر حیران ہو گئے اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں اور سرخ تھیں جیسے وہ ساری رات سویا نہ ہو میں نے پوچھا کہ یار تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا ہے تو اس نے کہا کچھ نہیں یار اس کے بات کرنے کے انداز میں درد تھا کلیم میرا بچپن کا دوست ہے مگر وہ اپنا راز کسی کو نہیں دیتا تھا لیکن آج اسے یونہی اداس اور پریشان دیکھ کر میں نے ضد شروع کر دی کہ وجہ بتاؤ کافی مجبور اور اصرار کرنے پر میرے دوست نے کہا کہ سکول ٹائم کے بعد بتاؤں گا شاید اسے بھی درد اندر ہی اندر کھا رہا تھا اور وہ بتانا مناسب نہیں سمجھ رہا تھا کہ دوست کیا کہیں گے خیر مجھے انتظار تھا کہ چھٹی ہو اور میں اس سے پوچھوں لیکن آج وہ پہلے ہی چلا گیا ٹیچر سے چھٹی لے کر دوسرے دن سکول سے جاتے ہوئے میں آہستہ سے اسے کل والے واقع پر لے آیا اور بات بات پر میں اصرار کرنے لگا جب کلیم کو مکمل طور پر پتہ چل گیا کہ ندیم اب جان نہیں چھوڑے گا تو اس نے پھر اپنی درد بھری سٹوری یوں بیان کی آئیے قارئین ہم مل کر کلیم کی درد بھری کہانی سنتے ہیں۔

کسی کی آنکھ سے سپنے چرا کر کچھ نہیں ملتا
منڈیروں سے چراغوں کو بجھا کر کچھ نہیں ملتا
کوئی ایک آدھ سپنا ہو تو اچھا بھی نہیں لگتا
ہزاروں خواب آنکھوں میں سجا کر کچھ نہیں ملتا
اسے کہنا نہ ٹانکے پلوں پر خواب کی جھالر
سمندر کے کنار گھر بنا کر کچھ نہیں ملتا
اسے کہنا نہ آزمائے کسی بھی دوست کو کیونکہ
کسی بھی دوست کو آزما کر کچھ نہیں ملتا
مجھے اکثر ستاروں سے ہی آواز آتی ہے
کسی کے ہجر میں نیندیں گنوا کر کچھ نہیں ملتا
جگر ہو جائے گا چھلنی یہ آنکھیں خون روئیں گی
ندیم بے فیض لوگوں سے نبھا کر کچھ نہیں ملتا

ندیم یار کیا پوچھتے ہو اس پتھر دل زمانے کے دیئے ہوئے زخم ہیں کیسے بیان کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ میں کہاں سے شروع کروں یار کچھ نہیں ہوتا تم اپنا دکھ بتاؤ دکھ بتانے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے میرا تھوڑا سا حوصلہ پا کر وہ ایک بڑی سانس لیتے ہوئے بولا یہ تب کی بات ہے جب میں 8th کا سٹوڈنٹ تھا میں سکول سے گھر جا رہا تھا کہ راستے میں میرے نمبر پر کال آئی کال کو اوکے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا تو میرے بھائی کا فون تھا وہ کہنے لگا کہ جلدی آؤ آرہا ہوں خیریت تو ہے میں نے سوال کیا تو بھائی نے کہا وہ تمہارے ماموں کے بیٹے کی منگنی ہے اور وہ لوگ آئے ہوئے ہیں ہم کو لینے کیونکہ ہم دونوں گھروں میں کچھ اختلاف تھا وہ ناراضگی ختم کرنے آئے تھے میں جلدی جلدی گھر آیا نہا دھو کر فریش ہوا کپڑے تبدیل کیے اور ہم سب ماموں کے گھر چلے گئے جو کہ قریبی گاؤں میں رہتے تھے ہم کافی عرصہ کے بعد گئے تھے ماموں کے گھر تو عجیب سا لگ رہا تھا میں تو ایک کمرے میں بیٹھ گیا اور ٹی وی آن کر دیا تو تھوڑی دیر کے بعد میری کزن آئی جو میری ہم عمر ہی تھی بولی روموٹ دو میں نے نہ دیا وہ مجھ سے چھیننے کی کوشش کرنے لگی تو روموٹ ٹوٹ گیا اتنے میں خالہ بھی آ گئی تو خالہ نے کہا کہ عائشہ تم نے روموٹ کیوں توڑا ہے خالہ تھوڑی غصے والی تھی وہ ڈر گئی اور بولی کہ روموٹ کلیم نے توڑا ہے خالہ نے کہا کہ چلو کوئی بات نہیں خالہ مجھ سے پیار کرنے لگی میری کزن میری طرف دیکھ رہی تھی جبکہ غلطی اس کی ہی تھی میں غصے میں اٹھ کر باہر آ گیا باہر منگنی کی رسم ادا ہو رہی تھی کافی رش تھا گاؤں کی لڑکیوں اور لڑکوں سے صحن بھرا ہوا تھا میرا دل نہیں لگ رہا تھا مجبوراً مجھے اندر کمرے میں جانا پڑا وہاں پر بھی کافی رش تھا کیونکہ میرے باقی کزن بھی کمرے میں آ گئے تھے اور سب ٹی وی دیکھ رہے تھے میری کزن بار بار مجھے گھور رہی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ میں ناراض ہو گیا ہوں وہ تنگ کر رہی تھی میں نے آنکھوں کے اشارے سے کہا کہ شرم کرو کیوں بدنام کرنا ہے وہ تو اور تنگ کرنے لگی میں ڈر رہا تھا کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو میری خیر نہیں ویسے بھی میں بہت ڈرتا تھا بدنامی سے رات کافی ہو چکی تھی لیکن رش ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا میں نے خالہ کو کہا کہ نیند بہت آئی ہے خالہ نے عائشہ کو آواز دی کہ کلیم کو بستر دوسرے کمرے میں کر دو تا کہ وہ آرام سے سو جائے ہم اوپر چڑھ رہے تھے تو ہمارے ایک کزن نے دیکھ لیا وہ ہم کو غلط سمجھ رہا تھا وہ میرا پیچھا کرنے لگا عائشہ نے بستر لگا کر بولی کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بتانا میں نے کہا شکریہ وہ نیچے چلی گئی اور میں سونے لگا تو میں عجیب سی الجھنوں میں گھبرا سا گیا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے اپنے آپ کو قابو کیا اور سو گیا پھر مجھے کچھ پتہ نہیں ساری رات کیا ہوتا رہا صبح میں جلدی سے بیدار ہو گیا کیونکہ رات کو میں جلدی سویا تھا باقی سب لوگ ابھی تک نیند کی آغوش میں تھے اور خالہ اور عائشہ بیدار تھیں کیونکہ ان کو گھ کے کام کرنے تھے میں آپ لوگوں کو بتاتا چلوں کہ میرے ماموں کی بیوی فوت ہو گئی تھی اور دوسری طرف میری خالہ کے شوہر بھی فوت ہو گئے تھے اس لیے ماموں کے بیٹے کو خالہ نے ہی پرورش دی تھی میں نے خالہ کو کہا کہ ابو چلے گئے ہیں کیا جی وہ تو رات کو ہی چلے گئے تھے او کے میں نے سوچا تھا اگر ابو ہوئے تو ان کے ساتھ گھر چلا جاؤں گا تا کہ سکول سے چھٹی نہ ہو خالہ نے کہا کہ کیا سوچ رہے ہو عائشہ کے ساتھ جاؤ اور ڈیرے سے دودھ تو لے آؤ اور ساتھ میں اپنے ماموں کو کھانا بھی دیتے آنا عائشہ نے کہا کہ چلو چلیں جی چلیں گھر سے کچھ فاصلے پر ہی ماموں تھے وہاں جانور رکھے ہوئے تھے عائشہ نے کہا کہ رات کے لیے سوری غلطی میری تھی تو نام آپ کا لگا دیا میں نے کہا کوئی بات ن ہیں پھر وہ خاموش ہو گئی تھوڑی دور جا کر پھر بولی کلیم تم کو کوئی بات نہیں آتی کیا کیسی بات میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کوئی بھی بات نہیں مجھے نہیں آتی آپ کو آتی ہے تو تم کرو تم سنو گے وہ حیران ہو کر بولی جی سنوں گا ہم ساتھ ساتھ چلبھی رہے تھے اور باتیں بھی کر رہے تھے تم برا تو محسوس نہیں کرو گے لو جی میں کیوں کروں گا برا محسوس بات تم نے اپنی زبان سے کرنی ہے اگر آپ کے کانوں کو میری بات بری لگی تو وہ سوال پر سوال کیے جا رہی تھی مجھے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا اتنے میں ہم اپنی منزل پہ پہنچ گئے ماموں کو کھانا دیا اور دودھ اٹھایا اور واپسی کا سفر شروع کر دیا پھر وہی باتیں آخر کار میں نے تھک ہار کر کہا کہ آپ بولیں آپ کیا کہنا چاہتی ہو تو اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بڑی نرم سے بولی کہ مجھے تم سے محبت ہے میں تم سے پیار کرنے لگی ہوں جب سے تم کو دیکھا ہے نہ کچھ کھانے کا ہوش ہے نہ ہی پینے کا پلیز کلیم میری محبت کا بھرم رکھ لو میں عمر بھر تمہارا ساتھ

دوں گی تم چاہے تو مجھے آزما لو پلیز کلیم میری محبت کا ٹوٹنے مت دینا میں عائشہ کے منہ کی طرف دیکھے جا رہا تھا میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ عائشہ یہ بات کرے گی وہ بھی میرے جواب کا انتظار کر رہی تھی لیکن میں کچھ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا اتنے میں گھر آ گیا اور وہ اپنی امی کے ساتھ کام کروانے لگی اور میں کمرے میں جا کر بیٹھ گیا میرے باقی کزن بھی بیٹھ گئے کچھ مجھے تنگ کرنے لگے لیکن میرے دل میں جو تھا وہ مجھے پتہ تھا سارا دن سوچتے ہوئے گزر گیا رات کو مجھے موقع مل گیا کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور کاغذ اور قلم لے کر بیٹھ گیا اور دل پر فیصلہ چھوڑ دیا کہ وہ جو لکھ دے وہ منظور ہو گا کہتے ہیں دل تو پاگل ہوتا ہے اس دل کی کبھی نہ مانو دل نے وہ لکھ دیا جو اسے نہیں لکھنا چاہیے تھا کاش کہ تب میں عقل سے کام میں پاگل تھا جو دل سے فیصلہ کروایا خیر اب کیا ہو سکتا تھا ہم اس راہ پر چل پڑے تھے جس میں کانٹے ہی کانٹے اور زخم تھے لیکن ہم کیا کر سکتے تھے دل کے ہاتھوں مجبور تھے۔

جب عشق ستاتا ہے مجھے
تیرا چہرہ یاد آتا ہے مجھے
تھی جو تیرے ہونٹوں کی مسکراہٹ
جام اس مسکراہٹ کا پلاتا ہے مجھے
تیرا اک بار پلکیں اٹھا کر دیکھنا
نظارہ اس دیکھنے کا دکھاتا ہے مجھے
جب دیکھ دیکھ کر تھک جاتے تھے ہم
تیرا اک طرف چل پڑنا رلاتا ہے مجھے
گل کھلتے ہیں جب گلشن میں
تیرا نغمہ عندلیب سناتا ہے مجھے
انتظار میں ہوئی شام جو عائشہ
اندھیرا شب بھر کا ڈراتا ہے مجھے

کاش کہ میں دل کی نہ مانتا دل بہت پاگل ہے دل کی مانو گے تو کبھی بھی چین سے نہ جی پاؤ گے پہلے تو بہت وعدے ہوتے ہوں گے پھر عمر بھر کا روگ دے جاتے ہیں آخر کیوں؟ کیوں مجھے اس راہ پر تم لے کر آئی تھی عائشہ اگر یوں تنہا چھوڑ جانا تھا کیا یہ تمہاری محبت تھی جو پل بھر میں بدل گئی اتنی جلدی تم نہیں بدل سکتی پلیز لوٹ آؤ کیوں میری بربادی کا سمان کیا تم نے آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا میرا قصور کیا ہے یہ ہی کہ تمہارے وعدوں پر یقین کیا تھا تم کو ٹوٹ کر چاہا تھا تم کو پانے کے خواب دیکھے تھے خیر اچھا کیا تم نے بے وفا ہے یہ زمانہ سب بے وفا ہیں کوئی کسی کا نہیں ہوتا کبھی کسی پر اعتبار مت کرنا سب جھوٹ ہے وہ لوگ اور تھے جو محبت پر جان قربان کر دیتے تھے آج کل محبت کرنے والے ہی مار دیتے ہیں۔

بہت دشوار ہوتا ہے کسی کو یوں بھلا دینا
کہ جب ہو شخص شامل رگوں میں خون کی مانند

میں کہاں کا کہاں چلا گیا تو پھر ہماری ملاقات ہر ہفتے کو ہوتی میں دوسرے تیسرے دن اپنے ماموں کے گھر جاتا تھا عائشہ بات بات پر وعدے کرتی تھی کہ کلیم میں مر جاؤں گی پر کسی اور کی نہیں ہوں گی ہماری محبت دن بدن بڑھتی گئی ہماری محبت کے ہر طرف چرچے ہونے لگے کہتے ہیں عشق چھپانے سے چھپتا نہیں یہ بات عائشہ کے گھر والوں کو پتہ چل گئی اس طرح مجھ پر پابندی لگ گئی کہ میں عائشہ کے گھر نہ جاؤں عائشہ کا کچھ دنوں بعد لیٹر ملا کہ عدیل کی شادی پر ہم لوگ آئیں گے آپ وہاں لازمی آنا آپ سے ضروری بات کرنی ہے عدیل ہمارے رشتے دار تھے عدیل کی شادی پر جانے کے لیے گھر والوں نے مجھے کافی منع کیا لیکن میں نے ضد کی تو میرے گھر والوں نے مجھے جانے کی اجازت دے دی عدیل اور ہمارے گھر کا فاصلہ 7 کلومیٹر کا تھا میں بڑی خوشی سے جا رہا تھا لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ آج میری خوشیاں مجھ سے عائشہ سب کچھ چھین لے گئے۔

میں وفا لکھوں یا عادت جفا لکھوں
وہ شخص کیا ہے اسے کیا لکھوں
اس سے تعلق بھی میرا جان سے بڑھ کر ہے
اس سے شکوہ بھی لکھوں تو کیا لکھوں

شادی کا انتظام خوب ہو رہا تھا ہر طرف خوشی کا سماں تھا پر میرے دل کو اپنے محبوب کی تلاش تھی آنکھیں تھیں کہ بار بار اسے دیکھنے کی ضد کر رہی تھیں آخر کار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری تلاش ختم ہوئی وہ میری دل کی ملکہ میری شہزادی اپنے کچھ سہیلیوں کے ساتھ محو گفتگو تھی اچانک اس کی نظر مجھ پر پڑ گئی اس نے آنکھوں کے اشارے سے سلام کیا اور پتہ نہیں وہ آنکھوں کے اشارے سے کیا کیا کہہ رہی تھی مجھے تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا پر آج عائشہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی اتنے میں وہی کزن میرے پاس آیا اور بولا کہ کلیم صاحب کیا حال ہے وہ مجھے طنز کر رہا تھا یہ وہی کزن تھا جو میرے ماموں کے بیٹے کی منگنی پر شک کرنے لگا تھا پھر اسی نے ہی تو سب کو بتایا تھا خیر آج کل لوگوں کے سینے میں دل نہیں پتھر ہیں زمانہ پتھر دل ہے کیوں دوسروں کی خوشیاں نہیں دیکھ سکتے زمانے والے کیوں دکھ دیتے ہیں کیا کہا جائے اس پتھر دل زمانے کے بارے میں وہ طنز کرتا رہا جناب مجنوں صاحب کیا ہو رہا ہے آج کل، اس کی باتیں میرا سینہ چیر رہی تھیں اچھا یار میں چلتا ہوں وہ پتہ نہیں کیا کیا بکواس کر کے چلا گیا۔ میں نے عائشہ کی طرف دیکھا تو وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ مسکرا رہی تھی مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو رہا تھا دل کر رہا تھا کہ ابھی یہاں سے چلا جاؤں لیکن مجھے عائشہ کی بات سننی تھی کہ وہ کیا کہنا چاہتی تھی صبر کرنا تھا مجھے شادی کی تیاری ہوتی رہی ساتھ ساتھ رات کو جب سب لوگ آرام کی نیند سو رہے تھے تو عائشہ میرے پاس آئی اور بولی کہ تم ابھی تک سوئے نہیں جی نیند نہیں آ رہی تھی میں نے آہستہ سے کہا عائشہ کا رویہ بدلا ہوا تھا میں نے کہا جی بولیں آپ نے کیا بات کرنی تھی بڑی مشکل سے گھر والوں سے اجازت لی ہے شادی پر آنے کے لیے بتاتی ہوں بات میں نے کہا کہ بتاؤ تو کہنے لگی کلیم میری منگنی ہو گئی ہے اور چند دن بعد میری شادی ہے مجھے بھول جاؤ۔ یہ سننا تھا کہ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا میرے تو ہوش و حواس ہی اڑ گئے نہیں یہ نہیں ہو سکتا عائشہ تم مجھ سے دھوکہ نہیں کر سکتی تم کسی اور کی نہیں ہو سکتی کبھی بھی نہیں تم وہ وعدے قسمیں کیسے بھول گئی ہو کیوں وہ وقت یاد کرو جب تم نے کہا کہ میرے پیار کو آزما لو تو اب کیا ہوا کیوں بدل گئی ہو تم کیوں میری چھوٹی سی عمر کو اتنی بڑی سزا دی تم نے اچھا نہیں کیا تم بے وفا ہو ہرجائی ہو پلیز کسی اور کی ہونے سے پہلے مجھے زہر دے دو اپنے ہاتھوں سے نیند آرام کی سلا دو۔

میں دل کھول کر رو رہا تھا اور ساتھ ساتھ شکوے بھی کر رہا تھا میری آواز سن کر سب صحن میں آ گئے سب لوگوں کو اپنے پاس یوں دیکھ کر عائشہ گھبرا گئی میں خالہ کے پاؤں میں گر گیا اور اپنے پیار کی بھیک مانگنے لگا سب ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے اور میری طرف حیران ہو کر دیکھ رہے تھے میں تو پاگل ہو گیا تھا میں صدا دیتا رہا لیکن کسی نے میری بات نہ سنی اور مجھے بری طرح مار پڑ گئی ماموں نے مجھے رات کے وقت گھر سے باہر نکال دیا وہ منظر یاد کرتے ہوئے مجھے بہت افسوس ہو رہا تھا پیار ہی تو میں نے کیا تھا کوئی جرم تو نہیں کیا تھا پیار کی یہ سزا مل رہی تھی میری صدا پر کسی نے ہاں نہ ملائی محبت برباد کرتی ہے یہ سچ ہے لیکن سچی محبت آج کے دور میں کوئی نہیں کرتا اس بے وفا نے اف تک نہ کی میری زخموں سے بری حالت تھی اچانک گلی میں مجھے کسی کا سایہ نظر آیا وہ میری طرف ہی آ رہا تھا میں ڈر گیا تھا جب قریب آیا تو وہ میرا دوست حسن تھا مجھے اس حالت میں دیکھ کر گھر لے آیا میرے زخموں پر مرہم لگایا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ کیا ہوا یار میں نے ساری بات اسے بتا دی وہ خود سن کر کانپ گیا صبح مجھے وہ گھر چھوڑ گیا گھر والے میری یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے حسن نے سب سچ سچ بتا دیا۔ میرے گھر والوں نے مجھے کافی سمجھایا پھر میں اپنے آپ کو کنٹرول کرتا گیا اور 9th میں پاس ہو گیا لیکن بہت ہی کم نمبر لے کر اب عنقریب میرے 10th کے پیپر ہیں آپ سب قارئین سے گزارش ہے کہ دعا کرنا کہ میرا امتحان ٹھیک ہو جائے اور تعلیم حاصل کر کے اپنے والدین کی خدمت کر سکوں میرے ابو نے جب یہ سب سنا تو پہلے مجھے غصے ہوئے پھر ماموں کے گھر چلے گئے اور انہوں نے کہہ دیا کہ آج کے بعد ہم لوگ آپ کے لیے مر گئے ابو یہ سب کہہ کر واپس آ گئے ندیم بھائی کل دن اس کی شادی تھی مجھے رات کو پتہ چلا تھا اور ساری رات میں سو نہیں سکا تھا اس بے وفا زمانے والوں سے شکوہ ہے کیا بگاڑا تھا میں نے اس زمانے کا ایک بات جو میں بتانا ہی بھول گیا قارئین اس کی شادی اسی کزن سے ہوئی ہے ہم گھر میں سے کوئی بھی ان کی شادی پر نہیں گئے مجھے نفرت سی ہو گئی ہے اپنوں سے ندیم بھائی بس دل کرتا ہے کہ ہر طرف طوفان برپا کر دوں پر کیا کروں پھر سوچتا ہوں میرے والدین کا کیا ہو گا میں یہ سوچ کر اپنے آپ کو کنٹرول کیا ہوا ہے اب بے وفا نے تو میری خبر بھی نہیں لی کیا میں مرا ہوں یا زندہ پھر بھی پاگل دل ہی اسے کہے گا کہ جہاں رہے سدا خوش رہے۔

یوں ہم کو ستانے کی ضرورت کیا تھی
دل میرا توڑ کے جانے کی ضرورت کیا تھی
تو نہیں تھا عاشق تو کہہ دیا ہوتا
ہمیں یوں آزمانے کی ضرورت کیا تھی
معلوم تھا گہرے خواب ٹوٹ جائیں گے
نیند میں آ کر جگانے کی ضرورت کیا تھی
مان لوں اگر یہ ایک طرف محبت تھی
مجھے دیکھ کر مکرنے کی ضرورت کیا تھی
جو ہم نہ تھے تمہارے قابل نظر تو عائشہ
مجھ کو محبت سکھا کر چھوڑنے کی ضرورت کیا تھی

قارئین میرے یہ ٹوٹے ہوئے الفاظ آپ لوگوں کو کیسے لگے ضرور آگاہ کرنا پہلے کی طرح امید ہے کہ حوصلہ افزائی ہو گی یہ سب قارئین کی محبت ہے کہ ہم بار بار حاضر ہو رہے ہیں ورنہ بندہ ناچیز اس قابل کہاں تھا۔ کچھ قارئین کے شکوے سر آنکھوں پر۔

کتابوں کے صفحوں کو پلٹ کر سوچتے ہیں
یوں پلٹ جائے زندگی تو کیا بات ہے
خوابوں میں ملتا ہے روز جو
حقیقت میں مل جائے تو کیا بات ہے
کچھ لوگ مطلب کے لیے ڈھونڈتے ہیں مجھے
بنا مطلب کوئی آئے تو کیا بات ہے
قتل کر کے تو سب لے جائیں گے میرا دل
کوئی باتوں سے لے جائے تو کیا بات ہے
وہ ایک شرابی کہے جائے تو کیا بات ہے
اپنے رہنے تک تو خوشی دیں سب کو دوستو
جو کسی کو میری موت پر خوشی مل جائے تو کیا بات ہے

❀❀❀

غزل

بے وفا تو نہ تھے ہم
پر اب تو ہمیں بے وفا ہی رہنے دو
کوئی بتانے نہ آ جائے اب اس دل میں گھر
یہ گھر ٹوٹا ہے تو ٹوٹا ہی رہنے دو
نہ ساتھ چلو ہمارے بدنام ہو جاؤ گے تم
ہم تو تنہا چلے تھے اب تنہا ہی رہنے دو
کتنے مجبور تھے کتنے بے بس تھے ہم
تم سے اب کیا گلہ کریں اب ویسا ہی رہنے دو
کتنے غم تھے کتنے غم ہیں ہمارے ساتھ
چلو یہ غم بھی اب خود ہی سہہ لینے دو
بے وفا تو نہ تھے ہم
پر اب تو ہمیں بے وفا ہی رہنے دو
(ثوبیہ حسین، کہوٹہ)

غزل

خط لکھ رہا ہوں عہد محبت کو توڑ کر
کاغذ پر آنسوؤں کی جگہ چھوڑ چھوڑ کر
تو فکر مند کیوں ہے میرے دل کو توڑ کر
میں خود ہی جا رہا ہوں تیرا شہر چھوڑ کر
کل رات لکھنے بیٹھا غزل تیرے نام کی
الفاظ سامنے تھے کھڑے ہاتھ جوڑ کر
میں جس میں دیکھتا تھا تیرا عکس اے دوست
توں نے رکھ دیا وہ آئینہ توڑ کر
(شاہد اقبال خٹک، کرک جندری)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گر وقت سہانا گزر گیا تم سوچتے ہی رہنا
وہ اک مسافر کدھر گیا تم سوچتے ہی رہنا
چار دن کی چاہت ہے یہ اپنی
گر نشہ دل لگی کا اتر گیا تم سوچتے ہی رہنا
اظہار تو کرنا تم نے سیکھا ہی نہیں ہے
تیرے پیار میں کوئی مر گیا تو سوچتے ہی رہنا
چپکے سے تیرے دل میں سما جائیں گے
کون آنکھ یہ خالی بھر گیا تم سوچتے ہی رہنا
شمع کی دوری رفتہ رفتہ تجھے ستائے گی
درد رگ جاں میں کیسے اتر گیا تم سوچتے ہی رہنا

سہیل بیگ ۔ لاہور

غزل

میرا مزاج ہے یارو اداس رہنے دو
دیار دل میں محبت کی آس رہنے دو
عداوتوں میں بھی اتنا سا دوستانہ رکھو
بچھڑ گئے بھی تو یادوں کو پاس رہنے دو
نجانے آئے وہ کب ملنے کی آرزو لے کر
خدایا مجھ پہ ادھار چند سانس رہنے دو
نہیں رہا ہے تیری مے میں اب سرور ساقی
ہٹاؤ جام میرے دل کی پیاس رہنے دو
مزا ہی اور ہے عثمان جہاں میں غم کا
بنا نہ سنگ یہ دل یوں حساس رہنے دو

عثمان چوہدری ۔ ڈڈیال

جن کی یادیں ہیں لدھ دل میں نشانی کی طرح
وہ ہمیں بھول گئے ایک کہانی کی طرح
دوستو ڈھونڈ کے ہم سا کوئی پیاسا لاؤ
ہم کہ آنسو بھی جو پیتے تو پانی کی طرح
غم کو سینے میں چھپائے ہوئے رکھنا یارو
غم مہکتے ہیں بہت رات کی رانی کی طرح
تم ہمارے تھے تمہیں یاد نہیں ہے شاید
دن گزرتے ہیں برستے ہوئے پانی کی طرح
آج جو لوگ تیرے غم پہ ہنستے ہیں عثمان
کل تجھے یاد کریں گے وہی نانی کی طرح

عرفان عزیز ۔ فیصل آباد

غزل

آخری بار تیرے پیار کی کلیاں چن لوں
لوٹ کر پھر تیرے گلشن میں نہیں آؤں گا
اپنی برباد محبت کا جنازہ لے کر
تیری دنیا سے بہت دور چلا جاؤں گا
دل کو سمجھا لوں جسے پیار کیا تھا تو نے
وہ اک خواب تھا جس کی تعبیر نہ تھی
تو سمجھتا تھا جسے اپنا مقدر ناداں
وہ کسی غیر کی تھی وہ تیری تقدیر نہ تھی
اپنی پلکوں میں سجا رکھا تھا جن خوابوں کو
اپنے ہاتھوں سے انہیں خود ہی مٹا جاؤں گا

قادر یار ۔ آزاد کشمیر

غزل

جہاں تلک بھی یہ صحرا دکھائی دیتا ہے
میری طرح سے یہ اکیلا دکھائی دیتا ہے
نہ اتنی تیز چلے سر پھری ہوا سے کہو
شجر پہ ایک پتا ہی دکھائی دیتا ہے
برا نہ مانئے لوگوں کی عیب جوئی کا
انہیں تو دن کا بھی سایہ دکھائی دیتا ہے
یہ ایک ابر کا ٹکڑا کہاں کہاں برسے
تمام دشت ہی پیاسا دکھائی دیتا ہے
وہیں پہنچ کر گرائیں گے بادباں اب تو
وہ دور کوئی جز میرا دکھائی دیتا ہے
وہ الوداع کا منظر وہ بھیگتی پلکیں
پس غبار بھی کیا کیا دکھائی دیتا ہے
سمٹ گئے آخر پہاڑ سے قد بھی
زمین سے ہر کوئی اونچا دکھائی دیتا ہے

عثمان چوھدری ۔ آزاد کشمیر

غزل

ہم آج ہیں پھر ملول یارو
مرجھا گئے کھل کے پھول یارو
گزرے ہیں خزاں نصیب ادھر سے
پیڑوں پر جمی ہے دھول یارو
تا حد خیال لالہ و گل
تا حد نظر ببول یارو
جب تک ہوس رہی گلوں کی
کانٹے بھی رہے قبول یارو
ہاں کوئی خطا نہیں تمہاری
ہاں ہم سے بھول ہوئی ہے یارو

قادر یار ۔ آزاد کشمیر

غزل

آج پھر سے نگاہیں ملائیں گے ہم
دل پہ دانستہ پھر چوٹ کھائیں گے ہم
ان کی ہر اک جفا آزمائیں گے ہم
وہ ستم ڈھائیں گے مسکرائیں گے ہم
جانے والے ہمیں اس طرح چھوڑ کے
یاد رکھنا بہت یاد آئیں گے ہم
دل تمہارا ہے یا انجمن ہے کوئی
لو یہاں سے کہیں بھی نہ جائیں گے ہم
ہم وہ عثمان جسے تم سمجھ نہ سکے
وقت پر دیکھنا کام آئیں گے ہم

عباس علی ۔ فیصل آباد

غزل

غیر کو درد سنانے کی ضرورت کیا ہے
اپنے جھگڑے میں زمانے کی ضرورت کیا ہے
تم مٹا سکتے نہیں دل سے میرا نام کبھی
پھر کتابوں سے مٹانے کی ضرورت کیا ہے
زندگی یونہی بہت کم ہے محبت کے لئے
روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے
دل نہ مل پائیں تو پھر آنکھ بچا کر چل دو
بے سبب ہاتھ ملانے کی ضرورت کیا ہے

زبیر احمد ۔ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غزل

میں یونہی گزار دیتا شب غم سنبھل سنبھل کے
تمہیں کیا ملا بتا دو میری زندگی بدل کے
بڑے بے وفا ہیں آنسو سر بزم آج چھلکے
میری آرزو نے لوٹا میری چشم نم میں پل کے
کسی بے سہارا دل کو ستاؤ اس طرح سے
کہیں آہ کر نہ بیٹھے کوئی بدنصیب جل کے
میں اسی لئے کھچا ہوں کہ انہیں بھی آئے غصہ
وہ الٹ دے کاش پردہ میری بے رخی پہ جل کے

بلال احمد ۔ ساھیوال

غزل

تیرے بغیر یہ دنیا راس ہے میری
کہ جیسے جان بھی تیرے ہی پاس ہے میری
ہزار جام لڑا دوں ہزار پیانے
کسی کے پھول سے ہونٹوں میں پیاس ہے میری
لگا ہے روگ محبت کا مجھ کو صدیوں سے
کسی کا پیار ہی جینے کی آس ہے میری
چلی ہے ایسی زمانے میں نفرتوں کی ہوا
کسی کا پیار، وفا بدحواس ہے میری
میرا جمال ہے پھیلا ہے چار سو عثمان
یہ ایک چیز ہی دنیا میں خاص ہے میری

محمد علی ۔ خانیوال

غزل

محبت اک حقیقت ہے یہ افسانہ نہیں ہوتا
کبھی اپنی خوشی سے کوئی دیوانہ نہیں ہوتا
حسیں جلوؤں کا مرکز ہے جہاں تم سجدہ کرتے ہو
وہاں کعبہ نہیں ہوتا بت خانہ نہیں ہوتا
کرم ہے ان خیالوں کو جو دل بہلائے رکھتے ہیں
بھلا کس کے تصور میں صنم خانہ نہیں ہوتا
جو اہل ظرف ہوتے ہیں بقدر ظرف پیتے ہیں
چھلک جاتا ہے جو وہ ان کیا پیمانہ نہیں ہوتا
نظر کا حسن بھی شامل ہو پیمانوں میں اے قادر
جہاں ساقی نہیں ہوتا وہ میخانہ نہیں ہوتا

عبدالقادر ۔ میرپور

غزل

اپنے ماضی کے تصور سے ہراساں ہوں میں
اپنے گزرے ہوئے ایام سے نفرت ہے مجھے
اپنی بیکار تمناؤں سے شرمندہ ہوں میں
اپنی بے سود امیدوں پر ندامت ہے مجھے
میرے ماضی کو اندھیروں میں دبا رہنے دو
میرا ماضی میری ذات کے سوا کچھ بھی نہیں
میری امیدوں کا حاصل میری کاوش کا صلہ
ایک بے نام اذیت کے سوا کچھ بھی نہیں

عارف چوھدری ۔ نارووال

غزل

اس کی آنکھوں میں کوئی دکھ سا دبا ہے شاید
یا مجھے خود ہی کوئی وہم ہوا ہے شاید
میں نے پوچھا کہ بھول گئے ہو تم بھی

موند کر آنکھیں مجھے اس نے کہا شاید
روٹھ جاتی تو بھلا کون مناتا مجھ کو
جو مناتا تھا وہب بھول گیا ہے شاید
اب کسی بات پہ بھی دل نہیں دکھتا میرا
میرے اندر میرا عشق مر گیا ہے شاید
بھولنا چاہوں بھی تو تجھ کو میں بھلا نہ سکوں
یاد رکھنے کا کوئی عہد کیا ہے شاید

اسحاق چوھدری ۔ لاھور

غزل

بنا کر اپنے نقشے رہ گئے ہیں
زمانے کتنے پیچھے رہ گئے ہیں
ابھی تک تتلیوں کے ان پروں میں
نہ جانے کتنے دھبے رہ گئے ہیں
کر سکتا ہی نہیں دریا ادھر کو
بہت سے لوگ پیاسے رہ گئے ہیں

نائلہ اختر ۔ آزاد کشمیر

غزل

تیرے پیار دی ابتداء دیکھی بیٹھاں
خلوصاں بھری انتہاء دیکھی بیٹھاں
میرا جسم ہویا اے زخماں دا عادی
معالج تے دارالشفاء دیکھی بیٹھاں
جوانی دے روگاں دا ہویاں میں جانو
کرم اوس دے تے عطا دیکھی بیٹھاں
میری جندڑی وچ بھرے غم ای غم نیں
میں دنیا دے بیم رجا دیکھی بیٹھاں
میں عثمان محبت نوں متھے دی ٹیکاں
ستم یار دے بے بہا دیکھی بیٹھاں

عثمان چوھدری ۔ ڈڈیال

نظم

جیسے کانٹوں میں گل
شب کی تاریکی میں چاند ستارے
صحرا میں پانی، بارش کے نرم قطروں سے
سیپ میں موتی، سمندر میں جزیرے
کوہساروں میں جھرنے، سردیوں میں نرم دھوپ
حسن کسی کی میراث نہیں، یہ خدا کی عطا ہے
حسن کسی فقیر کی کٹیا میں، کسی غریب کے گھر میں
کسی امیر کے بنگلے میں، کسی بادشاہ کے محل میں
پیدا ہو سکتا ہے
حسن لاکھوں میں، سب سے جدا، نظر آتا بھی ہے

نسیم اختر عادل ۔ بھکر

نظم

تو چلے تو تیرے سنگ میری پاکیزہ دعائیں رہیں
تیری راہوں میں، محبت کے حسیں پھول سجیں
تیری پیشانی پہ خوشیاں، روشنی بن کے چمکیں
میری دعا ہے کہ خوشیاں مسکرائیں
یہ سلسلے چاہتوں کے یونہی تیرے سنگ رہیں

نائلہ عندلیب بٹ ۔ آزاد کشمیر

نظم

اسے کہنا، اداسی! تم اسے کہنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا کے ہاتھ کچھ نہیں ہے اور صدا ویران پھرتی ہے
تم اس سے کہنا،
تیرا بچھڑا ہوا اکثر جاگتا ہے سو پاتا نہیں
اور اداسی! تم اسے کہنا کسی کو علم کیا
جب رات ڈھلتی ہے، تو کتنے جسم جلتے ہیں
دعاؤں کے آرزوؤں کے وفاؤں کے
اداسی تم اسے کہنا تم ہی دکھ میں تنہا نہیں
یہاں پر بھی حسن کے ہاتھ میں، کچھ بھی نہیں ہے

سید حسن رضا شاہ ۔ کوچھیر شریف

نظم

ناداں دل کو سمجھانا کیا،
ہے عشق تو پھر پچھتانا کیا
ہر سانس تو اس کے نام لکھی،
پھر جینا کیا مر جانا کیا
وہ ہر دھڑکن میں رہتا ہے،
اسے کھونا کیا اور پانا کیا
کیا خوب وہ سب سے پوچھتے ہیں،
کہتا ہے یہ دیوانہ کیا
دل آتا تھا تم پر آیا،
اس جرم کا ہے ہرجانہ کیا
ہو جس کا جھوٹ بھی سچ جانا،
اس جھوٹے کو جھٹلانا کیا
اے عثمان حقیقت جو بھی ہو،
بن جائے افسانہ کیا

عثمان چوہدری ۔ ڈڈیال

نظم

اندھیروں سے اجالا مانگنا ہوگا،
خبر کیا تھی یہ دن بھی دیکھنا ہوگا
اگر خورشید ہے تو روشنی دے گا،
وہ سایہ ہے تو اس کو پھیلنا ہوگا
پرانی رسموں سے اب کچھ نہیں حاصل،
ہمیں سوچوں کا دھارا موڑنا ہوگا
میں آسانی سے کیسے ڈوب سکتا ہوں،
سمندر کو بہت کچھ سوچنا ہوگا
رہا ہوں برسرِ پیکار ظلمت سے،
سحر کو اب میرا دکھ بانٹنا ہوگا
قادر اوروں کی خاطر زندہ رہتا ہے،
خوشی کا ہر لبادہ اوڑھنا ہوگا

قادر یار ۔ ڈڈیال

نظم

محبت جوگ ٹھہرا ہے، دلوں کا روگ ٹھہرا ہے
وفا کچھ کر نہیں سکتی، دلوں کو شاد کرتا ہے
کبھی برباد کرتا ہے، یہ شکوہ کر نہیں سکتا
یہ ایک سنجوگ ٹھہرا ہے، تلخ ہونا بھی چاہوں تو
زباں خاموش رہتی ہے
محبت جوگ ٹھہرا ہے، دلوں کا روگ ٹھہرا ہے

سعدیہ چوہدری ۔ آزاد کشمیر

نظم

آنکھ ہی نہ روتی ہے،

دل بھی تیرے پیار میں رویا ہے
خوشیاں کا تو اب کام نہیں،
چاروں طرف تنہائی ہے
کل تک جو کہتی تھی اپنا،
یارو آج پرائی ہے
آنکھ ہی نہ روئی ہے،
دل بھی تیرے پیار میں رویا ہے

مریم ایس ایم ۔ آزاد کشمیر

نظم

کہا تھا یاد ہے تم کو،
میں ہوں چاند اور تم چاندنی میری!
مگر جب چاند چھپ جائے کہو
پھر چاندنی کیسی؟
کہا تھا یاد ہے تم نے،
میں ہوں پھول اور تم اس کی خوشبو!
مگر جب پھول مرجھائے کہو خوشبو بھلا کیسی؟
کہاں تھا یاد ہے تم نے،
میں ہوں دل، ہو تم دھڑکن!
مگر دل ٹوٹ جائے تو کہو پھر دھڑکن کیسی؟
کہا تھا یاد ہے تم کو،
میں ہوں آس اور تم زندگی میری!
مگر جب آس ٹوٹے تو،
کہو پھر زندگی کیسی؟

فیصل طیب ۔ احمد پور سیال

نظم

اے عشق! ایسا نہ کیا ہوتا تو نے
بن تیرے رونا نہ نصیب ہوتا
ہر لمحے خوشی کے قریب ہوتا
اچھا تھا، پیار میں غریب ہوتا
اے عشق! ایسا نہ کیا ہوتا تو نے
پہلی نظر میں دل توڑا تو نے
ایک ہی پل میں مجھے چھوڑا تو نے
تو نے، میرے دل کو، توڑا تو نے
اے عشق! ایسا نہ کیا ہوتا تو نے
بستر بستر شکن شکن
ٹوٹے میرا بدن بدن
تنہائی میں سنن سنن
اے عشق! ایسا نہ کیا ہوتا تو نے
دھڑکن سسکے، آہیں بھرے،
اشکوں سے نگاہیں بھرلے
رسوائی سے بانہیں بھرے
اے عشق! ایسا نہ کیا ہوتا تو نے
چپ چاپ سا ہے دل اب بھی
ہیں چپکے چپکے ہوئے لب بھی
ناراض، مجھ سے میرا رب بھی
اے عشق! ایسا نہ کیا ہوتا تو نے

اسحاق احمد ساقی ۔ سنجر پور

نظم

تم جو ہم سفر تھے،
میرے سانسوں میں مہک سی تھی
میرے جذبوں میں طغیانی سی تھی
میرے نینوں میں چمک سی تھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے لبوں میں سرخی سی تھی
میرے سپنوں میں رنگینیاں سی تھیں
دل کے مندر میں خوشیاں سی تھیں
مگر اب تیرے جانے کے بعد
یہ سب کچھ شاید مجھ سے روٹ گئے

محمد بوٹا راھی ۔ واں بھچراں

نظم

کل وہ ملی جو بچپن میں میرے بھائی سے کھیلا کرتی تھی
جانے تب کیا بات تھی اس میں مجھ سے بہت ڈرتی تھی
پھر کیا ہوا وہ کہاں گئی اب کون یہ جانتا ہے
کب اتنی دور سے کوئی شکلوں کو پہچانتا ہے
لیکن اب جو ملی ہے مجھ سے ایسا کبھی نہ دیکھا تھا
اس کو اتنی چاہ تھی میر میں نے کبھی نہ دیکھا تھا
پھر کہیں بچھڑ نہ جاؤں ایسے مجھ کو تکتی تھی
کوئی گہری بات تھی جی میں جسے وہ کہہ نہ سکتی تھی
ایسی چپ اور پاگل آنکھیں دمک رہی تھیں شدت سے
میں تو سچ مچ ڈرنے لگا تھا اس خاموش محبت سے

محمد بوٹا راھی ۔ واں بھچراں

نظم

ایک دن باتوں باتوں میں کہا اس نے مجھ سے
جانے کیوں دنیا نے روگ بنایا ہے جدائی کو
میں نے کہا اس سے کیا تمہیں مجھ سے محبت ہے
تو کہنے لگا ہے تو مگر یہ روگ لگانے سے رہا
پھر ایسا پلٹ کر گیا کہ مجھے جدائی کا درد دے گیا
اب میرے دل سے پوچھے وہ کیا ہے اس کی محبت
اور کیا ہے، جدائی اس کی

شجر علی ۔ میانوالی

نظم

جب تمہیں الوداع کہتا ہوں میرا ایک حصہ مر جاتا
ہے
آہستہ خرام موت جو دھیرے دھیرے
مسلسل اور یقین کے ساتھ
میری طرف بڑھ رہی تھی
تا کہ مجھے اپنے بازوؤں میں لے لے تب تک
مجھے نہیں معلوم کہ مجھے اور کتنی بار مرنا ہے

محمد ارشد ۔ واں بھچراں

نظم

وہ شام، جب تو میرے ساتھ تھی
ہم کتنے خوش تھے
تم نے دھیرے سے مجھے کہا
جاناں میں تیرے بغیر نہیں رہ سکوں گی
میں خاموش کھڑا تھا
بس ایک نظر تمہیں دیکھا تھا
تیرے چہرے پر بھی جاناں
ڈوبتے سورج کا منظر تھا
وہ شام، جب تو میرے ساتھ تھی

محمد بوٹا راھی ۔ واں بھچراں

نظم

تمہارے لئے ہم نے کیا کیا نہیں کیا تھا
زہر بھی ہم نے ہنس کے پیا تھا
کوئی شکوہ نہیں کوئی شکایت نہیں
جو بھی کیا تم نے اچھا کیا ہے
کچھ بھی یاد نہیں ہم کو
بے وفائی کا تم نے الزام جو دیا ہے
ہم نے تو وہ بھی چپ کر کے سہا ہے
اک بات کا ہم کو آپ سے گلہ ہے
دل ٹوٹنے کا ہم کو کوئی غم تو نہیں
پیار کا اس دنیا نے ہم کو کیا صلہ دیا ہے
جو عزت کرتی تھی پہلے میں تیری
تو نے کیسا مجھ سے انتقام لیا ہے
کیا بگاڑا تھا میں نے تیرا آخر
جو ہم کو بے وفائی کا تم نے الزام دیا ہے

صائمہ تبسم ۔

نظم

کل رات سبھی ارمان جلے
وہ خواب جو مل کے دیکھے تھے
تجھ کو کسی اور کی باتیں کرتے سنا
تو میرا دل جلا، کاش ہم تک نہ ملتے تو اچھا تھا
تم کو تو کوئی غم نہیں ہے،
سہنی تو مجھ کو جدائی ہے
خواب تو میرے ٹوٹیں ہیں
تو ہم کو چھوڑ کر چلا گیا
آخر تنہا میں اپنے ہوٹ سی لوں گی
اور تیری جدائی سہہ لوں گی
مگر صرف اتنا بتا دے
کیا محبت کی یہی سزا ہے

صائمہ تبسم ۔

نظم

سنو جاناں! میں دور چلا جاؤں گا تم سے
بہت دور کسی جنگل میں یا اجڑے ہوئے کھیتوں میں
کسی درخت کو گلے لگا کر میں آنسو بہاؤں گا
اپنے دکھ بھی سناؤں گا مگر تجھے نہیں بھول پاؤں گا
جب آئے گی یاد تیری درد بھی دل سے اٹھے گا
تجھ کو ملنے کو ترسے گا جب کوئی پوچھے حال میرا
اسے کچھ نہ بتاؤں گا مگر تجھے نہیں بھول پاؤں گا
تجھے نہیں بھول پاؤں گا

عثمان چوھدری ۔ ڈڈیال

نظم

میں اکثر خود سے کہتا ہوں،
بہت بے تاب رہتا ہوں
کبھی تجھ سے ملوں گا تو کہوں گا
اے میرے ہمدم میں تجھ بن نہ رہ سکتا
مگر یہ کہہ نہیں سکتا
تیرا جادو میرے سر چڑھ کر ایسے بولتا ہے کیوں
میرا من ڈولتا کیوں ہے کہ جب تو سامنے ہوتا ہے
تو دھڑکن بڑھ جاتی ہے
میں تیری آنکھوں کے گہرے ساغر میں
ڈوب جاتا ہوں
میں ان جذبوں کو کوئی نام نہیں دے سکتا
میں اکثر بھول جاتا ہوں

قادر یار ۔ آزاد کشمیر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری زندگی کی ڈائری

ہمراز کی ڈائری سے

میری زندگی میں این نامی ایک لڑکی آئی میں نے اس کو اپنے دل وجان سے بھی زیادہ چاہا اور پیار کیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس کا دل دل نہیں بلکہ پتھر ہے سب سے زیادہ زخم مجھے این نے دیا میں اس کو بھولنے کی بہت کوشش کرتا تھا لیکن وہ مجھے اور زیادہ تڑپاتی تھی لیکن وہ بے وفا کیا جانتی تھی کہ میرے دل پر کیا گزر رہی تھی وہ تو پتھر دل تھا پتھر بھی پگھل سکتا ہے لیکن این کا دل پگھل نہیں سکتا پھر بھی muری یہی دعا ہے کہ وہ جہاں بھی رہے اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھے کیونکہ میں اس کو دکھی ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔

حمل ہمراز رند
۔کیچ مکران

عمران کی ڈائری سے

صبح اس نے مجھے اذان صحر میں جگایا اور میں نے نماز پڑھی اور چڑیوں کے چہچہانے کی آوازیں سنیں اور مجھے لگا جیسے آج ان گلیوں میں کسی نے عطر نایاب لگایا ہے میری روح کو بڑا سکون ملا میں مسجد سے سیدھا گھر آیا۔ اس ایک دم تبدیلی پر میں حیران ہوگیا اور پھر سوچنے لگا کہ آج کا دن آج کی شام کتنی حسین ہوگی کاش میری زندگی میرا ساتھ دے تو ان خوشیوں کو چار چاند لگ جائیں ایسے میں مجھے ایک کونے سے آواز آئی مجھ سے دوستی کرو گے آج تک تم مجھے چاہتے آئے ہو آج میں تمہیں چاہوں گی کیا تمہیں منظور ہے۔ تب میں نے اپنی بانہیں کھول دیں اور وہ مجھ سے لپٹ کر سسکیاں بھرنے لگیں پھر بولی عمران سوائے موت کے تمہیں مجھ سے کوئی علیحدہ نہیں کر سکتا اب میں تمہارے ساتھ تمہاری خوشیوں کے لئے اس جہان دشمنان میں لڑوں گی ہم اب دونوں یک جان ہیں اور پھر طلوع سورج کا وقت ہوگیا اور ہم دونوں زندگی کی انوکھی راہوں پر چل پڑے اور پھر میں نے اقرار محبت کرلیا اور آج ہم دونوں ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں۔

محمد عمران عباسی۔
ایبٹ آباد

عباسی کی ڈائری سے

میری زندگی نے جب اپنی زندگی کا آغاز سفر جہاں کیا اسے ابتدائے سفر میں پہلی ٹھوکر سوداگروں کے بازار میں لگی جب اسے ہوش آیا یوں ہی چلتے چلتے اس نے کتاب مشغول زندگی پڑھ لی ان پہ ایک مصروف ڈگر پر چلنے لگی کچھ آگے جا کر اس نے کتاب دوستاں پڑھ لی اور یہ تلاش دوست میں نکل کھڑی ہوئی۔ جب دوستی کو پالیا تو یہ پھر مجھ سے جدا ہوگئی اور ہر وقت u وہ مجھ سے اس کی باتیں کرتی، کچھ برس بعد اس دوست سے منافقت کے عجیب انداز سیکھ بیٹھی تب مجھے بڑا دکھ ہوا کہ یہ اب الٹے راہوں پر چل پڑی ہے اب میں اس کے لئے کافی پریشان رہنے لگا۔ ٹھوکر کھا کر ڈگمگاتی جاتی تب میں اسے سنبھالا دیتا، سوچتی کہ نہ خود گرتا ہے نہ مجھے گرنے دیتا ہے اس کا ہر وار خندہ پیشانی سے برداشت کرتا، جب مجھے خواب خرگوش کے مزے لیتے ہوئے دیکھتی تو یہ اپنے دیس معاشرہ میں جا کر زندگیوں سے محو گفتگو ہوتی ہے آزاد زندگیاں اسے کہتی ارے میں نے ایک ہی ٹھوکر لگائی تو اس نے خودکشی کرلی تم بھی کچھ ایسا ہی کرو میری زندگی نے جواب دیا ارے پریشانیوں میں خوش اور خوشیوں میں تھوڑا سا غمگین ہوجاتا ہے وہ غلط کاموں میں میرا ساتھ نہیں دیتا ہاں البتہ وہ اچھے کاموں میں مجھ سے بھی آگے نکل جاتا ہے اور تب وہ نہیں میں خود پریشان ہو جاتی ہیں کہ یہ مخلص میری خوشی کے لئے موت سے بھی ٹکرا سکتا ہے اب تم بتاؤ میں کیا کروں۔

محمد عمران عباسی۔
ایبٹ آباد

ریاض احمد کی ڈائری سے

میرے خوابوں کی شہزادی میری ہر سانس ہر دھڑکن اور میری زندگی کی مالکہ صرف تم ہی ہو نجانے کیوں میرا دل میری صنم کے بغیر اداس رہتا ہے ہر گھڑی تمہاری یاد میں کھویا رہتا ہوں...... کیا پتہ تم بھی مجھے یاد کرتی ہو بھی کہ نہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ہمیں ملے بھی گی یا نہیں شاید اسی کا نام محبت ہے۔ میری تمام تر زندگی تمہارے نام ہے کرن اللہ آپ کو جزائے کی تمنا دے آمین۔

ریاض احمد۔ لاہور

ساغر کی ڈائری سے

زندگی بھی کیا چیز ہے انسان زندگی میں کیا کچھ نہیں کرتا کسی سے دوستی کسی سے دشمنی کسی سے نفرت کسی سے محبت کسی کی خدمت کسی سے لڑائی کسی سے بھلائی اور کسی سے بحث و تقرار آخر یہ سب کس لئے صرف زندگی کے لئے اپنی حفاظت کے لئے اپنی عزت وآبرو کے لئے لیکن کسی کو یہ خبر ہی نہیں کہ ہماری زندگی کتنی ہے ہمیں کس مقصد کے لئے اس فانی دنیا میں آنا پڑا جب میں یہ سوچتا ہوں تو میرے ہاتھ کانپ جاتے ہیں بدن لرز جاتا ہے کہ انسان کی زندگی میں نہ جانے کتنے موڑ آتے ہیں کبھی دکھوں میں جان جکڑی رہتی ہے تو کبھی خوشی سے سب کچھ بھول جاتا ہے انسان کی زندگی میں دکھ تو ہوتے ہی ہیں مگر دنیا میں کم ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو کسی کے دکھ کو سمجھتے ہیں میری زندگی میں بھی یہ دکھ نہ ہوتا شاید کچھ؟ خیر رب کی رضا میں راضی ہوں جو ہوا سو ہوا جس کو میں چاہتا ہوں وہ میری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تقدیر میں نہ تھا، تقدیر کے فیصلے بھی درست ہوتے ہیں نہ جانے کب وہ ملے جو میرے زخموں پہ مرہم لگائے میرے دکھوں کا مداوا بنے رب کی ذات پہ بھروسہ ہے کہ کوئی نیک سیرت ضرور آئے گا جو میرے کچھ دکھ سکھ میں ساتھ نبھائے گا۔

رئیس محمد ارشد

زاہد جاوید کی ڈائری سے

محبت صنوبر کی شاخوں کی طرح ہے جو دل سے شاخ در شاخ پھوٹتی ہے شاخ کے ٹوٹ جانے سے باقی شاخیں مغموم ضرور ہوتی ہیں لیکن اپنا وجود نہیں کھو دیتیں بلکہ ٹوٹی ہوئی شاخ کو پوری توانائی اور محبت سے کھینچتی ہیں اور پھر روز بعد وہاں سے ایک نئی کونپل پھوٹ نکلتی ہے بقول شاعر

احسان اگر ہو تو محبت کرو محسوس
ہر بات کا اظہار ضروری نہیں لب سے

ڈاکٹر زاھد جاوید۔ وھاڑی

الماس کی ڈائری سے

وہ دل ہی کیا جو تیرے ملنے کی دعا نہ کرے میں تجھ کو بھول کر زندہ رہوں خدا نہ کرے دکھوں اور مصیبتوں کا سہنے والا یہ ناچیز ہر آفت کا مقابلہ کر لیتا لیکن جب سے میری یہ بہن الماس اس دنیا پر ظاہر ہوئی کیا ہی بدنصیب گھڑی تھی آدھ گھنٹہ میں ماں منہ موڑ کر اگلی دنیا میں چلی گئی وہ تیس جنوری کا دن میں قیامت تک نہیں بھول سکتا چھوٹی ہی عمر میں ہم دونوں ماں کے پیار سے محروم رہ گئے میری بہن آدھ گھنٹہ کی رہ گئی تھی تو ماں کے پیار کا پتہ ہی نہیں ماں کا پیار کیا چیز ہے جب میں کسی ماں کو اپنے بچے کے ساتھ پیار کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی پیاری ماں یاد آ جاتی ہے کاش وہ بھی اس دنیا میں ہوتی تو ہمیں بھی پیار کرتی۔

الماس ۔ سیچ پور ھزارہ

اویس کی ڈائری سے

اگر میری ماں اس دنیا میں ہوتی تو بڑے پیار و شفقت سے ہمارے سر پر ہاتھ رکھتی اور اپنے سینے سے لگاتی اور ہم بڑے پیارے اپنی ماں کو ماں کہہ کر پکارتے حالانکہ میری خالہ نے ہمیں ماں سے بڑھ کر پیار دیا اور میں ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی ہمارے چچا ہم پر اپنی جان نچھاور کرتے ہیں ۔ لیکن قارئین ماں آخر ماں ہی ہوتی ہے والد صاحب نے بھی ہمیں حد سے زیادہ پیار دیا لیکن ماں والا خلا قیامت تک پورا نہیں ہوتا یہ کمی تاحیات رہے گی میں تمام قارئین بھائیوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میری ماں کے لئے مغفرت کی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے آمین اور میری بہن الماس رشید کو اللہ تعالیٰ لمبی زندگی دے اور اس صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے آمین۔

الماس سیچ پور ھزارہ

قمر کی ڈائری سے

مجھے 30 جنوری 2006ء بھی نہیں بھول سکتا صبح تین بجے اللہ میاں نے ہمیں ایک بھتیجی سے نوازا بھاوجہ کی طبیعت زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے ساڑھے تین بجے ہی ہم اپنی ہی گاڑی پر اسے لے کر مانسہرہ کی طرف روانہ ہوئے تقریباً گھر

سے نکل کر بیس منٹ کا سفر ہی کیا تھا کہ بھاوجہ اللہ میاں کو پیاری ہوگئیں۔ بچی ماں سے جدا ہوگئی اب ماشاء اللہ صحت اچھی ہے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ڈبوں والا دودھ پلایا جا رہا ہے قارئین بہن اور بھائیوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ میری بھاوجہ کی مغفرت کے لئے دعا کریں اللہ میاں اسے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے آمین

محمد ھارون قمر
سیچ پور ھزارہ

قمر کی ڈائری سے

میری بھتیجی جو ماں کی جگہ اب خالہ کو ماں کہہ رہی ہے خالہ نے بھی اسے ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی لیکن پھر بھی اپنی ماں اپنی ہی ہوتی ہے ماں کی قدر ان سے پوچھو جن کی ماں اس دنیا میں نہیں چچا بھی بچوں پر جان نچھاور کرتے ہیں والد ہے اس نے رات دن ایک کر دیا ہے قارئین بھائیو ایک دوسرے کو دیکھ کر صبر کرنا ہی پڑتا ہے اگر صبر نہ کیا تو کیا کریں گے آخر میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ میری بھاوج کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔

محمد ھارون قمر۔ سیچ پور ھزارہ

تنویر کی ڈائری سے

ہر انسان کے دل میں ہزاروں خواہشات ہوتی ہیں ضروری نہیں ساری کی ساری زندگی پوری بھی ہوں کیونکہ انسان سوچتا کچھ اور ہے اور ہوتا کچھ اور ہے ہوتا تو وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے لیکن میرے دل میں تو ایک ہی خواہش تھی مگر ادھوری رہی خدا نے میرے نصیب ہی کچی پنسل سے لکھے ہر نئے موڑ پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا پھر سوچتا ہوں شاید خدا آزما رہا ہے لیکن اس بار میں زیادہ انتظار نہیں کروں گا پلیز میرے چاہنے والے مجھ سے رابطہ کریں اس بدنصیب کو دل میں تھوڑی سی جگہ ضرور دیجئے گا۔

تنویر تبسم۔ چھفلوٹی

فیضان کی ڈائری سے

میری تمام دوستوں سے التماس ہے کہ پلیز کبھی کسی کا دل مت توڑ دیں اگر کسی سے پیار کریں تو اسے مرتے دم تک پیار کریں اسے راستے میں مت چھوڑیں کیونکہ پیار کی قدر وہ ہی جانتا ہے جس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے پیار کیا ہو۔ کسی کے بھروسہ تو نہ توڑو دل نہ توڑو ورنہ جب اپنا دل ٹوٹے گا تو پھر کسی کے دل کے ٹوٹنے کا غم آپ کو مار ڈالے گا۔

فیضان ۔ چوٹالہ

انصاری کی ڈائری سے

آخر میں اپنی ڈائری میں لکھی غزل ایف کے نام کرتا ہوں۔

دل کی دیوار و در پہ کیا دیکھا
اک تیرا نام لکھا دیکھا
تیری آنکھوں میں ہم نے کیا دیکھا
کبھی قاتل کبھی خدا دیکھا
لگی اپنی صورت پرائی سی
جب کبھی ہم نے آئینہ دیکھا
ہائے انداز تیرے رکنے کے ایف
وقت کو بھی رکا رکا دیکھا
تیرے آنے میں تیرے جانے میں ایف
ہم نے صدیوں کا فاصلہ دیکھا
پھر نہ آیا خیال جنت کا ایف
جب تیرے گھر کا رستہ دیکھا

انصاری۔ چوٹالہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان کی زندگی میں کئی لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں کئی ملتے ہیں اور کئی بچھڑ جاتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کبھی بھلائے نہیں جاتے کچھ لوگ زندگی کا ایک حصہ ساتھ گزارتے ہیں لیکن جب بچھڑتے ہیں تو کچھ ہی عرصے بعد ذہن سے اتر جاتے ہیں لیکن کچھ لوگ چند لمحے ساتھ رہ کر اس طرح دل میں گھر کر لیتے ہیں کہ بھلائے نہیں بھولتے جن کی باتیں جن کی یادیں زندگی کا ایک روگ بن جاتی ہیں جن کی جدائی زندگی بھر پل پل تڑپاتی رہتی ہیں انسان بہت کچھ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر پاتا بے بسی اور لاچارگی اسے موت کے منہ میں دھکیل دیتی ہے اور وہ یونہی سسکتے سسکتے ایک دن بے موت مارا جاتا ہے۔

محمد الیاس۔ کسووال

عاشق کی ڈائری سے

زندگی کے اس موڑ میں نئے نئے لوگ ملتے ہیں اور مل کر بچھڑ جاتے ہیں لیکن ان میں کچھ ایسے لوگ ملتے ہیں جن کے بچھڑنے کا غم ساری زندگی ہوتا ہے اور ان کی یادیں تیر کی طرح دل کو چبھتی ہیں لاکھ بھولانے کی کوشش کے باوجود بچھڑنے والے کی یاد اتنی ہی زیادہ آتی ہے۔ کہ آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

عاشق حسین۔ مری

عاشق کی ڈائری سے

قارئین کرام زندگی کے اس موڑ پر مجھے بھی ایک شخص ٹی ملا جس نے ملتے ہی ساری زندگی ساتھ مرنے جینے کی قسمیں کھانے لگا لیکن یہ اندھی محبت ہوتی ہے جو یہ بھی سوچنے کی مہلت نہیں دیتی کہ شاید زندگی ہی بے وفا ہو جائے اگر زندگی وفا کریں تو اس ظالم سماج کی خاطر خود ہی بے وفا ہو جائیں ہمیں خدا نے چند روز زندہ رہنے کی ہمت تو دی مگر ساتھ مرنے جینے کی قسمیں کھانے والا شخص ٹی خود ہی اس ظالم دنیا اور دولت کی خاطر بے وفا ہو گیا لیکن یہ دل نادان پھر بھی اسے بے وفا نہیں مانتا اور اس کی یادیں مسلسل آتی ہیں لیکن کیا معلوم وہ بے وفا شخص بھی کیا یاد کرتا ہو گا میرا خیال ہے وہ اپنی اس نئی دنیا میں کہیں کھو گیا لیکن اس شخص کو کیا معلوم کہ محبت صرف ایک بار ہوتی ہے دولت آنی جانی چیز ہے لیکن سچی محبت اور جوانی صرف ایک بار ہوتی ہے جس کو تم نے بھولا دیا ہے ہر طرح کوشش کی اسے بھولنے کی وہ بے درد اتنا ہی یاد آتا ہے اسے بھولانے کی خاطر میں نے این نامی شخص کا سہارا لیا کہ شاید وہ بھولانے میں میری مدد کرے لیکن لگتا ہے وہ ٹی کی طرح سنگدل ہو گیا ہے جو میرے پیار کا جواب ہی نہیں دیتا۔

عاشق حسین بدنصیب۔ مری

عاشق کی ڈائری سے

پھولوں کو مرجھاتے دیکھا ارمانوں کو کچلتے دیکھا
میں نے انسانوں کو انسانوں سے ڈستے دیکھا
میں نے دلوں کو ٹوٹتے اور تمناؤں کو مرجھاتے دیکھا پھر
میں نے سوچا دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو ٹوٹی نہ ہو بکھری نہ ہو پھر
تقدیر سے کیا گلہ زندگی سے شکایت کیسی

عاشق حسین۔ مری

آرزو کی ڈائری سے

زندگی میں سوائے دکھوں، پریشانیوں اور پچھتاؤں کے علاوہ مجھے کبھی کچھ نہیں ملا ہے۔ جو زخم بھی دیئے انہوں نے ہی دیئے ہیں کسی سے کبھی کوئی گلہ نہیں کیا ہے وقت تو اچھا یا برا گزر ہی جاتا ہے لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں آپ بھلانا چاہیں بھی تو کبھی نہیں بھلا سکیں گے میرا گزرا ہوا وقت ناقابل فراموش ہے میں نے 1996ء میں میٹرک اپنے آبائی شہر کوٹھیالہ سے پاس کیا پھر مجھے میرا مقدر کراچی لے گیا پھر یہاں سے گردش ایام اسلام آباد میں دھکے کھا رہا ہوں۔

محمد اعجاز اعوان آرزو۔ کوٹھیالہ

اعجاز کی ڈائری سے

آپ جواب عرض میں میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو جگہ دے دیں تو تا زندگی بھر آپ۔ کا احسان مند اور ممنون رہوں گا کہ چلو شہزادہ صاحب نے کچھ تو ہم غریبوں کا بھی مان رکھا بڑا دکھی ہوں دل میرا کرچی کرچی ہو گیا ہے جواب عرض کے سہارے باقی ماندہ زندگی گزار رہا ہوں بس ایک ہی زندگی کی خواہش اور تمنا ہے کہ کوئی سچا پیار کرنے والا زندگی کا ساتھی مل جائے فروری کے جواب عرض میں میرا ایڈریس شائع ہوا ہے سچے اور مخلص لڑکے اور لڑکیوں کو میری طرف سے قلمی دوستی کی دعوت عام ہے۔ مطلب پرست اور موقع شناس لوگوں سے معذرت خواہ ہوں۔

محمد اعجاز اعوان آرزو۔ کوٹھیالہ

ایم اشفاق کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری میں مجھے اپنی ایک دوست سے شکوہ ہے جس پر مجھے بڑا ہی بھروسہ تھا مان تھا میں اس کو اچھے برے کی تمیز کے بارے میں بتاتا رہتا تھا میں اس سے یہ بھی کہتا رہتا تھا کہ اس دنیا میں عزت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں عزت بناتے بناتے عرصہ گزر جاتا ہے لیکن ختم ہوتے وقت ایک لمحہ بھی نہیں لگتا عزت ایسی چیز ہے جو ایک بار چلی جائے واپس نہیں آتی لیکن اس نے میری سب باتیں کاغذ کی طرح سمجھیں میرے اعتماد کو چکنا چور کر دیا بہر حال خوش رہو میری تو یہی دعا ہے اے دوست۔

ایم اشفاق بٹ۔ ابو ظبیی

عمران کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری پر صرف ایک ہی نام ہے جو آخری دم تک میرے ساتھ رہے گا جان ایچ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور آخری دم تک کرتا رہوں گا پیاری جان ایچ میں تم سے اظہار نہیں کر پاتا ہر دفعہ اپنے آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس مرتبہ آپ سے اظہار کر دوں گا جب آپ کے سامنے آتا ہوں تو زبان سے ایک بات تک نہیں نکلتی آخر کیا بات ہے میری زبان میرا ساتھ نہیں دیتی جب جان آپ کے سامنے آتا ہوں مجھ میں اتنی ہمت نہیں رہتی کہ آپ سے اظہار کر سکوں پلیز اگر آپ کی نظر سے یہ میری زندگی کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ڈائری کا صفحہ گزرے تو مجھ سے لازمی رابطہ کرنا میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا۔

عمران حسین مانی۔ سرائے عالمگیر

جہانگیر کی ڈائری سے

دوستوں پڑھنے کو تو آپ کو بے شمار مواد مل جائیں گے جس میں میری زندگی جیسی زندگی بھی ملے گی لیکن ہر وہ بات جس کا جس کے ساتھ واسطہ ہوتا ہے وہ ہی بخوبی جان سکتا ہے کہ دکھ کیا چیز ہوتے ہیں دکھ وہ سمجھتا ہے جسکو دکھ ملے ہوں دوستو پیار وہ چیز ہے جو کیا نہیں جاتا بلکہ ہو جاتا ہے اس طرح میں نے بھی جس سے پیار کیا آج وہ مجھ سے بہت دور ہے میں تو اس کے پاس نہیں جا سکتا کیونکہ میں آہنی سلاخوں کے پیچھے بند ہوں مجھے اس کی بہت یاد آتی ہے اس کی یاد نے آج بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑا مگر میں نے اسے آج تک بے وفا نہیں کہا کیونکہ وہ بے وفا نہیں ہے اگر آج میں باہر ہوتا تو میں اسے ضرور حاصل کر لیتا مگر کیا کروں اس چاردیواری سے باہر جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو میرے لئے بند ہے قارئین دعا کرنا کہ وہ مجھے مل جائے میں اس کے بغیر اپنے آپ کو نامکمل سمجھتا ہوں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قیدی کو رہائی دے آمین۔

جہانگیر خان گوندل۔ منڈی بہاوالدین

غمشاد کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری پریشانی اور مایوسی کا ایک اداس چشمہ ہے جو کہ ہر وقت غمزدہ ہے ایک سمت غربت دوسروں طرف یہ ظالم لوگ جو کہ ہم جیسے دل جلوں کو سانس لینے نہیں دیتے ہیں یہ ظالم لوگ اپنی خوشی کی خاطر دوسروں کی خوشیوں کو جان بوجھ کے چھینتے ہیں پھر اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس معصوم دل پر کیا گزرے گی۔ غماذ آج تک میں آپ کے انتظار میں ہوں تو نے مجھے جدائی کی دلدل میں ایسے چھوڑ دیا کہ میں سوائے آنسو بہانے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا میں تیری یادوں کے سہارے زندہ ہوں تیری یادیں میری سرمایہ حیات ہیں میری ساری حسرتوں کو ان مطلب پرست انسانوں نے ایسے آگ لگائی کہ حسرتوں کے ساتھ ساتھ میرا گھائل من بھی جل کر خاک ہو گیا مجھے سمیٹنے والا کوئی نہیں اب میں بکھر گیا ہوں۔

الھی بخش غمشاد۔ کیچ مکران

علی کی ڈائری سے

جب بھی زندگی کی ڈائری لکھنے بیٹھ جاتا ہوں تو ہزار باتیں رونما ہوتیں ہیں جن کو لکھنے کے لئے بیٹھ جاؤں تو دن سے رات ہو جائے۔ محبت کی نہیں جاتی محبت ہو جاتی ہے اور جب ہو جاتی ہے تو دن کا سکون رات کا چین چھن جاتا ہے لیکن میری محبت نے مجھے کہیں کا نہ چھوڑا پہلے دل لگایا تھا پھر مجھے بیچ جنگل میں تنہا چھوڑ کر چلی گئی زندگی ہر پل دکھوں میں گزار رہا ہوں ایم کہاں ہو تم۔ میں تمہاری یادوں کے سہارے جی رہا ہوں۔

علی نواز مزاری۔ ضلع گھوٹکی

آفتاب کی ڈائری سے

مجھے زندگی کی راہوں میں ہمیشہ دکھ پریشانیاں درد مایوسی محرومیاں اور غموں کی پرچھائیاں ملی ہیں اور مجھے بے وفائی کا روگ اور دھوکے ہی ملے ہیں کبھی کبھی تو میرا دل کرتا ہے کہ میں اس بے حس دنیا سے کنارا ہی کر جاؤں لیکن میری کوئی بات ہی نہیں مانتا کیا اس دنیا میں انسانیت ختم ہو چکی ہے میں نے جب بھی خوشی کو گلے لگانا چاہا تو مجھے خوشی سے پہلے غم ہی ملے ہیں مجھے ہر طرف سے ہی دھوکے نصیب ہوئے میں نے جس سے بھی وفا کی اس نے ہی مجھے جفا دی ہر کوئی اپنی منزل کی طرف جانے لگا تو کسی کی نظر لگ گئی میں منزل پر پہنچ بھی گیا مگر نیچے سے کسی نے سیڑھی اتار دی یہ دکھ درد غم پریشانیاں یہ سب میری قسمت میں ہی لکھ دی گئی ہیں۔

محمد آفتاب شاد۔ دوکوٹہ میلسی

عاجز کی ڈائری سے

ہاں تم نے ہی وفا کی بے وفا تھا تو صرف میں وہ اس لئے کہ پھول تو تم ہی ہاتھوں میں اٹھا لائے لیکن تجھے معلوم نہیں تھا عاجز کانٹوں پہ بھی ہنس ہنس کر چلنے والا ہے تم نے محبت کی تو میری زندگی کی پیاروں میں رونق آ گئی تھی اور جب تم نے جدائی کی تو میں نے غموں سے ہی دوستی کر لی اس میں تیری خطا نہیں قصور تو میرا ہی تھا کیوں کہ نظر ہی کی چابی سے تیرے دل کے دروازے کا تالا میں نے ہی کھولا تھا مجھے تو اس وقت تیرا دل تاج محل کی طرح محسوس ہوا کیا پتہ کہ خزاں رسیدہ ہواؤں میں پتوں کیساتھ اڑتا ہوا اک تنکے کی طرح بن جاؤں گا۔

عاجز جمالی۔ اوستہ محمد

جمالی کی ڈائری سے

طوفان جدائی میرا محبوب بن گیا میں نادان ناسمجھ تھا لیکن کیا کرتا ایسا تقدیر کے ساتھ ٹکر گیا کہ تیرے محبت کے آنسوؤں کے پیکر میں بھی ناٹک چھپی ہوگا ہاں میں سمجھ اسی وقت ضرور گیا تھا اور ڈر بھی ہونے لگا تھا بس کیا کرتا دل ہی نہیں مانتا تھا اب اس کے علاوہ تجھے بھلانے کی بھی کوشش بھی بہت کی مگر تجھے نہیں بھلا سکا کیوں کہ تیری یادیں میرے رگ رگ میں بکھر گئیں اب ایک ہی سہارا لے کر میخانہ جام اور ساتھی پیمانہ تیری یادوں سے دل کو اپنے آپ کو اجالے کی طرح بنایا ہوا ہوں۔

عاجز جمالی۔ اوستہ محمد

سلطان کی ڈائری سے

جان ایس این ٹیں آپکو کیسے یقین دلاؤں کہ مجھے سازش کے تحت پھنسایا گیا تم کو معلوم ہے میں تجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں پھر میں تمہارے ساتھ کیسے دھوکہ کر سکتا ہوں جان بخدا مجھے ایک غریب کی عزت بچانے کی سزا مل رہی ہے میں نے تجھے پہلے تمام حالات سے آگاہ کر دیا تھا اگر میرے دل میں ذرا بھی فتور ہوتا تو میں آپ کو تمام حالات سے آگاہ نہ کرتا۔

ملک سلطان محمود مظفر گڑھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گلدستہ

☆ اگر سچے دوست چاہتے ہو تو اپنے سینے کو قبرستان بنا جہاں اپنے دوستوں کی خامیوں اور ناانصافیاں دفن کرسکو۔

نقیب محمد اداسی۔ تمرگرہ

انتظار

انتظار اس دنیا کی سخت سزاؤں میں سے ایک سزا ہے۔ کبھی یہ انسان کو قسمت کی طرف سے ملتی ہے اور کبھی انسان کے اپنے ہی اسے ساری عمر کے لئے اس کرب میں مبتلا کر دیتے ہیں اس دنیا میں ہر شخص کو کسی نہ کسی کا انتظار رہتا ہے کسی غریب کو اپنی خوشیوں کا کسی کو اپنی دولت بڑھانے کا، مریض کو تندرستی کا عاشق کو اپنے محبوب کا اور پردیسی کو وطن واپسی کا۔

نقیب محمد اداسی۔ تمرگرہ

کچھ لوگ

☆ کچھ لوگ لازوال خوشبو کی طرح ہوتے ہیں، جن کی یادیں سوچیں ہمارے وجود کو اس طرح مہکائے رکھتی ہیں کہ وہ ہر لمحہ آس پاس محسوس ہوتے ہیں۔

☆ کچھ لوگ گھروں کی طرح ہوتے ہیں وہ چاہے ہم سے کتنے بھی دور کیوں نہ ہوں دل وجان ان کی روح میں سمٹ جانے کے لئے بے چین رہتا ہے۔

☆ کچھ لوگ ستاروں کی طرح ہوتے ہیں جو دور سے چمکتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ نہیں آتے۔

☆ کچھ لوگ گھٹاؤں کی طرح ہوتے ہیں جو دوسروں پر اس طرح برستے ہیں کہ زندگی کی سخت دھوپ نرم چھاؤں میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

☆ کچھ لوگ نگاہ کی طرح ہوتے ہیں وہ ساتھ ہوں تو اندھیروں میں بھی راستے مل جاتے ہیں۔

☆ کچھ لوگ حساس دل ہوتے ہیں جو کے ہر دل وفا دیتے ہیں۔

☆ کچھ لوگ گلابوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جن کا نام لیتے ہی اردگرد خوشبو سی بکھر جاتی ہے۔

☆ کچھ لوگ چاہنے کے باوجود بھی نظرانداز نہیں کئے جاسکتے بالکل الف کی طرح۔

☆ کچھ لوگ بالکل الیف کی طرح ہوتے ہیں سنگدل اور بے قدر۔

فیضان انصاری۔ چوٹالہ

حضور اکرمؐ نے فرمایا!

7 گناہوں سے بچو

☆ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔

☆ کسی آدمی کا حق قتل کرنا۔

☆ میدان جہاد میں راہ فرار اختیار کرنا۔

☆ یتیم کا مال ہڑپ کرنا۔

☆ جادو کرنا۔

☆ سود کھانا۔

☆ بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔

☆ پوشیدہ صدقہ کرنے سے اللہ کا غصہ ختم ہوجاتا ہے۔

فیضان انصاری۔ چوٹالہ

یہ حقیقت ہے

موت کے بعد انسان پانچ حصوں میں تقسیم ہوجاتا ہے ۔مال، روح، گوشت، ہڈیاں، نیکیاں۔

☆ مال۔ وارثوں کے لئے۔

☆ روح۔ ملک الموت کے لئے۔

☆ گوشت۔ کیڑوں کے لئے۔

☆ ہڈیاں۔ مٹی کے لئے۔

☆ نیکیاں۔ قرض خواہوں کے لئے۔

کوشش کریں ایمان شیطان نہ لے جائے۔

فیضان انصاری۔ چوٹالہ

تین چیزیں

☆ خلوص دل سے کرنی چاہیں۔ رحم، کرم، دعا۔

☆ کسی کا انتظار نہیں کرتی۔ موت، وقت، گاہک۔

☆ بھائی کو بھائی کا دشمن بنا دیتی ہیں۔ زن، زر، زمین۔

☆ پردا چاہتی ہیں۔ کھانا، دولت، عورت۔

☆ یاد رکھنا ضروری ہیں۔ سچائی، فرائض، موت۔

☆ انسان کو ذلیل کرتی ہیں۔ چوری، چغلی، جھوٹ۔

نقیب محمد اداسی۔ تمرگرہ

زندگی

زندگی ایک کہانی کی طرح ہے جس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ کتنی طویل ہے زندگی میں والدین انسان کے لئے بہت بڑا سایہ ہوتے ہیں جب وہ اس دارفانی سے رخصت ہوتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے چھت چھین لی گئی ہو اپنے ماں باپ کی خدمت جتنی ہوسکے کرلو کیونکہ یہ سایہ ایک بار جدا ہو گیا تو دوبارہ نہیں ملے گا رب العزت اپنے پیارے محبوب کے صدقے کسی کو ماں باپ سے جدا نہ کرے۔

نقیب محمد اداس۔ تمرگرہ

مرد کے چار روپ

باپ، بیٹا، بھائی، شوہر

باپ:۔ جب مرد باپ کے روپ میں ہوتا ہے تو اپنی اولاد کو سب خوشیاں دینے کی لگن میں دن رات ایک کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اے میرے مولا میری اولاد کو نیکی کے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔

بھائی:۔ جب مرد بھائی کے روپ میں ہوتا ہے تو اس کے اندر اک حرس پیدا ہوتی ہے میرے بھائی کے پاس سب کچھ ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں محنت کرنے سے کتراتا ہے اور اندر سے اپنے بھائی کی جڑیں کاٹتا ہے۔

بیٹا:۔ مرد جب بیٹے کے روپ میں ہوتا ہے تو جوانی کے نشے میں خوب مزے لیتا ہے ماں باپ کو برا کہتا اور نافرمان ہو جاتا ہے خود بھول جاتا ہے کہ کل کو میں بھی باپ بنوں گا۔

شوہر:۔ جب مرد شوہر کے روپ میں ہوتا ہے تو اپنے گھر کو جنت بنانے کی لگن میں رہتا ہے اور اپنی بیوی بچوں سے بہت پیار کرتا ہے اگر وہ سب کچھ پورا نہ ہو تو جھگڑے پیدا ہوجاتے ہیں جو گھر کا سکون تباہ کر دیتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے مرد کو بہت بڑا مقام عطا کیا ہے اور اس کا صحیح استعمال کرنا ہم پر فرض ہے اور تمام پہلو اپنے حساب سے ادا کرنا نیک نیتی کا اجر پروردگار کے پاس ہے۔

محمد عاشق سہیل۔ گوجرانوالہ

وفا کے موتی

☆ وفا کرنے والے کی آنکھ ہمیشہ نم رہتی ہے۔

☆ وفا کے بدلے میں اکثر اشکوں کے تحفے ملتے ہیں۔

☆ وفا کے بدلے میں اکثر رسوائیاں ملتی ہیں۔

☆ وفا کا جذبہ اور وفا کا زیور کسی کسی کے پاس ہوتا ہے۔

☆ وفا کرنے والا ہمیشہ خون کے آنسو روتا ہے۔

☆ وفا کے بدلے وفا دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔

☆ وفا کے بدلے ہمیشہ زخم ملتے ہیں۔

☆ وفا کرنے والا ہمیشہ تنہا رہتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔
مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ ہمیں وفا کرنا چھوڑ دینی چاہیے کیونکہ ہر چیز کا صلہ انسان نہیں بلکہ خدا دیتا ہے' ہمیں ہمیشہ وفا کرنی چاہیے صرف بے لوث وفا اور خدا کی رضا کے لئے وفا کرنی چاہیے۔ تو یقیناً خدا ہمیں اس وفا کا صلہ ضرور عطا فرمائے گا۔

رانا نبیل ارشاد۔ لاہور

ساس بہو

میرے خیال میں تو کوئی ایسا گھر نہیں جہاں پر ساس بہو کا جھگڑا نہ ہوتا ہو۔ زیادہ نہیں تو تھوڑی نوک جھوک ضرور ہوتی ہے اگر بہو سے کچھ کام غلط ہو جائے اور وہ معافی مانگ لے تو پورے گھر میں قیامت برپا ہو جاتی ہے اور بہو کی شامت ہو جاتی ہے اگر نند سے کچھ غلطی ہو جائے تو اس پر پردہ ڈالتی ہے اور اسے لاڈ پیار کرتی ہے کہ غلطیاں انسان سے ہی ہوتی ہیں ایسا کیوں ایسی لئے کہ وہ اپنی بیٹی ہے اور بہو غیر کی نہیں وہ بھی کسی کے جگر کا ٹکڑا ہے وہ بھی کسی کی بیٹی ہے نند کا تو اک اپنا ہی کردار ہوتا ہے اگر اس کی بھابھی سے نہیں بنتی تو وہ ہر طور کوشش کرے گی اسے بدنام کرنے کی اور بات بات پر جھگڑا جھگڑا کرے گی کیونکہ ماں کی مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ مگر یہ تو ازل سے لکھا جا چکا ہے ساس بہو کا جھگڑا ختم نہیں ہو سکتا بیچارہ مرد بیوی اور ماں کو سمجھانے کے چکروں میں پریشان زندگی بسر کرتا ہے۔

محمد عاشق سہیل۔
گوجرانوال

اتنا غم

میری مسکراہٹ کو دیکھ کر
لوگوں نے کہا
خدا ایسی مسکراہٹ ہر ایک کو دے
میری آنکھوں کو دیکھ کر
لوگوں نے کہا
خدا ایسی کشش ہر ایک کو دے
میرے نور کو دیکھ کر
لوگوں نے کہا
خدا ایسا نور ہر کسی کو دے
اور جن لوگوں نے
مجھے پڑھ لیا
ان لوگوں نے کہا
خدا اتنا غم کسی کو نہ دے

محمد فیاض تنولی۔
ہری پور

وقت

☆ وقت کسی کا نہیں اس لئے وقت کو ضائع مت کرو۔
☆ وقت دولت ہے۔
☆ وقت کسی کی میراث نہیں۔
☆ وقت ہر چیز کو بدل دیتا ہے۔
☆ وقت غموں اور دکھوں کا گہرا سمندر ہے۔

فیاض محمد تنولی۔
ہری پور

مہکتی کلیاں

☆ اگر غم مل جائیں قسمت کو دوش مت دینا اور نہ ہی تقدیر کا گلہ کرنا بلکہ آگے بڑھ کر سینے سے لگا لینا۔
☆ کتنا حسین ہے وہ انتخاب جو تنہائی کا احساس مٹا دے۔
☆ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کسی کے دل کا چین اور آنکھوں کا نور ہوتے ہیں۔
☆ انسان پہاڑ سے گر کر سنبھل سکتا ہے لیکن کسی کی نظر سے گر کر نہیں۔
☆ اپنے دوست کو محبت دو مگر دل کے راز ہرگز نہ دو۔
☆ کسی کو اتنا نہ چاہو کہ اس کی جدائی برداشت نہ کر سکو۔
☆ کماں سے نکلا ہوا تیر واپس آ سکتا ہے لیکن زبان سے نکلا ہو لفظ واپس نہیں آ سکتا۔

محمد فیاض تنولی۔
ہری پور

یادیں

انسان کی زندگی میں ایسے لوگ بھی آتے ہیں کہ ان کے چلے جانے سے یادیں باقی رہ جاتی ہیں انسان کو ان کے بچھڑنے کا دکھ تو بہت ہوتا ہے لیکن قانون قدرت

کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے یادیں انسان کی زندگی سے اس طرح وابستہ ہوتی ہیں جیسے چاند سے چاندنی ستاروں سے روشنی سورج سے کرنیں اور پھولوں سے خشبو جب یہ لوگ اچانک چلے جاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے چاند سے چاندنی ستاروں سے روشنی پھولوں سے خوشبو چلی جائے یادیں انسان کی زندگی میں مختلف رول ادا کرتی رہتی ہیں کبھی یہ وفا بن کے چمکتی ہے تو کبھی سزا بن کے آخر میں یہ ایک دوسرے میں تبدیل ہوتے ہوئے دم توڑ جاتی ہیں۔

ظہیر عباس۔ پکا قلعہ
شیخوپورہ

غزل

نہ کر برباد مجھے اپنی ان الفتوں سے
میں تو پہلے ہی اسیر ہوں تیری زلفوں سے
لکھتا ہوں میں کوئی شعر جب خون جگر سے
پھر بھی پگھلتے ہوئے پاتا ہوں اثر سے
صحرا کو بہت ناز ہے ویرانے پہ اپنے
واقف نہیں وہ میرے اجڑے ہوئے دل سے
زخموں کا اندازہ کب ہوتا ہے چہرے سے
کشتی پر کیا اثر سمندر کا گہرا ہونے سے
میں نے کہا تھا کہ کبھی دور نہ جانا مجھ سے
تیری یادیں چھینے گا زمانہ مجھ سے
جب تیرا گاؤں ڈوبنے لگے شدت سیلاب سے
تو سمجھ لینا یہ آنسو ہیں تارڑ کی آنکھ سے

اظہر اقبال تارڑ۔
سید اشریف پھالیہ

اقوال زریں

☆ جو دوسروں پر ہنستا ہے دنیا اس پر ہنسے گی۔
☆ عقلمند سوچ کر بولتا ہے اور بے وقوف بول کر سوچتا ہے۔
☆ کوئی شیشہ انسان کی اتنی حقیقی تصویر پیش نہیں کر سکتا جتنی اس کی بات چیت۔
☆ اپنی خامی کا احساس ہی انسان کی کامیابی کی کنجی ہے۔
☆ جوتے بہت خوبصورت کیوں نہ ہوں، وہ پاؤں بھی ہی اچھے لگتے ہیں سر پر نہیں۔
☆ حسین چہرے سے خیال کرو، کیونکہ خوبصورت چہرے دل کے کالے ہوتے ہیں۔
☆ کسی کا دل مت توڑو کیونکہ دل میں خدا ہے۔

نور شاہدین شاہد۔
چترال

مزاحیہ درخواست

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بزرگوال۔

جناب عالی

مودبانہ گزارش ہے نہ دھوپ ہے نہ بارش ہے فروی کے کان میں خارش ہے فروی کو رات سے بخار ہے دادا تھانے دار ہے باپ فنکار ہے بیٹا گلوکار ہے آج اتوار ہے قلم کا وار ہے آج فلم دیکھوں گا کل سکول جاؤں گا سب کو سٹوری سناؤں گا عین نوازش ہوگی ڈنڈوں کی بارش ہوگی۔ آپکا فرمانبردار شاگرد۔

شمشید اسلم۔ کھاریاں

جب کسی کو من چاہا نہیں ملتا

جب ساون برسنے سے پہلے
رک جاتا ہے
جب کلی کو کھلنے سے پہلے چیخ
دیا جاتا ہے
جب پھول مہکنے سے پہلے بکھر
جاتا ہے
جب بیتے ہوئے لمحوں کی
چاندنی آنڈ آتی ہے
جب آس کے دیئے بجھ
جاتے ہیں
جب منزل پر پہنچنے سے پہلے
کوئی بھٹک جاتا ہے
جب کسی کا آنچل تار تار ہو
جاتا ہے
جب کسی کا آنگن پھول بن
کے دکھتا ہے

شمشید اسلم۔ گجرات

محبت

محبت پانے کا نہیں بلکہ کھونے کا نام ہے۔ محبت آہوں اور سسکیوں کا نام ہے۔ یہ ایک دھوکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے فریب ہے۔ اس کی کوئی منزل نہیں اگر ہے تو اس کو پانے کے لئے غموں اور دکھوں۔ کے پہاڑ عبور کرنا پڑتے ہیں کوئی خوش قسمت ہی ہوگا جو اس منزل تک پہنچے۔ اتنا کچھ جاننے کے باوجود پتہ نہیں ہم کیوں کسی سے محبت کرتے ہیں شاید اس لئے کہ محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے۔

شمشید اسلم۔ گجرات

سائنسدانوں کا محبوبہ کے نام خط

فارمولے سے پیاری اور ٹیسٹ ٹیوب سے نازک جان! کافی عرصہ ہوا تم سے ملاقات نہیں ہوئی۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کلورین کو سوڈیم سے جدا کر دیا ہو۔ میرا دل تمہیں دیکھ کر مرکری کی طرح تڑپنے لگتا ہے وہ تمہارا مسکرانا واہ بھئی واہ مجھے اپنا دل فاسفورس کے ایک ٹکڑے کی طرح لگتا ہے جو ایک سو دس درجے سینٹی گریڈ پر جل رہا ہے تمہارے بغیر میری زندگی ہیلیم سے بھی ہلکی ہے۔ مجھے تمہاری محبت نے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی طرح بے رنگ کر دیا ہے۔ تمہاری محبت میں سلفر کی طرح زرد ہو گیا ہوں۔ آخر میں کب تک تمہاری جدائی میں بٹر لیمپ کی طرح جلتا رہوں گا۔ کاش! کوئی ایسا لٹمس پیپر ہوتا جس سے میں تمہیں اپنے دل کا رنگ دکھا سکتا۔ پلیز تم مجھے سمجھنے کی کوشش کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے دل کو زنگ لگ جائے اور اس پر تمہاری نفرت کا سلفیورک ایسڈ پڑ جائے اور میری زندگی ہائیڈروجن کی طرح اُڑ جائے۔ فقط تمہارا صرف تمہارا۔ ڈاکٹر ڈھکنا۔

شمشید اسلم۔ کھاریاں

زندگی

زندگی برباد ہو جاتی ہے
کسی سے محبت نہ ہوا گر
تو کوئی فرق نہیں پڑتا
زندگی گزر ہی جاتی ہے
آہستہ آہستہ خوشیوں میں غموں میں
اور محبت ہو جائے اگر
دل کھو جائے اگر
صنم جو کرے وفا، ساتھ نبھائے سدا
محبت میں پھول کھلتے ہیں بہت
خوشیاں بھی ملتی ہیں بہت
اور اگر صنم بے وفا نکلے
ساتھ نہ نبھائے
تو عمر ناشاد ہو جاتی ہے
تم مانو یہ نہ مانو ایم کے ایس
کسی کی زندگی برباد ہو جاتی ہے

چودھری خرم شہزاد۔ گجرات

زندگی

زندگی ایک آئینے کی مانند ہے اور اگر آئینہ ٹوٹ جائے تو پھر اسے جوڑنے کی کوشش کی جائے تو دراڑیں باقی رہ جاتی ہیں اور اگر آئینہ کرچی کرچی ہو جائے تو پھر اپنے چہرے کی پہچان تو در کنار شکل تک دکھائی نہیں دیتی۔ زندگی فقط ایک بار ملتی ہے لہذا زندگی کے آئینے کو دنیا کی ٹھوکروں اور دھول سے بچا کر رکھنا چاہیے۔ اور یادیں تو انسان کی زندگی کا سرمایہ ہیں اس کی ہر کھڑکی ماضی کی طرف کھلتی ہے اس میں انسان کو وہ تمام لوگ یاد آتے ہیں جن سے بچھڑ کر انسان جی رہا ہوتا ہے اور جو دنیا کی بھیڑ میں گم ہو جاتے ہیں انسان مٹ جاتے ہیں مگر خوبصورت یادیں کبھی نہیں مٹتی یہ یادیں انسان کو کبھی رلاتی اور کبھی ہنساتی ہیں۔

شمشید اسلم۔ گجرات

کردار

انسان کا کردار بھی اس گلاب کے پھول کی مانند ہوتا ہے جو اگر ایک بار شاخ سے ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں جڑ سکتا جب تک پھول شاخ سے جڑا رہتا ہے تب تک اس کے رنگ اور خوشبو اس میں موجود ہوتے ہیں جو اس کے حسن اور سحر میں اضافہ کرتا ہیں مگر جب وہی پھول شاخ سے جدا ہوتا ہے تو اپنے رنگ اور خوشبو کھو دیتا ہے۔ اسی طرح انسان کا کردار بھی جب تک پاکیزہ اور سچا ہوتا ہے تب تک وہ دنیا کی ہر قیمتی چیز سے بھی قیمتی ہوتا ہے مگر وہی کردار اگر اپنی پاکیزگی اور سچائی کھو دے تو وہ دنیا کی کم ترین مہنگی چیزوں سے بھی ارزاں ہو جاتا ہے۔

تنویر الحسن سهو۔ ٹریننگ سنٹر کوہاٹ

سوال جواب

س:۔ دنیا کی سب سے خوش قسمت خاتون کون ہیں۔
ج:۔ بی بی حوا کیوں کہ ان کی کوئی ساس نہیں تھی۔
س:۔ بیوی کی اداکاری کے جوہر کب کھلتے ہیں۔
ج:۔ جب یکم تاریخ کو شوہر تنخواہ لے کر آتا ہے۔
س:۔ شوہر کی تفریح کا سنہری موقع۔
ج:۔ جب بیوی بچوں سمیت میکے جاتی ہے۔

ایم سلیمان پرنس۔ احمد پور سیال

مسکراہٹ

ایک آدمی اپنی بیوی کو لینے ریلوے اسٹیشن گیا۔ اس کی بیوی نے اسے غمگین دیکھ کر کہا تم مجھے دیکھ کر مسکرا بھی نہیں سکتے اس جوڑوں کی طرف دیکھو وہ کیسے ایک دوسرے کے ساتھ ہنس کر باتیں کر رہے ہیں وہ اپنی بیوی کو لینے نہیں آئے الوداع کرنے آئے ہیں شوہر نے جواب دیا۔

ایم سلیمان پرنس۔ احمد پور سیال

اشعار

دور رہ کر بھی تیری یادوں کو بھلا نہ سکا
پاس رہ کر بھی دل کی بات کہہ نہ سکا
جو حسرت دل میں تھی وہ زبان پر لا نہ سکا
حسرت دل میں رہی ہم دل کی بات کہہ نہ سکا

محمد افضال۔ کوٹلی

آرزو

آرزو کا پیدا ہونا فطری بات ہے انسانوں میں آرزوئیں پیدا ہوتی ہی رہتی ہیں کوئی آرزو شکست آرزو تک سفر کرتی ہے۔ کوئی آرزو انسان کو بے نیاز آرزو کرتی ہے کوئی آرزو اسے کو بکو پھراتی ہے کوئی آرزو اس کو اپنی ذات کے روبرو لاتی ہے اور کبھی کوئی آرزو اسے خوش قسمتی سے سرخرو کر دیتی ہے کون سی آرزو کیا کرتی ہے اس کا علم انسان کو ہونا چاہیے ورنہ آرزو وجگر کے لہو بن کر خون بھرے آنسو بنے گی۔

شاہدہ قیوم۔ جہلم

بالغ لڑکی پر جبر کرنا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ میرے باپ نے بزردستی شادی کر دی اور مجھے وہ لڑکا پسند نہیں ہے آپؐ نے فرمایا پھر تجھے اختیار ہے چاہے اس نکاح کو قائم رکھ یا توڑ دے۔

بالغ لڑکی نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اس لئے ماں باپ سے عرض ہے کہ پیسے کی لالچ کو دیکھ کر اپنی لڑکیوں کو بزبردستی نکاح نہ کرائیں شکریہ۔

فضل بلوچ انصاری۔ گریشہ خضدار

تمنا

آؤ کہیں سے تم
ایک بار......
اپنے اور میرے درمیان
حائل اِن فاصلوں کو ختم کر ڈالو
اور...... چپکے سے
میری محبت کا اعتراف کر کے
اپنی ہار مان لو......
اور......
میری مانگ میں افشاں بکھیر کر
اپنے ہاتھوں سے کنگنا پہنا کر
میری ساری اُداسیاں سمیٹ کر
اپنی خوشیوں میں شریک کر لو
اور......
زندگی کے لمبے سفر میں
ہمسفر بن کر......
میری بیتی عمر کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گمڑیاں سمیٹ لو......

فزل قمر۔ مسہ کسوال

محبت

☆ محبت ایک ایسا انمول ہیرا ہے جو خدا کسی کسی کو عطا کرتا ہے۔

☆ اگر تم کسی سے محبت کرتے ہو تو بدلے میں محبت نہ مانگو کیونکہ تم نے محبت کی ہے تجارت نہیں۔

☆ محبت پہاڑوں سے اونچی اور سمندر سے زیادہ گہری ہوتی ہے۔

☆ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہے۔

شائستہ پروین۔ گگو منڈی

مسلمانوں کا مستقبل

عالم کفر کو یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مسلمانوں کو اسلحہ و بارود سے ختم نہیں کیا جا سکتا ہے کیوکہ یہ اپنے ذاتی مقاصد اور جغرافیائی جدوجہد کی وسعت کیلئے نہیں لڑتے بلکہ کلمہ حق کی سر بلندی کے لئے جہاں کرتے ہیں۔ دشمنان اسلام بھی یہ جان گئے ہیں کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے ان کو پہلے اسلام سے دور کرنا اور ان پر معاشی زوال مسلط کرنا ہو گا۔ اب وہ پوری جانفشانی سے ایسا کر رہے ہیں۔ اسلام کے دشمن ایک ترف تو مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر انتشار پیدا کرتے ہیں تو دوسری طرف اپنا اسلحہ مسلمانوں کو فروخت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآ حکیم میں مسلمانوں کو فتح کی نوید سعید سنائی۔ اور ان کے لئے زمین پر خلافت اور استقامت کا وعدہ کیا ہے لیکن یہ وعدہ صرف اس صورت میں ہے کہ وہ سچے دل سے اللہ کے بندے بن جائیں۔ اور اس کے احکامات پر دل وجان سے عمل پیرا ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو مسلمانوں کا مستقبل اس طرح روشن و تابناک تابندہ و درخشندہ ہو جائے گا جیسا کہ تارخ نے مسلمانوں کو عظیم اور نا قابل شکست دیکھا تھا۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ مسلمان اتفاق و اتحاد علوم فنون میں ترقی جدوجہد مسلسل اور قرآنی تعلیمات کو اپناتے ہوئے ترقی و خوشحالی سے راستے پر گامزن ہو جائیں۔ اسلامی مفادات کے لئے کسی قربانی سے گریز نہیں کریں۔ اور انشاء اللہ پاکستان اور عالم اسلام کا مستقبل بڑا روشن اور باوقار ہوگا۔

ایم ظہیر لطیف۔ چوکی مونگ کوٹلی

یادیں

یوں تو زندگی میں ہزاروں لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں مگر ایک بار ایسا کوئی ضرور ملتا ہے جسے بے اختیار اپنا کہنے کو جی چاہتا ہے دل اس کی راہ میں خوشیاں بکھیرنے کو مچل اٹھتا ہے۔ اور اس کے ہر غم کو اپنے اندر سمو لینے کو جی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو اتنی خوبصورتی سے تراشتا ہے کہ وہ چہرہ ہمارے دل کی گہرائیوں میں اپنی یادیں پیوست کر کے پھر ایک دن ہم سے زندگی کے انجانے موڑ پر ہمیشہ کیلئے جدا ہو جاتا ہے۔ پھر نجانے کیوں وہ حسین چہرہ بھلائے نہیں بھول پاتا۔ اس کی یادیں کی کرچیاں دل میں پیوست ہو کر رہ جاتی ہیں۔

اگر ان کو دل سے نکالنے کی کوشش کی جائے تو یہ اور تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ اگر ویسے ہی رہنے دیا جائے تو دکھ برداشت سے باہر ہو جاتا ہے کون ہے جو تقدیر سے پوچھے کیوں بچھڑتے ہیں ایسے لوگ۔ جن کی باتیں صرف حسین یادیں بن کے رہ جاتی ہیں۔

ایم اظہر لطیف۔ کوٹلی

☆ دوستی ایک مضبوط دھاگے کی مانند ہے یہ تکلفوں اور آزمائشوں کے خار دار جنگل کو اعتماد کے حصار میں عبور کر لیتی ہے لیکن شک کا خنجر اسے دو ٹکڑے کر دیتا ہے۔

☆ دوستی ایک رسی کی طرح ہے یہ اگر ایک دفعہ ٹوٹ جائے تو دوبارہ جڑ تو جاتی ہے لیکن اس میں گانٹھ رہ جاتی ہے۔

باتوں سے خوشبو آئے

ہر مسکراتے ہوئے چہرے کے پیچھے مسکراتا ہوا دل نہیں ہوتا۔

کسی پتھر دل سے محبت نہ کرو ایسا نہ ہو کہ اسے موم بناتے ہوئے تم خود پگھل نہ جاؤ۔

کسی کا دل دکھانے سے پہلے یہ ضرور سوچ لیں کہ آپ بھی سینے میں ایک دل رکھتے ہیں۔

محبت کسی پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کا دوسرا نام ہے۔

اپنی خواہشات کیلئے دوسروں کی حسرت کو خاک میں نہ ملاؤ۔

دوستی کرنی ہو تو پھولوں سے سیکھو جو شاخ سے جدا ہوتے مرجھاتے ہیں۔

زندگی ایک ایسا پتھر ہے جسے تراشنا انسان کا کام ہے۔

کسی کو اتنا مت چاہو کہ پھر بھلا نہ سکو۔

اکمل خان، مردان

روشنی کے مینار

بے وقوف شخص کی دوستی سے بچو کیونکہ وہ اس کوئلے کی مانند ہے جو گرم ہوتا ہے تو ہاتھ جلاتا ہے ٹھنڈا ہو تو ہاتھ کالے کر دیتا ہے۔

دوست کو ہر وقت اپنے دوست کی دوسرے سے معلومات نہیں لینی چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی دشمن آپ کو غلط بات ہی بتا دے اور اس طرح آپ ایک اچھے دوست سے محروم رہ جائیں۔

علم زندگی کی ہر راہ میں روشنی ہے۔

علم دلوں کی زندگی اور اندھوں کی بینائی ہے۔

دوست وہ جو کبھی ٹھیس نہ پہنچائے۔

دوست وہ جو برداشت کرے۔

رانو عباس باھمنی، پاکپتن

دل شناس

چہرہ شناس ہونے کا دعویٰ تو ہر دوسرا بندہ کرتا ہے مگر ایک ہنستا مسکراتا چہرہ اپنے اندر کتنے طوفان پوشیدہ رکھتا ہے۔

کون جانے اکثر دوسروں کو ہنسانے والے کا دل کرچی کرچی ہوتا ہے۔

ایک ایسا آتش فشاں جو لاوے کی صورت دل میں موجود ہوتا ہے مگر انسان صرف دوسروں کے لئے اس لاوے کو پھٹ جانے سے روک دیتا ہے تاکہ اس کے والدین بہن نجمہ اسلام ای کوئی اور عزیز اس کی پریشانی سے پریشان نہ ہوں۔ ضروری تو نہیں کہ ہمیشہ مسکرانے والا شخص اندر سے بھی خوش ہو۔

لوگ دل نہیں ظاہر دیکھتے ہیں۔

نجانے لوگ کب دل شناس ہوں گے؟

ایک مسکراہٹ پتھر دل کو موم کر دیتی ہے۔

سادگی کو انتہا تک لے جانے سے ہی خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔

رانو عباس باھمنی، پاکپتن شریف

انبیائے کرام

دنیا میں سب سے زیادہ انبیائے کرام علیہ السلام کے مزارات عراق میں ہیں جن کی تعداد تیس ہزار ہے۔ بغداد میں حضرت شیش علیہ السلام اور حضرت یوشع بنی علیہ السلام، الکفل میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام، کرکوب میں حضرت عزیز علیہ السلام، موصل میں حضرت یونس علیہ السلام، ایک روایت کے مطابق حضرت نوح اور حضرت صالح علیہ السلام نجف اشرف میں حضرت آدم علیہ السلام۔

عراق کے مختلف شہروں میں محو استراحت ہیں۔

محمد حنیف انجم، سرگودھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قائداعظم اور پاکستانی قوم

19 اور 20 مارچ 1947ء کو انٹر ایشین کانفرنس کے سلسلے میں ملکی اور غیر ملکی اخبار نویس خبریں فراہم کرنے کیلئے بھاگ دوڑ میں تھے۔ انہی میں سے دو غیر ملکی رات کے ایک بجے قائداعظم کے ہاں آئے اور دیکھا قائداعظم اس وقت اپنے کام میں مصروف تھے۔ اخبار نویسوں نے آتے ہی سوال کیا۔ ہم لوگ ابھی ابھی کانفرنس کے کیمپ سے آ رہے ہیں وہاں سارے لیڈر سو چکے ہیں ادھر آپ رات گئے تک کام کر رہے ہیں اس کا مطلب ہے؟ اس پر قائداعظم نے جواب دیا ان کی قوم جاگتی ہے اور سو رہے ہیں میری قوم سو رہی ہے اور میں جاگ رہا ہوں۔

محمد حنیف انجم، سرگودھا

انصاف

ایک امریکی عورت نے طلاق کی درخواست دی تو جج نے کہا

طلاق تو تمہیں مل جائے گی لیکن تم دونوں کو اپنی ساری چیزیں بانٹنا ہوگی آدھی آدھی عورت نے کہا یہ تین بچے بھی ہیں۔

تو جج نے کہا یہ بھی بانٹنا ہوگا عورت نے چند لمحے سوچا اور پھر اپنے شوہر کو دھکیل کر بولی۔ چلو کھٹو کہیں کے گھر چلو۔

چلتے چلتے اس نے جج کی طرف دیکھ کر کہا ہم اگلے سال طلاق کے لئے آئیں گے چار بچوں کے ساتھ۔

محمد حنیف انجم، سرگودھا

محبت

اگر دولت سے ہو تو مرض جان بن جاتی ہے۔

خدا سے ہو تو بندگی بن جاتی ہے۔

استاد سے ہو تو روشنی بن جاتی ہے۔

والدین سے ہو تو عبادت بن جاتی ہے۔

انسان سے ہو تو زندگی بن جاتی ہے۔

کتاب سے ہو تو معلومات بن جاتی ہے۔

محمد حنیف انجم، سرگودھا

اصل بات

جرات یہ ہے کہ مر جاؤ کٹ جاؤ میدان نہ چھوڑو۔

صبر یہ ہے کہ انگاروں پر سلگ جاؤ مگر اف نہ کرو۔

جاہلیت یہ ہے کہ حق بات کو سننا چھوڑ دو۔

غیرت یہ ہے کہ سر کٹ جائے مگر در غیر پر نہ جائے۔

بزدلی یہ ہے کہ ہار مان لی جائے۔

دوستی یہ ہے کہ اس رشتے پر سب کچھ قربان دو۔

دشمنی یہ ہے کہ اس سے یعنی دشمن سے کبھی صلح نہ کرو۔

احسان یہ ہے کہ کسی اجنبی کے کام آؤ۔

درد یہ ہے کہ مکینوں لاچاروں بے کسوں کو گلے لگالو۔

خوشی یہ ہے کہ پل پل اس پر بانٹ دو۔

محمد حنیف انجم، سرگودھا

اقوال زریں

تنگ دست قرض دار کو مہلت دینا رحمت خداوند کو جوش میں لاتا ہے۔

خون کی ندیاں بہانے کے بجائے ایک آنسو پونچھنے کی شہرت زیادہ ممتاز ہے۔

کوئی تمہارے حق میں بدی کرے اور تم اسی کے حق میں نیکی کرو دونوں کو فراموش کرو۔

اگر روزی عقل سے حاصل کی جاتی تو دنیا کے تمام بے وقوف بھوکے مر جاتے۔

مسکینوں کے ساتھ ظلم کرنے والوں سے اللہ پاک ناراض رہتا ہے۔

ہر نیک اور بد کے ساتھ نیکی کرو اگر وہ نیکی کرنے کے قابل نہیں تم تو اس کے لائق ہو۔

ملک ایک کھیتی ہے اور عدل اس کا پاسبان ہے اگر پاسبان نہ ہو تو کھیتی اجڑ جاتی ہے۔

دانائیوں میں اعلیٰ درجے کی دانائی خوف خدائی ہے اور کمزوریوں میں سب سے بڑی کمزوری بداخلاقی اور بداعمالی ہے۔

فدا احمد، رندکرخ

دل

اہل ایمان کے دل اللہ کی یاد سے سکون پاتے ہیں خبردار ہو کہ دلوں کا چین اللہ کے ذکر ہی سے ہیں۔

آنکھیں اندھی نہیں مگر وہ دل جو سینے میں ہے اندھا ہے۔

نصیحت وہ لوگ پکڑتے ہیں جن کے دل میں خدا کا خوف ہو۔

یہ لوگ صداقت سے گزر جاتے ہیں ان کے پاس دل تو ہیں لیکن سمجھ میں کام نہیں لیتے۔

آپس میں تحفہ بھیجا کرو تحفہ دل کی کدورت کو دور کرتا ہے۔

جس شخص کے دل میں ذرا بھر بھی ایمان ہوگا اس کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

مبارک ہے وہ جو دل کے غریب ہے چونکہ بہت کے وہ ہی حق دار ہوں گے۔

جس نے بری نگاہ عورت پر ڈالی وہ دل سے اس سے زنا کر چکا ہے۔

وہ شخص جس کے دل میں بھلائی ہے وہ کبھی برائی نہیں پائے گا۔

وہ دل مردہ ہے جب تک اسے علم کی زندگی نہ ملے۔

آنکھ کا کاسہ دل کا دروازہ ہے کہ دل کی تمام آفتیں اسی کی راہ سے آتی ہیں۔

جس شخص کے دل میں جتنی زیادہ حرص ہوتی ہے اس کو اللہ پر اتنا کم یقین ہوتا ہے۔

اپنے دلوں سے دوستی کا حال پوچھو کیونکہ یہ ایسے گواہ ہے جو کسی سے رشوت نہیں لیتے۔

دنیا کی ذرا سی چیز بھی تمہارے دل میں ہوگی تو تم سجدہ کرتے ہوئے اسے فراموش نہیں کر سکو گے۔

جب تک آدمی کا دل اللہ کی یاد میں ہے وہ نماز میں ہے اگرچہ بازار میں ہو۔

جو شخص ایسا دوست نہیں رکھتا جس سے وہ اپنے دل کی باتیں کہے وہ مردم خوار ہے جو اپنے دل کو کھاتا ہے۔

رب نواز بھٹی، شاہ پور

محبت مشاہیر کی نظر میں

محبت آنکھوں سے نہیں دل سے دیکھتی ہے۔

دانشمند وہی ہے جو محبت میں اندھا ہو چکا ہو۔ (شیکسپیئر)

محبت ہم سے چھن بھی سکتی ہے یہ ایک ایسی سنگین حقیقت ہے جسے ہم سمجھتے ہوئے بھی قبول نہیں کرتے۔ (ٹیگور)

جو بار بار محبت کرتا ہے وہ محبت کرنا ہی نہیں جانتا (تلسی داس)

محبت انسانی عظمت کیلئے دیمک کا کام کرتی ہے (ہٹلر)

محبت مضبوط دل کو کمزوری کی مشق کرواتی ہے (افلاطون)

محبت وہ کھیل ہے جس میں عقل ہار جاتی ہے (مسولینی)

دل کی ہزار آنکھیں ہوتی ہیں مگر وہ محبوب کے عیبوں کو نہیں دیکھ سکتیں (سقراط)

محبت مکمل زندگی ہے اس کا نشہ تمام عمر انسان کو مدہوش رکھتا ہے (ٹیگور)

محبت وعقیدت حد سے بڑھ جائے تو عبادت میں بدل جاتی ہے (اللہ تی امان)

ڈاکٹر شیر محمد، بلوچستان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

ائے میں اچھا لگتا ہے خوشی آخر ہی ہوتی ہے چاہے خوشی ادھاری کیوں نہ ہو ڈر بھی لگتا ہے کیونکہ خوشیوں کا موسم کم ہوتا ہے۔ (شہزاد سلطان کیف-الکویت)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنا ایسا ہے جیسے موت کے بعد نئی زندگی ملنا پھر زندگی پھولوں کی طرح لگتی ہے دنیا بہت زیادہ حسین لگتی ہے۔ (ایم وکیل عامر-ساہیوال)

میری رائے میں جب غم کے بعد اچانک خوشی ملے تو چند لمحوں کے لئے انسان ملے جلے تاثرات کے ساتھ ساکت سا ہو جاتا ہے خوشی کے ساتھ اپنے غموں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ (محمد خاں انجم-دیپالپور)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے کیونکہ عید بھی سال میں دو بار آتی ہے خدا سب کو خوشیاں دے۔ (محمد حسین تنہا-کوہستان)

میری رائے میں اگر غم کے بعد خوشی ملے تو خوشی کے مارے آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں اور پھر ایسا سماں ہوتا ہے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ (حماد ظفر اینڈ حماد شہزاد-گوجرہ)

میری رائے میں اوّل تو ہمیں خوشی نصیب ہوتی ہی نہیں ہمارے پاس صرف غموں کی بارش ہوتی ہے۔ اگر پانچ منٹ کے لئے ہمیں کوئی خوشی مل جائے تو فوراً ایک فون یا میسج آتا ہے تو کئی دنوں کے لئے ہمیں غموں میں ڈال دیتا ہے۔ غم کے بعد خوشی ملے تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ (عبدالرشید بزنجو-گڈانی)

میری رائے میں بہت اچھا لگتا ہے جب زندگی میں پھر سے رونق آ جاتی ہے جیسے خزاں سے بہار کا سفر ہو۔ (مدثر عمران ساحل-تلواڑہ)

میری رائے میں غم میں رہنا چاہئے کیونکہ غم تو ہمیشہ ساتھ نبھاتا ہے خوشی تو عارضی ہوتی ہے اس لئے انسان کو ہر غم اور تکلیف میں صبر کرنا چاہئے۔ (مظہر عباس تنہا-چک 9ب عبدالحکیم)

میری رائے میں غم کے بعد جو خوشی ملے وہ ایسے لگتی ہے جیسے ساری دنیا کی دولت مل گئی ہو اس لئے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ (ملک عرفان-چک 9ب)

میری رائے میں زندگی اچھی لگتی ہے اور انسان اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنے لگتا ہے۔ ہر چیز اسے خوبصورت لگنے لگتی ہے وہ بہت خوش نظر آنے لگتا ہے۔ (عبدالوحید ابرار بلوچ-آواران نونڈڑہ)

میری رائے میں میرے خیال میں خوشی کو بہت ہی انجوائے کیا جا سکتا ہے جب وہ غم کے بعد ملے کیونہ انسان کو غم کے بعد ہی خوشی کی طلب محسوس ہوتی ہے۔ (عبدالصمام-جنڈ)

میری رائے میں ایسا لگتا ہے جیسے شہید کو دوبارہ شہادت ملی۔ (دین بگٹی-کراچی)

میری رائے میں جی میں اس کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ مجھے بھی خوشی ملی ہی نہیں بھلا میں کیا اندازہ لگاؤں گا خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو غم کے ساتھ خوشیاں بھی ملتی ہیں۔ (ہمراز نرائن-مظفر آباد)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے سے زندگی میں پر بہار آ جاتی ہے اگر غم نہ ہو تو خوشی کہاں سے آئے گی۔ (نبیل نور خان-ٹمن جنڈ)

میری رائے میں غم اور خوشی کے بارے میں قلم اور کاغذ اٹھاؤں تو یہ داستان کبھی ختم نہیں ہوگی۔ مختصراً یہ ہے کہ اوّل تو اس برے وقت کے زمانے میں کبھی خوشی نہیں ہوتی ہے حقیقی خوشی کا لفظ آپ نے کئی بار پڑھا ہوگا حقیقی خوشی کبھی نہیں آتی۔ وہ سال میں ایک دن آتی ہے۔ وہ بھی سپنوں میں صرف پانچ سیکنڈ کے لئے آتی ہے۔ غم کے بعد خوشی ملے تو جان میں جان آتی ہے۔ (عبدالرشید بزنجو-گڈانی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو زندگی میں بہار آ جاتی ہے۔ زندگی حسین لگنے لگ جاتی ہے۔ سب غم بھول جاتے ہیں زندگی میں بہار آ جاتی ہے۔ (مظہر نذیر-کیوائی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ایک عظیم نعمت خداوندی ہے، غم اور خوشی لازم و ملزوم ہیں، لہٰذا غم کو ہمیشہ خوشدلی سے صبر سے برداشت کرنا چاہئے۔

مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ (اسد الرحمٰن بھنگو-شورکوٹ شہر)

میری رائے میں جب خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ گزرا ہوا کل مجھے پھر سے لوٹ آیا جو کچھ کھویا تھا وہ سب کچھ واپس مل گیا۔ (محمد خادم جنک-ڈیرہ راد جمالی)

میری رائے میں زندگی بھی عجیب ہی رنگ میں نظر آنا شروع ہوتی ہے انسان یہ سمجھتا ہے کہ مجھے سب کچھ مل گیا ہے۔ کیوں کہ اس مشینی دور میں خوشی نصیب والوں کو ملتی ہے ہر کسی کو نہیں۔ (امداد علی عرف ندیم عباس تنہا-میر پور خاص)

میری رائے میں خوشی کو تب ہی بہتر انجوائے کیا جا سکتا ہے جب وہ غم کے بعد ملتی ہے کیونکہ انسان اس وقت خوشی کی ضرورت محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ (صدا حسین صدا-کیلا سکے)

میری رائے میں غم کے بعد اگر خوشی ملے تو غم ختم ہوتا ہے جو دکھ ہوتا ہے پریشانی انسان بھول جاتا ہے۔ (خضر علی ملک-اٹک)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے لیکن غم بھی زندگی کا اک حصہ ہیں خوشی بس جن کو ہم بھول جاتے ہیں۔ (جاوید اقبال جاوید-اچکرہ)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو زندگی میں بہار آ جاتی ہے، سب کچھ بہت ہی اچھا لگتا ہے۔ (صدف مسکان-مردان)

میری رائے میں جب ہم کو غم کے بعد خوشی ملتی ہی نہیں تو کیا لکھوں۔ (کامران علی-بھلائی)

میری رائے میں خوشیاں ملتی ہی کہاں ہیں یہ خوشیاں تو آندھی کی طرح ہوتی ہیں، ہر چیز اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ (غلام فرید جاوید-حجرہ شاہ مقیم)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان اپنے تمام دکھ درد بھول جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی بھول جاتا ہے کہ یہ خوشیاں تو عارضی ہوتی ہیں۔ (کرن خان-ٹھٹھہ قریشی)

میری رائے میں غم ملتے ہی نہیں میں اگر ملی ہے تو خوشی کیونکہ خوشی اگر ملی بی جائے کسی کو تو وہ پھر بھی کہتا ہے کہ یار بہت پریشان ہوں میں دکھی ہوں میں غمگین ہوں خوبصورت لوگ ہمیشہ جھوٹ بھولتے ہیں۔ ہمیں جھوٹ بولنا آتا نہیں ہمارے دوست بھی بہت اچھے ہیں۔ (امجد وکی کوروٹانہ-لکڑیانوالہ

میری رائے میں آنسو نکل آتے ہیں غم اور خوشی کا میل دنیا میں ہر انسان کو خوشی بھی ملتی ہے دکھ بھی ملتے ہیں کیا غم کے مارے ہیں؟ (سید نادر علی شاہ فراق-شاہ پور چاکر)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنے سے زندگی میں دوبارہ بہار آ جاتی ہے پچھلے غم بھول جاتے ہیں۔ (مولانا عبدالغفور نقشبندی کیلانی-گوجرانوالہ)

میری رائے میں میرا یہ شعر ہی کافی ہے—"حیات اک مستقل غم کے سوا کچھ بھی نہیں بے درد ...... خوشی بھی یاد آتی ہے تو آنسو بن کے"۔ (اللہ دتہ بے درد-راولپنڈی کینٹ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے بہت ہی اچھا لگتا ہے خوشی خوشی ہوتی ہے جس موسم کے بعد بھی آئے جس وقت بھی آئے اک خوشی ادھاری دے جا جاندی واری۔ (شہزاد سلطان کیف-الکویت)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟ کیسا لگتا ہے؟ ابھی تو غم ہی ملے ہیں کوئی خوشی نہیں اے کاش ہمیں بھی اب خوشی ملے ہم بھی کچھ بتا سکیں۔ (مزمل حسین صدا-کسووال)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے بہت اچھا محسوس ہوتا ہے کیونکہ غم اور خوشی جڑواں پیدا ہوتے ہیں۔ (وارث علی تبسم-چک نمبر 51/1 بچیکی)

میری رائے میں جب آپ کی زندگی میں بہت زیادہ غم ہوتا ہے تو جب کوئی چھوٹی سی خوشی ملتی ہے تو انسان کی زندگی بدل جاتی ہے۔ (اویس علی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو دل خوش ہوتا ہے انسان اپنے آپ کو ہلکا پھلکا اور خوش و خرم پاتا ہے جیسے وہ ابھی ابھی ہی اس دنیا میں آیا ہے۔ (محمد ہارون قمر-تیج پور ہزارہ)

میری رائے میں جب انسان کو غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان ماضی کے تمام غم بھول جاتا ہے۔ (محمد اشرف زخمی دل-بچیکی)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اجڑے ہوئے آنگن میں بہار آ گئی ہے۔ (میاں محمد عرف دکھی-کاوش نوشہرہ)

میری رائے میں اگر ایسا ہو بھی جاتا ہے پھر بھی معمولی غم کو منائے یا بھلانے کے لئے بڑی خوشی کی ضرورت ہے لیکن خوشی ناراض ہی رہے گی پھر وہ اپنا غم نہ بھلا پایا اللہ کسی کو غم ہوئے۔ (شاہ ولی اللہ-کوہستان)

☆□☆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماں سے پیار کا اظہار

*......ہر بندے کو اپنی ماں پیاری لگتی ہے میری ماں بھی بہت پیاری تھی ماں کو یاد کرتا ہوں تو دل میں درد ہوتا ہے خدا میری ماں کو جنت میں جگہ دے۔ (نذیر احمد خان جوئیہ-اسلام آباد)

*......میری خوشیوں کا راز میری ماں ہے اور میری زندگی کا سرمایہ میری ماں ہے میری ماں میری جنت۔ (شہباز گل-گوجرانوالہ)

*......مجھ کو فخر ہے اپنی ماں پر جس نے ہر لمحہ میرا خیال رکھا اللہ تعالیٰ میری ماں کی عمر دراز فرمائے۔ (میاں حسین احمد مدنی-سرائے سدھو)

*......میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں جن سے ماں کی تعریف کرسکوں بس میں اتنا ہی کہوں گا کہ ماں تو سب کچھ ہے۔ (مسکین منور علی-دین اللہ یار)

*......اے ماں میرے لئے دعا کر کہ میری قسمت میں خوشی آجائے ماں تیری دعا سے دریا بھی رک جاتے ہیں۔ ماں میں بہت بدقسمت ہوں میرے لئے دعا کر۔ ماں تجھے سلام۔ (شاہد اقبال خٹک-کرک)

*......جن کی ماں ہو اور وہ اس سے ناراض ہو اس بندے کو مر جانا چاہئے ماں کی خدمت کرو خدا کے بعد ماں ہی دعا دیتی ہے۔ (غفور شہزاد پومی-سیالکوٹ)

*......جس نے جنت میں جانا ہے وہ اپنی ماں کے قدم چوم لیا کرے اس کو جنت دنیا میں مل جائے گی۔ (طیب کنول-لاہور)

*......میری ماں ہم سب سے بہت پیار کرتی ہے۔ (عثمان حنیف-کنگن پور)

*......ماں دنیا اور آخرت دونوں میں جنت ہے اس لئے ماں کی بات کو سر تسلیم خم کرلیا کرو دنیا و آخرت میں جنت یقینی بناؤ۔ (سردار زاہد-باغ)

*......ماں اس گلاب کی طرح ہے اگر وہ کسی باغ میں نہ ہو وہ ویران لگتا ہے اسی طرح ماں ہے ماں تجھے سلام۔ (محمد سلیم ناز-خانیوال)

*......ماں کے دم سے یہ دنیا قائم ہے ماں کے بغیر گھر قبرستان لگتا ہے۔ (حافظ شیراز-دینہ)

*......میری ماں دنیا کی سب سے اچھی ماں ہے ہم بھی اپنی ماں کی دعاؤں سے ہیں ماں کے قدموں میں جنت ہے۔ (سلیم خان شہزاد-لکھن کے)

*......میری ماں بہت اچھی ماں ہے میری ماں ایک ٹیچر ہے اور اسکول کی سب لڑکیوں سے میری ماں کی دوستی ہے میری ماں بہت اچھی ہے۔ (لبنیٰ قاضی-بلوچستان)

*......مجھے اپنی ماں سے بہت محبت ہے کیونکہ میری ماں ہی میری کل زندگی کا سرمایہ ہے۔ رخسانہ آفتاب-موضع چٹھہ)

*......ایسا اجڑا ہے امیدوں کا چمن تیرے بعد...... پھول مرجھائے بہاروں پہ خزاں چھائی ہے...... زندگی درد کی بانہوں میں لپٹ آئی ہے...... آئی مس یو امی جان۔ (نرگس ناز-سکھر)

*......ماں ہے تو ہی جہاں ہے ماں کے بغیر دنیا ویران ہے میری ماں ہی میرا سب کچھ ہے میری جان ہے ماں تجھے سلام۔ (گلشن ناز-ٹھٹھہ قریشی)

*......میں بس یہی کہوں گا کہ اگر خدا کے بعد کسی ہستی کو سجدا جائز ہوتا تو میں اپنی ماں کو کرتا۔ (انیس عادی-چک بیلی روڈ)

*......میری ماں دنیا کی عظیم ماں ہے ماں ہے تو سب کچھ ہے ماں دنیا کی عظیم ترین ہستی ہے ماں کے بغیر گھر خالی ہے۔ (ارشاد حسین نگری-ہنزہ نگر)

*......میرے مطابق دنیا کی سب سے اچھی ہستی ماں ہے اور ماں کے بغیر کائنات نامکمل ہے ماں کے ہی دم سے یہ دنیا آباد ہے۔ (محمد آفتاب شاد-دوکوٹہ)

*......ماں وہ لفظ ہے کہ جسے سنتے ہی سارے دکھ درد دور ہو جاتے ہیں سب ماؤں کو سلام۔ (شاہ ماہ نور عرف شونو-بہاولنگر)

*......میری ماں دنیا کی خوبصورت ترین ماں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر ماں کا سایہ سلامت رکھے۔ (صداقت حیات ہاشمی-اسلام آباد)

*......میری ماں دنیا کی خوبصورت ماں ہے میری ماں مجھ سے بہت پیار کرتی ہے میری ماں میری جنت میرا سب کچھ میری ماں ہے ماں میرے لئے دعا کیا کرو ماں کی دعا جنت کی ہوا۔ (حافظ شفیق حاجز-کوٹلی)

*......ماں سے اتنی محبت کرتے ہیں اتنی محبت کہ شاید ہی انسان کسی ہستی سے کرتا

ہو محبت کرنے والا انسان اپنی ماں سے اور اپنے خدا اور رسولؐ سے محبت کرے۔ (اظہر اقبال شاعر-پنڈی گھیب)

*......دعا ہے کیا ماں وہ ہستی ہے جو گنہگار اولاد کو بھی دوزخ سے بچاتی ہے ماں آپ بہت عظیم اور اچھی ہو۔ (محمد عارف بروہی-حب چوکی)

*......ماں جب زندہ ہوتی ہے تو بہت کم لوگ ماں کی قدر کرتے ہیں پلیز دوستو ماں کی قدر کیا کرو کیونکہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ (ایم شفیع تنہا-امرہ خورد)

*......ماں ہر وقت اپنی اولاد کا سوچتی ہے لیکن اولاد کبھی بھی اپنی ماں کے بارے میں نہیں سوچتی۔ (عمران-ٹھینگ موڑ)

*......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں ماں کے بنا یہ دنیا اچھی نہیں لگتی یا اللہ میری ماں کو ہمیشہ سلامت رکھنا۔ (محمد سلیم بروہی-میر پور خاص)

*......ماں چلی گئی ہے مجھے تنہا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جگہ دے ماں کی یاد بہت آتی ہے میری دعا ہے کہ ان کے سارے گناہ خدا معاف کر دے۔ (امجد وکی کوروٹانہ-لکڑیانوالہ)

*......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا مرتے دم تک ان شاء اللہ۔ (عارف حسین-کوٹ ادو)

*......ماں کے بغیر یہ کائنات ادھوری ہے ماں کے بغیر گھر قبرستان کی مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام ماؤں کو زندہ سلامت رکھے۔ (محمد عمران بٹ-ڈل سوہادہ)

*......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں کیونکہ ان کی وجہ سے میں آج اس دنیا میں ہوں۔ آئی لو یو ماں جی۔ (عمران رمضان-ٹھینگ موڑ)

*......اے میری ماں میں جو کچھ بھی ہوں تیری دعاؤں سے ہوں مجھے جو کامیابی ملتی ہے تیری دعاؤں سے ملتی ہے اے ماں تو سلامت رہے۔ (ذوالفقار علی-ملک وال)

*......ماں کائنات کی عظیم ہستی ہے اس لئے انسان کو چاہئے ماں باپ کی قدر کریں ان لوگوں سے پوچھو جن کی ماں نہیں ہے۔ (عمر بٹ-گوجرانوالہ)

*......ماں ایک انمول ہستی ہے ماں ہستی ہے تو کائنات بھی ہستی ہے ماں کی بددعا نہ لو بلکہ ماں کی دعائیں لے لو ماں تو سدا سلامت رہے۔ (فیض اللہ خٹک-واکی محبت خیل)

*......ماں وہ ہستی ہے جس کے بارے میں جتنا لکھا جائے وہ کم ہے ماں کی قدر ان سے پوچھو جن کی ماں اس دنیا میں نہیں ہے۔ (عنصر اقبال-جھمٹ)

*......میری ماں ایک عظیم ماں ہے کائنات میں ماں ہی ایک عظیم ترین ہستی ہے میری ماں نے ہمیں بہت پیار دیا ہے جسے ہم زندگی بھر کبھی بھی نہیں بھول سکتے۔ (سواد خان خٹک-ڈیرہ مراد جمالی)

*......میری ماں ایک عظیم ماں ہے کائنات میں ماں ہی ایک عظیم ترین ہستی ہے میری ماں نے ہمیں بہت پیار دیا ہے جسے ہم زندگی بھر کبھی بھی نہیں بھول سکتے۔ (سواد خان خٹک)

*......ماں کے قدموں تلے جنت ہے ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے۔ قارئین میری ماں کے لئے دعا کریں خدا صحت دے۔ (عمران قریشی-بٹیاں بالا)

*......میری ماں اک نور ہے، میری ماں ایک چاند ہے، میری ماں اک روشنی ہے، میری ماں قدرت کا اک تحفہ ہے، میری ماں میری زندگی ہے۔ (عبدالرشید بزنجو-گذانی)

*......ماں کی قدر یتیم سے پوچھو کیونکہ انسانی فطرت ہے اس چیز کی قدر کی جاتی ہے جس کی کمی ہوتی ہے اور جو پاس ہوتی ہے اس کی نہیں۔ (ہادی اللہ ظفر-گوجرہ)

*......دنیا میں کوئی رشتہ ماں سے پیارا نہیں ماں ایک عظیم ہستی ہے ماں کی قدر کرو ماں کے بنا زندگی ادھوری ہے ماں تجھے سلام۔ (محمد خادم خٹک)

*......ماں وہ میٹھا لفظ ہے جو لیتے ہی ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں ماں جیسا کوئی عزیز رشتہ نہیں ہوتا۔ (محمد نواز آرزو-دنوٹ)

*......ماں کا رشتہ وہ رشتہ ہوتا ہے جس رشتے کا کوئی مول نہیں ہوتا۔ (شمشیر ساگر-شوقدر)

*......میں ماں سے اتنا پیار کرتا ہوں کہ اک پل بھی جدا نہیں رہ سکتا جیسے ہوا کے بغیر انسان نہیں رہ سکتا۔ (پو پرنس-کمالیہ)

*......ماں قدرت کی طرف سے دیا ہوا ایک انمول تحفہ ہے ماں کی قدر ان سے پوچھو جن کی کوئی ماں نہیں ہوتی ماں کی خدمت کرو۔ (واصف علی آرائیں-سریا روڈ)

*......مجھے اپنی ماں سے اپنی جان سے بھی زیادہ پیار ہے۔ (پو پرنس-کمالیہ)

*......ماں اس دنیا کی سب سے اچھی ماں ہے خدا ہماری ماں کا سایہ ہمیشہ ہمارے سر پر سلامت رکھیں۔ (لبنیٰ-گوادر)

*......جنت کی طلب کرنے والو ذرا اپنی ماں کے قدموں کی مٹی کو چوم کر دیکھو اے میری ماں تجھے سلام۔ (محمد اسماعیل آزاد-کھرکوہ)

*......میں تو کیا دنیا کا ہر انسان اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہے پر ہمیں چاہئے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں
نکہ وقت حاضر میں بہت سے لوگ
ب پرستی کے لئے دوستی رتے ہیں لیکن
مطلب پرست نہیں ہوں مطلب
ت دوستوں کے لئے میں اچا دوست
ں ہوں۔ (شہزاد سلطان کیف-
یت)

ں واقعی ایک اچھا دوست ہوں میرے
ب سے بہترین دوست اکبر علی اور علی رضا
ں۔ (عدنان حیدر-جوتالہ،جہلم)

ں واقعی ایک اچھا دوست جی ہاں میں
ب اچھا اور سچا دوست ہوں بشرطیکہ اگلا
دہ/بندی خود سچا اور اچھا ہو۔ نہ میں خود
لچی ہوں اور نہ مجھے لالچی پسند ہیں۔
عبدالرشید بزنجو-گڈانی)

ں واقعی ایک اچھا دوست ہوں یا نہیں
وں جن کا میرے ساتھ تعلق ہے۔(مظہر
ساس تنہا- چک 9ب عبدالحکیم)

یں واقعی ایک اچھا دوست میں ایک اچھا
نسان ہوں کہ نہیں یہ تو پتہ تب چلے گا جب
کوئی آزمائے گا اگر کوئی ہے تو سامنے
آئے۔ (ملک عرفان- چک 9ب
عبدالحکیم)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں کیونکہ میرے بہت سے دوست ہیں سب مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں اگر میں برا ہوتا تو اتنے میرے دوست نہ ہوتے۔ (ایم وکیل عامر-ساہیوال)

میں واقعی ایک اچھا دوست سب دوست مجھے اچھا سمجھتے ہیں پتہ نہیں ان کو میری کون سی ادا پسند ہے۔ (سید محسن رضا- جالپور جٹاں)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں مجھ سے دوستی کر کے جو کوئی دیکھے میں ایک اچھا دوست ثابت ہوں گا۔ (عبدالصمام-جنڈ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں لیکن اب نہیں ہوں وقت اور حالات نے میرے ساتھ ایسا دھوکہ کیا کہ اب کسی پہ بھی بھروسہ نہیں رہا۔(ایم زیڈ اے گبول-کراچی)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں یا نہیں ہوں یہ تو میرے دوست بتا سکتے ہیں کیونکہ اپنے منہ سے پنی تعریف اچھی بات نہیں، میں اپنے دوستوں کی قدر کرتا ہوں اور وہ بھی۔(رئیس علی حیدر-سٹی ان بیلہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست جی ہاں مگر میرے ساتھ کسی نے وفا نہیں کی میرے اپنوں نے مجھے بے حد زخم دیئے ہیں۔ (ہمراز نرائن کشمیری- مظفرآباد)

میں واقعی ایک اچھا دوست شاید پورے اعتماد سے نہیں کہہ سکتی کیونکہ جو میری دوستیں ہیں وہی بتا سکتی ہیں کہ میں کیسی ہوں۔ (عابدہ رانی-گوجرانوالہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں مجھے جو بھی فون کرتا ہے بہت دعوے کرتا ہے دوستی کے مگر دو چار دن کے بعد ایسے غائب ہوتے ہیں جیسے کوئی جانتا نہیں۔ (محمد آفتاب شاد-کوٹ ملک دوکوٹہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست تو نہیں کیونکہ کاش میرا کوئی دوست نہیں گر کوئی میرے دکھ شیئر کرے تو وہ خود بتائے گا کہ میں اچھا دوست ہوں یا برا مجھے دوست بنائیں۔ (محمد حسین تنہا-کوہستان)

میں واقعی ایک اچھا دوست میں واقعی بڑا کیوٹ سویٹ سا دوست ہوں اگر شک ہوں تو آزما کر دیکھ کر کسی سے کم نہیں ہے۔ (عمر بٹ-گوجرانوالہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں یہ میں خود اپنے منہ سے نہیں کہہ سکتا یہ تو میرے دوستوں کو پتہ ہوگا کہ میں اچھا دوست ہوں یا برا اللہ میرے دوستوں کو خوش رکھے۔ (عابد علی آرزو-سانگلہ ہل)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں نہیں میں نے اپنی زندگی میں جتنے دوست بنائے سب بے وفا نکلے سب دوست مطلب پرست ہوتے ہیں۔ (عابد علی آرزو-سانگلہ ہل)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں، کیونکہ میرے دوست بہت اچھے ہیں، وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ (ایم وکیل عامر جسٹ-ساہیوال)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں آج تک میں نے کسی سے بے وفائی نہیں کی اگر کسی نے مجھے چھوڑ بھی دیا ہے تو میں نے اسے اپنے دل سے نہیں نکالا۔ (دکھی اظہر زخمی-سکھیکی)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں کیونکہ میرے پاس وفائیں اور محبتیں ہیں جو اس دور نایاب نہیں رہیں کاش میں بے وفا اور عدوات رکھنے والا ہوتا تو شاید ایک اچھا دوست کہلاتا۔ (محمد خاں انجم- دیپالپور)

میں واقعی ایک اچھا دوست حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دوست اس وقت تک دوست نہیں ہوتا جب تک وہ تین موقعوں پر اپنے بھائی کی نگہداشت نہ کرے۔ (1) مصیبت کے وقت (2) غیر موجودگی میں (3) مرنے کے بعد۔ (مختیار حیدر عسکری-ڈیرہ اسماعیل خان)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں، میں اپنے تمام دوستوں کا بھلا چاہنے والا ہوں، میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ میرے کسی دوست کو کوئی پریشان نہ ہو۔ میں اپنے دوستوں کی پریشانیاں حل کریں۔ (عمر دراز ساحر-ذاکر آباد)

میں واقعی ایک اچھا دوست میں اچھا ہوں یہ تو میرے دوست کہتے ہیں۔ (فرحا خان تنہا عرف صبا-میر پور خاص)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہو سکتا ہے میں سب کے لئے اچا دوست ثابت نہ ہو سکتا ہوں میں اپنے آپ کو کیسے اچا سمجھوں کہ مجھے اپنے آپ میاں مٹھو بننا قطعاً پسند نہیں۔ (مدثر عمران ساحل-سوہدرہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست اپنے منہ سے اپنی تعری کرنا اچھا نہیں لگتا کیا کہیں اس بارے میں بس اپنے آپ کو ایسا بنا لو کہ دوست تمہاری دوستی کی مثال دیں۔ (اے آر راحیلہ منظر-جھمرہ وٹی)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں، مجھے دکھی دلوں سے دوستی اچھی لگتی ہے۔ (سعید احمد عرف مزمل فراز-کسووال)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں، میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں اپنے دوستوں سے کہ دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے۔ (شاہد نذر لاشاری-راجن پور)

میں واقعی ایک اچھا دوست جی ہاں میں ایک اچھا دوست ہوں اعتبار نہیں تو دوستی کر کے دیکھ لیں۔ (مزمل حسین صدا-کسووال)

میں واقعی ایک اچھا دوست نہیں ہوں یا مجھ میرے دوست بدنام کر دیں ہیں شاید میرے دوستوں کو معلوم نہیں جھوٹ کیوں بولنا آتا ہے۔ (اللہ دتہ ے درد-لاہور کینٹ)

مجھے شکوہ ہے

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں یا نہیں اس کے بارے میں میرے دوست ہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں میں کوشش تو کرتا ہوں کہ ہر ایک کے ساتھ دوستی نبھاؤں۔ (ایم مظہر نذیر منتظر-کیوائی)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں، مجھے ایسے دوست کی تلاش ہے۔ (حافظ محمد شفی عاجز سلطانی-کوٹلی)

میں واقعی ایک اچھا دوست جی میں ایک اچا دوست ہوں اور میری سب سے گذارش ہے کہ دوستی میں وفا کریں۔ (ساجد اعوان ساجد ہزاروی-شیخوپورہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں کیونکہ میرے بہت سے دوست ہیں اگر یقین نہیں آتا تو رابطہ جکر کے دیکھو۔ (محمد جنید جانی-اکبر پورہ، پشاور)

میں واقعی ایک اچھا دوست یہ تو میرے دوست ہی مجھے بتا سکتے ہیں کہ میں اچھا ہوں یا نہیں۔ میں تو اپنی طرف سے بھرپور کوشش کرتا ہوں کہ کسی کا دل نہ دکھے۔ (نثار احمد حسرت-نور جمال شمالی)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں، دوستی ایک پاکیزہ رشتہ ہے اس میں دھوکہ، فریب نہیں ہونا چاہئے۔ دوستی کرنے والے بہت لوگ ہیں مگر کر کے نبھانے والے کم ہیں۔ (اسدالرحمن بھنگو-شورکوٹ شہر)

میں واقعی ایک اچھا دوست یہ تو میرے دوست بتا سکتے ہیں کہ میں کیا دوست ہوں دوست وہ ہے جو دوستی کا مقصد جانتا ہوں۔ (خضر علی ملک-اٹک)

میں واقعی ایک اچھا دوست یہ تو سب دوستوں کی کرم نوازی ہے جو مجھے اچھا دوست سمجھتے ہیں میرے اندر کوئی اچھی چیز نہیں ہے جیسے میں اچھا کہہ سکوں۔ (جاوید اقبال جاوید-فیصل آباد)

میں واقعی ایک اچھا دوست جی ہاں میں واقعی ہی اچھا دوست ہوں کیونکہ میں ہر کسی کے بارے میں درد پیار محبت اخوت بھائی چارہ ہمدردی اور خیال رکھتا ہوں امید ہے کہ یہ دوستی کے اصولوں میں سے ہے۔ (معاویہ عنبر-ہڑپہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہاں میں ایک اچھا اور مخلص دوست ہوں آ ... دوستی کا بھوکا ہوں کوئی ہم سے دوستی کریں پھر دیکھیں ہم کیا کریں گے اس پر اپنی جان فدا کریں گے۔ (محمد ذیشان سعید-گوجرہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں اگر آپ کو یقین نہیں تو دکھوں اور غموں سے پوچھ لوں میں واقعی اچھا دوست ہوں۔ (ملک کامران علی- بھلانی)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہم بہت اچھے ہیں ہمارے دوستوں سے آپ کو ملواتا ہوں۔(امجد دکی کوروٹانہ-لکڑیانوالہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست دعوے کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتی کہ میں اچھی دوست ہوں یہ تو میری دوست ہی بتا سکتی ہیں لیکن کوشش ضرور کرتی ہوں کہ دوستی اچھی طرح نبھاؤں۔ (کرن خان-ٹھٹھہ قریشی)

میں واقعی ایک اچھا دوست ہوں اور یہ سب آپ جیسے دوستوں کی عنایت ہے کیونکہ میں اقبال رحمٰن جیسے دوست کے ساتھ رہ کر ایک اچھا دوست بن گیا ہوں۔ (عالمگیر تبسم-گوجرانوالہ)

میں واقعی ایک اچھا دوست ایم افضل کھرل صاحب میرے بہت اچھے دوست ہیں میں اس کو دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں۔ (محمد اشرف زخمی دل-چیچکی) ◆◆◆

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے شکوہ ہے

☆...... مجھے شکوہ ہے اپنے دوست نذیر سے جو میری شادی کے بعد میری ابھی تک میری دعوت نہیں کی۔ بھئی حاتم طائی کی قبر کو لات مار ہی دو۔ (عرفان آفریدی۔ اٹک)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوسروں کو بلاوجہ تنگ کرتے رہتے ہیں اور دوسروں کے احساسات کا احترام نہیں کرتے۔ (محمد شہباز حسین۔ خانیوال)

☆...... مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو اپنی خوشی کے لئے کسی کے ارمانوں کا خون کر دیتے ہیں انہیں معلوم نہیں دل توڑنا کتنا گناہ مگر ایسا کیوں کرتے ہیں۔ (رانا غفار کنول۔ چک چانوٹ)

☆...... مجھے شکوہ ہے سعید انور نادر سے کہ میری محبت کا یقین نہیں کر رہا پلیز نادر میری محبت کا یقین کرو میں تمہارے بغیر مر جاؤں گی تم میری زندگی ہو تمہیں میری جوانی کی قسم۔ (سحرش تنہا۔ راولپنڈی)

☆...... مجھے شکوہ ہے شہزادہ عالمگیر سے کہ وہ میری غزلیں شائع نہیں کرتے پلیز میری غزلیں ضرور شائع کریں۔ (خرم طارق۔ جہلم)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جنہوں نے دوستی کو آج کل کھیل سمجھا ہوا ہے جہاں دل چاہا دوستی کا جال پھینک دیا پلیز ایسا نہ کرو۔ (خرم طارق۔ جہلم)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لڑکیوں سے جو قلمی دوستی کے لئے پہلے خط تو لکھ دیتی ہیں اور بعد میں جواب نہیں دیتی۔ (و سیم محمد امین۔ لاہور)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لڑکوں سے جو ہر وقت لڑکیوں کے چکروں میں پڑے رہتے ہیں ان کو پتہ ہونا چاہئے کہ ان کے گھر میں ان کی بہنیں بھی ہیں۔ (ظہیر آکاش۔ اٹک)

☆...... مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے کہ جو صرف اپنے آپ کے لئے ہی زندہ ہیں زندگی زندہ دلی کا نام ہے اور پل بھر کے لئے ہی سہی مگر دوسروں کے کام بھی آنا چاہئے اپنے لئے تو ہر جاندار چیز زندہ ہے انسان کو چاہئے کہ دوسروں کے لئے بھی زندہ رہے۔ (ایم عادل۔ تربیلا ڈیم)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو اپنے مطلب کے لئے دوستی کرتے ہیں مطلب نکلنے پر دکھوں کے سمندر میں دھکیل دیتے ہیں۔ (سمیر۔ حب چوکی)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو اپنے مطلب کے لئے دوستی کرتے ہیں مطلب نکلنے پر دکھوں کے سمندر میں دھکیل دیتے ہیں۔ (سمیر۔ حب چوکی)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو اپنے مطلب کے لئے دوستی کرتے ہیں مطلب نکلنے پر دکھوں کے سمندر میں دھکیل دیتے ہیں۔ (سمیر۔ حب چوکی)

☆...... مجھے شکوہ ہے دھوکے باز عاشقوں سے کہ وہ معصوم لوگوں کی زندگی سے کھیلتے ہیں ان ظالموں کو دوسروں کی زندگی کا ذرا بھی احساس نہیں۔ (عبدالحلیم آرزو۔ ضلع خضدار)

☆...... مجھے شکوہ ہے شہزادہ عالمگیر صاحب سے جو میری تحریریں شائع نہیں کرتے بھائی میں نے جواب عرض اپنے دوست کو بھیجنا ہے۔ (محمد آصف۔ موبلنکے)

☆...... مجھے شکوہ ہے شہزادہ عالمگیر سے جو ملتان والوں کو کچھ سمجھتے ہی نہیں کہ ان کی تحریر شائع نہیں کرتے پلیز میں ایک سال بعد تحریر بھیج رہا ہوں۔ (احسان معصومی۔ ملتان)

☆...... مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو اپنے ملک کی املاک کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ پلیز ایسا مت کیا کریں آپ احتجاج کریں آپ کا حق ہے لیکن جائز طریقے سے۔ (عرفان آفریدی۔ اٹک)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ ہم جا رہے ہیں ادھر آتے ہیں تو پھر جانے کی جلدی ہوتی ہے آپ کو کیا معلوم کل آپ کے جانے سے ہم کتنے اداس ہیں۔ (احسن گل۔ جیندور)

☆...... مجھے شکوہ ہے ایسی لڑکیوں سے جن کو اپنی ماں اپنا باپ اور بہن بھائیوں کی عزت کا خیال نہیں رکھتی اور ان کی عزت کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ (حوالدار راؤ جاوید۔ کوئٹہ)

☆...... مجھے شکوہ ہے موسم سے جو اکثر بدل جاتا ہے۔ (خواجہ طاہر امین۔ موٹا توالی)

☆...... مجھے شکوہ ہے مجھے کسی سے شکوہ نہیں بلکہ اپنے آپ سے شکوہ کرو کہ ایسے بندے کے ساتھ دوستی کیوں کی تھی کہ شکوے کی نوبت آ گئی۔ (اختر علی گل۔ رحیم یار خان)

☆...... مجھے شکوہ ہے میرا دوست افضال حسین اور شراکت علی سے جنہوں نے میرا خط کا جواب ابھی تک نہیں دیا۔ پلیز خط کا جواب جلدی دیا کریں۔ (منظور جانی۔ اوکاڑہ)

☆...... مجھے شکوہ ہے حسینہ بتول اداس تنہا سے اداس لوگ تنہا لوگ خوشیوں کے متلاشی نہیں ہوا کرتے ایسے لوگ دوسروں کے غم خیار ہوتے ہیں اک آپ ہے کہ لوگوں کو درد دے رہی واہ اداس صاحبہ۔ (مہر رزاق جعفری۔ رکن پور)

☆...... مجھے شکوہ ہے اپنے دوست سلیم اللہ مہر سے جو مجھے خط نہیں لکھتا پلیز دوست لیٹر جلدی لکھا کرو۔ (وفا زین العابدین۔ نواب شاہ)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان حضرات سے جو دکھوں کو سمجھتے ہیں چھوٹی چھوٹی تکلیفوں سے مر جاتے ہیں۔ (مہر رزاق جعفری۔ رکن پور)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لڑکوں سے جو کالج کی باعزت لڑکیوں پر مختلف قسم کی آواز میں الزامات لگاتے ہیں۔ (سپاہی غلام مہدی ساقی۔ گمبہ سکردو)

☆...... مجھے شکوہ ہے اپنوں سے جو ہم سے دور رہتے ہیں خاص کر بلبل سے جو میرے درد کو محسوس نہیں کرتا اور محبت پر یقین نہ رکھتا ہے بے وفا درد سے محبت کو محسوس کرو یاد کرو وہ مجھے جو میں نے ساتھ گزارے ہیں۔ (ماسٹر رضا محمد اداس بگٹی۔ ڈیرہ بگٹی)

☆...... مجھے شکوہ ہے آر سے کہ وہ مجھے لف نہیں دیتی اور مجھ سے بات نہیں کرتی۔ میں اسے بہت چاہتا ہوں۔ پلیز مجھ سے رابطہ کریں۔ (ظفران شبنم۔ ماڑی)

☆...... مجھے شکوہ ہے اپنے دادا حضور سے وہ نہ خود انگلینڈ جاتے ہیں نہ مجھے جانے دیتے ہیں۔ مجھے اپنی فیملی بہت یاد آتی ہے۔ (اشفاق علی ر۔ چکسواری)

☆...... مجھے شکوہ ہے بھائی شعیب احمد اور بھائی شہزاد رازق نے مجھے یاد نہیں کرتے۔ پلیز مہربانی کر کے رابطہ کرے۔ (رحیمہ قاسم۔ مچھ بولان)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوسروں کے دلوں کو توڑتے ہیں پلیز ایسا مت کریں کیونکہ ان کے پاس بھی دل ہے۔ (سکندر حیا ...۔ چھپڑ شریف)

☆...... مجھے شکوہ ہے ظالم سماج سے جو کہ دو محبت کرنے والوں کو ملنے نہیں دیتے اور ان کو جدا کر کے خوش ہوتے ہیں۔ کاش کہ ان کو کوئی سمجھا سکیں۔ (فیض اللہ خٹک۔ ضلع کرک)

☆...... مجھے شکوہ ہے لوگ کیوں بے وفا ہوتے ہیں یہ زندگی چار دن کی ہے کسی کو بے وفا یا مغرور ہونے کی ضرورت نہیں۔ (محمد اعجاز عاجز۔ تربت)

☆...... مجھے شکوہ ہے اں لوگوں سے جو کسی کو نصیحت کرتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ (راجہ نعیم۔ ڈومیسی بوکن)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے رات کو کال کر کے لڑکیوں کو تنگ کرتے ہیں پلیز ایسا نہ کریں۔ (عارف والا)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو پاکستان میں رہتے ہیں کھائے ہیں اپنے میں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ پاکستان کیا دیا ہے۔ ان لوگوں نے پاکستان کو کیا دیا ہے؟ (حسن آفریدی۔ پشاور)

☆...... مجھے شکوہ ہے احمد امیر ان دوستوں سے جو مطلب کے وقت چلتے ہے اور بے وفا ہوتے خاص کر ان دوستوں سے نفرت ہے جو مطلب پرست ہیں۔ (صلاح الدین۔ چلاس)

☆...... مجھے شکوہ ہے اپنی قسمت سے کہ مجھ سے میری محبت قرار، سکون دل صنم بچھڑ چکی ہے کاش کہ میری صنم مجھے مل جائے۔ (محبت خیل۔ ضلع کرک)

☆...... مجھے شکوہ ہے اپنی پیاری دوست جس کا نام خالداں ہے جو اس وقت مجھے بھول چکی ہے میں اس سے بے حد محبت کرتا ہوں نہ جانے وہ کہاں چلی گئی ہے۔ (ایم ساغر سلیم۔ ایم پور سناراں)

☆...... مجھے شکوہ ہے اپنی جان فوزیہ محمدی سے کہ اس نے پہلے تو کر لیا لیکن اب اسے اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال آ گیا ہے میری جان ایسی باتیں پیار کرنے سے پہلے سوچنی چاہئیں بعد میں نہیں اب پلیز ساتھ دو۔ (خدا بخش محمدی۔ ملتان)

☆...... مجھے شکوہ ہے بے وفا یار سے جو درد پر درد دیتے ہیں۔ اس بے وفا کو میرے درد کی جز ہونا چاہئے۔ (ماسٹر رضا محمد اداس۔ ڈیرہ بگٹی)

☆...... مجھے شکوہ ہے جواب عرض پڑھنے والوں سے جو لکھ دیتے ہیں سوالوں کے جواب دیں اور تحفہ حاصل کریں اور لگتا ہے آپ جواب نہیں دیتے۔ خدارا ایسا نہ کریں جیسے غلام مرتضی تبسم نے کیا ہے۔ (محمد حنیف عابد۔ تالپور)

☆...... مجھے شکوہ ہے طارق عزیز سے کے کہ وہ کرکٹ کھیلتے وقت صرف اپنی منواتے ہیں کسی کی گنتے ہی نہیں۔ اس لئے ہماری ٹیم ہار جاتی ہے۔ (شاہ نواز چودھری۔ نکیال)

☆...... مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوسروں کی محبت میں رکاوٹ بنتے ہیں ظالم لوگوں کو اس سے آپ کو کیا ملتا ہے پلیز ایسا نہ کریں۔ (زاہدہ عندلیب۔ کوٹلی)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سوں کی ساری چاہت ہاتھوں کی ساری خوشیاں
رف آپ کے نام جی ئی
محمد شہباز گل-گوجرانوالہ

کرن، نواب شاہ کے نام
میری آنکھوں میں رہے تیری صورت خدا
کرے ہر پل تجھ کو رہے میری ضرورت
سید عارف شاہ-جہلم شہر

فائزہ بی بی، ایب آباد کے نام
وہاں نہ پھول کھلتے ہیں، نہ ہی موسم بدلتا ہے
وہاں پر کچھ نہیں ہوتا، جہاں پر تم نہیں ہوتے
یہاں ویسے تو ہر سوغات ملتی ہے
بس دل نہیں لگتا، جہاں پر تم نہیں ہوتی
ثناء زاہد-فیصل آباد

آمنہ بتول، سیالکوٹ کے نام
محبت مجھے تم سے نہیں تمہارے کردار سے ہے
ورنہ حسین لوگ تو بازار میں سر عام بکا کرتے ہیں
سید محسن رضا-جلال پور جٹاں

فاروق، لاہور سیشن کورٹ کے نام
آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا
محمد آفتاب شاد-کوٹ ملک دوکوٹہ

مانو ناز کشمیری، راولاکوٹ کے نام
میری زندگی کا حاصل بس پیار تیرا
میری ہر سانس کو ہے بس انتظار تیرا
کہاں لگا لیا دل کو جہاں گزر ہی نہیں
بے چین اس کے لئے ہوں جسے خبر ہی نہیں
صداقت حیات ہاشمی-اسلام آباد

کراچی میں مقیم کسی اپنے نام
نہیں نہیں ابھی نہیں پھر کبھی سہی
حال دل سنانے کو زندگی باقی ہے
امین مراد انصاری-کراچی

اے، اٹک کے نام

میرا بس چلے تو تیری یادیں خرید لوں
اپنے جینے کے واسطے تیری باتیں خرید لوں
کر سکیں جو ہر وقت دیدار تیرا
سب کچھ لٹا کے وہ آنکھیں خرید لوں
جنید اقبال-اٹک

کسی اپنے کے نام
عجب انداز ہے میرے محبوب کی معصومیت کا فراز
تصور میں بھی دیکھوں تو پلکیں جھکا لیتا ہے
ایم اشفاق بٹ-لالہ موسیٰ

بھائی فیصل مجید، عمران ساحل، کراچی کے نام
بیان کر ان سے میرا حال دل اے زندگی
شخص یہ نہ سمجھے کہ ان کی یاد نہیں آتی ہم کو
اسامہ چاند-دینگاہ

ماہ نور بلوچ، کراچی کے نام
جان سے بھی زیادہ تجھے پیار کرتا ہوں
اک پل میں سو بار یاد کرتا ہوں
عبدالرشید بزنجو-گڈانی

اپنی جان کے نام
تمہارا ساتھ تسلسل سے چاہئے مجھ کو
تھکن زمانوں کی لمحوں میں کب اترتی ہے
ایم شفیع تنہا-امرہ خورد

ایس امین، مانسہرہ کے نام
عیادت رسمی دنیا تھی چلے آتے تو کیا ہوتا
تمہارے پوچھ جانے سے کوئی جیتا کوئی مرتا
محمد حسین تنہا-کوہستان

آمنہ، سیالکوٹ کے نام
آج اداس ہوں تو کسی نے آواز نہ دی عدنان
کیا یہ مٹی کے لوگ کسی سے وفا نہیں کرتے
عدنان حیدر-جہلم

لاباجہ کاظمی، ڈیرہ اسماعیل خان کے نام
تیرے معصوم چہرے کے تقدس کی قسم
دل نے تو کیا روح نے بھی تم سے پیار کیا ہے
سید عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان

"جواب عرض" کے دوستوں کے نام
نفرتوں کے سائے میں پلتی ہے محبت
ہاتھوں میں ہاتھ ہوں تو لکیریں مل ہی جاتی ہیں
مجید احمد جائی-ملتان

جویریہ، پیر محل کے نام
سنا ہے درد کا احساس اپنوں کو ہوتا ہے دکھی
جب درد ہی اپنے دیں تو پھر احساس کیسے ہو
دکھی اظہر سیف-سکھیکی منڈی

سدرہ عرف رانی، منڈی بہاؤالدین کے نام
ریغمالی ہوں سلگتے ہوئے حالات کا میں
مجھ کو ماحول نہیں راس مگر زندہ ہوں
پھول جیسی میری، سوچیں سلامت ہیں اب تک
مجھ میں رنگت ہے نہ باتیں مگر زندہ ہوں
حمد خاں انجم-دیپالپور

اقبال رحمٰن، مانسہرہ کے نام
چاہت بھرے وہ لفظ اور ہر لفظ میں دعا
مقروض کر دیا ہے ہمیں کسی کے خلوص نے
عالمگیر تبسم-گوجرانوالہ

امداد علی عرف ندیم عباس تنہا، میر پور خاص کے نام
کانٹوں میں رہ کر بھی زندگی جی لیتے ہیں
ہر زخم کو کو اپنے ہاتھوں سے سی لیتے ہیں
جس سے دوستی کا ہاتھ ملاتے ہیں ہم
ان ہاتھوں سے ہم زہر بھی پی لیتے ہیں
فرحا خان عرف صبا-حافظ آباد

ثاقب، راولپنڈی کے نام
گفتار نہ تکرار نہ اظہار کا رشتہ
اس جان وفا سے میرا اعتبار کا رشتہ
سمجھو تو بہت قابل تعظیم ہے لوگو
اک دوست کا اک دوست سے پیار کا رشتہ
ایم مظہر نذیر-کیوائی

***

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جمشید خان، پشاور شہر کے نام
کسی کا ساتھ مل جائے میری تقدیر بن جائے
میں بن جاؤں مصور کوئی میری تصویر بن جائے
فنکار شیر زمان پشاوری-پشاور شہر

آر بے وفا، اٹھ مقام کے نام
آدمی ٹوٹتا ہے کیسے ہمیں کیا معلوم
تم نے دیکھا ہی نہیں درد کا کلمہ کوئی
سید ہمراز حسین نرائن-مظفر آباد

سید ہمراز نرائن، مظفر آباد کے نام
تم نے اپنا حال بتانا چھوڑ دیا ہے
میں نے بھی گہرائی میں جانا چھوڑ دیا ہے
جب تم کو ہی میری دوری کا احساس نہیں
ہم نے بھی اپنا احساس دلانا چھوڑ دیا ہے
ع م، لاہور

مدثر عمران، وزیر آباد کے نام
جب پیار حد سے بڑھ جائے تو غم ملتے ہیں
اس لئے ہم ہر شخص سے کم ملتے ہیں
جو کبھی زندگی کے سفر میں ساتھ ساتھ تھے
آج وہ بھی ہم سے نظریں چرا کر ملتے ہیں
سیف الرحمٰن زخمی-مقابر شریف

این ایس، سوہاوہ کے نام
کبھی نہ آیا وہ میرے ساتھ چل کے
ہمیشہ وہ گیا مجھے ناراض کر کے
موت اگر آئے تو کہہ دینا اسے
ابھی ابھی سویا ہے تمہیں یاد کر کے
محمد عمران بٹ-ڈل سوہاوہ

رابعہ رانی، خانیوال کے نام
نہیں چھوڑ سکتے ہم دوسروں کے ہاتھ میں تجھ کو رانی
واپس لوٹ آؤ کہ ہم ابھی تک اکیلے ہیں

ایم وکیل عامر جٹ-ساہیوال

رویاب عرف روبی، لاہور کے نام
چھوٹی سی بات پر کوئی شکوہ نہ کرنا
جب کوئی بھول ہو جائے تو معاف کرنا
ناراض تب جب ہم دوستی توڑ دیں گے تنہا
کیونکہ ایسا تب ہوگا جب ہم دنیا چھوڑ دیں گے
مظہر عباس تنہا-چک 9 ب عبدالحکیم

معصومہ گل، پنجگور کے نام
تو سدا خوش رہے اپنی زندگی سے
کبھی غم نہ ملے تجھے میری وجہ سے
مصطفیٰ گل-کراچی

رخسانہ اکرم، پیر محل کے نام
بہت یاد آئیں گی تجھے میری بے لوث وفائیں
جب ہم تیری ذات سے بہت دور نکل جائیں گے
میرے آنسو بھی تمہیں نہ خرید سکے
لوگوں کی مسکراہٹ نے تمہیں اپنا بنا لیا
ملک عرفان-چک 9 ب عبدالحکیم

عابدہ رانی، گوجرانوالہ کے نام
مانگتے ہیں ہم جس کو وہ منزل
کسی اور کی ہوتی ہے
قسمت نجانے کیوں اسی کو
پانے کے لئے کیوں بار بار روتی ہے
عاصم-گوجرانوالہ

A گبول، کراچی کے نام
پیار کی تڑپ کو دکھایا نہیں جاتا
دل میں لگی آگ کو بجھایا نہیں جاتا
لاکھ جدائی ہو پیار میں مگر
زندگی کا پہلا پیار بھلایا نہیں جاتا
ایم زیڈ اے گبول-کراچی

افشاء، گجرات کے نام
تیری بے وفائی کو بھلا نہ سکیں گے
چاہیں گے تو کبھی مسکرا نہ سکیں گے
تجھ کو تو مل گیا پیار اپنا
اپنا کسی کو ہم بنا نہ سکیں گے
سلیمان-آمان کوٹ

کسی دوست کے نام
یوں دل کو ہر شخص پہ وارا نہیں کرتے
آنکھوں میں ہر شخص کو اتارا نہیں کرتے
ہوتی ہے تو اک بار ہی ہو جائے محبت
یہ بھول ہے ایسی کہ دوبارہ نہیں کرتے
محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

صدا حسین صدا، کیلا سکے کے نام
ہاتھوں کی لکیروں میں قسمت نہیں ہوتی
کٹے ہاتھوں کی بھی خدا تقدیر لکھتا ہے
ساجد حسن-شاہ جمال

ایس، مری کے نام
خدا سلامت رکھے ان کو
جو ہم سے نفرت کرتے ہیں
پیار نہ سہی نفرت ہی سہی کچھ تو ہے
جو وہ صرف ہم کرتے ہیں
غلام مصطفیٰ عرف موجو-کراچی

سونیا، ملیر کراچی کے نام
تم سے ملنے کے بعد کسی سے ملنے کی حسرت نہیں
بے وفائی جو تم نے کی وفا کی کوئی امید نہیں
دین محمد بگٹی-کراچی

سجنا جی، گوجرانوالہ کے نام
باتوں کے سارے رنگ رنگوں کے سارے پھول
پھولوں کی ساری خوشبو خوشبوں کے سارے نغمے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آئینہ روبرو

◆......ماہ ستمبر 2012ء کا رسالہ کافی لیٹ ملا کافی چکر لگائے مارکیٹ کے بک سٹال والوں سے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے اس مرتبہ رسالہ مل ہی نہیں رہا تھا۔ جب ملا زور سے سینے کو لگایا آئی لو یو جواب عرض ٹائٹل بہت خوبصورت تھا پیارے مرحوم شہزادہ عالمگیر کی فوٹو لگی ہوئی تھی اس کی فوٹو کو دیکھ کر پھر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے مارکیٹ میں ہی رونے لگا جب اندر سے کھولا تو سب کہانیاں ہی شہزادہ عالمگیر کے نام پہ لکھیں گئی تھیں دیکھ کر قسم سے اتنی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا شہزادہ عالمگیر کے نام پہ لکھنا سے 242 صفحات بہت کم پڑ گئے ہوں گے ستمبر 2012ء کا شمارہ کم از کم 500 صفحات کا ہونا چاہیے تھا اللہ شہزادہ عالمگیر کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔ کہانیوں میں اے شہزادہ عالمگیر تیری عظمت کو سلام میرے استاد ملک عاشق ساجد مظفر گڑھ کی، سکھ مائی نال لے گیا انتظار حسین ساقی، اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا صدا حسین صدا باقی بھی سب کے سب نے شہزادہ عالمگیر کیلئے خوب بیان کیا سب رائٹروں نے جواب عرض کی محفل سجائی وہ بھی دل کھول کے۔ غزلیں بھی اچھی تھیں استاد ملک عاشق ساجد مظفر گڑھ، شاعر آصف سانول بہاولنگر، محمد علی آزاد کشمیر، کشور کرن، چتوکی انتظار حسین تاندلیانوالہ، شہزادہ التمش سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں بڑی امیدوں کے ساتھ آپ کو لیٹر بھیجتا ہوں پلیز میرے لیٹروں کو ردی کی ٹوکری میں نہ پھینکا کریں میں کچھ دوستوں کا سلام دینا چاہوں گا عارف لغاری سعودی عرب، عامر طارق، مظفر گڑھ، عبدالرؤف سکھانی انگلینڈ، آصف چانڈیہ اسلام آباد کو میرا اسلام جواب عرض کو بھی ڈھیر سارا اسلام جواب عرض دن دگنی رات چگنی ترقی کرے آمین خدا حافظ۔

(شیراز عارف حسین، کوٹ ادو، اسلام آباد)

◆......اکتوبر 2012ء کا شمارہ آج 2 نومبر تک نہیں ملا کیا وجہ ہے ایڈیٹر صاحب میں نے پہلے بھی ایک عدد کہانی ارسال کی ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے مہربانی کریں اور اس کو جلدی کسی شمارے میں جگہ عنایت فرمائیں اس ماہ ایک اور کہانی بے گناہ گڑی ارسال کرر ہا ہوں امید ہے کہ ضرور جگہ دیں گے کچھ غزلیں نظمیں اشعار اور بھی بہت کچھ ارسال کیا ہے اب تک پتہ نہیں آپ کیوں شائع نہیں کرر ہے ہیں آپ کے اس رویے کی وجہ سے بہت سے دوست جواب عرض کی محفل سے کنارہ کر گئے ہیں اور مجھے بھی کہا ہے کہ آپ بھی تسلیم عرض یا دوسرے ڈائجسٹ میں لکھیں وہ آپ کی تحریروں کو شائع بھی کریں گے مگر میں جواب عرض سے بے وفائی نہیں کر سکتا اگر آپ نے مجھے اس بار بھی مایوس کیا تو میں لکھنا ہی چھوڑ دوں گا پلیز ایڈیٹر صاحب ہم غریبوں پر بھی نظر ثانی کریں شکریہ آخر میں جواب عرض کے تمام دوستوں کو سلام قبول ہوں۔

(امداد علی عرف ندیم عباس تنہا، میر پور خاص)

◆......میری طرف سے جواب عرض کے تمام سٹاف کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام قبول ہو۔ جواب عرض کے خوب صورت ادارے جو کہ آج کل کافی درہم برہم ہوتے نظر آتی ہے مجھے بہت افسوس ہوتا ہے بھیا شہزادہ عالمگیر کی موت پر اس کے جانے کے بعد لوگ کہتے ہیں رت ہی بدل گئی ہے گو کہ اس طرح نظر آتی ہے بس کیا کریں اس دنیا میں آئے ہوئے ہم سب یہاں مہمان ہیں آخر ایک نہ ایک دن ہم سب کو ایک ایک ہو کر چلے جانا ہے۔ اکتوبر اور نومبر کا پرچہ ملا ہی نہیں اس سے مجھے اتنا دکھ ہوا ہے پس کیا کریں ایک میں ہی نہیں میرے سارے دوست یقیناً اس میں شامل تھے دوستو میری اسٹوری ادھوری منزل جو کہ دسمبر کے شمارہ 2012ء میں شائع ہوئی ہے مجھے اپنے تمام دوستوں سے ریکوسٹ ہے کہ پلیز میری اسٹوری ادھوری منزل کو پڑھ کے اپنی قیمتی رائے سے مجھے آگاہ کریں شکریہ میرے تین جگری دوست جوان کے نام اس طرح ہیں نومان علی آف گوادر بلوچستان، سکندر شاہین قمبرانی اینڈ حفیظ بلوچ خصوصاً ان سے میری شکوہ ہے رابطہ نمبر ۰۳۳۳۳۳۲۹۷۱۳ پلیز مجھ سے ہر حال میں رابطہ کیجئے گا۔ آپ کے فون کا منتظر۔

(عبدالوحید ابرار بلوچ آواران)

◆......ماہ ستمبر کا اسپیشل عالمگیر نمبر کافی لیٹ ملا کیونکہ یہ عالمگیر نمبر تھا اس لیے اس کا کافی انتظار کیا بہر حال لیٹ ملا لیکن مل گیا ٹائٹل پر شہزادہ صاحب کی بڑی تصویر ہونی چاہیے تھی اسپیشل عالمگیر نمبر کے ٹائٹل پر کترینہ سمجھ سے بالاتر ہے سٹوریوں میں محترم ریاض شاہد کی اندر کا انسان بڑی ہی خوبصورت دلکش اور سبق اموز سٹوری تھی جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے اس کے بعد شہزادہ التمش اور شہزادہ فیصل نے بھی بڑے خوبصورت الفاظ میں مرحوم کی سوانح عمری کو بیان کیا ہے جس میں بہت ساری باتیں قارئین کے لیے بالکل نئی ہیں اس کے علاوہ انتظار کی سکھ ماہی نال لے گیا ملک عاشق حسین ساجد کی عالمگیر تیری عظمت کو سلام سینئر رائٹر محترم جناب دوست محمد خان وٹو کی دکھی دلوں کے مسیحا جو ہم سے بچھڑ گئے کشور کرن کی عالمگیر تجھے سلام حکیم صاحب کی کاوش تیری یاد آتی رہے گی نثار حسرت کی وہ اک ستارہ جو ٹوٹ گیا ایم ارشد وفا کی وہ آج بھی زندہ ہیں اشرف تنہا دل کی تیری یاد میں ہے زندگی میری میرے بڑے ہی پیارے بھائی اللہ دتہ بے درد جو کہ واقعی الفاظ کا بے دردا استعمال کرتے ہیں ان کی کاوش خاص محبت عالمگیر سے اور میرے پسندیدہ رائٹر گریٹ بٹ محترم اشفاق بٹ کی بھولی ہوئی صدا ہوں شہباز گل کی عالمگیر کی یادیں شازیہ چوہدری کی عالمگیر ایک انمول انسان سلطان شہزاد کشف کی کاوش یہ کس کی نوازش ہے کیف بھائی آپ نے واقعی حقیقت کے قریب تر لکھا ہے شعیب شیرازی کی تیری قربت کے لمحے پھولوں جیسے بڑی ہی خوبصورت کہانیاں تھیں خدا آپ کے قلم میں اور نکھار پیدا کرے آمین اس بار رائٹرز کا گروپ فوٹو لگا کر ادارے نے کمال کر دیا دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی عاصم بھائی میں اگر بھولا نہیں ہوں اور جبرائیل آفریدی آپ آج کل کہاں گم ہیں آصف سانول شکریہ مس تبسم کیلئے صرف اتنا کہوں گا کہ جینا سیکھو صرف ایک انسان تک دنیا محدود نہیں ہے اللہ آپ کو صحت و تندرستی دے آمین ہاجرہ آپ آج کل کہاں گم ہو گئی ہو زندگی بڑی خوبصورت ہے اسے ضائع مت کرنا اس کے علاوہ فیصل آباد کی ندا سحر ثنا اور مدیحہ کو سلام چاند بھائی اور خالد فاروق آسی اور صدیقی صاحب کو محبت بھرا اسلام اسپیشل شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جناب فضل باری بھٹی آف کلاسکے کا جو ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں اس کے علاوہ سب دوستوں کو پیار بھرا اسلام۔

(صدا حسین صدا، آف کلاسکے)

◆......سب سے پہلے میں جواب عرض سٹاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے بڑی عزت دی ہے جس کے لیے میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں خصوصاً کچھ لوگوں کا جن کی وجہ سے آج میرا کچھ مقام ہے میں ان خاص لوگوں کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لمبی زندگی اور زندگی کے ہر لمحہ لاکھوں خوشیاں دیکھنا نصیب فرمائے آمین قارئین لوگ نہ جانے کیوں نفرت بانٹتے ہیں کیوں آخر کیوں؟ جناب جواب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عرض کی وجہ سے ملنے والے دوستوں کی تو مثال ہی نہیں ملتی جناب منظور اکبر تبسم، جبرائیل آفریدی، عمر دراز بادشاہ، آصف سانول، عمر دراز ساحر، جمیل فدا خیر پوری، معاویہ عنبر وٹو، عامر وکیل مجید احمد جائی، ملک عاشق حسین ساجد، محمد خان انجم، علی بھائی اور جن دوستوں کے نام نہیں لکھ سکا بھائی جان آپ سب دوستوں کی محبتوں اور چاہتوں کی وجہ سے ہمارے رسالہ کا نام اور روشن ہو گیا ہے۔ سب دوستوں کی دوستی پر فخر ہے اور بھائی منظور اکبر تبسم آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ آپ کا میں نے دل دکھایا ہے امید ہے معاف کر دیں گے چھوٹا بھائی سمجھ کر معاف کر دینا اور جبرائیل آفریدی بھائی جان مانا کہ آپ بہت کام کرنے والے ہو پر آپ سے ریکویسٹ ہے کہ پلیز ہمارے لیے بھی کچھ ٹائم نکال لیا کرو مہربانی ہو گی۔ میری سٹوری میرا نصیب اور ستمبر میں شہزادہ تیری عظمت کو سلام پڑھ کر جن لوگوں نے اپنی رائے دی میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں انیلہ بھکر آپی آپ تو بھول گئی ہو مسکان صاحبہ آپ کو میں لکھنے کی دعوت دیتا ہوں پلیز آپ اور جناب حفظہ طیبہ صاحبہ آپ دونوں پلیز لکھا کریں میری پیاری بہن عدلیہ تو اپنا وعدہ بھول گئی۔ تمام دوستوں کو سلام۔

(ایم ملک ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

◆ ......السلام علیکم امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے مجھے ماہ جولائی کا رسالہ ملا سب سے پہلے کہانیوں پہ نظر پڑی کہانیوں میں بے حد مثال آپ ہیں اس کے غزلیں بھی بہت اچھی ہیں ایڈیٹر صاحب آپ سے ایسے کریں کہ اسلامی صفحہ پھر سے لکھنا شروع کریں اور ذاتی صفحہ بھی مرحوم شہزادہ بھائی جب تک ذاتی صفحہ اور اسلامی صفحہ نہ لکھتے تھے تب تک مرحوم کو سکون نہیں ملتا تھا پلیز اس کے نقش قدم پر چلنا ہی سیکھیں اور قارئین کا دل جیت لیں تو آپ لوگوں کی عزت میں اضافہ ہو گا اور جواب عرض کے قارئین بھی اور بھی زیادہ پڑھیں گے اور نئے ایڈیٹر صاحب کو دعائیں دیں گے بھائی صاحب ہم تو پرانے قارئین ہیں اور ہر ماہ باقاعدہ پڑھتے ہیں اور آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ ہماری حوصلہ افزائی کریں گے تو ہم بڑے شوق سے ہر ماہ پڑھتے رہیں گے۔ میری طرف سے تمام دوستوں کو اور ایڈیٹر اور میرے پیارے بھائی فدا جمیل احمد خیر پوری کو سلام قبول ہو۔

(علی نواز مزاری، گھوٹکی سرحد)

◆ ......اسلام علیکم جواب عرض ایک بہت اچھا ڈائجسٹ ہے اس تمام سلسلے بہت ہی اچھے ہیں کہانیاں بھی بہت دکھی ہوتی ہیں میں تقریباً آٹھ سال سے پڑھ رہا ہوں پہلی بار لکھنے کا شوق ہوا یہ تو ہمارے رائٹر بھائیوں کا احسان ہے کہ بہت اچھے کہانیاں لکھتے ہیں اور مجھے بھی لکھنے پر مجبور کر دیا اور اسی طرح لکھتے رہو اس ماہ جواب عرض بہت لیٹ ملا بہت ہی اچھی سٹوری تھی۔ جناب ایڈیٹر صاحب میں ایک دکھی انسان ہوں پلیز میرا دل مت توڑنا آپ کی بزم میں پہلی بار شرکت کر رہا ہوں آخر میں میری طرف سے تمام دوستوں کو سلام جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کریں۔ آمین

(شکیل تنہا، کراچی)

◆ ......السلام علیکم ستمبر کا شمارہ اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے سب سے پہلے کہانیوں کی فہرست دیکھی تو دل خوش ہو گیا کیونکہ بہت سے نامور رائٹروں کی کہانیاں تھی سب سے پہلے کہانی ریاض حسین قبولہ شریف اندر کا انسان پڑھی جو بہت اچھی تھی شاہد صاحب مبارک ہو وہ اک ستارہ جو ٹوٹ گیا نثار احمد نور جمال شالی شہزادہ تیری عظمت کو سلام ملک ندیم عباس ڈھکو ساہیوال، کی سٹوری پسند آئی بندہ ناچیز کی طرف سے ڈھیر ساری مبارک باد قبول کرنا حمد باری تعالیٰ کلام پسند آیا پلیز یہ سلسلہ جاری رکھنا ارمان سنگم فیصل آباد کی شاعری پسند آئی آخر میں میں سلام پیش کرتا ہوں اصد علی پانڈوال، سید عارف شاہ جہلم، ریاض حسین قبولیہ شریف، ارمان سنگم فیصل آباد، ملک ندیم

عباس ڈھکو ساہیوال، اور حماد ظفر ہادی کو جو میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

(ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

◆ ......السلام علیکم اور میری طرف سے جواب عرض کے تمام سٹاف کو سلام ہو امید کرتا ہوں کہ جو باتیں میں جواب عرض میں لکھ کے بھیج رہا ہوں آپ کو پسند آئیں گی شہزادہ عالمگیر کی یاد میں شعر

آ بھی جا کہ تیرے انتظار میں، تمام رات سلگتے ہیں دل کے ویرانے

پہلے بھی ایک خط بھیج چکا ہوں عنقریب آپ کی مستقبل ممبر شپ لوں گا کوئی لکھنے میں غلطی ہو جائے تو مہربانی فرما کر معاف کرنا کچھ اچھی باتیں لکھ کے بھیج رہا ہوں امید ہے سب کو پسند آئیں گی سب سے پہلے تعارف کے بارے میں خواہ کسی سے کرائیں تین چیزیں ہونی چاہئیں، مسکراہٹ، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بات کریں غصے سے نہیں جذبے اور اچھے اخلاق اور اچھے لہجے میں بات کریں۔ کامیابی کے آٹھ اصول ہمیشہ خدا پر یقین رکھیں، اپنے آپ پر اعتماد رکھیں، جو کام کریں وقت پر کریں، جھوٹ نہ بولیں، اخلاق نہ گرائیں، اچھا اخلاق رکھیں، لوگوں کو ہمیشہ مثبت چھوڑیں اپنا ایک مقصد بنا لیں اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تمام قارئین کو میری طرف سے سلام۔

(ایم ارشد محسن، سرگودھا)

◆ ......اللہ جواب عرض کے تمام پھولوں کو ہمیشہ مسکراتا رکھے آمین فرصت ہو تو پڑھ لینا کسی نے محبت سے محبت کا پیغام بھیجا ہے حیات ہے تیری چاہت اس کی محفلوں کے چاند ہو اس لیے سلام بھیجا ہے۔ مختصر بات آپ کے قیمتی وقت کا احترام کرتے ہوئے گزارش ہے کہ میں بھی محبت کا دیوانہ ہوں کسی دلربا کا پروانہ ہوں درد سے بھی آشیانہ ہوں منزل پہ جانے کی تاپ ہے شہزادہ عالمگیر کی وفات کا سن کر بڑا دکھ ہوا دل نے چاہا اپنی خاموشی اور بے لوث محبت کو اب شہزادہ عالمگیر کی یاد میں صرف کر دوں تو اس لیے آپ سے وفا کی بھیک مانگی ہے ہو سکے تو محبت کے اس قافلے میں مجھے بھی ساتھ لیے چلیں شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ مجھے شعر و شاعری سے جنون کی حد تک محبت ہے میرا دل چاہتا ہے جواب عرض کی اس ترقی میں میں بھی کچھ حق ادا کروں دس سال سے جواب عرض پڑھ رہا ہوں یہ دل والوں کی محبت کا اک گلشن ہے پہلی بار خط لکھ رہا ہوں امید ہے ناامید نہیں کریں گے مناسب سمجھیں تو دل سے قبول کر لیں اور جواب ضرور پارسل کرنا شکریہ۔

(ایم پرویز پہوڑ، لودھراں)

◆ ......ماہ ستمبر 2012ء کا تازہ شمارہ شہزادہ عالمگیر نمبر بہت لیٹ ملا ملتے ہی ورق گردانی کی ٹائٹل میں انکل کا چھوٹا سا تصویر دیکھ کر آنسو گرنے لگے افسوس صد افسوس انکل کے ساتھ بہت بڑا مذاق کیا تھا آپ لوگوں نے انکل کو پورا حق نہیں دیا حالانکہ ٹائٹل میں پورا بڑا تصویر انکل کا ہونا چاہیے تھا آپ پورے سٹاف احساس کمتری میں مبتلا ہیں آپ لوگوں نے ان لوگوں کی تحریریں شامل کی ہیں جن کی سفارش ہوتی ہے شہزادہ التمش پیسے کی لالچ نے تمہاری سوچ کو لالچ کی سمندر میں ڈبو دیا ہے یہ لالچ تم کو ناکام کرے گا اور تم ناکام ہی ہو گے شہزادہ انکل تو اک عظیم انسان کے ساتھ ساتھ عظیم کردار کے مالک تھے وہ ایک نیک اور پارسا انسان تھے وہ تمام رائٹروں سے پیار کرتے تھے وہ کبھی لالچ نہیں کرتے تھے ویسے اچھے انسان کو اللہ کو پیارے ہوتے ہیں کیونکہ یہ ظالم دنیا اچھے انسان کی قدر نہیں کرتی پورے اسٹاف نے ظلم کیا ہے انکل کی سوچ اور فکر پر تم لوگوں نے بس پیسہ کو اہمیت دیا تم لوگوں کی غلط پالیسی کی وجہ سے جواب عرض کی معیار گرتا جا رہا ہے اور تمام جواب عرض کی نگری میں چور رائٹروں کی راج ہے سچائی کو دبا دیا ہے بے عقلو سچائی ہر وقت آواز دیتا ہے سچائی نہ چھپتا ہے اور ہاں انکل کی روح تم لوگوں کو معاف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں کرے گا میری اس سوچ کو شامل نہیں کرو گے تم جواب عرض میں کیونکہ میں نے سچ لکھا ہے اور مجھے سچائی سے پیار ہے جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت ہے میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ شہزادہ انکل ہمیشہ زندہ ہیں سچے قارئین کے دل میں اور زندہ رہیں گے تا قیامت تک جیت بروقت سچائی کی ہوئی ہے سچائی زندہ باد شہزادہ انکل کی سچی سوچ اور فکر کے ساتھ روز قیامت تک آمین۔

(الٰہی بخش مشاد، تربت بلوچستان)

◆......ماہ اگست کا شمارہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے جو کہ مکمل پڑھ چکا ہوں کہانیاں اس ماہ کافی اچھی تھیں جس میں میرے خیال میں پہلے نمبر پر تھی کوئی آرزو پوری نہ ہوئی لکھنے والے کا نام نہیں تھا ان کو مبارک باد دوسرے نمبر پر میرے پسندیدہ رائٹر حاجی محمد انور لانگ کی میں چراغ شب کہتا ہے کافی عرصہ پہلے انہوں نے لکھی تھی بہرحال ان کو دیکھ کر خوشی ہوئی تیسرے نمبر پر خوبصورتی عذاب بن گئی باقی بھی اچھی تھیں زندگی کی ڈائری میں خرم اعوان سانول اقبال بھٹی کی ڈائری اچھی تھی نئے ابھرتے ہوئے شاعر میں کشور کرن اپنی پسندیدہ رائٹر گلشن ناز نرگس ناز کی شاعری بہت معیاری تھی پلیز شمارہ جلدی شائع کیا کریں اور ہاں آجکل شازیہ چوہدری شازیہ وقاص اے آر راحیلہ میرے قریب کے حسن رضا آجکل نظر نہیں آرہے ہیں کیا وجہ ہے اس ماہ مجید احمد اور انتظار حسین ساقی کو نہ دیکھ کر کافی افسوس ہوا احماد ظفر صاحب اپنی اپنی پسند ہوتی ہے فروری میں انتظار حسین ساقی کی کہانیاں آپ کو پسند نہیں تو وہ اچھا نہیں لکھتے اور ہزاروں لوگ پسند کرتے ہیں۔

(یونس عبدالرحمٰن گجر، گاؤں نین رانجھا)

◆......ماہ ستمبر کا جواب عرض شہزادہ عالمگیر نمبر پورا مہینہ لیٹ ملا اس سے پہلے اگست کا شمارہ ملا ہی نہیں کیا ہو گیا شہزادہ صاحب دنیا سے چلے گئے تو رسالہ بند ہو گیا البتہ رسالہ بند نہیں ہونا چاہیے اس کے سہارے تو جیتے ہیں اور اسی تمام دوستوں کے ساتھ رابطے میں ہوتے ہیں عالمگیر نمبر کی بات ہی کچھ اور تھی بہت خوبصورت شمارا تھا اور بہت مزا آیا ریاض حسین شاہد صاحب نے اپنی کہانی کے ذریعے اس کو چار چاند لگا دیئے ویری گڈ اندر کا انسان ایک خوبصورت کہانی تھی باقی تمام کا نمبر اپنی جگہ پر ٹھیک تھیں البتہ شعیب شیرازی صاحب آپ کی کہانی نے متاثر نہیں کیا بہتر لکھنے کی کوشش کریں باقی ستمبر کے جواب عرض پر میرے دوست منظور اکبر تبسم اور کشور کرن چھائے رہے جہاں دیکھتا تھا کشور کرن اور منظور اکبر کے نام آتے تھے بہرحال کشور کرن کی کہانی کے ٹانگیں ہیں اور نہ پاؤں اور بالکل بے ڈھنگ سی سٹوری ہے آخر پر میری کہانی پسند کرنے والوں کا بہت بہت شکریہ۔ پرنس کی طرف سے تمام پڑھنے والوں کو سلام۔

(پرنس مظفر شاہ، پشاور)

◆......ماہ نامہ جواب عرض اگست 2012ء ٹوٹے سپنے نمبر 16 تاریخ کو ڈاک سے ملا ہے کسی نے کہا دیر ہے اندھیر نہیں ہے خیر دیر سے ملا شکر ہے ملا جولائی کی طرح گم نہیں ہوا سب سے پہلے کہانی پڑھی تمام کہانیاں اچھی تھیں سب دوستوں نے خوب محنت کی ہے خاص کر حاجی محمد انور لانگ جھنگ میں چراغ شب ہوں مجھے بہت پسند آیا کہانی حاجی انور صاحب آپ کی کہانی مجھے پسند ہے مگر آپ نظر کم آتے ہیں کیا وجہ ہے آپ کے چاہنے والے آپ کی تحریر کی انتظار کرتے ہیں پلیز لکھا کریں۔ غزلوں میں کشور کرن، گلشن ناز، بلقیس ریاض بدل گئی تقدیر منظور اکبر تبسم جھنگ اس بھائی کے ساتھ کیا مذاق کیا ہے کہانی کی شمار میں نام آئی مگر کہانی نہیں آئی میں پلیز ایسا لوگوں کی حوصلہ مت توڑیئے اس نے تو پہلے تمام دوستوں کو میسج بھی کیا تھا میرا کہانی آرہا ہے مگر ڈائجسٹ آیا نام آیا کہانی نہیں آیا وہ تو بہت پریشان ہوا ایسا مت کریں ریاض یا آتش بھائی کچھ سوچ کر لکھیں منظور بھائی خیر ہے ان لوگوں کو بھی

روزہ تھا سمجھ نہیں آرہا تھا تو غلطی ہوا۔ آخر میں تمام قارئین کو سلام۔

(کریم بگٹی)

◆......السلام علیکم جب مجھے پتہ چلا کہ ہمارے دکھ درد بانٹنے والے ہمارے مسیحا اس دنیا سے رحلت فرما گئے تو دل اس بات کو تسلیم ہی نہیں کر رہا تھا کہ وہ ہم سب کو چھوڑ کر چلے گئے بہت گہرا صدمہ پہنچا آنکھیں نم ہو گئیں بالکل بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ ہم سے بہت دور جا چکے ہیں لیکن بھیا حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ایک دن ہر کسی نے جانا ہے اپنی اپنی باری پہ اور ہمیشہ اچھے لوگ پہلے چلے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں ناں کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اچھے لوگوں کی ضرورت ہے وہ بہت ہی اچھے انسان تھے ہمارے دکھ درد بانٹنے والے ہمارے درد کو اپنا درد اور ہمارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والے ایک عظیم انسان تھے میں اگر ان کی تعریف لکھنے بیٹھ جاؤں تو شاید میرے پاس الفاظ بہت کم پڑ جائیں گے پس میں صرف اتنا ہی کہوں گی کہ ان جیسا نہ کوئی تھا نہ ہے اور نہ ہی کبھی ہو گا وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں رہیں گے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام کے درجے پر جگہ عطا فرمائے اور ان کے چاہنے والوں کو ان سے محبت کرنے والوں کو اور ان کی فیملی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ والسلام

(سارا عباس، ایم ایس اٹک)

◆......ستمبر 2012ء کا جواب عرض پڑھا بہت اچھا لگا سب کی سٹوریز اچھی لگیں پر جس سٹوری نے مجھے امپریس کیا اور اتنی اچھی سٹوری لکھی کہ میں بتا نہیں سکتی وہ سٹوری تیری قربت کے لمحے پھولوں جیسے ہے شعیب شیرازی میو اسلام آباد، آپ کو میری طرف سے مبارک ہو اور اس کے بعد اندر کا انسان ریاض حسین شاہد قبولہ شریف کی سٹوری اچھی تھی اور باقی بھی اچھی تھیں لیکن ملک ندیم عباس ڈھکو ساہیوال شروع میں آپ نے ہمارے پیارے ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر کے بارے میں بہت اچھا لکھا لیکن آخر میں آپ نے اپنی سٹوری شروع کر دی اس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا آپ کو اگر آپ کو خواہ مخواہ سٹوری اپنی لکھنی بھی تھی تو وہ علیحدہ لکھ لیتے آپ نے اس کہانی میں اپنی سٹوری کو شامل نہیں کرنا چاہیے تھا آپ نے اس لیے اپنی کہانی ساتھ میں لکھی ہو گی کہ پتہ نہیں میری اسٹوری کب شائع ہو گی اگر شہزادہ عالمگیر کی سٹوری کے آخر میں اپنی سٹوری لکھوں تو ساتھ میں ہی شائع ہو جائے گی خیر میں صرف یہی کہنا چاہوں گی کہ شروع میں سٹوری اچھی تھی لیکن آپ کی اپنی سٹوری بالکل فضول تھی مائنڈ مت کرنا اور شاعری صرف انتظار حسین ساقی کی اچھی تھی باقی سب کو سلام اور سب کے لیے دعائیں اللہ حافظ۔

(سارا عباس، ایم ایس، اٹک)

◆......ستمبر 2012 کا شمارہ میرے پاس ہے جو کہ میں مکمل پڑھ چکا ہوں جو کہ پورے شمارہ شہزادہ صاحب کے نام تھا جس میں تمام رائٹر بہت اچھے تھے خاص طور پر ریاض حسین شاہد کی کہانی پہلے نمبر پر تھی اندر کا انسان انتظار اشفاق بٹ کافی عرصہ بعد نظر آئے باقی نے بھی اپنے اپنے طور پر خوب لکھا باقی تمام سلسلے بھی بہت اچھے تھے اور غزلیں جو شہزادہ صاحب کے نام رائٹر نے لکھی وہ بھی بہت اچھی تھیں آجکل ذوالفقار سانول کسووال والے نظر نہیں آرہے جناب کہاں ہو لوٹ آؤ آخر میں جواب عرض والوں سے اپیل ہے جواب عرض جلدی شائع کیا کریں بہت زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے تب جا کر جواب عرض ملتا ہے کرن خان اور کرن ناز بھی آج کل نہیں لکھ رہیں گلشن ناز سے اپیل ہے کہ کوئی قسط وار سٹوری لکھیں آخر میں تمام رائٹر کو خلوص بھرا اسلام۔

(یونس عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

◆......ستمبر کا جواب عرض پانچ اکتوبر کو ملا جولائی کے جواب عرض کے بعد تو ترس ہی گیا راولپنڈی ایبٹ آباد اور مانسہرہ چھان مارا جواب عرض نہیں ملا اگر ایسے ہی حالات ہوئے تو جواب عرض سے ناطہ توڑنا پڑے گا جواب عرض

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو وقت پر شائع کریں اور شمارہ کی تعداد میں اضافہ کریں یہی تو ایک یادگار شہزادہ صاحب کی ہمارے پاس ہے میرے دوستوں اور بھائیوں نے اس مرتبہ شہزادہ صاحب کے بارے میں لکھ لکھ کر جواب عرض بھر دیا بڑا ہی مزہ آیا اس چہرے کو ہم قیامت تک نہیں بھول سکتے یہ ہمارے زخموں پر پٹی لگانے والے ایک ماہر ڈاکٹر تھے اس کی سیٹ اب بھائی التمش نے تو سنبھال لی لیکن ہمیں جواب عرض وقت پر نہیں مل رہا ہم پرانے قاری ہیں 1983ء سے جواب عرض پڑھتے آرہے ہیں تھوڑا سا خیال رکھنا باقی جواب عرض سراپا اپنی مثال آپ ہے کس کس کالم کی تعریف کروں سبھی کالم اچھے چل رہے ہیں آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہزادہ صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور بھائی التمش صاحب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(محمد ہارون قمر، ہزارہ)

◆......السلام علیکم شہزادہ التمش عالمگیر صاحب ! عرصہ 10 سال سے جواب عرض کا قاری ہوں جناب عالمگیر صاحب نے ہمیں بہت سی محبتیں دیں جس کے ہم قابل نہ تھے میری گزارش ہے کہ موبائل نمبر والا سلسلہ مکمل طور پر بند کریں اس سے لوگوں نے ایک بہت سے کام شروع کر لیے ہیں جواب عرض کو بدنام کیا جا رہا ہے مہربانی کر کے پرانی قاریوں اور رائٹروں کو جگہ دیں تا کہ یہ اور خوبصورت بن جائے آخر میں ریاض صاحب آپ تو بہت پرانے گرافکس ہیں آپ نے تو اپنی تحریر ہی بند کر دی باقی جواب عرض کی ترقی کیلئے ہم دعا گو ہیں جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے مہربانی کر کے پرچہ کو 10 تاریخ تک لے آئیں آپ کی نوازش ہوگی۔

(علی رضا، فیصل آباد)

◆......السلام علیکم شہزادہ صاحب کے اس دنیا سے رخصتی کا پڑھ کر نہ جانے ایک خوف سا طاری ہو گیا دل پر ایسا لگا کہ جیسے اس دل سے سکون اور قرار لے گیا کوئی پہلے تو میں شک میں تھا لیکن آج یقین ہو گیا کہ جس کو میں اپنے دل کا حکمران بنا لیتا ہوں وہی مجھے چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی روح کو تسکین اور قرار ملے انہوں نے بہت سے لوگوں کو ڈھیر ساری خوشیاں دی ہیں اور میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہ ذمہ داری سنبھال لی بہت عرصے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں آپ کہانی میں نام بدلتے ہیں لیکن میری التجا ہے کہ میری کہانی میں سارے نام فرضی ہیں اس لیے اگر ہو سکے تو انہی ناموں کے ساتھ میری کہانی شائع کر لیجئے۔ شکریہ

(بابر خان، جہلم شہر)

◆......السلام علیکم کے بعد عرض ہے ستمبر کا جواب عرض میرے ہاتھ میں ہے تمام دوستوں نے شہزادہ عالمگیر سے اپنے پیار کا اظہار کیا اور ان کی شخصیت نکھار بہت اچھے انداز میں کیا کشور کرن ملک عاشق حسین دوست محمد خاں حکیم جاوید نسیم و ریاض حسین انتظار ساقی نثار احمد حسرت ایم اشفاق بٹ، صدا حسین صدا سلطان شہزاد کیف، شعیب شیرازی، ملک ندیم عباس، شازیہ چوہدری احمد عجمی ایاز احمد، آپ سب کو میری طرف سے مبارکباد اور خلوص بھرا اسلام بھائی عبدالرشید صارم صاحب میں آپ کی کال کا منتظر ہوں آپ مجھے کب تک ویٹ کرواؤ گے منظور اکبر تبسم کے پاس میرا نمبر ہے شاعری میں انتظار ساقی، آصف سانول، کشور کرن، نرگس ناز ملک عاشق محمد علی جمیل فدا زبردست رہے بھائی اشفاق بٹ صاحب میرا شعر پسند کرنے کا شکریہ وقت کی کمی کے باعث جن دوستوں کے نام نہیں لکھ سکا ان سے معذرت چاہتا ہوں ریاض بھائی جواب عرض کے رائٹروں کو ان کے معیار کے مطابق عزت دی جائے باقی جو دوست خود ہی دس دس لڑکوں کے علیحدہ علیحدہ نام لکھ کر لیٹر پوسٹ کر دیتے ہیں وہ ایسا کرنے سے پرہیز کریں جھوٹی شہرت اور کامیابی سے سچی ناکامی ہی بہتر ہے اگر کسی کو برا لگا ہو تو معذرت چاہتا ہوں۔ والسلام

(ایم عاصم، وہاڑی)

◆......ستمبر کا شمارہ 25 ستمبر کو لودھراں سے خریدا پہلے بہاولپور سے پتہ کیا لیکن انہوں نے کہا کہ یہاں ختم ہو چکا ہے اور اس دفعہ دو دو کو نہ جواب عرض نہیں پہنچا بھائی شہزادہ التمش اور بہن شہلا عالمگیر سے ایک گزارش ہے کہ پہلے رسالہ جلدی آ جاتا تھا مگر اب اتنا زیادہ لیٹ کیوں آرہا ہے میرے خیال ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے جواب عرض کو پہلے والی پوزیشن پر لے آئیں پہلے کی طرح یکم سے قبل رسالہ مارکیٹ میں ضرور آنا چاہیے اب آتے ہیں شہزادہ عالمگیر نمبر کے بارے میں سب سے پہلے بقول شہزادہ التمش پڑھی اور آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اس کے بعد پاپا تجھے کہاں تلاش کروں شہزادہ فیصل کی تحریر اپنی مثال آپ تھی مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا کہ عالمگیر بھائی ہماری دنیا چھوڑ چکے ہیں باقی بھائی فیصل صاحب کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں کہ وہ اپنے والد کا آخری دیدار بھی نہ کر سکے باقی کشور کرن کی کہانی خوبصورت عذاب بن گئی بہت زبردست تھی اور میری اپنی تحریر شہزادہ عالمگیر کے بارے دیکھ کر بہت زیادہ خوشی ہوئی باقی اندر کا انسان بھائی ریاض قبولہ شریف کی تحریر اور کہانی زبردست تھی بھائی ریاض صاحب آپ تو بہت بہادر ہیں ہم آپ کو داد دیتے ہیں باقی یہ کس کی نواز ہے محترم سلطان شہزاد کیف الکویت کی تحریر ایک زبردست مثال تھی باقی کیف صاحب نے مجھے بھی اپنے الفاظ میں یاد کیا اس کی بڑی مہربانی کیف بھائی ہم بہت ہی دکھی ہیں باقی آئینہ روبرو میں امجد وکی کورونا نہ کا لیٹر پڑھ کر دل دکھی ہو گیا ہے کیونکہ اس نے اعلان کیا ہے کہ یہ میرا آخری خط ہے بھائی صاحب کوئی بات نہیں اگر آپ جواب عرض کو چھوڑ رہے ہیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور کوئی آجائے گا آخر میں میری یہی دعا ہے کہ جواب عرض یونہی چمکتا اور مہکتا رہے آمین ثم آمین۔

(محمد آفتاب شاد، ضلع وہاڑی)

◆......السلام علیکم پیارے بھیا ماہ ستمبر کا شہزادہ عالمگیر نمبر کافی لیٹ ملا ہے حب چوکی کے چکر لگا لگا کر تھک گیا اور ہر روز وحید بھائی کو تنگ کر کے پوچھتا تھا پلیز بھیا ایک یا دو تاریخ تک محبوب رسالے کو حب سٹی بھیج دیا کریں ہم سے اتنا ویٹ نہیں ہوتا اور اس مرتبہ تو پورا رسالہ غمگین تھا اس مرتبہ رسالے نے بہت رلایا مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ ہمارا چاہنے والا ہمارا مسیح ہمیں تنہا چھوڑ کے گئے اسے ایک سال ہو گیا ہے وہ ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہیں اس مرتبہ تمام کہانیاں زبردست تھیں کسی ایک کا نام لوں تو ناانصافی ہو گی اور جسموں نے انکل کے لیے شاعری اور کہانیاں لکھی ان تمام فرینڈز کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو آپ نے کیوں شائع نہیں کی؟ پلیز برادر ایسا مت کریں ہمیں جواب عرض سے بہت محبت ہے ہمارا دل مت توڑیں پلیز بھیا کچھ دوستوں کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں عمر دراز بادشاہ سیف الرحمن زخمی وحید بلوچ، الٰہی بخش غمشاد، قاسم بلوچ، عمران انجم، زیب ظہور، انکل ریاض احمد سسٹر آمنہ راولپنڈی اور آپی راحیلہ منظر کو سلام پیش کرتا ہوں آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں۔

(عمران بلوچ، حب ڈیم)

◆......ستمبر کا شمارہ بہت پسند آیا اس بار پھر میری حوصلہ افزائی ہوئی بہت خوشی ہوئی میری شہزادہ بھائی سے ریکوسٹ ہے کہ پلیز نمبر شائع کیا کریں اور میرا اپنی جان آر سے درخواست ہے کہ وہ لوٹ آئے قارئین سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ دعا کریں وہ وہ لوٹ آئے اور ہمیشہ کے لیے میری ہو جائے۔ ناچیز

(عامر امتیاز نازی، راولپنڈی)

◆......ستمبر کا تحفہ بہت اچھا تھا جن رائٹر بھائیوں نے اس میں حصہ لیا ہے اور دوسرا شہزادہ التمش بھائی نے ہمارے قارئین کا خطوں کو ضائع نہیں میں ان کا بھی شکر گزار ہوں سب کہانیاں اچھی تھیں۔ سب سے پہلے شور کرن آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوپن

غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟

''جواب عرض'' میں آپ اس کالم میں ''غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو کیسا لگتا ہے؟'' سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ آپ کی رائے ہم ''جواب عرض'' میں شائع کر دیں گے۔ آپ یہ کوپن کاٹ کر اپنی رائے کے ساتھ ہمیں ارسال کر دیں۔

میری رائے میں ______________________________

____

____

نام:______________ شہر:______________

کوپن

آپ کا بہترین دوست کون ہے؟

آپ کا بہترین دوست کون ہے اور کیوں ہے، کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کا سب سے اچھا اور بہترین دوست ہے؟

میرا بہترین دوست ______________________________

____

____

____

نام ______________ شہر کا نام ______________

پلیز پانچ نمبر کا قسط بھیج دو دوسرا ریاض حسین شاہد قبولہ شریف والے آپ کا اچھا کہانی تھا آپکا بہت بہت شکریہ اور آئندہ بھی اسی طرح کہانی بھیج دیا کریں جیسا اندر کا انسان بہت اچھا تھا بقایا تمام رائٹر بھائیوں نے بھی خوب محنت کی تھی میں ان کا بہت شکرگزار ہوں اور آئندہ بھی اس طرح لکھے اب اجازت چاہتا ہوں والسلام میری طرف سے تمام ٹیم کو سلام قبول ہو۔

(نامعلوم)

♦ ......السلام علیکم آپ کی خدمت میں ایکبار پھر حاضر ہو رہا ہوں کیونکہ 2 ماہ رسالہ نہ ملنے کی وجہ سے کچھ تحریر نہ بھیج سکا جس کے لیے معافی چاہوں گا ہمارے علاقے میں سیلاب آنے کی وجہ سے ڈاک لیٹ موصول ہوا محترم شہزادہ صاحب خدا آپ کو اور آپ کے والد گرامی پر خداوند کریم خاص عنایت حاصل ہیں کہ آج ہم اس کا ایک حصہ ہیں شہزادہ عالمگیر مرحوم صاحب کو اللہ جنت میں جگہ عطا فرمائے وہ بڑے شریف النفس انسان تھے وہ ہمارے قارئین کا دل کبھی نہیں توڑتے تھے اور آپ بھی تو ان کے فرزند انجمن ہوئے ہم سب قارئین آپ کے والد محترم اور جواب عرض کیلئے دعا گو ہیں قارئین کی محبتیں ہیں جو ہم بار بار لکھتے ہیں اور جواب عرض کے ٹیم نے بھی کافی سپورٹ فراہم کی ہے۔ میرے اچھے اور نیک دوست بھائی بہنیں جو ہمیں ہر وقت یاد کرتے ہیں میں ان کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں چکوال سیالکوٹ علی پور چوٹی زیریں خان پور رحیم یار خان تمام دوستوں کا بہت ممنون و شکرگزار ہوں۔

(فیض اللہ باور، دربارخی سرور)

♦ ......جواب عرض ایک بہت ہی پیارا سا معلوماتی محبت ناموں سے بھرپور چاند کی طرح دھمکتا سولہ سنگھار کی طرح ایک بہترین سدا بہار رسالہ ہے مجھے بے حد پسند ہے جواب عرض میں کافی تحریریں بھیجی اور وہ وقتاً فوقتاً شائع ہوا کرتی تھیں اور کہانیاں تو ان خوبصورت کے صفحات پر لازم ہی شائع ہوا کرتیں مجھے جواب عرض کے مرحوم چیف ایڈیٹر شہزادہ عالمگیر کے انتقال کا سن کر بے حد دکھ ہوا تھا اور ہے میری تحریروں کو اب بھی ویسے ہی جگہ دی جائے گی اور میں جلد ہی اپنی کہانی بھیجوں گی۔ جواب عرض میں مجھے دوبارہ سے آنے پر خوش آمدید کہیئے۔

(آستر، کراچی)

♦ ......ماہ اگست کا شمارہ ٹوٹے سپنے نمبر 27 اگست کو ملا جسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی میں نے سب سے پہلے مس کشور کرن کی کہانی خوب صورتی عذاب بن گئی پڑھی جو بہت پیاری کہانی تھی اور ہم سب کے لیے ایک سبق اموز کہانی ہے خدا ہم سب کو اچھے اور نیک کام کرنے کی ہمت عطا کرے میری طرف سے مس کشور کرن کو اچھی کہانی لکھنے پر مبارک باد قبول ہو اور میری پھر دعا ان کے ساتھ ہے اس کے بعد دل نواز جوئیہ کی کہانی کسک دل کی پڑھی جو پڑھتے ہوئے میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے میرے پیارے بھائی آپ نے کہانی بہت محنت کی ہے میری طرف سے آپ کو مبارکباد قبول ہو اور میں یہ بھی امید کرتا ہوں آپ ہمارے اسی طرح کی پیاری پیاری کہانیاں لکھتے رہیں گے اس کے بعد بھائی عبدالرؤف بخاری کی کہانی محبت کی فتح میرے بھائی عبدالرؤف بخاری صاحب آپ کی کہانی پڑھتے ہوئے مجھے اپنی محبت یاد آگئی کاش وہ بھی مجھ سے وفا کرتی اس کی یاد آج بھی میرے دل میں ہے میری ہر دھڑکن اس کا نام لیتی ہے میری طرف سے آپ کو مبارکباد قبول ہو احساس کے زخم نامعلوم ہمارے پیارے بزرگ حاجی محمد انور لانگ صاحب آپ تو سال سال کے بعد اس دکھی نگری میں نظر آتے ہو حاجی صاحب یہ دکھی نگری آپ کے دام سے قائم ہے آپ بھی اس نگری میں شامل ہوا کرو ہم تو آپ کے دیوانے ہیں میں آپ کی کہانیاں 92 سے پڑھتا ہوں آپ کے قلم میں بہت جادو ہے جو پھر پڑھنے والے کو محسوس ہوتا ہے میری طرف سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جواب عرض کوپن

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام ومقام

نام .... شہر ....

پیغام (شعر کی شکل میں) ....

....

....

....

بھیجنے والے کا نام ومقام

نام ....

شہر ....

جواب عرض ماہنامہ لاہور

یہ کوپن کاٹ کر اس پر شعر لکھ کر ہمیں ارسال کر دیں

نام ________ شہر ________ فون نمبر ________

میرا بہترین شعر

____

____

____

مکمل پتہ ________________________________

____

دعا آپ کے ساتھ ہے خدا آپ کو صحت اور تندرستی عطا فرمائے آمین ۔ ملک ندیم عباس کی کہانی میرا نصیب اور کہانی تھی کوئی آرزو پوری نہ ہوئی اور منیر رضا کی کہانی ہم تم سے جدا ہو کے مر جائیں گے دوست محمد خان وٹو کی کہانی بہت چاہا اسے دل نے باقی سب کالم بہت پیارے تھے بھائی ریاض آپ کو میرے طرف سے اچھی ڈائری لکھنے پر مبارکباد قبول ہو آخری میں ایک گزارش کرتا ہوں شہزادہ التمش صاحب ریاض اور جمال ادین سے آپ اس جواب عرض کو اور بھی خوبصورت بنائیں یہ جو آپ سے غلطی ہوتی ہے کبھی کہانی ہوتی اور لکھنے والے کا نام نہیں ہوتا آپ اس طرح نہ کرو اس طرح کرنے سے جواب عرض کا معیار گر جاتا ہے ہمیں پہلے کی طرح ایک پیارا سا تھا ہمارے پیارے انکل شہزادہ عالمگیر کے دور والا ریاض بھائی آپ پہلے ابھرتے شعر اور اس کے بعد غزلیں پھر کہانیاں ہوں تو پھر جواب عرض کا مزہ آئے گا جمال الدین صاحب آپ بھی اس میں اپنا کردار ادا کرو پورا اسٹاف محنت کرے گا تو پھر یہ سب کام ہو گا جواب عرض کی جو قسمت بھی ہو گئی ہم آپ کے ساتھ ہیں میری طرف سے جواب عرض کے تمام سٹاف کو سلام قبول ہو۔

(سیف الرحمٰن زخمی، سیالکوٹ)

◆ ......ستمبر کا شمارہ مجھے چاند رات کو حب چوکی سے ملا تو عید کی خوشیاں دوبالا ہو گئیں اور شاپنگ کا بھی مزہ آیا مگر اپنی کوئی تحریر نہ پا کر خوشیاں کا تاج محل اک دم سے گر گیا اور رسالہ بھی کافی مختلف شائع ہوا تھا نہ پیاروں کے نام نہ شاعری تھی نہ مختصر اشتہار تھے اور کہانی بھی ہر اک عجیب انداز سے تحریر تھی اسلامی صفحہ غائب تھا پلیز سر شمارے پر غور کریں اور پہلے کی طرح شائع کریں اور فون نمبر بھی ضرور شائع کریں کیونکہ اس جدید دور میں خطوط نہیں لکھے جا سکتے اور خاص جو قارئین میری طرح گاؤں کے رہائش پذیر ہیں برائے کرم اس بات پر غور کریں تا کہ ایک دوسرے کو غم سنا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کریں شاعری میں گلشن ناز، نائلہ طارق، شہباز گل، کی شاعری زبردست تھی غزلوں میں عمران، انجم قاسم بلوچ انیس سلمیٰ گلاب سسٹر آمنہ راولپنڈی کریم بگٹی اور اے ڈی حاجی انور صاحب کوئی آرزو پوری نہیں زبردست کہانی تھی ندیم عباس کو میری طرف سے سلام منظور اکبر کی کہانی کا نام تھا شائع نہیں کی کیوں کر اور خوبصورتی عذاب بن گئی خوب جاری ہے آخر میں عمران بلوچ کی طرف سے محبت بھرا سلام قبول ہو اور جواب عرض کی کامرانی کیلئے دعا گو ہوں۔

(عمران فنا، بلوچستان)

◆ ......سر کیا حال ہے آپ کا سر میرا نام ماریہ مغل ہے میرا تعلق ضلع بہاولنگر سے ہے اور مجھے کہانیاں لکھنے کا بہت شوق ہے لکھنے کا شوق ہی نہیں بلکہ عشق ہے سر میں آپ کے رسالے جواب عرض کے لیے لکھنا چاہتی ہوں سر میں آپ کی مدد سے اپنے شوق کو پورا کر سکتی ہوں سر میں کہانیاں شہرت یا پیسے کے لالچ میں نہیں بلکہ اپنے شوق کو پورا کرنے کے لیے لکھنا چاہتی ہوں میں پہلے بھی کراچی کے ایک ڈائجسٹ میں کئی بار کہانی لکھ چکی ہوں اب میں آپ کے رسالے کے لیے لکھنا چاہتی ہوں جواب عرض کے لیے میری خواہش ہے اور جواب عرض کی تو کوئی مثال نہیں اور میرے پاس تو الفاظ ہی نہیں اس کی تعریف کے لیے سر اگر آپ اپنے رسالے میں مجھ کو تھوڑی سی جگہ دے دیں تو آپ کی بہت مہربانی ہو گی ہو سکتا ہے میں لکھنے کے اتنے قابل نہ ہوں مگر آپ کی مدد سے میں لکھنے کے قابل ہو سکتی ہوں میں نے بہت امید لیکر آپ کو خط لکھا ہے آپ میرے خط کو پڑھ لیں آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔ والسلام

(بیٹا آپ کہانی لکھیں جواب عرض اس کو ضرور شائع کرے گا)

(ماریہ مغل، بہاولنگر)

Courtesy www.pdfbooksfree.pk